لاہور فن خطاطی

اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد اقبال بھٹہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Institute of Islamic ...
LIBRARY
Punjab University

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اقرأ باسم ربك الذي خلق

خلق الإنسان من علق

اقرأ وربك الأكرم الذي علم بالقلم

القرآن الحکیم

علم الإنسان ما لم يعلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

DATA ENTERED

Institute of Islamic Studies
LIBRARY
Punjab University, Lah.

لاہور اور فن خطاطی

MFN
12850

SEERAH LIBRARY
Institute of Islamic Studies
University of the Punjab Lahore.

تالیف
ڈاکٹر محمد اقبال بھٹہ

علم و عرفان پبلشرز 34-اردو بازار، لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

نام کتاب ——— لاہور اور فن خطاطی
مصنف ——— ڈاکٹر محمد اقبال بھٹہ
ناشر ——— گلفراز احمد
تعداد اشاعت ——— ایک ہزار
تاریخ اشاعت ——— دسمبر ۲۰۰۷ء
خطاطی سرورق ——— عبدالرحمٰن
ڈیزائنگ لے آؤٹ ——— شاہد گلزار۔فضیل کیانی
قیمت ——— 2500/- روپے
بیرون ملک قیمت ——— 60/-$ امریکی ڈالر
30/- £ پاؤنڈ
آئی۔ایس۔بی۔این۔نمبر ——— 969-8517-00-9

2474

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتساب

www.KitaboSunnat.com

والدِ گرامی قدر محمد شفیع انور سیالویؒ کے نام
جنہوں نے ۵۵ برس تک فنِ خطاطی کی آبیاری کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لاہور نامہ

ذوق و شوقِ سفر نے تڑپایا — آب و دانہ مجھے یہاں لایا

جلوہ گاہِ جمال ہے لاہور — مخزنِ ہر کمال ہے لاہور

ہر ہُنر اِس میں جلوہ آرا ہے — شہر لاہور ایک دنیا ہے

شِعر، موسیقی، رقص، خطّاطی — فنِّ صُورت گری و نقّاشی

ایک دو حُسن ہوں تو بات کروں — کِس طرح شرح کائنات کروں؟

جو ہرِ معدنِ ثقافت ہے — جلوۂ ایمنِ لطافت ہے!

کیسے جلووں کے درمیاں ٹھہرے! — بجلیوں میں نظر کہاں ٹھہرے!

حُسن معراج پر نظر آیا — عِشق تھامے ہوئے جگر آیا

ہر نظارہ نظر کے قابل ہے — یہ محبّت بھرا کوئی دل ہے

عزم جزمِ سفر سے باز آئے

ہر مسافر یہیں ٹھہر جائے!

آغا صادق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مندرجات

تعارف تحقیق 9

حرف آغاز 11

باب اول اسلامی خطاطی 17

خط اسلامی کے تین نظریات: نظریۂ توقیف، نظریۂ تعبیری، نظریۂ سریانی 19

اہمیت خطاطی 22

اقسام خطاطی 24

خط کوفی 30

خط محقق و ریحان 34

خط ثلث 35

خط نسخ، توقیع 44

خط رقاع، غبار 45

خط مسلسل، طغریٰ، تعلیق 46

خط شکستہ 47

خط شفیعہ، مغربی، بہار 48

خط نستعلیق 49

حواشی و تعلیقات 52

باب دوم لاہوری خطاطی پر اسلامی ممالک کے اثرات 55

زمانی اور مکانی لحاظ سے اسلامی دنیا کی تقسیم 62

عمومی اثرات 64

خطاطی افریقہ، اندلس میں 65

عثمانی، ایلخانی، غزنوی 66

برصغیر میں ممالیک 67

خطاطی عراق میں 83

وسط ایشیائی اثرات 88

ایران میں خطاطی 89

داخلی اثرات 94

حواشی و تعلیقات 97

باب سوم خطاطان قرآن 99

خلافت راشدہ میں قرآنی خطاطی 103

بنو امیہ اور بنو عباس کے عہد میں قرآنی خطاطی 105

برصغیر میں قرآنی خطاطی کے مختلف ادوار 109

لاہور کے قرآنی خطاط 115

حواشی و تعلیقات 141

باب چہارم لاہور میں خطاطی سکھانے کے مدارس 145

برصغیر میں اسلامی خطاطی سکھانے کے مراکز 151

لاہور میں خطاطی کے اولین مدارس 152

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایبک اور التمش دور میں خطاطی کے مراکز 153
خطاطی کے مراکز مغلیہ دور میں 154
اکبری عہد میں لاہور میں خطاطی کے مراکز 155
جہانگیری دور کے خطاط 158
عبدالرشید دیلمی اور ان کا مدرسہ 160
لاہور میں خطاطی عہد اورنگ زیب عالمگیر 164
لاہور سکول 165
حواشی و تعلیقات 212

■ باب پنجم خطابات یافتہ خطاط 217
الف تا ی 219-256
حواشی و تعلیقات 257
خطابات یافتہ خوشنویس ضمیمہ 261

■ باب ششم اخباری خطاط 263
اخبار نویسی کا آغاز 265
لکھنؤ کا دور اور لاہور میں اخبار نویسی 266
جدید اردو صحافت کا آغاز 268
لاہور میں صحافت ۱۹۰۰ سے ۱۹۲۰ تک 269
اردو اخبار و دیگر اخبارات 270
لاہور میں ہندوؤں اور سکھوں کے اخبارات 274
خوشنویس یونین کا قیام 275
قیام پاکستان کے بعد لاہور میں صحافت 277
ویب آفسٹ طریق طباعت 278
حواشی تعلیقات 314

■ باب ہفتم کتابہ نویسی 317
کوفی آرائش 321
دیواری خطاطی 325
علاقائی اثرات 327
کاشی کاری کی آمد 328
کتبات کا مطالعہ 329
لاہور میں کتبات مساجد 340
قلعے 351
باغات کے کتبے 353
مینار پاکستان ۔ ہمہ جہت مینار 356
جاوید منزل ۔ ایوان اقبال 359
کتبات قبور 361
کتابہ نویس 382
حواشی تعلیقات 384
اختتامیہ 389
کتابیات 395

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تعارف تحقیق

میرے لیے یہ اعزاز کی بات ہے کہ میں ایسی کتاب کے بارے میں لکھ رہا ہوں جس میں اصل تحقیق تو ۱۱۹۴ صفحات پر محیط ہے اور اس کے ابواب میں اسلامی خطاطی اور اس کی اقسام خطاطان قرآن، خطابات یافتہ خطاطین، اخباری خطاط، تاریخ لاہور خطاطی کے حوالہ سے ، لاہور کی تاریخی عمارتوں پر خطاطی، خطاطی پر کمپیوٹر کے اثرات پر بحث کی گئی ہے۔
لاہوری خطاطوں پر عالم اسلام کے اثرات جیسے موضوعات زیر بحث آئے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو اس کتاب کا ہر باب راہ تحقیق کے نت نئے موضوعات بتاتا ہے اور اس کے ہر باب پر پی ایچ ڈی ہو سکتی ہے۔ اس کے حواشی و تعلیقات کے مطالعہ کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف نے نہایت عرق ریزی سے نادر کتب سے استفادہ کیا ہے۔
دراصل لاہور میں اسلامی علوم و فنون کا احیا سلطان محمود غزنوی کے دور سے ہوا قبل از یں ۷۱۲ء میں محمد بن قاسم کے حملہ سندھ کے بعد کوفی رسم الخط کی متعدد اقسام پاکستان میں متعارف ہو چکی تھیں منصورہ سے ملنے والے کوفی قرآن کے نمونے اور بھنبھور سے ملنے والے ۱۴ کتبات اس بات کے غماز ہیں کہ خط کوفی سندھ باب الاسلام سے پاکستان میں داخل ہوا جبکہ خط ثلث محمود غزنوی کے ہمراہ لاہور میں روشناس ہوا۔ لاہور شہر جہاں دیگر علوم و فنون کا مرکز رہا ہے وہاں خطاطی کی کوئی ایسی مروج شکل نہیں جو یہاں مستعمل نہ رہی ہو اور یہاں کے معروف خطاطین نے پورے ہندوستان میں اسلامی خطاطی کے احیا اور فروغ کے لئے قابل قدر کام کیا دہلی، لکھنو اور دکن سکول لاہور کے خوشنویسوں کے مرہون منت رہے اور آج بھی ہیں بالخصوص پچھلے صد سالہ دور میں پورے ہندوستان میں اتنے روزنامے اور ماہنامے نہیں نکلتے ہوں گے جتنے لاہور سے شائع ہوتے تھے ان روزناموں میں خوشنویسوں کے قلموں کی موشگافیاں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ بڑے اخبار اچھے خوشنویسوں کو اپنے ادارے میں پرکشش مشاہرے پر ملازم رکھتے۔
اس کتاب کے ذریعے خطاطی کے فروغ میں لاہور کا حصہ متعین ہو سکے گا۔ لاہور میں خطاطی کی نشاۃ ثانیہ شاہ جہاں کے زمانہ میں استاد عبدالرشید دیلمی سے شروع ہوتی ہے جسے محمد افضل لاہوری نے خوب مشق بہم پہنچا کر وہی عروج حاصل کیا جو رشید دیلمی کو حاصل رہا بعد میں امام ویردی نے مستقل مشق سے انتہائی عروج حاصل کیا جس کے قلم کو لاہور کے خطاطوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا منشی عبدالغنی نقو کاتب ، حاجی دین محمد، سید احمد ایمن آبادی، عبدالمجید پروین رقم اور تاج الدین زریں رقم، محمد صدیق الماس رقم، محمد شفیع انور سیالوی، حافظ محمد یوسف سدیدی، صوفی خورشید عالم خورشید رقم اور سید انور حسین نفیس رقم ایسے خطاط ہیں جن میں سے ہر ایک پر انفرادی مقالہ تحریر کیا جا سکتا ہے۔ پروین رقم نے امام ویردی کے خط کے مطالعہ کے بعد اتنی مشق بہم پہنچائی اور اجتہادی اضافے کر کے لاہور شہر میں ایک ایسی طرز کی بنیاد رکھی جس نے عالم اسلام میں بے پناہ پذیرائی حاصل کی۔
اگرچہ پنجاب پر دیگر کتب کئی منفرد انداز سے شائع ہوتی رہی ہیں مگر فنون کے حوالے سے خطاطی اور تاریخ خطاطی نظر انداز ہوتے رہے بیسویں صدی کی آخری دہائی میں کمپیوٹر کی ایجاد اور نوری نستعلیق کے فونٹ شاہکار اور ''ان پیج'' کی آمد سے اخباری صنعت میں ایک انقلاب آ گیا جس کی وجہ سے جہاں متعدد خوشنویس بے روزگار ہوئے تو دوسری طرف اعلے خطاطوں کے کام کی مانگ میں اضافہ ہو گیا۔ اس طرح بعض خطاطوں نے اپنی بقا کی خاطر حد درجہ محنت کر کے اپنے آپ کو استادی کے مرتبہ پر فائز کر لیا آج لاہور میں محمد علی زاہد، واجد محمود یاقوت رقم، عبدالرحمان، احمد علی بھٹہ، خالد جاوید یوسفی، خورشید عالم گوہر قلم اور متعدد دوسرے خطاط اپنی قلموں سے حروف کو باغ و بہار بنانے میں مصروف ہیں۔ کمپیوٹر کی ایجاد کے بعد فن خطاطی کی تاریخ مرتب کرنا انتہائی ضروری تھا یہ کتاب نہ صرف فن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خطاطی کی تاریخ کا احاطہ لاہور شہر کے حوالہ سے کرتی ہے بلکہ محمود غزنوی سے لے کر ۲۰۰۰ء تک کے خطاطوں کے نمونوں سے آراستہ ہے جن کو دیکھ کر روحانی تسکین کے ساتھ ساتھ آنکھوں کو ٹھنڈک میسر ہوتی ہے اور فن خطاطی کے مختلف ادوار میں مروج رسم الخطوط میں تبدیلیوں کا بہتر اندازہ ہوتا ہے کتاب کی ڈیزائنگ اور رنگین طباعت کے لحاظ سے پبلشر گلفراز احمد مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے اسے کثیر سرمایہ سے شائع کر کے ایک منفرد دستاویز کی صورت میں شائقین خط کے مطالعہ کے لئے پیش کیا۔ مجھے امید ہے کہ یہ کتاب پنجاب کے شہر لاہور کی فن خطاطی کی تاریخ میں ایک سنگ میل ثابت ہوگی اور شائقین خط ذوق وشوق سے اسے حاصل کر کے نہ صرف اپنے علمی شوق کی تسکین کریں گے بلکہ اپنے کتب خانوں کی زینت بنائیں گے۔

سلیم الحق

ڈائریکٹر جنرل آثار قدیمہ پاکستان

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرفِ آغاز

ایک دو ہوں ہنر تو بات کروں
کس طرح شرح کائنات کروں

مسلمانوں نے علوم وفنون کی ترقی واشاعت کے لئے جو گراں بہا خدمات انجام دی ہیں وہ تاریخ عالم کا ایک روشن باب ہیں ان کے ذوق جمیل اور نفاست مزاج کا ایک مظہر اسلامی فن خطاطی بھی ہے ایک عرصے تک خوشخط ہونا بھی تعلیم یافتہ ہونے کی دلیل سمجھا جاتا تھا اگرچہ آج زمانہ کی تیز رفتاری نے ہمیں اس تصور سے دور کر دیا ہے لیکن خطاطی کا فن کمپیوٹر کی ایجاد کے بعد صرف سربرآوردہ خطاطوں تک محدود رہ گیا اب بھی ہمارے ہاں بلند مرتبہ خطاط موجود ہیں جن کے پاس آموزگان خطاطی زانوئے تلمذ تہ کرتے ہیں اور ترقی طباعت کے ساتھ ساتھ فن کے نمو کی آبیاری کر رہے ہیں ان میں اساتذہ فن کی زیادہ تر تعداد پنجاب سے وابستہ ہے جو بسلسلہ روزگار لاہور میں موجود رہے۔

محمود غزنوی کی فتح لاہور سے اب تک یہ خطہ علوم وفنون کی آماجگاہ رہا ہے یہ شہر جہاں اپنے دامن میں تاریخی عمارات کے گوہر سمیٹے ہوئے ہے۔ وہاں اس شہر نے سعد سلمان مسعود، الفرج روتی، راجہ ٹوڈرمل، شاہ جہاں، شہریار، مرزا سلیمان، راجہ بھگوان داس، قطب الدین، مرزا عبدالرحیم خانخاناں، مہدی قاسم خان، سکندر خان، حسین خان، خسرو، شیخ فرید، فرحت خان، خواجہ شمس الدین، حسن بیگ، شیخ مبارک، مرزا لاہوری، میر مراد، نور جہاں۔ آصف خان، علی دوست خان، مولانا حسام الدین، شیخ موسیٰ، شیخ یوسف، شیخ داؤد، مولانا محمد، شیخ احمد مولانا عبدالسلام، مولانا اسحاق، میر نوراللہ مولانا جمال، مولانا اسماعیل، شیخ منور، عرفی شیرازی، ابوالبرکات منیر لاہوری، قاسم ارسلان، غزنین خان، قاضی ابوالحسن شیرازی، اور سالار ارباق، احمد نیالتگین تلک جیسے مشاہیر پیدا کئے عالم اسلام کے اکثر و بیشتر مفکرین جو لاہور سے گزرے انہوں نے یہاں رہنے کو ترجیح دی بقول آغا صادق

عزم جزم سفر سے باز آئے   ہر مسافر یہیں ٹھہر جائے

مولانا احمد علی لاہوری کے مطابق

''اے اہل لاہور اگر میں تمہیں بتا دوں کہ کتنے اولیائے کرام یہاں آسودہ خاک ہیں تو تمہارا چلنا پھرنا رک جائے''

حضرت مجدد الف ثانی کے مطابق

''اے خطہ لاہور تجھ سے نورانی شعاعیں اٹھ اٹھ کر بلاد ہند کو منور کر رہی ہیں''

ملکہ نور جہاں لاہور کی تعریف میں کہتی ہیں

لاہور بجان برابر خریدہ ایم   جان دادہ ایم و جنت دیگر خریدہ ایم

جبکہ جہانگیر کی اس شہر میں دفن ہونے کی خواہش کا احترام کیا گیا جہانگیر کے درباری شاعر طالب آملی کے مطابق

''سکندر گو کہ عمر خضر باید   ز آب ہمچو شہد ناب لاہور''

لاہور کی اہمیت ہر دور میں اپنی جگہ مسلم رہی۔ فاتح ہوں یا مقامی انہوں نے اس شہر کی واضح اہمیت کے لحاظ سے اسے ایک نمایاں مقام دیا ہے اور اسے اپنا مسکن ٹھہرایا جس کے نتیجہ میں یہاں اہل علم وفن مجتمع ہوتے اور یہاں علوم وفنون کے چشمے جاری ہوئے جن کے تاریخی مطالعہ سے اس شہر کی علم وہنر سے وابستگی و وارفتگی کا پتہ چلتا ہے قیام پاکستان کے بعد بالخصوص یہاں سے دیگر فنون کے علاوہ فن خطاطی کے وہ چشمے چھوٹے جو آج بھی عالم اسلام میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

۱۹۴۸ء میں بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح جب گورنر جنرل کی حیثیت سے پشاور تشریف لے گئے تو پاکستان خوش نویس یونین نے سپاسنامہ کے ساتھ ساتھ ایک مرصع شیشہ پیش کیا جو آجکل مزار قائد سے ملحق میوزیم کی زینت ہے مرصع شیشہ پشاور کے مشہور خوشنویس ایم ایم شریف آرٹسٹ کے کمال فن کا نمونہ ہے جس کی داد قائداعظم نے ان الفاظ میں دی

''اس فن کی ترقی اور تحفظ کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائے گی''

یوں تو لاہور کی تاریخ مختلف انداز میں مختلف ادوار میں کسی نہ کسی پیرائے میں شائع ہوتی رہی مگر زیرِ نظر کتاب اس لحاظ سے منفرد ہے کہ جو اس وقت شائع ہو رہی جب فن خطاطی تاریخ کا حصہ بن چکا ہے اور کمپیوٹر کی آمد سے اس فن جمیل پر جو اثرات مرتب ہوئے ان کی وجہ سے فن خطاطی کی تاریخ کو محفوظ کیا جانا از بس کہ ضروری تھا۔ اس کتاب میں ایسے تمام خطاطین کا حوالہ ملتا ہے جن کا تعلق کسی نہ کسی طرح عروس البلاد لاہور سے رہا ہے موضوعاتی اعتبار سے مواد کافی میسر تھا لیکن تاریخی نوعیت ضروری حالات و واقعات پر ہی اکتفا کیا جا رہا ہے۔ مگر میں ممنون ہوں جناب حاجی محمد اشرف صاحب اور محمد اختر صاحب (التصویر) جنہوں نے میرے ساتھ عرق ریزی سے اس کی ضخامت کو مزید کم کرنے میں میری مدد فرمائی۔

ممکن ہے میری کم علمی کی وجہ سے اس میں تشنگی رہ گئی ہو مگر مجھے یقین واثق ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ میری اس تحقیق سے مستشرقین کے لئے نئی راہیں متعین ہو سکیں گی میں قبل از اسلام تہذیبوں پر ریسرچ کا مخالف ہرگز نہیں لیکن اس سے بھی اہم ضرورت اس امر کی ہے کہ مغربی دنیا کو اسلامی خطاطی کے تشنہ پہلو سمجھائے جائیں تاکہ اسلامی فنون و ثقافت کو اس کا اہم مقام دلایا جا سکے۔

اسلامی فنون کی روحانیت، چاشنی اس بات کی متقاضی ہے کہ انہیں ہر پہلو سے دیکھا جائے اور سمجھا جائے اس خیال کے پیش نظر ہم نے پنجاب کا انتخاب اور پھر پنجاب میں لاہور شہر کا انتخاب کیا اور مجھے اتنا مواد میسر آیا جس سے اس سلسلے کے کئی دفتر مرتب ہو سکتے ہیں۔ تحقیق کا عمل ایک مسلسل عمل ہے جو تا ابد جاری رہے گا۔ مقصد صرف اتنا ہے کہ جس کام پر قلم اٹھایا گیا اس کی موجودہ دور میں اشد ضرورت تھی کیونکہ ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک کی دہائی میں اخبارات میں کمپیوٹر کی آمد سے ۸۰ فیصد خوشنویسوں اور خطاطوں نے مختلف پیشے اپنا لیے اور یہ کتاب ان خوشنویسوں کے کارہائے نمایاں کے لئے واحد خراج تحسین ہے۔

میں اپنے رفقاء کار اور استاد محترم جناب ڈاکٹر سیف الرحمٰن ڈار جنہوں نے اس خاکسار کو قلم پکڑنے کا طریقہ سکھایا اور قرطاس کی پہچان کرائی دوسرے جناب حافظ محمد یوسف سدیدی مرحوم جن سے میں نے باقاعدہ خطاطی سیکھی اور جناب سید انور حسین نفیس رقم اور صوفی خورشید عالم خورشید رقم مرحوم کے قدموں میں بیٹھ کر تاریخ خطاطی کے انمول موتی سمیٹے۔ میں محترم صلاح الدین صاحب، جناب مشتاق چوہدری المعروف ایم ایم سیال، جناب سراج صاحب جناب سلیم الحق ڈائریکٹر آثار قدیمہ شمالی حلقہ، جناب اطہر طاہر صاحب (ممبر بورڈ آف ریونیو) جناب ڈاکٹر وحید قریشی، جناب ڈاکٹر شوکت محمود، جناب رفیق ڈوگر، جناب اویس اعظم چوہدری، جناب پروفیسر محمد اسلم مرحوم چیئرمین شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی جناب محمود احمد مرحوم لائبریرین لاہور عجائب گھر ملک امانت علی لائبریرین شاہی قلعہ اور جناب محمد اصغر سابق ڈپٹی ڈائریکٹر امریکن سنٹر لائبریری جناب خالد جاوید صاحب، جناب عبدالرزاق صاحب (میسرز اللہ مالک بلڈنگ لاہور) جناب ملک مقصود صاحب۔ جناب عبدالقیوم صاحب (ڈپٹی ڈائریکٹر آثار قدیمہ لاہور)، جناب محمد اسحاق صاحب (سیکشن آفیسر وزارت ثقافت پاکستان)، جناب ظہور کاظمی صاحب جنہوں نے نادر تصاویر اور امام ویردی کی اصل تصویر کا خاکہ مہیا کیا۔ جناب شہباز خان صاحب، طالب حسین صاحب، جناب طارق مسعود صاحب، جناب احمد نبی خان صاحب، ہندوستان میں پروفیسر ڈاکٹر سری واستوا جنہوں نے کام کی اہمیت اور اس کی افادیت کے پیش نظر ڈگری ایوارڈ ہونے سے قبل ہی مجھے ڈاکٹر لکھنا شروع کر دیا تھا۔ جناب آفتاب صاحب فیروز سنز لاہور محمد ارشد مغل صاحب، جناب یونس ڈار صاحب (ڈپٹی ڈائریکٹر وزارت حج کراچی) اور آخر میں اپنے پیارے والد محترم جناب محمد شفیع انور سیالوی مرحوم اور والدہ محترمہ کا بے حد مشکور و ممنون ہوں جن کی محبت کے سائے میں اپنی تصنیف کو مکمل کرنے میں کامیاب ہوا اس کتاب کا بیشتر ریکارڈ مجھے میرے والد صاحب کی ذاتی فائلوں سے میسر آیا جو انہوں نے اپنے ۶۰ سالہ فنی کیریئر میں محفوظ کر رکھی تھیں اور والد صاحب کی خواہش تھی کہ وہ یہ کتاب اپنی زندگی میں دیکھ لیتے مگر قدرت کو ایسا منظور نہ تھا۔ میں اپنے بھائیوں محمد علی انور بھٹہ، محمد یوسف بھٹہ اور محمد عثمان بھٹہ، حافظ فیض رسول اور محمد طفیل قریشی صاحب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا ممنون ہوں جنہوں نے اس کتاب کی طباعت کی سلسلہ میں میری مدد فرمائی یہاں میں اپنے فرض سے کوتاہی کروں گا اگر میں جناب شریف گلزار صاحب مرحوم کے صاحب زادے جناب شاہد گلزار صاحب کا ذکر نہ کروں جنہوں نے نہایت محنت سے اس کتاب کی ڈیزائننگ کا فریضہ انجام دیا۔ آخر میں اپنے بچوں محمد بلال اقبال، مصطفیٰ کمال، حرا اقبال کا مشکور ہوں جن کی دعائیں ہمیشہ میرے شامل حال رہیں۔ میں جناب گلفراز احمد اور محمد اسحاق بھٹی صاحب کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کام کی اشاعت کو نہ صرف ممکن بنایا بلکہ نہایت صبر اور ہمت سے میری ہر طرح حوصلہ افزائی کی۔

ان کے علاوہ جناب محمود حسن رومی پرنسپل نقش سکول آف آرٹس، ڈاکٹر شائستہ نزہت ڈائریکٹر پنجاب انسٹیٹیوٹ آف لینگوئج آرٹ اینڈ کلچر لاہور، چوہدری گلزار محمد ایڈووکیٹ اور جناب مسٹر جسٹس ایس جواد خواجہ جج لاہور ہائی کورٹ مس لبنیٰ ظہیر پروڈیوسر (وقت ٹیلی ویژن لاہور) کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں میری رہنمائی فرمائی۔

فن خطاطی کے ضمن میں جو بھی تذکرہ ہائے خطاطی ملتے ہیں وہ عموماً عالم اسلام کے خطاطوں پر محیط ہیں جبکہ اس کاوش کا مقصد صرف اور صرف لاہور شہر کی اہمیت کو خطاطی کے حوالے سے اجاگر کرنا ہے۔ مہیا تذکرہ جات صرف ۱۲۷۴ء سے ۱۸۵۷ء تک کے ملتے ہیں مگر خطاطی کا گزشتہ صد سالہ دور جو ۱۸۸۰ء سے ۱۹۸۰ء تک محیط ہے بہت تابناک رہا جو ہمیشہ سے مورخین خط کے لئے اہم رہا ہے۔ جس کے بارے معروف مستشرق ڈاکٹر عبداللہ چغتائی نے بھی توجہ دلائی ہے۔

"لاہور ایک شہر ہے جہاں خطاطی کے چشمے پھوٹ رہے ہیں اور یہ یہاں سے نکلنے والے روزناموں کی وجہ سے بھی ہے"

اس طرح پہلی بار لاہور کے خطاطوں کی امتیازی خصوصیات اور ان کی فنی زندگی کے ہر پہلو پر بحث کی گئی ہے امید ہیں کہ اس کوشش کو بارآور کیا جائے گا۔

ڈاکٹر محمد اقبال بھٹہ

۱۱ ستمبر ۲۰۰۷ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

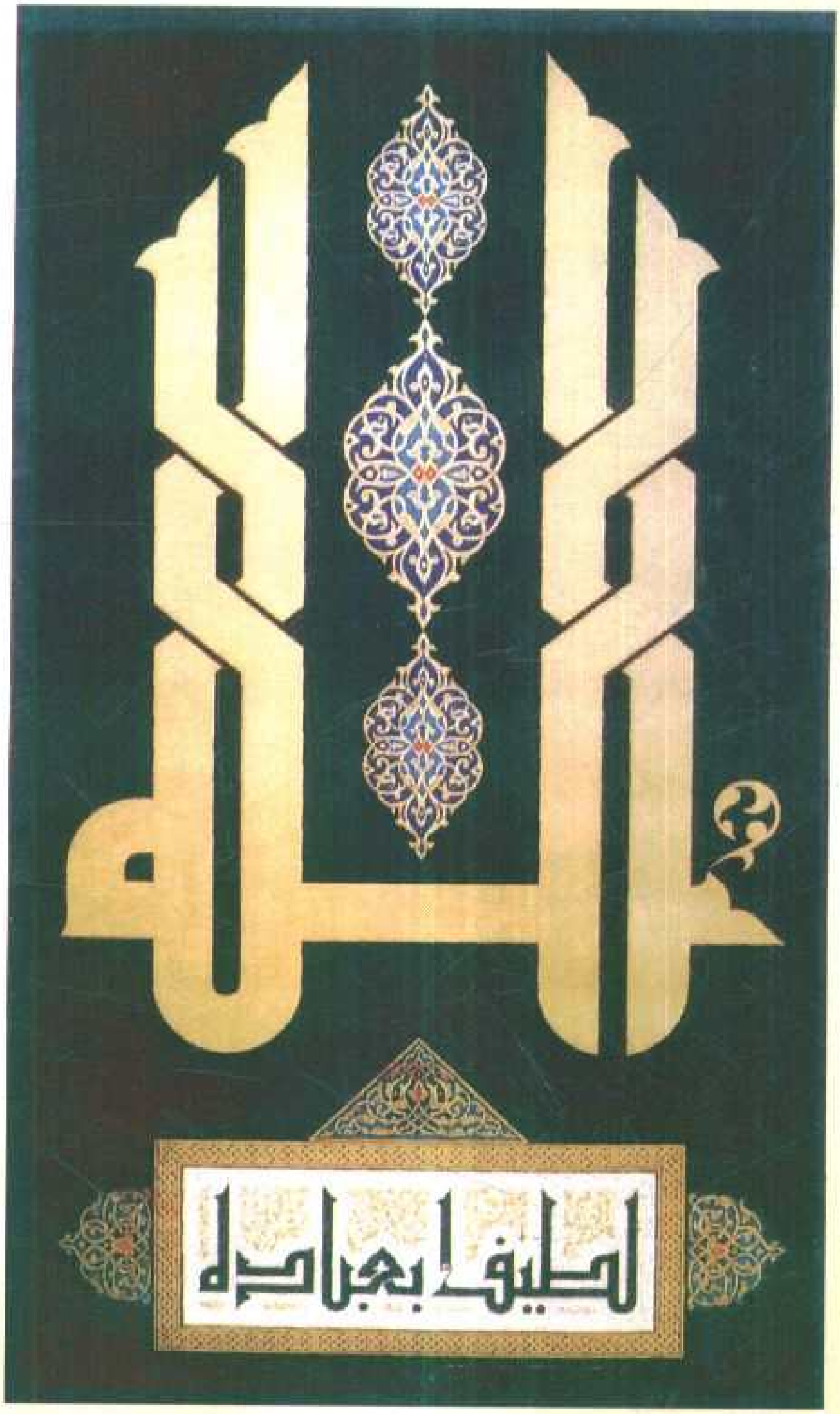

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

باب اوّل

اسلامی خطاطی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شجرۂ خطوط

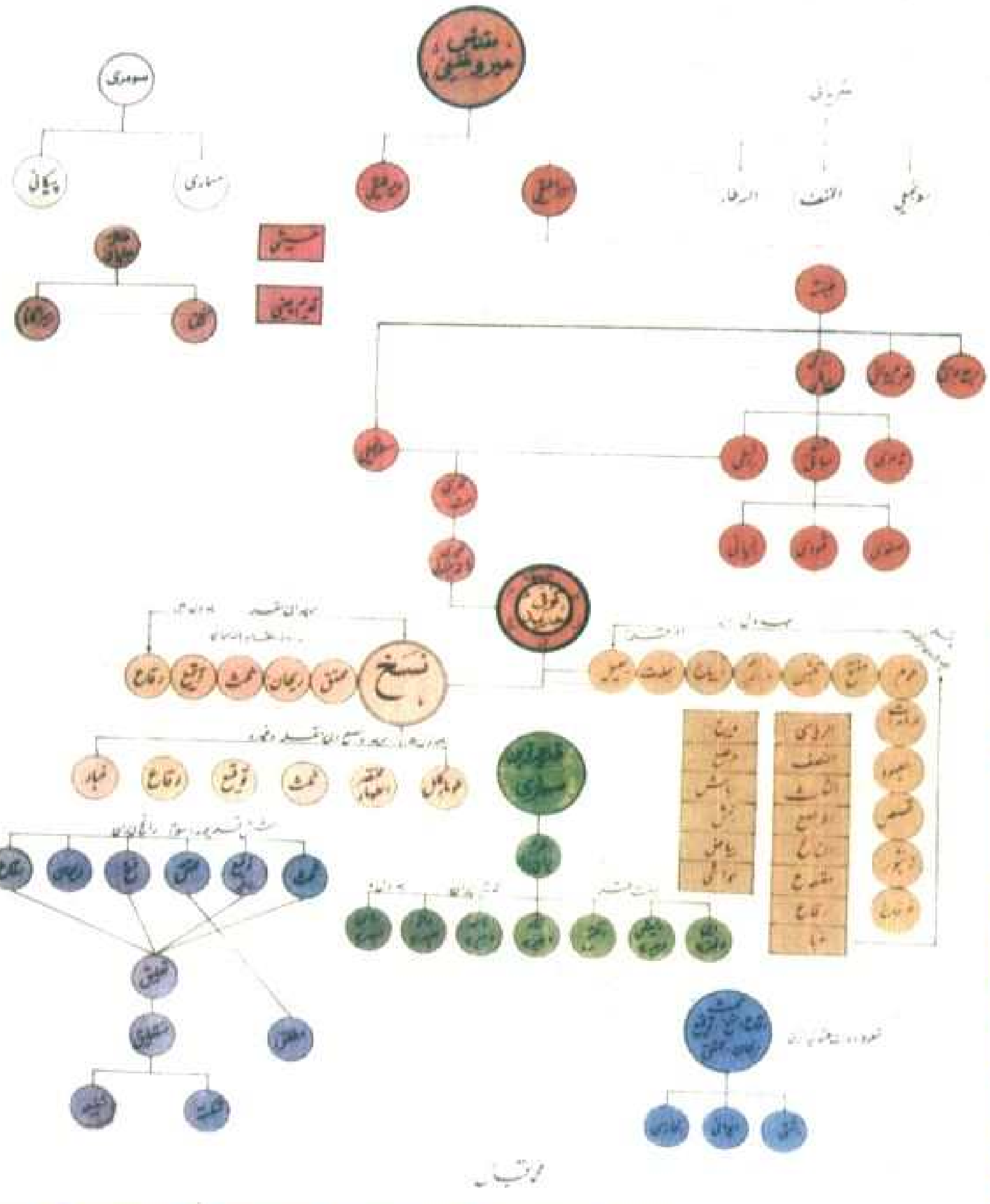

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابتدائے آفرینش سے انسان نے اپنے جذبات کے اظہار اور خیالات کے ابلاغ کے لیے مختلف طریقے استعمال کیے۔ سب سے پہلے انسان نے اشاروں سے جذبات کا اظہار کیا، دوسرے مرحلے میں جانوروں کی بولیاں بول کر اپنا مقصد بیان کرنے کی کوشش کی، بعدازاں اس نے ابلاغ کے ذریعے اپنی سمجھ کے مطابق مخصوص نشانات مقرر کیے۔ انسان کی پہلی تحریر بڑی سادہ تھی، شروع میں تصویروں سے کچھ تصورات مخصوص کیے گئے، پھر تصویر کو نام دے دیا گیا اور پیغام رسانی کے لیے تصویری خاکے ایجاد ہوئے۔(۱) خوشنویسی، شاعری، مصوری، موسیقی فنون لطیفہ کے زمرے میں آتے ہیں انسائکلو پیڈیا بریٹانیکا میں خطاطی کی تعریف یوں کی گئی ہے

Calligrapy is writing as an art. The term derives from the Greek words for good or 'beautiful' and for 'writing',or drawing, and refers to what writing masters, called the art of fair writing.(2)

جبکہ انسائیکلو پیڈیا آف آرٹس میں خطاطی کی تحریر کو فن کے انداز میں لکھنے کا نام ہے کیلیگرافی کی اصطلاح یونانی زبان کے دو الفاظ سے مرکب ہے یعنی ''کالوس'' بمعنی ''خوش شکل'' اور گرافوس یعنی ''لکھائی'' یا ''خوبصورت لکھائی کا فن۔''

of all the Visual arts calligraphy (khatt) alone appears to have been regarded as a fine art by the muslims. It is termed a spirtual Geometry.(3)

''تمام بصری فنون میں صرف خطاطی کو مسلمانوں نے فنون لطیفہ کا درجہ دیا ہے اس کو روحانی علم ہندسہ بھی کہا جاتا ہے۔''

اسحاق صدیقی کے بقول:

''زبان کے بعد انسان کی سب سے بڑی ایجاد فن تحریر ہے جس پر ہماری تہذیب وشائستگی کا دارومدار ہے بغیر اس مفید فن کے ہم کسی تہذیب کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اگر انسان نے لکھنا ایجاد نہ کیا ہوتا تو اس کی زندگی آج بھی وحشیوں کی طرح بسر ہوتی۔''(۴)

تحریر کا فن سب سے پہلے دجلہ اور فرات کی وادی میں وضع ہوا(۵) گو فونیقیوں اور مصریوں نے بھی یہ ہنر جلد سیکھ لیا لیکن اولیت بہر حال عراق قدیم کو حاصل ہے۔ یہ انقلابی ایجاد آج سے تقریباً ساڑھے پانچ ہزار سال قبل سومیر کے شہر ارک (Uruk) کے ایک معبد میں ہوئی جو اس وقت عراق کا سب سے ترقی یافتہ خوشحال شہر تھا۔ بعض کے نزدیک رسم الخط کی ابتداء مسیح علیہ السلام سے پندرہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہزار برس قبل مصریوں نے اپنے افکار وخیالات کو ظاہر کرنے کے لیے انسانی اور حیوانی اشکال کے لیے جو صورتیں خیالی تھیں ان کے لیے علامات مقرر کرلی گئیں (۶) ورقہ کے ٹیلوں کی کھدائی سے جرمنوں نے ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء میں ایک تختی دریافت کی جس پر تصویری حروف کندہ تھے اس تختی پر بیل کا سر اور کئی قسم کی بھیڑیں بنی ہوئی تھیں، یہ انسان کی پہلی تحریر تھی جو ۳۵۰۰ ق م کے قریب لکھی گئی (۷) اس تصویری تحریر کا مفہوم خاصا واضح تھا مثلاً مرتبان کی شکل فقط مرتبان کی علامت نہیں بلکہ مرتبان میں رکھی ہوئی کسی چیز یعنی گھی تیل وغیرہ کا وزن بھی بتاتی ہے۔ (۸) اس تختی سے صاف پتہ چلتا ہے کہ تختی پر مندر کی املاک کا حساب درج ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تحریر کا فن دراصل مندروں کی معاشی ضروریات کے تحت وجود میں آیا۔ (۹)

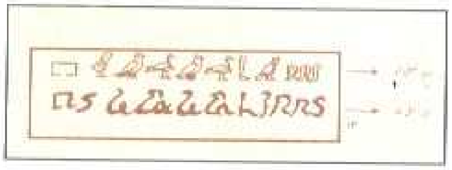

اسی طرح ابتداء میں برتنوں پر بھی نشانات اور تحریریں ملیں۔

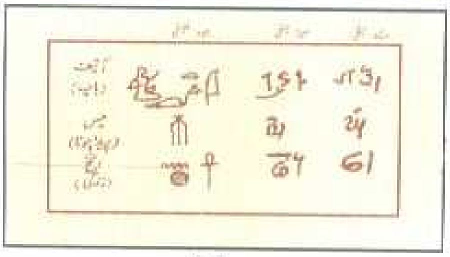

ع۔م

Gelb کے مطابق

"Writing began at the time when man learned how to communicate his thoughts and feelings by means of visible signs, understandable not only to himself but also to all other persons more or less initiated in particular system."(10)

"لکھنے کا فن اس وقت شروع ہوا جب آدمی نے اپنے خیالات اور احساسات کا اظہار ظاہری نشانیوں سے کرنا شروع کیا۔ ایسا طریقہ اظہار نہ صرف وہ خود سمجھ سکتا تھا بلکہ ایک خاص نظام کے اندر دوسرے افراد بھی اسے سمجھ سکتے تھے۔"

کاغذ کی جگہ مختلف رنگ کے پتھر اور قلم کی جگہ تیشہ استعمال ہوا اور اس طرح حالات وواقعات کو ضبط تحریر میں لانے کا آغاز ہوا۔ اظہار محبت کے لیے کبوتر، عداوت کے لیے سانپ، جنگ وجدل کے لیے شیر، صلح وسلامتی کے لیے بکری اور ہرن خوشی اور مسرت کے لیے طنبورا بجاتی ہوئی عورت یا ناچتا ہوا مرد، عیاری اور جاسوسی کے لیے گیدڑ اسی طرح دوسرے معاملات کے لیے دیگر اشکال تجویز کی گئیں۔ (ع۔م) یورپ والوں نے اس خط کو ہیروغلفی (Hiero glyphics) کے نام سے موسوم کیا اور اس کی ترقی یافتہ شکلوں کو ہیروتیقی، دیموتیقی، فونیقی، آرامی، قطرنجی یا سطرنجیلی نبطی کہتے ہیں۔ بعض مورخین کے نزدیک خطاطی کا آغاز اس طرح ہوا۔

"Writing in the broad sense of graphic symbols of specific thoughts probably began with marks impressed by finger-nails upon soft clay to adorn or to identify pottery. There are four great systems of ancient world-writing Egyptian, Sumerian, Hittite and Chinese."(10)

"لکھائی کا فن اپنے وسیع تر معانی میں مخصوص خیالات کو واضح اشاروں میں بیان کرنے کا نام ہے۔ اس کی ابتدا غالباً نرم مٹی کے برتنوں ناخنوں کے دباؤ کے نشان لگانے سے ہوئی۔ اس کا مقصد برتنوں کی سجاوٹ یا پہچان تھا۔ قدیم علم التحریر کے چار نظام ہیں۔ مصری، سمیری، حتی اور چینی۔"

کہا جاتا ہے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے اور عقل کارساز رہی ہے کہ عقل کی رہنمائی میں مختلف اصوات اشارات وسکنات کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ عطیہ آہستہ آہستہ ایک مدت مدید میں حروف اور حروف سے بامعنی اور مہمل الفاظ کے روپ میں سامنے آنے لگا ابتداء میں یہ تمام الفاظ مفرد تھے، جب ان کی تعداد زیادہ ہوگئی تو مرکب الفاظ کی باری آئی ان کی بنیاد بھی انہی اصوات کی مرہون منت تھی۔ (۱۱) جب انسان اسم کلمہ اور فعل سے ناواقف تھا تو یہی تصویریں یعنی (ہیروغلیفی خط) اس کے خیال کا پرتو بنیں۔ یہی تصویریں خطاطی کا سنگ بنیاد اور خطاطی و مصوری کا مشترکہ سرمایہ بنیں۔ (۱۲) عبدالقیوم کی تحقیق کے مطابق خطاطی کے ارتقاء اور متعلق تین نظریات ہیں۔ (۱۳)

(الف) نظریہ توقیف

اس نظریے کی رو سے حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام زبانوں کی کتابت سکھائی جنھوں نے مختلف زبانوں کی ابجد الگ الگ تختیوں پر لکھ کر اپنی اولاد کے لیے رکھ لی۔ طوفان نوح میں کئی تختیاں گم ہوگئیں جن میں عربی کی تختی بھی تھی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے وحی الٰہی کے اشارے سے یہ گمشدہ تختی دریافت کی اور اس طرح عربی خط کا آغاز ہوا۔ عربی زبان کا پہلا کاتب حضرت آدم علیہ السلام اور بعد از طوفان نوح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ (۱۴)

(ب) نظریہ حمیری

اس کی رو سے قبل از اسلام کا حجازی خط قدیم حمیری خط یا خط مسند سے نکلا جو جنوبی عرب بالخصوص یمن کا قدیم ترین خط تھا۔ ممکن ہے کہ یہ خط یمن سے براہ راست حجاز پہنچا ہو، ۲۰۰۶ ق م کے لگ بھگ سبا اور حمیر کے عہد میں جبکہ یمن کی ثقافت پورے عروج پر تھی اور شمالی عرب کے بعض علاقے سیاسی طور پر ان کے زیر اثر تھے اس وقت یہ خط یمن سے حیرہ کے نواحی علاقوں میں پہنچا ہو اور وہاں سے حجاز میں آیا ہو۔ لیکن اس نظریے کے رد میں بڑی دلیل یہ ہے کہ زمانہ قبل از اسلام کے حجازی خط اور قدیم حمیری خط کے نمونوں میں کوئی مناسبت اور تعلق نظر نہیں آتا۔ ابن خلدون کے مطابق بھی حجاز کے قریشی خط اور یمن کے مسند کے درمیان نمایاں فرق ہے۔

(ج) نظریہ سریانی

علامہ بلاذری نے حجازی خط کی اصل کے بارے میں اسی نظریے کا ذکر کیا ہے کہ شام عرب کے تین آدمیوں نے یہ خط سریانی زبان سے اخذ کر کے ایجاد کیا، پھر انبار اور حیرہ وغیرہ اس خط کے پہلے مرکز بنے اور وہاں سے بشر بن عبدالملک، صاحب دومۃ الجندل یا ابوقیس ابن عبدالمناف کے ذریعے یہ خط حجاز میں آیا۔ اسلام سے صدیوں پہلے عرب کے شمال میں وادی فرات اور جنوب میں یمن تہذیب و ثقافت کے مراکز رہے ہیں، چونکہ اس زمانے کے حجازی خط پر نبطی خط کی چھاپ بہت زیادہ ہے اسی لیے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حجاز میں جو خط رائج ہوا وہ اس شمالی نبطی خط کی ایک اہم شکل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ دور نبوی ﷺ کے نبطی خط کو حمیری اور انباری خط بھی کہا گیا۔ خود نبطی خط شمالی عرب کے قبائل نے قدیم آرامی سے اخذ کیا اور نبطی حکومت (۱۶۹ تا ۱۰۶ ق م) کے مٹ جانے کے بعد بھی یہ خط شمالی عرب میں رائج تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام سے پہلے دو صدیوں کے درمیان یہ خط حجاز میں اپنی موجودہ صورت میں نمودار ہوا جہاں سے اس کی تاریخ کا اسلامی دور شروع ہوتا ہے۔ حجاز سے جب یہ خط دوسرے علاقوں میں منتقل ہوا تو ابتدا میں اسے حجازی، مکی یا مدنی خط بھی کہا گیا۔ (ع۔۵) جہاں تک خط اسلامی کا تعلق ہے اس میں شائستگی کی بنیادی وجہ روحانی بالیدگی ہے۔

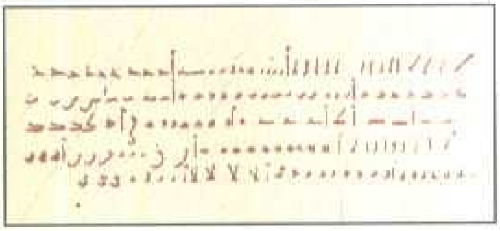

ع۔۵

عربی خط کے بارے میں مستشرقین کی رائے ہے۔

"The Arabic Script came to possess a spiritual force difficult

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

for non muslims to comprehend."(15)

''عربی رسم الخط اپنے اندر ایک ایسی روحانی قوت رکھتا ہے۔ جس کا احاطہ کرنا غیر مسلموں کے لئے ذرا مشکل ہی ہوتا ہے۔''

عربی رسم الخط کے بارے میں ایک اور سکالر قمطراز ہے۔

"The art of Arabic writing is by definition the most Arab of all the plastic arts of Islam. It belongs never the less to the entire Islamic world, and is even considered to be the most noble example of the art. Because it gives visible form to the revealed word of the Quran."(16)

''اگر چہ عربی رسم الخط اسلامی فنون لطیفہ میں سب سے زیادہ عربی النسل ہے۔ لیکن پھر بھی بین الاسلامی خواص کا حامل ہے۔ اور چونکہ یہ خط قرآنی آیات کو ظاہری شکل وصورت عطا کرتا ہے اس لئے اسے اسلامی فنون میں سب سے زیادہ مقدس خیال کیا جاتا ہے''۔

"If it (Calligraphy) was carried out in a trained and disciplined manner, the very act of writing could produce a beautiful work of art that was also a pious expression of faith."(17)

''اگر خطاطی کو تربیت یافتہ ہاتھ کے ذریعے منضبط انداز میں پیش کیا جائے۔ تو نہ صرف یہ ایک خوبصورت فن کے نمونے کے طور پر سامنے آتا ہے بلکہ یہ ہمارے اعتقادات کو بڑے پاک انداز میں پیش کرتا ہے''۔

"The art of calligraphy or beautiful writing was cultivated by the Muhammadans from earliest times and was more esteemed than that of painting."(18)

''خطاطی یا خوش خطی کے فن کی مسلمانوں نے اپنے ابتدائی دور سے ہی پرورش شروع کر دی تھی اور اسے فن مصوری سے زیادہ عزت دی''۔

"The Letter, a magical power of spiritual geometry emanating from the pen of invention."(19)

''لفظ (Letter) کی جادوئی طاقت دراصل ایک ایسی روحانی جیومیٹری کا نام ہے جو قلم کی ایجاد کے ذریعے ظاہر ہوتی ہے''۔

عباسی خلیفہ مامون نے اچھے خط سے لکھی ہوئی سرکاری دستاویز دیکھی اور کہا۔

''کیا عجیب قلم ہے کس طرح شاہی شکوہ کو بن رہا ہے اور اطراف دولت کو سجا رہا ہے اعلام خلافت کو کھڑا کر رہا ہے''۔(۲۰)

مامون کے خطاط احمد بن یوسف (المتوفی ۳۱۳ھ/ ۹۲۵ء) نے کہا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''باعصمت عورتوں کے رخساروں پر آنسو اتنے خوبصورت دکھائی نہیں دیتے جتنے قلموں کے آنسو کتابوں کے مسودوں پر۔''(۲۱)

معروف خطاط ابراہیم نے کہا:

''جس کی روح کو عقل ،زبان کو بلاغت ،ہاتھ کو خطاطی ،ہیئت میں رعب اور خصائل میں حلاوت عطا ہوئیں تو اس کے لیے خوبیاں منظم ہوگئیں اور فضائل اس پر نچھاور ہوئے اور صرف شکر کرنا باقی رہ گیا اور یہ کمالات اسے کس طرح حاصل ہو سکتے تھے''۔(۲۲)

اب سوال یہ ہے اچھی خطاطی کس طرح سے ممکن ہے؟ اس کی پہچان کیا ہے؟ اسے کن زاویوں سے مسحور کن بنایا جاسکتا ہے۔؟ انتھونی ویلچ کے مطابق یہ اسی وقت ممکن ہے جب۔

"when" *its* parts are symmetrical,*its alif* (ا) and *its lam* (ل) made long. Its lines regular, its terminals made similar to its upstrokes, its *ayns*(ع)opened. Its *ra* (ر) clearly distinguishable from its *nun* (ن). its paper polished, its ink sufficiently black, with no commixture of styles permitting of rapid visualization of out line and quick comprehension of content, its thinness and thickness in due proportion.(23)

''جب اس کے اجزاء میں ترتیب باہمی ہو اس کے ''الف'' اور ''لام'' لمبے ہوں ،اس کی سطور باقاعدہ ہوں ،اس کے آخری سرے ،اس کے قلم کی کھڑی حرکات کے مطابق ہوں ،اس کی ''عین'' کھلی یا وسیع ہو ،اس کی ''را'' اس کی ''نون'' سے واضح طور پر علیحدہ نظر آتی ہو ،اس کا کاغذ چمکدار ہو ،اس کی روشنائی کافی حد تک سیاہ ہو۔ مختلف انداز (Styles) اس طرح ایک دوسرے میں خلط ملط نہ ہوں جس سے سطور کی خاکے جلد نظر آتے ہیں عبارت کے مطابق جلدی سمجھ سکنے میں مدد نہ مل سکے۔ اس کے خط کی باریکی اور موٹائی ہر دو متناسب ہوں''

ماہرین خطاطی کا کہنا ہے کہ خط میں تین صفتوں کا ہونا ضروری ہے۔

(الف) پختہ اور آسانی سے پڑھا جانے والا

(ب) آسانی سے لکھا جانے والا

(ج) خوشنما

ان تینوں صفتوں پر مختلف خطوط کو پرکھا جائے تو منطقی طور پر خط یا مکمل ہوگا یا ناقص یا ان دونوں کے مابین ،جبکہ تینوں صفتوں کا حامل خط مکمل کہلائے گا جواب تک وجود نہیں رکھتا یا تینوں صفتوں سے خالی خط ناقص محض ہوگا جیسے تصویری ،سومیری ،میخی ،مصری ،ہیرو غلفی ،نسخ ناقص وکوفی یا جو خط تینوں صفات ایک خاص تناسب سے رکھتا ہو درمیانے درجے کا خط ہے اور دنیائے اسلام میں بیشتر خط اسی زمرے میں آتے ہیں۔ اسلامی خطوط میں نسخ ،نستعلیق اور شکستہ کو تمام خطوط سے مقبول ترین اور کامل ترین قرار دیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ نسخ پختہ اور آسانی سے پڑھا جانے والا ،جب کہ خط شکستہ آسانی سے لکھا جانے والا اور نستعلیق خوشنمائی کے سبب پہلے درجے پر آتا ہے۔

ابن المرزبان کاتب کے مطابق

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''خط ایک مشکل جیومیٹری (علم الہندسہ) اور ایک سخت صنعت ہے کیونکہ جب یہ نفیس ہوگا تو کمزور ہوگا، اگر ٹھوس ہو تو پونچھا جائے گا اور اگر بڑا ہو تو سخت ہوگا، اگر باریک ہو تو بکھرا ہوگا، اگر گول ہو تو موٹا ہوگا، بس ایسی شکل جو ہر چھوٹی بڑی صنعت کی جامع ہو تو شاذونادر صورتوں میں ہی مل سکتی ہے''۔ (۲۴)

اردن ایڈمن کے مطابق

''فنون لطیفہ عالم محسوسات کو گہرائی نہیں بخشتے کچھ اور بھی کام کرتے ہیں، وہ زندگی کے معمولات میں برابر پیدا ہونے والے یکساں کوائف اور یکساں حسی ردعمل پیدا کرتے ہیں جو آنکھیں روزمرہ کے معمولات سے متاثر ہو کر تھک چکی ہیں وہ ثقافتی، مصوری یا خطاطی کے نمونے دیکھ کر پھر سے تیز بین ہو جاتی ہیں۔''(۲۵)

عربی مقولہ ہے ''الخط ریاض العلوم'' اور ''القلم سفیر العقل'' شیخ شمس الدین الاکفانی کے الفاظ میں خط کی تعریف یہ ہے کہ الفاظ صرف معنی مفہوم ادا کرتے ہیں اور خط الفاظ کے حسن صوری کو پیش کرتا ہے۔ خطاطی ایک ایسا پیشہ ہے جس سے مختلف قسم کے ہنرمند اپنی روزی کا سامان پیدا کرتے ہیں، ان میں ستار مخطوطات، کاغذ سازی، نقش تراش، صنعت روشنائی، جلدسازی، قلم دان سازی کا کام کرنے والے افراد شامل ہیں۔

اقلیدس کے مطابق

''خط ایک روحانی جیومیٹری ہے جو جسمانی آلے سے ظاہر ہوتی ہے''۔(۲۶)

افلاطون نے کہا

''قلم عقل کی بیڑیاں ہیں خط کا ارتقاء اور روح کی تمنا اس کے ذریعے حاصل ہوتی ہے''۔(۲۷)

جالینوس نے کہا۔

''قلم خط کا طبیب ہے خط روح کی تدبیر کرتا ہے اور معنی صحت کا سرچشمہ ہے''۔(۲۸)

سکندر کے مطابق

''اگر قلم نہ ہوتا تو سلطنت بھی قائم نہ ہوسکتی اور ہر چیز عقل اور زبان کے ماتحت ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں ہر چیز پر حاکم ہیں اور جو چیز کی خبر دینے والی ہیں اور قلم ہی تجھے یہ دونوں چیزیں دکھاتا ہے اور تیرے پاس انہیں حاضر کرتا ہے''۔(۲۹)

اہمیت خطاطی

تاریخ نویسی کے لیے دستاویزات خصوصی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ ان دستاویزات کی کثرت کے سبب John Martin Vincent نے اپنی کتاب Historical Research میں ان کی جماعت بندی کر دی ہے اسی طرح Sir Charles Quan نے اپنی کتاب On Writing of History اور Rushbrooke William نے اپنی تصنیف The Handling of Historical Material میں دستاویزات کی ماہیت واضح کی ہے اور مندرجہ بالا تمام کتب کی معاونت سے دستاویزات کی یوں درجہ بندی ہوتی ہے۔

(۱) غیر دستاویزی Undocumented

(۲) دستاویزی Documented

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیر دستاویزی۔ جو تحریری طور پر نایاب ہیں مگر مختلف آثار کی صورت میں پائے جاتے ہیں اور وقائع نگاری میں مدد دیتے ہیں اور ان میں آثار قدیمہ سے مدد لی جاتی ہے جن میں خطاطی ایک قدر مشترک ہے جو دونوں دستاویزات کے مطالعے کے لیے ضروری عنصر مہیا کرتی ہے اگر رسم الخط یا زبان کا علم نہ ہو تو تاریخ کا علم بے معنی ہے موئن جوڈارو کی خطاطی نہ پڑھی جانے کے باعث اس تہذیب کے بارے میں خاطر خواہ معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔

کتبات

غیر دستاویزی درجہ بندی کے تحت کتبات کی اہمیت مسلمہ ہے اب کتبات ہی کی مدد سے ہم متعلقہ دور کی تاریخ میں داخل ہو سکتے ہیں اگر روزیٹا سٹون (Rosetta Stone) دریافت نہ ہوتا تو خط میخی کی کنجی نہ ملتی۔ اس کی مدد سے خط میخی کے ۴۳ حروف تہجی پڑھ کر سومیری تہذیب سے آشنائی ہوئی۔ اس طرح دارا کے مدفن کا کتبہ جو (۱۲۵۳۔۱۲۵۹ھ/ ۱۸۳۷۔۱۸۴۳ء) میں سرہنری والنسن نے کرمان شاہ کے قریب دریافت کیا تھا اس میں تین زبانیں استعمال کی گئی ہیں۔ یہ کتبات کسی عمارت کی تاریخ بنا، اس کے بنانے والا، کاتب، سنگ تراش، اس دور کی خطاطی، رسم الخط، سنگتراشی، نقش ونگاری، اور فن تعمیر جیسے علوم کے بارے میں معلومات مہیا کرتے ہیں۔ اگر خط کی مروجہ اقسام کا علم مورخ کو نہ ہو تو اسے کتاب فہمی میں مشکل پیش آئے گی اور اسے کسی ماہر خطاط کی طرف رجوع کرنا پڑے گا کتبات ہمیں صرف مذکورہ عمارت کی تاریخ مرتب کرنے میں آسانی ہی مہیا نہیں کرتے بلکہ ان کے ذریعے اس دور کے مروجہ رسم الخطوط کا پتہ بھی ملتا ہے ان کی مدد سے بعض دفعہ طرز خطاطی کے دور کا تعین کر کے خطاطی کے ارتقائی مراحل کا پتہ بھی چل جاتا ہے تاریخ مرتب کرنے میں اشوک کے کتبے اور مغلوں کی عمارتی خطاطی ان کی وسعت سلطنت زبان اور طرز تحریر کو واقعات کی ایک کڑی میں پروئے چلے جاتے ہیں۔ کتبہ خوانی کے لیے خطاطی کا بنیادی علم اور تاریخ خطاطی کا علم ہونا بہت ضروری ہے اسی طرح تاریخی ماخذ کے طور پر سکوں سے بھی مدد لی جا سکتی ہے سکوں پر عموماً پیچیدہ خطاطی (طغرائی) وغیرہ کا رواج یا الفاظ کو باہم ایک دوسرے میں پیوست کر کے ڈیزائن کی صورت دی جاتی ہے۔ اس طرح مسکوکات کے مطالعے کے لیے بھی خطاطی کا علم بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔

سندات

قدیم عدالتی فیصلوں کے مطالعہ کے لیے بھی خطاطی کے علم کی ضرورت ہوتی ہے۔

علم کتبہ خوانی (Deciphering Inscriptions)

کتبہ خوانی کے لیے خطاط اور خط کے رموز اوقاف کا پتہ ہونا ضروری ہے بعض اوقات ایسے کتبات سامنے آتے ہیں جن کی زبان تا حال پڑھی نہیں جا سکی اس کی مثال ایسے خزانے کی ہے۔ جس کو صندوق میں بند کر کے اس کی چابی کو زنگ آلود کر دیا جائے۔ اسی طرح جب دستاویزی معاونین کی طرف رجوع کریں تو ہمیں جو دستاویزات میسر آتی ہیں ان میں بھی ہم خطاطی کے رہین منت ہوتے ہیں ان دستاویزات میں۔ (۱) اولاً معاہدات، دوم منشورات، سوم فرامین شامل ہیں۔

وقائع نگاری

وقائع نگاری کے لیے عموماً شکستہ و دیوانی طرز تحریر مروج تھی۔ اس کے پڑھنے کے لیے اس کے مروجہ اسالیب جاننا ضروری ہے شکستہ خط کے پڑھنے کے لیے بھی اس کے مروجہ قوانین کا پتہ ہونا ضروری ہے۔ دستاویزات، عطیات، مراعات، حقوق زمین کے متعلق فرامین بھی شکستہ یا دیوانی میں لکھے جاتے رہے ہیں اور ان پر مہریں طغرائی طرز میں ہوتی ہیں جو بذات خود اعلیٰ نمونہ ہائے خطاطی کی مثال پیش کرتے ہیں ان دستاویزات کو پڑھنے اور سمجھنے کے لیے صرف ایک اچھا سکالر محقق ہونا کافی نہیں بلکہ ان کو پڑھنے کی مہارت ہونا بھی ضروری ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روزنامچے

عمارہ بن وثیمہ نے نویں ہجری / پندرہویں صدی میں روزنامچہ کی تاریخ لکھی ۔ سوانح عمریاں، خودنوشت سوانح، خط و کتابت سفرنامے ان سب کی خواندگی کے لیے خطاطی کا علم ازبس کہ ضروری ہے۔ حاصل بحث یہ ہے مطالعہ تاریخ کے لیے ہم کہیں بھی چلے جائیں دنیا کے کسی گوشے کی تاریخ ہو ان سب کے ماخذ ایک ہیں اور ان ماخذات تک رسائی کے لیے خطاطی چاہے انگریزی ہو یا لاطینی، عربی ہو یا فارسی گورمکھی ہو یا سنسکرت ۔ اس کا بہتر علم اس کے رسم الخط کی پہچان اور اس کے اصول و ضوابط سے میسر ہو سکتا ہے اور خطاطی کو سمجھنے کے لیے ہمیں زمانہ قدیم کے رسم الخطوط کا ادراک ضروری ہے ذیل میں ان قدیم رسم الخطوط کا تعارف دیا جا رہا ہے تا کہ خطاطی کو سمجھنے میں مشکل پیش نہ آئے۔

اقسام خطاطی

مصری ہیروغلفی

ارک (Uruk) کے دور میں تصویری حروف کی تعداد ۲ ہزار سے متجاوز تھی رفتہ رفتہ ان میں تخفیف ہوتی گئی اہل سمیر گیلی مٹی کی چھوٹی لوحوں پر سرکنڈے بید اور مشک کے قلم سے لکھتے تھے جبکہ مصری قرطاس پپی رس Papyrus پر روشنائی سے لکھتے تھے اس لیے ان کے تصویری حروف زیادہ حسین معلوم ہوتے ہیں ۲۰۰۰ ق م میں اہل بابل نے عکادی زبان کے تقاضوں کے پیش نظر سمیری رسم خط میں مزید اصلاحیں کیں ان کی زبان کو اتنا فروغ حاصل ہوا کہ کچھ عرصے بعد عکادی زبان پورے مشرق قریب کی تہذیب اور امور سلطنت کی زبان ہو گئی، سومیری زبان رفتہ رفتہ ختم ہو گئی۔ (۳۰) ہیروغلفی کا دوسرا نام تصویری خط ہے (ع ۔ ۳ ۔ ۴) اس خط کو دنیا کے تمام رسم الخطوط کا ماخذ مانا جاتا ہے اس خط کے تین مراکز مصر، عراق، چین ہیں یہ خط دائیں سے بائیں لکھا جاتا تھا مصری ہیروغلفی کی ایک صورت عمودی ہے جو اب تک چین میں رائج ہے دوسری عرضی صورت جس طرح آج کل حروف سطر بہ سطر لکھے جاتے ہیں اس خط کو اشاعت کا سبب بننے والے مصری، بابلی، عراقی، چینی، حتی تس Hittites، شامی، فلسطینی، سومیری تھے۔ (۳۱) یہ خط مصر اور عراق میں ۲۷۰۰ ق م اور بعض تحقیقات کے مطابق ۵۰۰۰ ق م میں رائج ہوا۔

مصری ہیروغلفی کی تقسیم بلحاظ صورت و عمل تین طرح سے ہے۔

(ا) تصویر نویسی Pictography

یہ صورت ہیروغلفی خط کی ابتدائی صورت ہے جس کا ایک جزو اب بھی بصورت نشان گھٹتے گھٹتے حرف میں باقی رہ گیا چین اور جاپان میں تو یہ آج بھی اصل صورت میں کم و بیش باقی ہے۔

(ب) خیال نویسی Ideopraphy

یہ ہیروغلفی خط کی وہ صورت ہے جس میں خیالات کو اشاروں اور صورتوں کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے یعنی جس چیز کی تصویر بنائی جاتی ہے اس کی مخصوص صفت یا مخصوص عمل کی طرف خیال کو لے جا کر اسی سے کام لیا جاتا ہے۔

(ج) صورت نویسی Hierography

یہ وہ آخری ترقی پذیر صورت ہے جب آواز کے لیے نشان مقرر کرنے کے راز سے انسان کو آگاہی حاصل ہوگئی اور ہر آواز کے لیے اس کی مناسبت اور مشابہت ہوتی ہے جس صورت کے نام میں اس آواز کے ابتدائی حرف سے کان آشنا ہوئے ان کی تصویر بنا دی گئی یہ وہ منزل ہے جہاں صوت اور صورت کا ملاپ ہوا ہے اور یہی صورت آگے چل کر صاف ہوتے ہوئے حروف کی شکل بن گئی کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خودصورت یا تصویر کا ایک جز وحرف بن گیا مثلاً بیل کا نام مصری زبان میں چا ہے جس طرح اور جس آواز اور حرکت کی وجہ سے ''الفا'' پڑا ہو۔ جب الف کے قسم کی آواز کی تصویر سے ادا کرنا ہوتا تھا تو پہلے پورا بیل پھر بیل کا سر مع سینگ کے بنا دیا جاتا تھا یہی تصویر مختصر ہوتے ہوتے بیل کے دو سینگوں جیسی ہوگئی رومن رسم الخط A میں اب تک قائم ہے اہل عرب نے اس کو اور مختصر کیا اور خط کوفی میں سینگ کا ایک سرا رہ گیا جو نیچے کی طرف مثل سینگ کے داہنی طرف جھکا رہتا تھا مثلاً خط نسخ عربی میں الف کا قد ایک سینگ کی یادگار رہ گیا اور دوسرے سینگ کے بجائے صرف ایک منڈی سی نوک باقی رہ گئی جیسے سینگ ٹوٹ جانے پر ہوتی ہے عربی خط کے الف کی یہ صورت ہے لیکن نستعلیق کی رعنائی نے اسے بھی گوارا نہ کیا اور الف میں حسن پیدا کرنے کے لیے اس کی سروسی یا ''قد یار'' بنا دیا۔ نستعلیق کے الف کی صورت یہ ہے کہ ''ا'' فنقی خط میں بیل کے سینگوں کے سرے اوپر کر دیئے گئے اور انگریزی A کو الٹ دیا گیا مثلاً ᗅ جبکہ یونانیوں میں اس کی یہ شکل ᐃᐃᐃ بابلی خط میں آلپو بیل کو کہتے ہیں اور اس کی یہ صورت ہے ⇦ ⅄ ≷ ہندوستانی قدیم خط مشقہ میں یہ صورت ᗕ قدیم ہندی میں یہ صورت /㇄ جبکہ صافی خط میں یہ صورت ⊥ صافی میں یہ ⋉× یہی حال اور زبانوں کے خط کا ہے اور اسی طرح ہم دنیا کی مختلف زبانوں کا جائزہ لے کر حروف میں تغیرات جو ارتقائی عمل کے تحت ہوئے مطالعہ کر سکتے ہیں۔ مثلاً ہیروغلفی کے ابتدائی دور میں مصری پہلے تو ۲۹ تصویروں سے اپنا مطلب ظاہر کرتے جن کی تعداد بڑھتے بڑھتے ۱۹۰ اور ایک مدت میں ۲۰۰۰ تصویروں تک پہنچ گئی۔ (۳۲) ہیروغلفی مخصوص مذہبی طبقے کا خط تھا۔

ہیراتیقی خط

علماء کے طبقے کے لیے ایک الگ خط کی ضرورت تھی اس کے لیے ہیروغلفی سے ہیراتیقی خط ایجاد ہوا۔ ہیراتیقی خط ہیروغلفی سے زیادہ مشابہ نہ تھا یہ خط مذہبی کتب کے لیے استعمال ہوتا تھا اس لیے اس کا نام ہیراتیقی پڑا جس کے معنی مذہب و پیشوایان دین ہے عوام ان خطوط کو لکھنے کے مجاز نہ تھے۔

دیموتیقی خط

ہیروغلفی کی ایک اور ترقی یافتہ شکل سامنے آئی جس کا نام دیموتیقی تھا اس لیے کہ دیموس (Demos) کے معنی عوام الناس کے ہیں یہ عوانہ خط تھا۔ ان خطوط کے لکھنے میں دشوار ہوتی تھی اس لیے آج کل کے خط شکستہ کے قسم کا ایک خط ہیراتیقی خط سے ایجاد ہوا جو بخلاف ہیراتیقی خط ملا کر لکھا جاتا تھا اس کا نام کریتیفی خط تھا اس خط میں کچھ لکیریں اور کچھ تصویریں تھیں۔ (۳۳) یہ خط مصر میں ۶۰۰ سال قائم تک رہے۔

حاصل بحث یہ ہے یہ خطوط زبان و مکاں کے ساتھ بدلتے رہے ہیں ہیروغلفی خط کا ہر لفظ تصویری تھا اس کے بعد جب تصویر مختصر رہ گئی اور حروف ٹیڑھے ہو گئے تو ہیراتیقی کہلائے مصری تہذیب کے بعد سے فونیقی تہذیب نے جنم لیا اور خط فونیقی، سنامی نبطی، اور سطرنجیلی ادوار سے گزرتا ہوا مسیری مسند تک پہنچا۔ جسے اہل حیرہ نے سنوارا تو حیری کہلایا یہی وہ خط ہے جو عرب میں ظہور اسلام کے وقت رائج تھا۔ حیری خط کے بعد ہم قدیم کوفی سے ہوتے ہوئے جدید کوفی تک پہنچتے ہیں (ع۔ا) جدید کوفی چونکہ کوفہ میں سرکاری سرپرستی میں پھلا پھولا اسی لیے کوفی کہلایا اگرچہ اس خط کی عمر کوفہ کے آباد ہونے سے ایک صدی زائد ہے۔ جدید کوفی کے بیس قلم تو ہارون الرشید کے عہد تک مستند ہو چکے تھے لیکن القاہر باللہ کے عہد میں ابن مقلہ نے جب چھ قلم مزید ایجاد کئے تو پہلے والے سب خط متروک ہو گئے۔

ہڑپائی خط

پاکستان میں پنجاب کے شہروں ملتان اور لاہور کے درمیان ایک مقام ہڑپا ہے جہاں اونچے اونچے ٹیلوں کا سلسلہ دور تک پھیلا تھا۔ ۱۹۲۱ء میں رائے بہادر دیا رام ساہنی نے یہاں کھدائی کی ۱۹۲۲ء میں رکھل داس بنیر جی نے ہڑپا سے ۳۵۰ میل دور سندھ میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

موہنجوڈارو کے آثار دریافت کیے پھر سر جان مارشل نے ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۷ء تک کھدائی کا سلسلہ جاری رکھا۔ رائے بہادر دیا رام ساہنی اور مادھو سروپ وتس نے ۱۹۲۶ء سے لے کر ۱۹۳۴ء تک ہڑپا میں کھدائی کی اس طرح وادی سندھ کی شاندار تہذیب کا پتہ چلا جو ۲۳۵۰ اور ۱۷۵۰ ق م کے درمیان عروج پر تھی جس کا اپنا ایک رسم الخط تھا جو تصویری تھا۔ (ح۔۵) اب تک اس کھدائی کے جتنے بھی کتبے ملے ہیں وہ مہروں اور تعویذوں پر پائے جاتے ہیں جو ایک خاص قسم کے پتھر steatite پر بنی ہیں۔ ڈاکٹر جی آر ہنٹر نے ان کی تعداد ۲۵۳ ظاہر کی ہے (۳۴) پروفیسر اسٹیفن لینگڈن نے ۲۸۸۔ سی جے گیڈ اور سڈنی اسمتھ نے ۳۹۶، اسورٹ پکٹ نے ۴۰۰ (۳۵) ڈاکٹر سیف الرحمٰن ڈار کی تحقیق کے مطابق ۵۴ بنیادی نشان ہیں (۳۶) سر جان مارشل (۳۷) نے اپنی کتاب میں ہڑپا کی تقریباً ۹۰۰ مہروں کے اور محمد اسحاق صدیقی کے مطابق ۱۷۵۰ اندراج ہیں۔ جہاں تک نشانات کی اقسام کا تعلق ہے ان میں آدمیوں، جانوروں، مچھلیوں، پہاڑ وغیرہ کی تصاویر کو پہچانا جا سکتا ہے لیکن بیشتر کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کس کی تصویر ہے تحریر کا رخ دائیں سے بائیں اور پھر بائیں سے دائیں تھا۔ (۳۸) اس طرز نگارش کو (Boustrophon) کہا گیا ہے یعنی جیسے بیل ہل چلاتا ہے جبکہ ہیروغلیفی خط کو اس طرف سے پڑھا جاتا تھا جس طرف تصویروں کا رخ ہوتا تھا۔ وادی سندھ کا رسم الخط علام (موجودہ خوزستان یا جنوبی ایران) کے رسم الخط سے زیادہ مشابہ تھا اور سمیری رسم الخط سے نسبتاً کم مگر یہ عجیب بات ہے کہ اس کھدائی کی انسانی تصاویر تو سمیری سے ملتی ہیں اور خدائی سے بلکہ ان کے بنانے کا انداز مصری ہیروغلیفی سے مشابہ ہے ڈاکٹر ہنٹر نے وادی سندھ کے نشانات کا جنوبی عرب کے حمیری اور سبائی خط، فونیقی خط اور جزیرہ قبرص کے قبرصی خط سے مقابلہ کر کے یہ ظاہر کیا ہے کہ ان کا خط وادی سندھ کا رسم الخط تھا۔ (۳۹) مگر بعض مورخین خط نے اس کی صحت سے انکار اس لیے کیا ہے کہ سندھ کی لکھائی سبائی اور فونیقی رسم الخط کے وجود میں آنے سے ۲۰۰۰ سال پہلے فنا ہو چکی تھی۔ بہر حال اس میں شبے کی گنجائش قطعی نہیں ہے کہ پاکستانی پنجاب ہمیشہ سے عظیم الشان تہذیبوں کا مسکن رہا ہے اور اس خطے نے ہزارہا سال سے اپنے الگ رسم الخط کی بنیاد رکھی جو مصری ہیروغلیفی سے کسی بھی طرح سے کم تر نہیں ہے۔

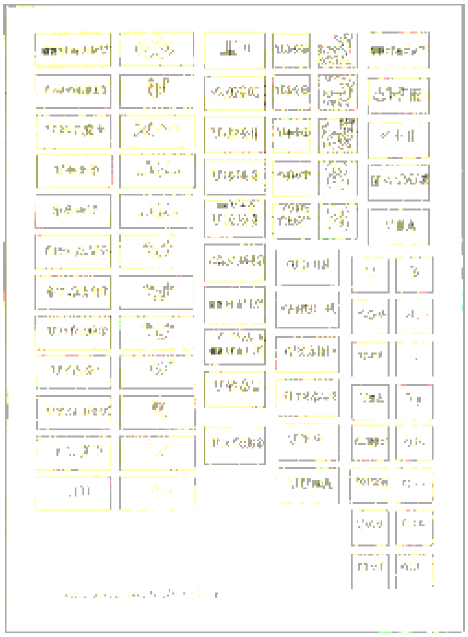

ح۔۵

"ا" "ب" کی ایجاد میں ایک خاص اصول سے مدد لی گئی جسے Aorophony کہتے ہیں یعنی کسی لفظ کے شروع کی آواز لے کر بقیہ حصے کو حذف کر دینا اس اصول سے فائدہ اٹھا کر ساری قوم نے لفظوں کی علامات کو حروف تہجی میں منتقل کرایا چنانچہ آج بھی عربی خط میں یہ صورت پائی جاتی ہے۔ جب تصویری خط کے دوران رواج میں آواز کے لیے تصویر کا رخ تعین ہو چکا تو ۲۲ قسم کی آوازوں کے لیے ۲۲ تصویریں بنائی جانے لگیں یہ ۲۲ تصاویر رفتہ رفتہ تصویری لباس اتار کر ایک ایک حرف کا نشان بن گئیں اور یہ وہی ۲۲ حروف ہیں جو صدیوں کے بعد ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت تک محدود ہوئے جب عربوں نے ہزارہا سال بعد اس میں چھ حروف بڑھائے تو "ثخذ ضظغ" ہو گیا۔

پیر مہر علی شاہ صاحب حضرت عروہ بن زبیرؓ کے حوالے سے فرماتے ہیں ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت یمن کے بادشاہ تھے اور یہ تمام خطاط تھے۔ (۴۰) ایرانیوں نے پ، چ، ژ، گ اور ہندیوں نے اردو کی ایجاد کے وقت ہندی ٹ ڈ ڑ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

الفاظ کے تلفظ کے لیے ٹ، ڈ، ڑ بڑھادی یہی ابجد ضظغ تک کے حروف تھے جس کے بجائے حرف کے اعداد بہت پہلے سے معین کیے جا چکے تھے اور ہارون الرشید کے زمانے میں نیا فن تاریخ گوئی ایجاد ہوا جس سے عمارت وغیرہ کے سن تعمیر کے اعداد حروف سے نکالے جاتے تھے۔ اور عمارتوں پر کندہ کرا کے تاریخیں لگائی جانے لگیں۔ تاریخی معلومات کو حروف کے اوزان میں پوشیدہ انداز میں مرتب کیا گیا۔ (۴۱) تاریخ نکالنے کا طریقہ مغل ایران سے لائے اس سے قبل جو تاریخ کتبات کی صورت لکھی جاتی تھی اس کی مثال لعل شہباز قلندرؒ کے مزار کا کتبہ ہے۔ (۴۲) اسی طرح مسجد خراسیاں لاہور کے کتبہ میں دو طرح سے تاریخ بنادی گئی ہے۔ (۴۳)

پیکانی یا میخی خط

قدیم مصریوں کے یہاں تاریخ تعمیر کی تحریر کا کام تصویروں سے لیا جاتا تھا۔ اس زمانے میں جبکہ مصر میں تصویری خط رائج تھا۔ ساتھ ہی ساتھ عراق کے شہروں بابل و نینوا میں ایک خاص قسم کا تصویری خط بھی رائج تھا۔ جس میں میخوں یا تیروں کی طرح کے خط سے تصویر بنائی جاتی تھی۔ (ع۔۶) جسے خط میخی کا نام دیا گیا اور کچھ خیالات ادا کرنے کے طریقے قریب قریب اسی طرح کے رائج تھے جس کا ذکر تفصیل سے مصری ہیروغلیفی کے اقسام اور عنوان کے خط کے تحت بیان کیا جاچکا ہے جسے یہاں دہرانے کی چنداں ضرورت نہیں مصری اور بابلی خط سے جو اور خط نکلے ان کا ذکر ایک ساتھ کیا جائے گا۔ پہلے اصل ماخذ یعنی بابلی تصویری خط جس کا نام خط میخی یا مسماری پیکانی ہے کا ذکر کردینا ضروری ہے۔ خط میخی کی ۱۹ اقسام تھیں اس خط کا رواج عراق، ایران اور ایشائے کوچک وغیرہ میں تھا۔ مصر میں مصریوں کا خط تصویر اور خط میخی دونوں رائج تھے میخی خط بھی مصر کے ہیروغلیفی کی طرح دنیا کا قدیم ترین خط شمار کیا جاتا ہے یہ خط بائیں طرف سے داہنی طرف کو لکھا جاتا تھا۔ ۵۰۰۰ ق م سے چوتھی صدی عیسوی تک اس کا رواج رہا بابل کے ابتدائے دور تمدن سے اس کی ابتداء ہوئی اور یہ خط نینوا اور ایران تک پھیل گیا اس خط کا سب سے قدیم کتبہ بابل کے قدیم شہر ورقہ میں پایا گیا جبکہ نینوا اور ایران وغیرہ میں بھی بے شمار کتبے ملتے ہیں مصر کی ہیروغلیفی کے سلسلہ میں جو صورتیں تصویر نویسی اور خیالی نویسی کی ظاہر کی گئی ہیں سب اس میں پائی جاتی ہیں مثلاً لفظ نینوا کو خط میخی میں مکان کے اندر مچھلی کی شکل بنا کر لکھا کرتے تھے جس سے مراد ہے کہ نینوا میں پہلے ماہی گیروں کے بہت سے مکانات تھے ورق کے عجائب خانے میں کئی سو کتبات ایسے ہیں جن میں عراق اور بابل قدیم کے مکانوں کے بیعنامے اراضی کو لگان پر دینے کی اسناد بردہ فروشی کے متعلق تحریریں، شادی کے معاہدے، تنسیخ معاہدہ کی دستاویز اور معاملات دیوانی کے فیصلے مٹی کی پختہ تختیوں پر منقوش ہیں جن کی نسبت اس خط کے محققین کی رائے ہے کہ ادبی لحاظ سے انتہائی اہم ہے۔

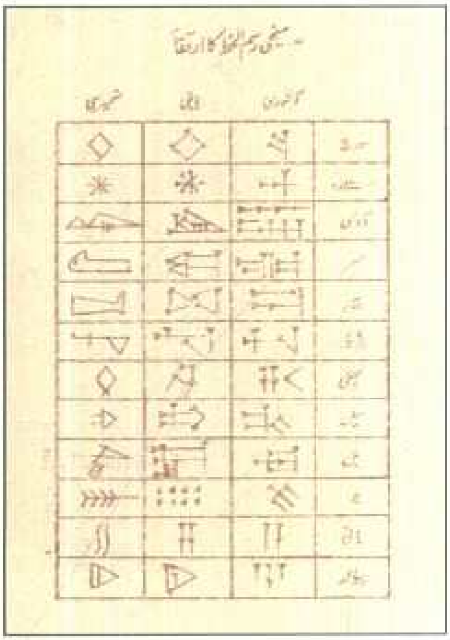

ع۔۶

فونیقی خط

۵۳۹ ق م کوروش (Cyrus) کی فتح بابل کے بعد میخی رسم الخط کا استعمال رفتہ رفتہ کم ہوگیا اس کا ایک دوسرا سبب فونیقی رسم الخط کی ایجاد بھی تھی۔ (۴۴) فونیقی رسم الخط میں کل ۲۲

www.KitaboSunnat.com
" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حروف کام آتے ہیں جن کا لکھنا آسان تھا فونیقی رسم الخط کی آرامی شکل ۸ ویں صدی ق م شام میں رائج ہوگئی تھی۔ اور اس کا رواج بابل اور آشوریہ میں بھی ہونے لگا لیکن جب تک یہ ملک آزاد رہے آرامی خط میخی کی جگہ نہ لے سکا۔

قبطی خط (Koptic)

اسی زمانے میں مصریوں میں کچھ لوگ دین مسیح میں داخل ہو گئے ان کو قبطی Koptic اور ان کے خط کو قبطی خط کہا گیا قبطیوں نے ۲۵ حروف یونانیوں کے خط سے لیے اور دیموتیقی حروف سے ۷ اور حروف ملا کر ۳۲ حروف سے اپنا حروف تہجی ایجاد کیا قبطی حروف کی شکل قریب قریب وہی ہے جو مختلف حرفوں کی شکل میں چھوٹے اور بڑے انگریزی حروف کی شکل وصورت ہے۔

ارامی خط

جس زمانے میں فونیقیوں کا خط ایشیائے صغیر میں رائج تھا ایک اور قوم آرامی ابھری یہ قوم شمالی فرات اور دجلہ کے نواح میں آباد تھی اس نے فونیقیوں کے خط سے ایک خط اپنی قوم کے لیے مرتب کیا جو فونیقی خط سے مشابہ تھا۔ یہ خط رفتہ رفتہ اناطولیہ سے مکہ اور مصر سے وسط ایران تک پھیل گیا اور اس خط کی مدد سے بہت سے بند عقدے کھلے۔ آرامی خط بابل میں چھٹی صدی ق م یا پانچویں صدی ق م کے آغاز سے پہلے ظاہر نہیں ہوتا۔

پہلوی خط

ایران کا قدیم خط تھا مصر اور عراق سے ایرانیوں کے قدیم تعلقات فتوحات، تہذیب وتمدن کی ایک کڑی ان کا خط بھی ہے مدتوں کے بعد تحریر کی سہولت کے لیے اسی زبان میں مصری اور فونیقی اپنے اپنے خطوط کی ترقی اور اصلاح میں سرگرم تھے تب خط پہلوی رائج ہوا یہ خط اس زمانے کے بعض خطوط سے جو مصر میں رائج تھے قدرے صورتا اور ہندوستان کے ہندی خط سے بہت مشابہ ہیں۔ ممکن ہے کہ الفاظ اور نسلی اشتراک کی طرح ہندی خط کے ماخذ میں بھی اشتراک کی کوئی صورت ہو۔

یونانی خط

ایران میں خط میخی اور پہلوی کے علاوہ خط ارامی اور ساسانی خطوط بھی رائج تھے پہلے یونانیوں نے فونیقیوں اور مصریوں سے حروف تہجی سیکھے پھر قبطیوں کے خط سے چھٹی صدی عیسوی میں استخراج کر کے اپنے لیے الگ حروف تہجی کی بنیاد ڈالی یونانی خط قبطی شامی اور آرمینی خط سے بہت مشابہ ہے انہوں نے فونیقیوں سے جو حروف لیے تھے ان کی صورت میں بہت اصلاحات کیں اور مختلف کر کے جاذب نظر بنایا پہلے خط داہنی طرف سے بائیں طرف کو لکھا جاتا تھا یونانیوں نے الٹ کر بائیں سے دائیں طرف لکھنا شروع کیا انہوں نے حروف کو ملا کر لکھنے کی ابتداء کی جس سے تحریر اور کتابت میں روانی آ گئی یونانیوں سے اہل روم نے حروف اخذ کئے یہیں مغرب مشرق کے خطوط الگ ہو گئے اور یہی وہ دور ہے کہ پہلے پہل قدیم مصری یا فونیقی خط دو حصوں میں تقسیم ہوا ایک مشرقی اور دوسرا مغربی قرار پایا۔

لاطینی خط

یونانیوں سے اہل روم کے خاصے تعلقات تھے انہیں کے حروف تہجی سے اطالیہ نے خط اتروسک (Etruscan) ایجاد کیا اس خط میں ۲۰ حروف تھے اسی خط سے لاطینی خط ایجاد ہوا یہ خط رفتہ رفتہ تبدیلی ہیئت سے تمام ممالک یورپ، جرمنی فرانس، ہالینڈ، پرتگال، اٹلی، انگلستان، فرانس، افریقہ وامریکہ میں پھیل گیا روس میں (Cyrallic) بھی اسی خط کی ایک شاخ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبرانی خط

جس زمانے میں فونیقی اپنے حروف تہجی کی ترقی میں مصروف تھے اسی زمانے میں یہودیوں نے اسی قوم کے لیے فونیقی خط کی مدد سے عبرانی ایجاد کیا توریت اسی قدیم خط میں ملی یہ خط اب معدوم ہو چکا ہے جدید قسم کا عبرانی خط پہلی صدی ق م میں ایجاد ہوا یہ خط فونیقی خط سے بہت مشابہ ہے۔

مسند حمیری

حمیری خط کا دوسرا نام مسند ہے اس لیے اسے مسند حمیری کہتے ہیں یمن میں تین قبیلے حمیر، معین، سبا تھے ان سب میں یہ خط رائج تھا حمیر جن سے یہ خط منسوب ہے ان کا زمانہ حضرت عیسیٰ سے دو ہزار ایک سو چھبیس سال قبل ہے حمیری خط لوہے کی کیلوں سے بہت مشابہ ہے مسٹر ہالوے نے جو کتبے یمن میں پائے وہ اسی خط میں ہیں فرانس اور انگلستان کے سیاحوں کو بیت الحکمت مارب صنعا کے کھنڈروں میں اسی خط کے کتبے ملے ہیں۔

نبطی خط

پہلے پہل یہ خط یمن میں رائج ہوا پھر عرب میں پھیل گیا بنو حمیر سے حیرہ (کوفہ) والوں نے اور اہل کوفہ سے قریش اور پھر اہل طائف نے سیکھا۔ ظہور اسلام کے وقت عرب میں قبطی مسند یا حمیری رائج تھا حجاز میں ظہور اسلام سے قبل جو خط رائج تھا وہ دوسری قسم کے عوامی خط سے ملتا جلتا تھا حضور ﷺ کے دو تین محفوظ نامہ ہائے مبارک میں کم از کم دو کے اندر حروف میں گولائی یا دائرے کا عنصر موجود ہے۔ (ع۔ ح) ۳۰۲ھ/۹۱۴ء میں عمرو بن العاص حاکم مصر کا ایک ماتحت افسر کی طرف سے اہناسیہ (مصر) کے باشندوں کے لیے جو فرمان لکھا گیا اس کے حروف میں بھی گولائی موجود تھی۔ (۴۵) دراصل نبطی خط ہی حجازی عربی خط کی اصل تھا جو پالمیری خط سے نکلا ہے۔ لیکن اس خط کی بھی دو اشکال تھیں زاویہ دار جس میں حروف کی گولائی نہیں ہوتی تھی بلکہ زاویے نمایاں ہوتے یہ خط عمارتی کتبات شاہی فرامین میں استعمال ہوتا تھا دوسری شکل میں حروف کے زاویے گولائی کی طرف مائل ہوئے یہ خط عوامی استعمال میں تھا۔ خط قبطی حضرت ابراہیم کے قبیلہ نبطی، ابط، نباط، نباطی، انباط سے منسوب ہے یہ قوم فلسطین اور سینا کے مابین آباد تھی اور دوسری صدی عیسوی میں اہل روم سے پریشان ہو کر عرب میں آئی اور حجاز کے شمال انباط میں آباد ہوئی یہ خط بدوؤں اور صحرا نشینوں کا خط تھا جو اہل عرب کے مورث تھے۔

پالمیری خط

اس خط کی ایجاد آرامی سے ہوئی اور یہ عراق کے مقام پالمیرہ (تلمور) سے منسوب ہے جس طرح نبطی بدوؤں کا خط تھا پالمیری خط شہری اور متمدن اقوام میں رائج تھا اس خط کے کتبات لندن، پیرس اور آکسفورڈ کے عجائب خانوں میں موجود ہیں اس کی ایجاد کے زمانہ دراز کے بعد پالمیری کے حروف تہجی سے سیریاک اور استرنجیلو خط ایجاد ہوا۔

سیریاک یا شامی خط Syria-Syriac:

خط سیریاک کا تعلق مشرق کے عیسائیوں سے ہے چھ سو سال قبل مسیح اس کا رواج ہوا اور آٹھویں صدی عیسوی میں یہ خط ختم ہوا اس کی مختلف شاخوں سے مختلف خطوط نکلے۔ یہ خط پالمیری خط سے ایجاد ہو کر مشرق میں چین تک پہنچ گیا جو ملک شام یا سوریہ میں اب تک رائج ہے مذہبی تحریروں کی ضرورتوں نے آرامی خطوط میں بہت تغیرات کیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سریانی خط

اس خط کو سطر نجیلی خط بھی کہتے ہیں عراق عرب میں اس کا رواج بہت پہلے سے تھا اور کوفہ میں بھی سریانی خط سطر نجیلی میں ہی اپنی مقدس کتاب انجیل لکھتے اور نبطی خط میں روزنامچے کی باتیں لکھتے کوفی خط سطر نجیلی سے بہت مشابہ ہے اور اس کے بعض قواعد خط کوفی نے اختیار کئے خط سطر نجیلی میں جب الف ممدوہ کسی لفظ کے درمیان میں آتا تھا تو الف کو الگ نہیں لکھتے تھے۔ مثلاً ظالمین اور عالمین کو ظلمین اور علمین کی طرح لکھتے تھے اور الف الگ سے اس کے اوپر لکھ دیتے تھے جیسے کہ خط کوفی کی تمام کتابت میں اور آج اکثر قرآن جو خط نسخ میں لکھے گئے ہیں ان میں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں جیسا کہ تاریخ گوئی میں جن لوگوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اعداد ۷۸۶ قرار دیئے ہیں انہوں نے سطر نجیلی خط کے اصول پر رحمٰن کو ملا کر لکھنے کی وجہ سے الف کا ایک عدد چھوڑ دیا ہے اور جن لوگوں نے ۷۸۷ کو اس کا عدد قرار دیا ہے وہ رحمان کو الف کے ساتھ لکھتے ہیں نستعلیق اور اردو فارسی خط میں بھی یہی اصول کارفرما ہے سریانی خط سیریانیوں یہودیوں اور کلدانیوں کا مخصوص خط ہے عرب کے بہت بڑے حصے میں خط کوفی کی ایجاد سے قبل یہ خط رائج رہا ورقہ بن نوفل سریانی اور عبرانی زبانوں اور خطوط کے ماہر تھے۔

اگرچہ عربی رسم الخط دنیا کا سب سے کم عمر خط ہے۔ مگر استعمال کے لحاظ سے رومن رسم الخط کے بعد اس کا دوسرا نمبر ہے۔ (۴۶)

کوفی خط

ع ۔۷

عربی خط نے اسلام کے زیر سایہ سب سے پہلے جو جمالیاتی لباس پہنا اسے خط کوفی کہا گیا جس کی ایجاد چوتھی صدی عیسوی میں نبطی خط اور خط سیریاک یا سطر نجیلی سے ہوئی انبار میں یہ خط ایجاد ہوا حجاز انبار اور حیرہ (کوفہ) میں یہ خط لکھا جاتا تھا حرب بن امیہ کوفہ سے یہ خط سیکھ کر آئے جس کی وجہ سے اس خط کا نام کوفی پڑا اور رفتہ رفتہ یہی نام اس خط کے لیے مستعمل ہوا۔ کوفی خط کو اس کی مروجہ اقسام کی بنا پر ''ام الخطوط'' کہا گیا۔ (۴۷)

ابن ندیم (متوفی ۳۹۰/۱۰۰۰ء) پہلا شخص ہے جس نے اس خط کو کوفی کے نام سے یاد کیا۔ (۴۸)

طلوع اسلام کے وقت حجاز و عرب میں مسند حمیری، عبرانی، سریانی، نبطی اور کوفی خطوط رائج تھے پہلے خط کوفی میں نقطے اور اعراب نہ تھے۔ ابوالاسود دوئلی نے ۴۰ھ/۶۶۰ عیسوی سے قبل حرکت یعنی زیر زبر پیش ظاہر کرنے کے لیے نقاط کا آغاز کیا یہ نقاط گول تھے پھر بھی ت ث ب وغیرہ میں امتیاز کے لیے نقاط نہ تھے۔ جب اسلامی ممالک میں فتوحات سے وسعت ہوئی لوگ کثرت سے دین اسلام میں داخل ہوئے تو حروف پر نقاط نہ ہونے سے قرآن اور دیگر عبارتیں پڑھنے میں مشکل پیش آتی اس وقت بنی عباس کے عہد کے خلیفہ عبدالملک بن مروان نے حجاج بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یوسف کولکھا اور اس کے حکم سے نصر بن عاصم نے متشابہ حروف ب ت ث کے لیے نقاط کی ایجاد کی اور اسی کے ساتھ حرکت زیر زبر پیش کے قواعد مرتب ہوئے اور عبارت میں وقف کی علامتیں مقرر ہوئیں قرن اول کے خط کوفی میں جتنے قرآن لکھے گئے اور خط کوفی کی جو تحریریں مصر وغیرہ کے عجائب خانوں میں ہیں ان پر نقاط نہیں ہیں۔ (ع۔ ے)

اس طرز کے بارے انتھونی ویلچ لکھتا ہے۔

"Thus a hand writing without dots and diacritical points is like barren soil. On the other hand, a hand writing that is provided with dots and diacritical points is like a garden in bloom."(49)

''اس طرح ایک دستی تحریر جو نقطہ اور زیر و زبر اور پیش یا اعراب کے وغیرہ بغیر ہو۔ ایک بنجر زمین کی مانند ہوتی ہے جبکہ وہ تحریر جس میں یہ سارے لوازمات شامل ہوں ایک ایسے گلستان کی مانند ہوتی ہے جس میں ہر طرف پھول کھلے ہوں''۔

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ خط کوفی اپنی ابتدائی شکل میں خود کوفہ کے آباد ہونے سے بھی کوئی ایک سو سال قبل موجود تھا۔ دراصل یہ زاویہ دار خطی خط ہی کی ایک شکل ہے۔ کوفہ شہر حیرہ اور انبار کے قریب آباد ہوا۔ دور جاہلیت میں بھی اس خط کے مراکز تھے ان شہروں کے اکثر باشندے کوفہ اور بصرہ کے نئے شہروں میں آباد ہو گئے اسلام کے ابتدائی تین سو سال تک یہ خط اسلام کا مکمل ترین خط رہا اسی درمیانی مدت میں اس خط نے کئی ارتقائی منازل طے کیں اور عربی خط میں نقاط اور حرکات کی ایجاد ہوئی مختلف قسم کا کاغذ ایجاد ہوا جس نے خط کے ارتقاء پر بھی اثر ڈالا مختلف ممالک کے خطاطوں نے خط کوفی میں علاقائی خصوصیات پیدا کیں۔ مثلاً ایرانی کوفی، مصری اور عراقی کوفی کی نسبت عمودی خطوط افقی خطوط کے مقابلے میں زیادہ نمایاں لکھے جاتے ہیں۔ (۵۰)

عہد اسلام سے قبل ہر ملک میں ہر زبان مختلف اشکال میں لکھی جاتی تھی بقول ضیاء الدین۔

"Different style of *Kufic* developed gradually. Abul Aswad (69 A.H) a disciple of the Khalif Ali is reported to have improved the calligraphy of Koran and introduced vowel marks in the form of dots. His system was followed for about a century. His disciples improved upon his style. Qutba is the next great calligraphist who is said to have invented four styles of kufic. After him we hear of Khalid (96A.H715A.D.) who stood out foremost amongst the artists of his period. The golden inscription on the Prophet`s mosque is believed to be the work of high penmanship. He also copied the first Quran. The Kufic reached its excellence by the calligraphist Ibn-e-Muqla (338A.H) who was a renowned artist of the reign of Qahir Billa, the Abbaside." (51)

''خط کوفی کے مختلف انداز آہستہ آہستہ ارتقاء پذیر ہوئے۔ ابو الاسود (۶۹ ہجری) جو خلیفہ علیؓ کا پیروکار تھا، نے قرآن کریم کی خطاطی کو کافی ترقی دی اور نقاط کی شکل میں اعراب کو متعارف کرایا۔ اس کا متعارف کیا گیا نظام ایک سو سال تک چلتا رہا۔ اس کے پیروکاران نے اس میں مزید بہتری پیدا کی۔ قطبہ، جو ایک اور عظیم خطاط تھا نے 715ء میں خط کوفی کے چار اور خط ایجاد کئے اس کے بعد ہمیں خالد (۹۶ ہجری/ ۷۱۵ عیسوی) کا نام ملتا ہے۔ وہ اپنے عہد کے خطاطوں کا امام تھا۔ خیال کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے کہ مسجد نبوی کی دیواروں پر سنہری حروف میں لکھی گئی سورۃ والشمس اس کے قلم کا شاہکار تھی۔ قرآن کریم کا پہلا نسخہ بھی اسی نے تیار کیا۔ ابن مقلہ (۳۲۸ ہجری) کے دور میں خط کوفی اپنے عروج پر تھا۔ یہ شخص عباسی خلیفہ قاہر باللہ کے دور کا ایک مشہور خطاط تھا''۔

عہد رسالت میں خط نبطی سے جو مہذب خط نکلا وہ خط مسند حمیری تھا اور پھر مسند حمیری سے خط حمیری مجوز ہوا چنانچہ رسول ﷺ خدا نے جو خطوط فرمانروایان عجم اور مصر وغیرہ کو روانہ کئے وہ اسی خط حمیری مذہب میں تھے۔ (۵۲)

ضیاء الدین لکھتے ہیں۔

"The letter, believed to be the very epistle of the prophet that he wrote to the Mukaukas, written in the 7th year of Hijra is perhaps the earlist specimen of Arabic writing of the Moslem period. It differs from cursive only in its stiffness and angularity. It presents the very form of the Arabic System of writig that calligraphers set to improve and beautify a few years later. A definite improvement is observable in the monuments of the period immediatly following that of the prophet. The milestone marking 109 miles from Damascus beloging to the reigin of the Khalif Abdul Malik Bin Marwan (65-86-A.H) shows the marked improvement that calligraphy had gained over the pervious style."(53)

''وہ خط جو رسول کریم ﷺ نے حاکم مقوقس کو سات سن ہجری میں لکھا تھا (ع۔۸) مسلمانوں کے دور کی قدیم ترین عربی تحریر کا حامل ہے۔ یہ Cursive تحریر سے صرف اپنی سختی اور زاویہ دار ہونے کی وجہ سے مختلف ہے۔ یہ اس نظام تحریر کو پیش کرتا ہے جسے چند سال بعد ہی خطاطوں نے بہتر شکل دینے اور خوبصورت بنانے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ اس خط کی بہتر شکل میں ان عمارتوں میں ملتی ہے جو رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد ہمیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ دمشق کے قریب ۱۰۹ سنگ میل جو خلیفہ عبدالملک بن مروان (۶۵۔۸۶ ھ) کے عہد کا ہے ان تمام خوبیوں کا حامل ہے جو زمانہ رسالت کے بعد وجود میں آ گئیں''۔

کوفہ والوں نے حیری میں اصلاح کر کے اسے جزم یا خط کوفی سے منسوب کیا چنانچہ حضرت عثمانؓ کے عہد میں قرآن پاک کے چند نسخے مرتب ہوئے جنہیں اسی طرح طرز تحریر میں نقل کرنا محال تھا، خطوط اور عام مراسلت کے علاوہ عہد عثمانی میں جس قدر قرآن پاک کے نسخے لکھے گئے وہ سب خط حیری میں تھے حضرت علیؓ نے جو قرآن کریم لکھا وہ بھی اس طرز تحریر کا نمونہ تھا کتابت مصاحف کے لیے دیگر کاتبین وحی کے علاوہ نافع بن ظریب النوفلی جو حضرت عمر کے کاتب تھے کے علاوہ ناجیہ الطفاوی بھی کتاب مصاحف میں شامل رہے خط حمیری یمن کی تہذیب کا عکاس تھا جبکہ حیری کوفی خط کی ابتدائی شکل تھی۔ حضور ﷺ کے نامہ ہائے مبارک خط حمیری میں ہیں۔ ان مصاحف کی کاروائی از روئے تحقیق ۲۵ھ/ ۶۴۵ء کے اواخر سے شروع ہو کر ۳۰ھ/ ۶۵۰ تک جاری رہی تمام نسخے اس وقت کے مروجہ خط الجزم میں لکھے گئے جسے بعد میں خط کوفی کا نام دیا گیا۔ (۵۴)

اس وقت خط جزم نقط و شکل سے خالی ہوا کرتا تھا اس لیے مصاحف عثمانیہ بھی اعراب اور نقاط سے یکسر مبرّیٰ تھے خلافت راشدہ کے بعد جب دمشق میں امیر معاویہ کی حکومت قائم ہوئی اور اس خاندان میں بڑے بڑے خلفاء ہوئے اور درس و تدریس کا سلسلہ باقاعدہ طور پر جاری ہوا تو خطاطی باقاعدہ ایک فن کا درجہ اختیار کر گئی اس دور میں بڑے جلیل القدر اساتذہ فن نے اسے مزید جلا بخشی جن میں منصور دوانقی کے دور میں اسحاق بن حماد خوشنویس گزرا ہے جس نے ۱۵۸ھ/ ۷۷۴ء میں خط کوفی کو ۱۲ اقسام میں لکھا۔ جو اپنی ضرورت مثلاً مخطوطات عمارات، مسکوکات پر استعمال ہوتی رہیں۔ (۵۵) اس زمانہ میں قطبہ نامی کاتب تھا جس نے اس خط کو چار طرح لکھا اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

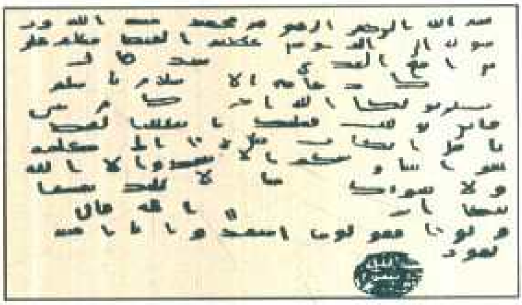

ع-۸ نامہ ہائے مبارک برائے مقوقس

خط میں قرآن پاک کا پہلا نسخہ بھی کتابت کیا۔(۵۶) ولید بن عبدالملک کے عہد (۹۶ھ/۷۱۴ء) میں خالد بن ابی الہیاج خط کوفی کے مصلح اعظم مانے گئے ہیں انھوں نے مسجد نبوی ﷺ میں سورہ الشمس آب زر سے لکھی (۵۷) ساتویں صدی عیسوی کے اختتام پر سکوں پر حکمرانوں کی تصویر کو ختم کر کے انہیں کوفی خط سے مزین کیا جانے لگا۔(۵۸)

مامون الرشید کے عہد میں علم الخط کو بڑی ترقی ہوئی جسے قدیم خطاطوں کی وصلیاں جمع کرنے کا بہت شوق تھا اس عہد میں خط کوفی مختلف طرزوں میں لکھا جاتا تھا جو عربی سے ملتا جلتا تھا۔قرآنی خطاطی میں چوتھی صدی ہجری دسویں صدی عیسوی میں خط نسخ نے کوفی کی جگہ لے لی۔

کریسویل کے الفاظ میں:

"Koran has rounder curves and slantingly pointed tips. By the middle of the 4th Cent*Kufic* gives way to the *naskhi* that is to a little rounder script more or less, ceases to be employed in the copying of koran through continuous to be used as ornament."(59)

"قرآن کریم کی تحریر میں مدور گولائیاں اور تیز انیاں نوک پلک ہیں چوتھی صدی کے وسط میں کوفی خط کی جگہ نسخی خط نے لے لی تھی۔یہ خط زیادہ گول ہے خط نسخ کے استعمال میں آنے کے بعد خط کوفی میں قرآن لکھا جانا تو موقوف ہو گیا لیکن زیبائش کے طور پر اس کا استعمال جاری رہا"۔

بقول انقونی ویلچ خط کوفی پانچویں صدی ہجری تک قرآنی کتابت، مسودات کے ٹائٹل، ابواب کے عنوانات اور عبارت کے شروع میں "بسم اللہ" لکھنے کے لیے مروج رہا۔رفتہ رفتہ ساتویں صدی ہجری اور تیرہویں صدی عیسوی تک اس کی حیثیت محض آرائشی رہ گئی۔اور یہ محض سورتوں کے عنوانات یا مخطوطات کے عنوانات اور عماراتی آرائش کے لیے مخصوص ہو گیا۔(۶۰) اس کے بعد ابن مقلہ نے ۲۷۲-۳۲۸ھ/۸۸۶-۹۴۰ء کوفی میں سے ۶ خطوط ایجاد کیے جن سے سابقہ خطوط متروک ہو گئے ان وضع کردہ خطوط میں ریحان، ثلث، توقیع، محقق، رقاع، نسخ جن کے بارے میں مولانا جامیؒ رقمطراز ہیں۔

ابن مقلہ وضع کردہ ایں شش خط اندر عرب
ثلث و ریحان و محقق نسخ و توقیع رقاع
بعد ازاں از خط توقیع و رقاع اہل عجم
ہفتی خط دگر تعلیق کردند اختراع

ابن مقلہ القاہر باللہ عباسی کا وزیر تھا برے حالات کی وجہ سے اس کے ہاتھوں کے ساتھ زبان بھی کاٹ دی گئی ۵۶ سال کی عمر میں قید کی حالت میں فوت ہوا موجودہ اعراب ثلاثہ اور جزم تشدید و تنوین اس کی ایجاد ہیں۔(۶۱) ابن مقلہ کے بیٹوں علی اور عبداللہ کے قلم نے اسلامی خط کو مزید جلا بخشی۔علی نے محقق میں جبکہ عبداللہ نے نسخ میں نمایاں کامیابیاں حاصل کیں ان دونوں نے یہ فن ابن عیسیٰ سے سیکھا۔(۶۲) چھ خطوط کے بعد ساتواں خط تعلیق یاقوت المستعصمی نے ایجاد کیا تعلیق کے معنی معلق کرنا یا لٹکانا ہیں اس خط میں ایک حرف کو دوسرے سے باہم اس طرح ملا دیا جاتا ہے کہ ایک تار سے لٹکے ہوئے معلوم ہوتے ہیں یہ خط رقاع اور توقیع کو ملا کر بنایا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے حروف آپس میں اس قدر ملے ہوئے ہوتے ہیں کہ ان کو علیحدہ کرنا یا تحریف کرنا ممکن نہیں ہے اس لیے یہ خط مراسلات و فرامین کے لیے موزوں قرار پایا ترک اور مصری اس خط کو دیوانی کہتے ہیں ایرانی تعلیق یا ترسل جبکہ ابوالفضل کے مطابق یہ خط ہندوستان میں ۴۰۰ برس تک جاری رہا۔ (۶۳) ابن مقلہ کے ایجاد کردہ خطوط میں خط محقق سرفہرست ہے۔

محقق خط

خط محقق ساتویں صدی ہجری/گیارہویں صدی عیسوی تک عمومی طور پر بڑے سائز کے مصاحف کے ورق کی پہلی درمیانی اور آخری سطور لکھی جاتی رہی۔ یہ خط جلی حروف واضح کھلے لمبے مضبوط ہوتے ہیں۔ اس میں خط کی بنیادی پہچان حروف ت پ ب ی و ن م ل ک ق ف ض ص ش س ژ ز ر ذ د ث بائیں طرف سے زاویہ دار ہوتے ہیں جن میں نیچے کی طرف قدرے جھکاؤ ہوتا ہے اور ال ط ظ ک جیسے حروف زاویہ دار حروف کے پیٹ میں آتے ہیں اس خط کا علاقہ وسط ایشیائی ہے۔ (ع۔۹) خط محقق ساتویں صدی ہجری/گیارہویں صدی عیسوی میں محقق کی جگہ ثلث نے لے لی۔ (۶۴)

ع۔9

ریحان خط

رحان، ریحانی، ریحان کے معنی ایسے گلدستے کے ہیں جو پھولوں سے مہک رہا ہو اس میں زاویہ دار حروف یعنی ی ن ل ق ض ص ش س کے دائرے محقق خط کی نسبت تنگ ہوتے ہیں۔ اور ا ل ط ظ ک جیسے حروف زاویہ دار یا دائرہ والے حروف سے علیحدہ لکھے جاتے ہیں اس میں قلم کی تیزی روانی بین اسطور اور نازکی اس طرح ہوتی ہے کہ حروف گلدستے کی مانند نظر آتے ہیں اور یہ خط قرآنی خفی کتابت کے لیے گیارہویں صدی ہجری/سترہویں صدی عیسوی تک مروج رہا بعد میں اس خط کی جگہ نسخ نے لے لی۔
رحان، ریحانی، ریحان کے علاوہ قرآنی کتابت کی نسبت سے اس کا نام روحانی خط بھی ہو سکتا ہے بعض مورخین خط نے اس پہچان کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کی تعریف دو جملوں میں کی کہ گیارہویں صدی ہجری/سترہویں صدی عیسوی تک لکھے گئے قرآن کریم کے خفی کتابت ریحان ہے اور جلی کتابت محقق ہے اس

ع۔10

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خط کا علاقہ وسط ایشیائی ہے۔(۶۵)

ثلث خط

ع۔۱۱

ابن مقلہ کے بعد ابوالحسن علی ابن بلال جو ابن البواب کے نام سے مشہور ہوا نے اسلامی خط میں جاذب نظر اضافے کئے مگر اسے وہ مقام نہ دے سکا جو یاقوت المستعصمی (ع۔۱۱،۱۲) کے ہاتھوں ملا ابن البواب قلم کو درمیان سے قطع نہیں لگاتا تھا جبکہ یاقوت نے قلم کے قط کو درمیان سے قطع کیا۔ اس طرح خفیف سی تبدیلی سے خط میں وہ مقام پیدا ہوا آج تک قلم کو درمیان سے قطع کرنا نہایت ضروری خیال کیا جاتا ہے۔(۶۶) یاقوت نے ہفت خطوط میں ان کے اوزان کو تبدیل کئے بغیر محض قلم کی تبدیلی سے خطاطی میں اجتہادی اضافے کئے (ع۔۱۲) جس کی بناء پر وہ ''قبلہ الکتاب'' ٹائٹل کا مستحق ہوا۔(۶۷) اور خط ثلث بام عروج پر پہنچایا جسے شیخ احمد اللہ ۸۳۳۔۹۶۲ھ/ ۱۴۲۹۔۱۵۲۰ء نے مزید جلا بخشی۔ اس خط میں حرف کا ۱/۳ حصہ جھکاؤ اور پھیلاؤ میں ہوتا ہے یہ خط زیادہ تر کوفی آمیز ثلث کے بعد پندرہویں صدی عیسوی میں عمارتی خطاطی اور اسلامی ممالک میں چھپنے والی کتب کے ٹائٹل لکھنے کے لیے بھی مستعمل رہا۔ اگرچہ مختلف رسم الخطوط بے انتہا مہارت، محنت، خط کے بارے کافی علم قلم پر مضبوط گرفت اور چابکدستی کے متقاضی ہوتے ہیں لیکن خط ثلث ان فنی محاسن کے ساتھ ساتھ اپنے اندر بے انتہا وسعت اور پھیلاؤ کی وجہ سے خطاط اپنی تمام تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لاسکتا ہے۔ خط ثلث اپنی بناوٹ اور خوبصورتی کے لحاظ سے آج سے دو سو سال قبل ہی مکمل ہو گیا تھا اس کے بعد اس خط میں کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں ہو پایا۔ اسی میں کمپوزیشن کی جامعیت کے لحاظ سے خوبصورت تجربات کئے گئے۔ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے میری نظر میں اچھی کمپوزیشن کے اصول یہ ہیں کہ کسی بھی عبارت میں جتنے بھی حروف بڑے ہوں گے بقایا چھوٹے جتنے بھی حروف باقی حروف کی نسبت زیادہ متبرک اور اہم ہوتے ہیں۔ لہٰذا چھوٹے حروف یا الفاظ بڑے الفاظ کی گود میں بیٹھیں گے یا ان کی بغل میں پناہ حاصل کریں گے۔ اور اہم الفاظ باقی چھوٹے بڑے الفاظ، کندھوں، یا سر پر رکھے جائیں گے۔ اس کی کمپوزیشن میں صرف ہر عبارت کے الفاظ کو قطع کر سکتے ہیں جبکہ دیگر اعراب نہیں۔ ماسوائے پیش کے۔ عبد القادر کا ثلث خط کمپوزیشن کی عمدہ مثال قرار دیا جا سکتا ہے۔

یاقوت المستعصمی

ع۔۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کتبہ: حافظ محمد یوسف سدیدی

ع-۱۵

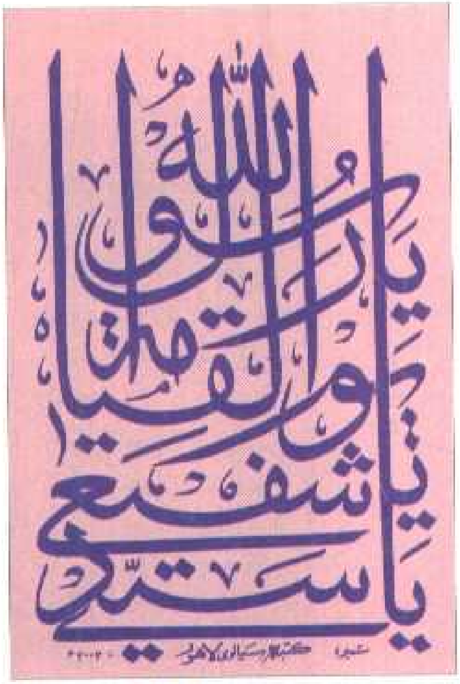

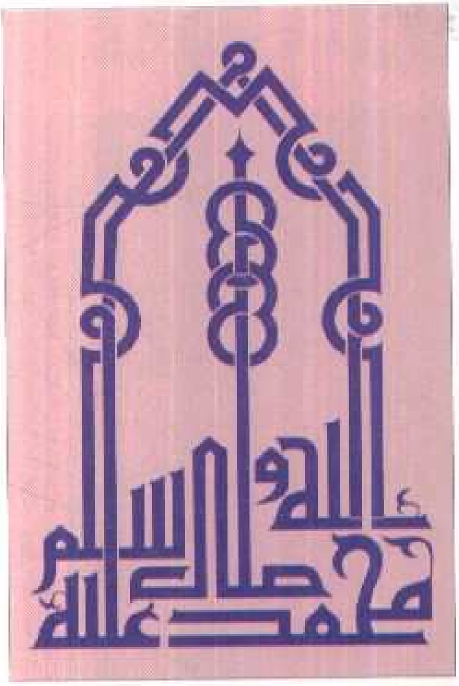

ع-۱۴

کتبہ: محمد شفیع انور سیالوی

ع-۱۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ع-۱۶ کتبہ: حافظ محمد یوسف سدیدی

ح-۱۷ کتبہ: محمد شفیع انور سیالوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ع - ۱۸

کتبہ: محمد علی زاہد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتبہ: واجد محمود یاقوت رقم　　　ع ۔ ۱۹

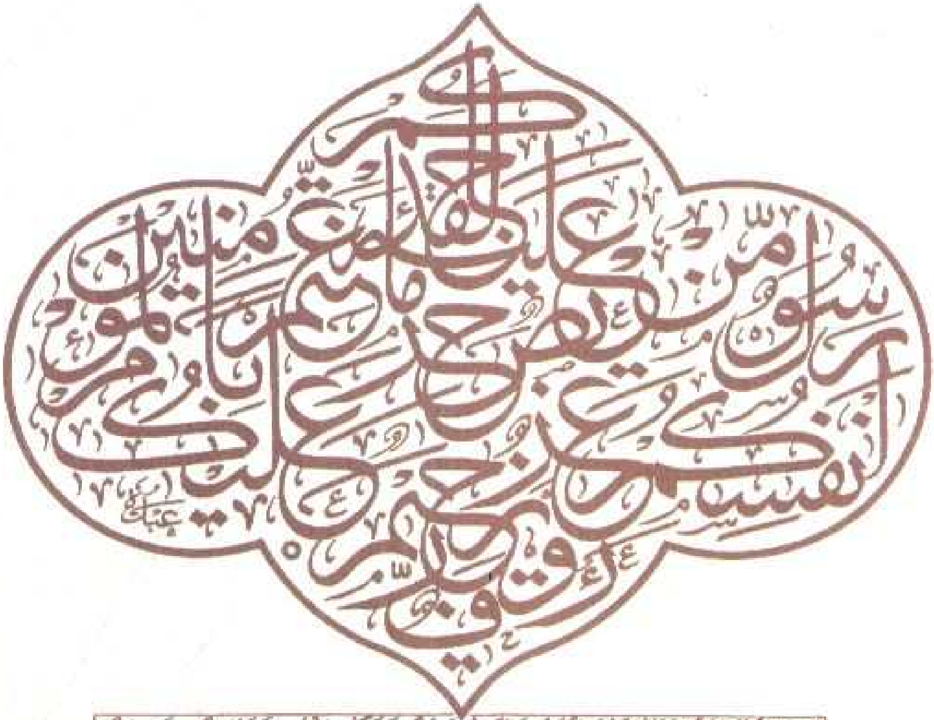

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم

کتبہ: عبدالرحمن　　　ع ۔ ۲۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ع ـ ۲۱

کتبہ: احمد علی بھٹہ

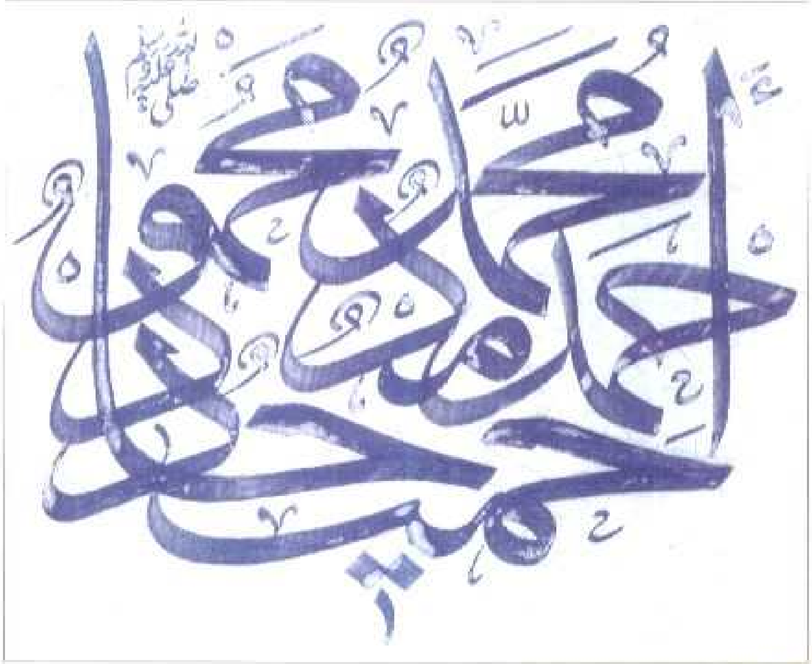

ع ـ ۲۲

کتبہ: خالد جاوید یوسفی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طغریٰ خط

خطِ ثلث کی پگڑی نما شکل میں لکھا جاتا ہے۔ یہ خط بالخصوص ترک حکمرانوں نے فرامین کے اوپر شد و مد سے لکھوایا اور بعد میں اس میں بے پناہ اضافے کئے۔ (ع۔۴۳ تا ۴۸)

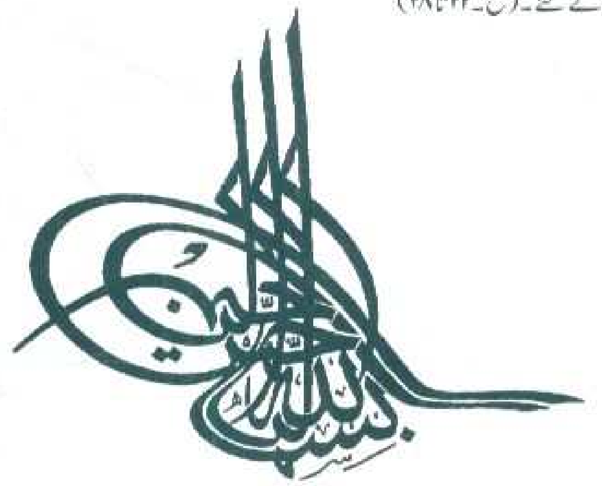

ع۔۴۳

ع۔۴۴

کتبہ: محمد شفیع انور سیالوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتبہ: محمد شفیع انور سیالوی

ع۔۲۵

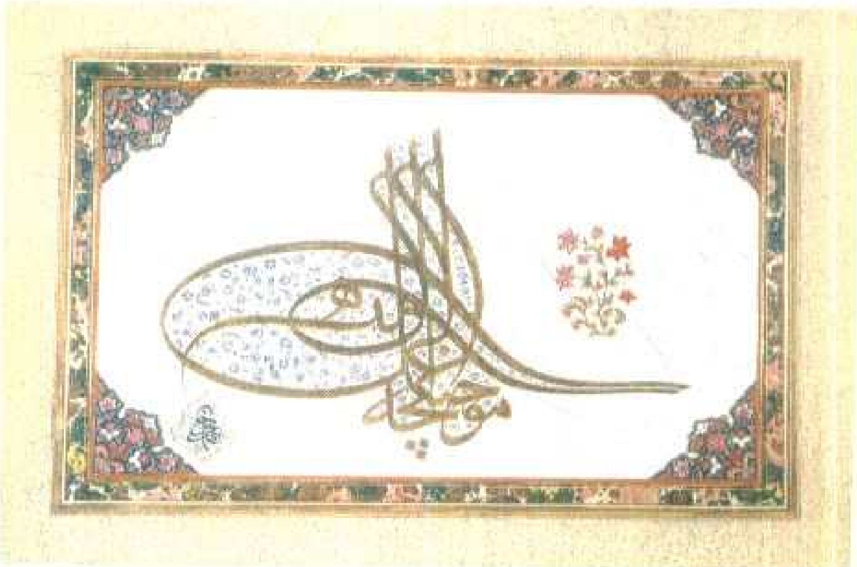

ع۔۲۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

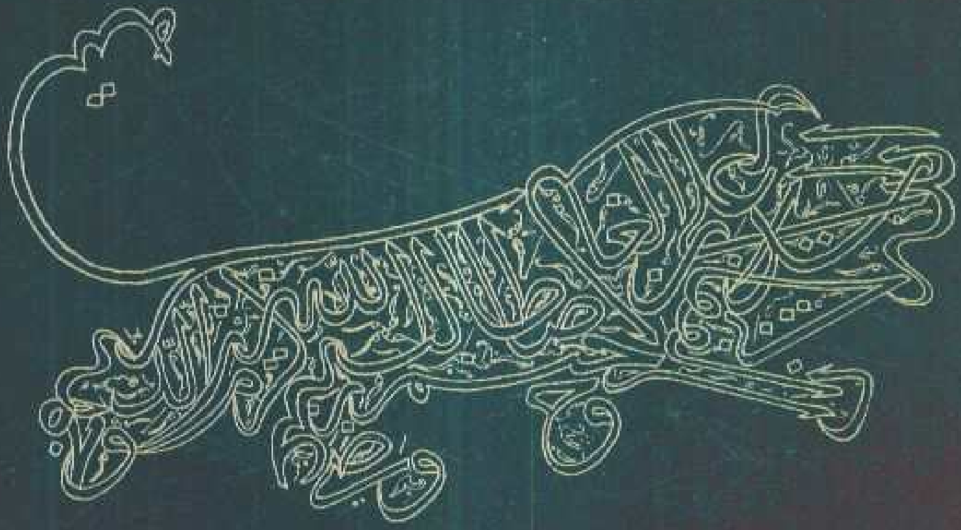

ع-۲۷

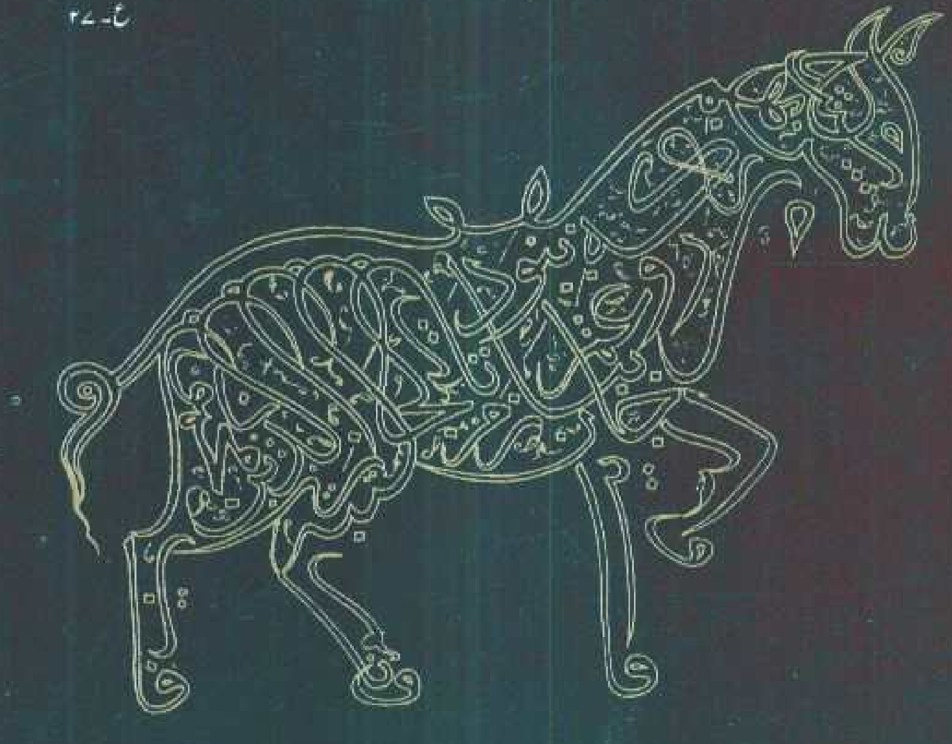

ع-۲۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نسخ خط

۳۱۰ھ/۹۲۲ء میں خطی خط کی مدد سے خلیفہ المقتدر باللہ کے زمانے میں ابن مقلہ نے ایجاد کیا۔ جسے نسخ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ سابقہ خطوط کا ناسخ ہے۔ پانچویں صدی ہجری سے گیارہویں صدی عیسوی تک قرآن خطاطی کے لیے کوفی کا رواج ختم ہو گیا اور نسخ نے کوفی کی جگہ لے لی۔ اس خط میں قرآن کریم اور دیگر عبارات لکھی جاتی تھیں اور عموماً یہ خط خفی حالت میں زیادہ لکھا گیا ہے نسخ کے ساتھ ہی ریحان بھی قرآنی خطاطی کے لیے مستعمل رہا۔ خط نسخ بارھویں صدی کے پہلے نصف میں فاطمی دور حکومت کے آخر میں اپنے ارتقاء کے عروج پر پہنچ چکا تھا۔ (۶۸) نسخی خط اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ مذہبی امور کے لیے مروج رہا جس کی بہترین مثال حردہ اور غباری رسم الخطوط ہیں۔ (ع۔۲۹) جو نسخ کے ذیلی خطوط میں شمار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔

"*Naskhi* continued to be used in religious work it has fine and broad varieties. The very fine ones are known as *Hurda* and *Gubari*. The kind known as *naskhi* and *kirmasi* is a type of writing employing no vowel points *Gubari* is an extremely fine style of writing"(69).

''خط نسخ مذہبی کتب لکھنے کے لیے استعمال ہوتا رہا۔ کئی خوبصورت اور وسیع انداز ہیں۔ دو خوبصورت ترین انداز حردہ اور غباری کہلاتے ہیں اس کی دو اور اقسام نسخی اور کرماسی کہلاتی ہیں ان میں کسی اعراب اور نقاط کا استعمال نہیں ہوتا۔ خط غباری ایک خوش خطی کی ایک انتہائی جمیل طرز ہے''۔

ع۔۲۹

منگول دور میں وقتی زوال کے بعد نسخ نے اپنا کھویا ہوا وقار جلد ہی تیموری دور میں حاصل کر لیا مگر ۱۸ ویں ۱۹ ویں صدی میں وہ جاذبیت نہ رہی جو مغل دور کا خاصا تھی جبکہ ایرانی نسخ میں خط ریحان کا عنصر غالب رہا۔ ۱۸ ویں صدی عیسوی میں ایرانی خطاط احمد نیریزی نے نسخ میں تبدیلیاں کیں جس سے اس میں نستعلیق کا عنصر نمایاں ہوا۔ برصغیر اور ایران میں آج کل کے خطاط احمد نیریزی کے خط کو ہی قرآنی کتابت کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔

توقیع خط

ابن مقلہ کے ایجاد کردہ خطوط میں سے خط توقیع ثلث کی ایک ذیلی قسم ہے۔ علی الپ ارسلان کے مطابق۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"*Tawki* is a variety of *thuluth*, with its letters somewhat more compressed and rounded. An other special feature of it is that the letter like و-ل-ژ-ز-ذ are joined to the letters following them. some times, however, one may come across examples of Tawki in which all the letters are almost joined together , some times the final letter of a word would be joined with the first letter of the following word. This script was used in Persia for the final page, so that with the calophon showing the date and place of copying and scribes name of elongated format Kurans."(70)

''خط توقیع، خط ثلث کی ہی ایک قسم ہے۔ اول الذکر کے حروف ذرا دبے ہوئے اور مدور ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کے بعض حروف (و، ل، ژ، د، ذ اور ا) اپنے بعد آنے والے حروف کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات خط توقیع کے ایسے نمونے بھی ملتے ہیں جن میں تمام حروف ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات تو کسی لفظ کا آخری حرف اپنے بعد آنے والے لفظ کے پہلے حرف سے جڑا ہوتا ہے ایران میں اس خط کا استعمال کتاب کے اس آخری صفحہ تک محدود ہوتا تھا جس کے ذریعہ کتاب کی اختتامی تحریر کے ذریعے تاریخ تحریر اور خطاط کا نام دینا مقصود ہوتا تھا''۔

خط رقاع

رقعہ خط توقیع کی ذیلی شکل ہے۔ (ع۔۳۰) اور اسے اصولوں پر لکھا جاتا ہے۔ یہ خط پہلے خطوط، جنگ نامے، اور کہانی لکھنے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ دولت عثمانیہ کے خطاطوں نے اسے اجازہ (Idjaza) کا نام دیا ہے۔

ع۔۳۰

غبار یا غباری خط

یہ خط نہایت خفی حالت میں لکھا جاتا ہے۔ جو ننگی آنکھ سے نہیں پڑھا جا سکتا۔ یہ کسی بھی خط کی ایک ذیلی شکل ہے۔ بعض مکمل قرآن کریم کے نسخے اس خط میں لکھے گئے ہیں۔ (۷۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

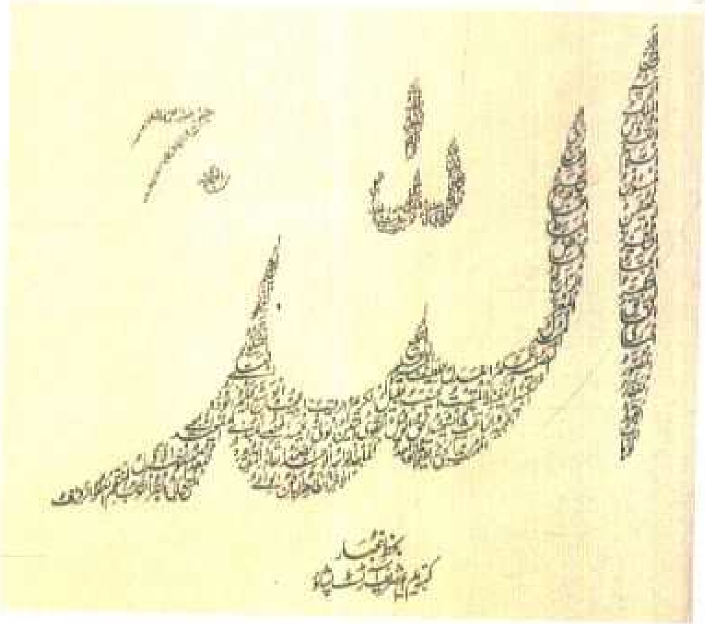

ع-۳۱

مسلسل خط

یہ کوئی علیحدہ خط نہیں ہے۔ خط ثلث میں کسی تحریر کو جب باہم جوڑ کر لکھا جائے تو اسے خط مسلسل کہا جاتا ہے۔
(۷۲)(ع-۳۲)

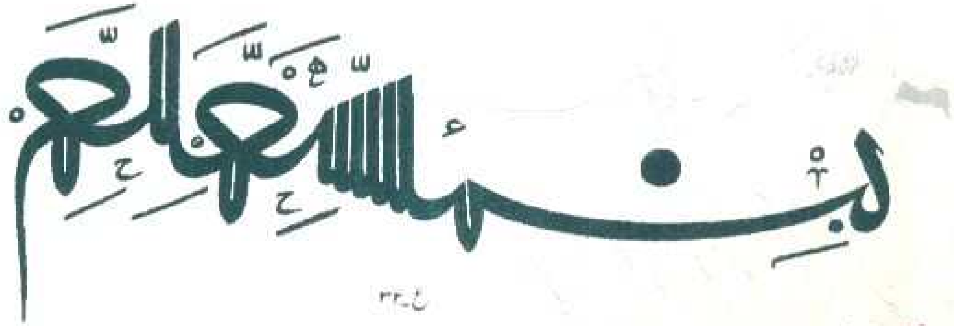

ع-۳۲

شقیہ خط

خیال کیا جاتا ہے کہ خط شقیہ (خط سیاک) عہد اموی اور اس کے بعد میں استعمال ہوتا رہا اس کی کوئی فنی خصوصیت نہیں تھی۔ یہ مالی معاملات کی کتابوں میں استعمال ہوتا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ خط ساسانی عہد میں استعمال ہوتا تھا۔ (۷۳)

تعلیق خط

تعلیق کے معنی لٹکانے کے ہیں چونکہ اس خط کا ایک حرف دوسرے حرف سے ملا دیا جاتا ہے اس لیے یہ خط تعلیق کے نام سے موسوم ہوا۔ یہ خط نسخ کی ایک شاخ اور خط رقاع و توقیع سے انسباط ہے لیکن نسخ کے اصولوں کی پابندی سے آزاد ہے اس میں کچھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

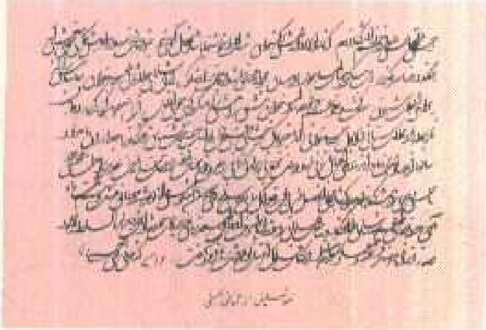

ع۔۳۳

خصوصیات نسخ کی اور کچھ نستعلیق کی ہیں۔ حروف کی کہنیاں نسخ کی اور دامن نستعلیق کے ہیں۔ لمبی سطح والے بعض حروف کے آخری حصے کو نوک کی بجائے خط معکوس کی صورت دی جاتی ہے اور اس کے حروف دائیں سے بائیں جانب جھکاؤ رکھتے ہیں اس خط کے حروف کا تبدیل کرنا ممکن نہیں اور طرز میں بھی روانی ہے اس لیے فرامین و مسودات و مراسلت کے لیے نہایت موزوں اور مناسب سمجھا جاتا تھا۔ ترک اور مصری اس خط کو دیوانی اور ایرانی تعلیق و ترسل کہتے ہیں۔ (ع۔۳۳) بعض مورخین خط کے نزدیک اس کی ایجاد صفویوں کے زمانہ میں ہوئی مگر اس کے خطی نسخے اس سے قبل بھی ملتے ہیں۔ عموماً کہا جاتا ہے کہ یہ خط حسن حسنی بن علی فارس نے ۷۰۰ھ/۱۳۰۰ء میں ایجاد کیا انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں خط کے تحت مندرج ہے کہ یہ خط ابوالعالی کی ایجاد ہے۔ (۷۴) مصنف خط وسواد لکھتا ہے کہ خط تعلیق خواجہ تاج سلمانی اصفہانی نے ایجاد کیا۔ (۷۵) جسے خواجہ عبدالحئی اور بہت سے خطاطوں نے اپنایا (۷۶) یہ خط تقریباً چار سو سال تک ایران ترکستان اور مصر اور پاکستان و ہندوغیرہ میں رائج رہا اس میں بہت سے باکمال خطاط گزرے ہیں ایسے کاتبوں میں مولانا درویش نے سلطان حسین مرزا کے زمانے میں ناموری حاصل کی انڈیا آفس لائبریری میں کلیات سعدی مکتوبہ فیروز بخت اصفہان شاہ مکتوبہ محرم ۸۱۹ھ/ ۱۴۱۶ء موجود ہے جو قدیمی تعلیق میں ہے۔

شکستہ خط

ع۔۳۴

یک گونہ شکستگی کے باعث یہ طرز تحریر خط شکستہ کے نام سے موسوم ہوا۔ تعلیق اور نستعلیق کو ملا کر اس کی ایجاد زود نویسی کی غرض سے ہوئی اسی خوبی کے باعث زیادہ تر عدالتی فیصلوں، فرامین، دستاویزات، مراسلات اسی خط میں ملتے ہیں (ع۔۳۴) اس خط کا موجد مرزا محمد حسین ابن مرزا شکر اللہ تھا جو صفوی کا رشتے دار اور سلطان محمد بن خدا بندہ جانشین شاہ طہماسپ بن شاہ اسماعیل کے بعض امراء کے حسد کے باعث ہندوستان آ کر شہنشاہ ہمایوں کے دربار میں اعزاز سے سرفراز ہوا پھر امرائے اکبری میں شامل ہو گیا اس کے زمانے تک خط شکستہ کا کوئی اسلوب یا ضابطہ نہ تھا اور نہ ہی یہ باضابطہ خطوط میں شامل ہوتا تھا اسی خطاط نے اس کے اصول و ضوابط مقرر کر کے اس کو بدرجہ کمال تک پہنچایا یہ خط ایران اور دیگر ممالک کے علاوہ عہد شاہجہانی میں ہندوستان میں پورے عروج پر تھا۔ آج بھی یہ خط پاکستانی عدالتوں میں منشیانہ کاروائی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ پنڈت شنکر ناتھ کے استاد مولوی حیات علی کو شکستہ بخط جلی کا موجد قرار دیا جاتا ہے۔ لاہور عجائب گھر کے مجموعہ مخطوطات میں مثنوی مولانا روم مکتوبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۰۸۸ھ) عہد عالمگیری کے کاتب نورالدین محمد کے شکستہ قلم کا شاہکار ہے۔(۷۷) علامہ اقبال شکستہ میں اعلیٰ مہارت رکھتے تھے۔(۷۸)

شفیعہ خط

یہ شکستہ خط کی ایک طرز خاص کا نام ہے جو گیارھویں صدی تک رائج رہا شکستہ کے مقابلے میں اس کے الفاظ کو باہم ذرا کم ملایا جاتا ہے اور نسبتاً کچھ کم گنجان ہوتا ہے اس خط کا موجد مرزا شفیع ہی تھا شاعر تھا۔ جس نے اس خط کی تربیت اپنے میر عشق شیفائی کو دی۔ اور اسی نسبت سے یہ خط شیفائی یا شفیعہ مشہور ہوا۔ اس کے علاوہ چند خطوط گلزار، ماہی، طغری، ناخن وغیرہ بھی ہیں جو انہیں خطوط سے وضع ہوئے۔(۷۹)

مغربی خط

لمبی، خمدار اور وسیع دائروں والے حروف مغربی خط کی نمایاں خصوصیت ہے۔ یہ خط مصر سے مغربی جانب واقع ممالک میں رائج ہے تیسری صدی ہجری/نویں صدی عیسوی میں مروج خط کوفی کا شاخسانہ ہے شمالی افریقہ میں جو اغلب کے دارالحکومت قیروان کی نسبت سے اسے قیروانی خط بھی کہا گیا جب المغرب کا مرکز حکومت قیروان سے اندلس منتقل ہوا تو یہ خط اندلسی یا قرطبی خط کے نام سے مشہور ہوا۔ ۶۱۰ھ/۱۲۱۳ء میں استوائی وسطی افریقہ میں تمبکتو شہر آباد ہوا جو اسلامی ثقافت کا مرکز بنا تو یہ خط تمبکتی خط یا سوڈانی خط کہلایا آج کل نائیجیریا میں اس کے شہر کانو کی نسبت سے یہ خط کانوری کہلاتا ہے افریقی ممالک میں مقامی ناموں کے اختلاف کے باوجود یہاں کے جملہ مروجہ خطوط مجموعی طور پر مغربی خط کے نام سے موسوم ہیں خط مغربی کے کچھ قدیم نمونے وہی آثار کے مختلف عجائب گھروں اور سرکاری و نجی لائبریریوں میں محفوظ ہیں چوتھی صدی ہجری/دسویں صدی عیسوی کا کتابت شدہ ایک قرآنی ورق تیونس کی نیشنل لائبریری میں محفوظ ہے۔ اس لائبریری میں کچھ اور بھی قرآنی اوراق موجود ہیں جن کی کتابت کا زمانہ چوتھی یا پانچویں صدی ہجری/دسویں یا گیارھویں صدی عیسوی کا ہے اسی طرح تیونس میں واقع نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف آرکیالوجی اینڈ آرٹ میں کاتب علی بن احمد کے قرآنی اوراق مکتوبہ ۴۱۰ھ/۱۰۲۰ء محفوظ ہیں۔ ان قرآنی نسخوں میں بعض کے متن پر ابوالاسود دوئلی کی طرز میں اعراب درج ہیں اور بعض پر اس کے ساتھ خلیل ابن احمد کا نام بھی موجود ہے چھٹی یا ساتویں صدی ہجری کے کچھ قرآنی اوراق میٹروپولیٹن میوزیم نیویارک میں موجود ہیں غرناطہ میں آٹھویں صدی اور نویں صدی میں لکھے جانے والے قرآن مجید اگرچہ کتابت میں نادر نہیں مگر نقش و نگاری سب میں شاندار ہیں۔ برطانیہ کے عجائب گھر میں مراکش کا ایک مغربی قرآن مکتوبہ ۹۷۶ھ/۱۵۶۸ء موجود ہے اور آج بھی مراکش میں یہی خط رائج ہے مغربی خط کا قرآن مجید انیسویں صدی [illegible] جلد بندی کی شکل میں پایا جاتا ہے جس کی مثال لاہور عجائب گھر کی مخطوطات گیلری میں مغربی خط کا قرآن مجید انیسویں صدی کا مکتوبہ موجود ہے۔(۸۰)

بہار خط

یہ خط عربی کی ایک خاص طرز ہے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک تکنیکی و ارتقائی خط ہے بعض علماء نے "آثار آلودہ" یعنی وصلیوں پر لکھے جانے کی وجہ سے "خط بہار" کے نام سے موسوم کرتے ہیں بہرحال یہ ایام کے ساتھ "خط بہار" کی صورت میں معروف ہوا۔ کچھ مورخین خط کے نزدیک یہ صورت [illegible] سے علاقہ کی نسبت سے خط بہار کہلایا لیکن مسلمہ رائے یہی ہے کہ یہ خط [illegible] کے نام سے موسوم ہوا [illegible] جانے پیدائش کے بارے میں علماء میں اختلاف موجود ہے بعض [illegible] پاکستان [illegible] ہوا اور [illegible] چونکہ خط بہار کے [illegible] والے نمونوں میں اکثریت کا تعلق پاکستان [illegible] کے خیال میں یہ ہندوستان میں پیدا ہوا جبکہ دوسرا گروہ اسے خط کوفی کی اولاد قرار دیتا ہے ایک اور طبقہ اسے کوفی اور نسخ کی درمیانی اور ارتقائی شکل قرار دیتا ہے لیکن یہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ یہ خط کوفی کی ترکیبی کی ارتقائی شکل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ خط بہار کی ابتداء کس زمانے میں ہوئی اس بارے میں کوئی حتمی رائے موجود نہیں۔ ابتدائی خط بہار کا قدیم ترین نمونہ ایک قرآنی نسخہ ہے۔ جو پاکستان کے قدیم قصبہ بندر لوہڑی نزد ٹھٹھہ کے کاتب الیاس بن قاضی ابوبکر بن نصر اللہ کی ۶۷۶ھ/ ۱۲۷۷ء کی کتابت ہے یہ چند سال پہلے تک افغانستان کے عجائب گھر میں محفوظ تھا۔ اس نسخہ کی بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ خط محمد تغلق (۷۲۵۔۷۵۲ھ/ ۱۳۲۴۔۱۳۵۱ء) کے زمانے میں قرآنی خطاطی کے لیے استعمال ہو رہا تھا۔ اس خط کے نمونے مختلف لائبریریوں عجائب گھروں میں محفوظ ہیں ان نسخوں کے جائزہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خط سولھویں صدی تک رائج رہا تھا اس خط میں قرآنی مخطوطات کے علاوہ عمارتی کتبات، تفاسیر، عربی کتب اور پنجابی کتب کی اکا دکا مثالیں بھی نظر سے گزری ہیں۔ (۸۱) راقم کی تحقیق کے مطابق بہار دراصل کوفی سے ثلث کا ارتقائی سفر ہے۔ (۸۲)

میر سید علی تبریزی

نستعلیق خط

نسخ اور تعلیق سے ایرانیوں نے ایک نیا خط ایجاد کیا جو نستعلیق کہلایا۔ عام طور پر اس کا موجد میر علی تبریزی کو قرار دیا جاتا ہے بعد ازاں اس خط کو میر علی ہروی نے پروان چڑھایا۔ حتمی رائے یہی ہے کہ میر علی تبریزی سے پہلے یہ خط موجود تھا یہ اور بہت ممکن ہے کہ میر علی تبریزی نے اسے موجودہ صورت دی ہو اس کے بعد سلطان علی مشہدی نے اسے مزید بہتر شکل دی سلطان علی کے شاگردوں میں مولانا محمد ابریشمی مولانا سلطان محمد نور مولانا محمد خنداں، مولانا زین العابدین محمود، مولانا میر علی حاجی، میر علی کاتب کے نمونے ملتے ہیں میر علی نستعلیق میں نمایاں حیثیت کا حامل تھا جو ہرات کا باشندہ اور زین الدین محمود کا شاگرد تھا جو بعد میں مشہد چلا گیا جہاں مولانا سلطان علی مشہدی کی شاگردی اختیار کی اس کی خطاطی کے مرتبہ کو صرف دو خطاط میر عماد اور محمد حسین کشمیری پہنچے۔ (۸۳) میر سید علی، خواجہ عبدالحمید، سید عبدالرحیم اور عماد الحسینی، عبدالرشید دیلمی اس خط کے مشہور اساتذہ گزرے ہیں یہ خط مغلیہ دور میں پاکستان و ہند میں وارد ہوا جس میں عبدالرشید دیلمی نے قدیم طرز میں کچھ اختراعات کیں محمد امیر پنجہ کش دہلوی مغلیہ دور کے آخری نامور کاتب تھے ۱۹ویں صدی کے نصف آخر میں لاہور میں امام ویروی نے مروجہ طرز خطاطی میں جاذب نظر تبدیلیاں کیں۔ عبدالمجید پرویں رقم لاہوری نے طرز نگارش میں کچھ حسین تبدیلیاں پیدا کر کے موجودہ لاہوری طرز نستعلیق کو رائج کیا اسی زمانے میں دہلی میں یوسف دہلوی نے لاہوری طرز سے قدرے مختلف خطاطی کا الگ دبستان قائم کیا دلی اور کراچی کی طرز سے اس خط سے جنم لیا۔ سلطان علی مشہدی، میر علی تبریزی اور میر عماد نستعلیق کے مصلح گردانے جاتے ہیں ان سے قبل کے کتبات

ع۔۳۵ — کتبہ: میر سید علی تبریزی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں بالخصوص نستعلیق میں عربیت کی چھاپ کے زیر اثر حروف کے دائرے کھلے شوشے طویل اور دائرے کھڑے اور سیدھے جبکہ پیوند کھلے ہیں۔ نیشنل میوزیم کراچی کے سبزہ زار میں زیر نمائش مسجد حاجی کے کتبات اور شہاب المعمائی کے کتابت کردہ نظام الدین اولیاءؒ کے مزار کے کتبات اس کی عمدہ مثال ہیں۔ نستعلیق نگاری میں لاہور نے ہمیشہ انفرادیت قائم رکھی اور اس طرز کو دیگر اسلامی ممالک میں بھی سراہا گیا۔ اب یہ امر مسلمہ ہے کہ رومن رسم الخط کے بعد عربی رسم الخط کو عالمگیر اہمیت حاصل ہے چین کی سرحد سے لے کر شمالی افریقہ کے ساحل اور استنبول سے ملایا تک یہ رسم الخط اپنے علاقائی اثرات کے تحت موجود ہے اسلامی خط کی اس ہمہ گیریت کو فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ عراق شام اور فلسطین میں شامی اور یونانی خط پس پردہ چلے گئے فارس میں پہلوی رسم الخط بھی غائب ہو گیا مصر میں قبطی جگہ عربی خط نے لے لی شمالی افریقہ میں بھی بربری خط بھی اس کے سامنے نہ ٹھہر سکا۔ برصغیر پاک و ہند میں مسلم فرمانرواں نے جس علم و فضل کی بنیاد رکھی۔ وہ ہندی عہد میں صرف پنڈتوں تک محدود تھا مسلمانوں نے ان علوم و فنون کو عوام میں پھیلایا اور بادشاہوں نے جگہ جگہ کتب خانے قائم کیے اور بعض کتب خانوں میں ایک لاکھ کتابیں بھی موجود تھیں اس وقت تو لاہور میں دو تین ہی بڑے کتب خانے ہیں مگر مغلیہ عہد میں کئی کتب خانے یہاں موجود تھے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس شہر میں فن خطاطی کس قدر عروج پر تھا اور اتنی کثیر تعداد میں کتابوں کی تیاری کے لیے کس قدر خطاط یہاں موجود ہوں گے۔ (۸۴)

آج بھی پاکستان بھر میں ہر قسم کی جلی خفی کتابت کے نمائندہ خطاط موجود ہیں جو قلم کی جولانیاں دکھا کر قرطاس کو سدا بہار بنا رہے ہیں ان کا تعلق کم و بیش ۴۰ شعبہ جات سے ہے جن خطاطوں کی خطاطی کی نوعیت اپنے شعبہ کے اعتبار سے منفرد ہے اس کی خصوصاً پچھلے ۴ سو برس میں جو ترقی پنجاب میں ہوئی وہ ماسوائے لاہور کے کسی اور شہر کو میسر نہ تھی۔ (ع۔ ۳۵ تا ۳۷)

ڈاکٹر سری واستوکا توں کے بارے ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

"This author has been successful in unearthing about five thousand artists and calligraphers who flourished in the land of five rivers during the last four hundred years. Their illustrated manuscripts and calligrahped architectural mausoleums, mosques, city, victory gates, palaces wells are replete with the cultural history of the period."(85)

''مصنف ایسے 5000 فن کاروں اور خطاطوں کے نام دریافت کرنے میں کامیاب ہوا ہے جنہوں نے پچھلے چار سالوں میں اس پانچ دریاؤں کی دھرتی پر اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑے۔ انہوں نے اپنے پیچھے مصور مسودوں مقابر اور مساجد، محلات، دروازوں اور کنوؤں پر عماراتی خطاطی کے نمونوں میں کئی شکل میں، ہماری تاریخ اور ثقافت کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں''۔

کتبہ: محمد علی زاہد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حواشی وتعلیقات

1-"فن خطاطی اور مصوری کی ابتداء ایک تاریخی جائزہ" روزنامہ امروز خصوصی اشاعت یکم دسمبر ۱۹۸۸ء، ص ۱۱

2- Encyclopdeia of Britiannica. Vol. III. 1st edition New York 1974, p-646

3- D. Runes & G.sclrickel "Khatt" in Encyclopedia of Arts, Philsophical Library New york. 1946, p-480

4-محمد اسحاق صدیقی "فن تحریر کی تاریخ" انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ ۱۹۶۲ء، ص ۲

5-واضح رہے کہ تحریر یا تمام اسلامی رسم الخط کی ابتداء بھی اسی طرح سے ہوئی۔

6-مولوی احترام الدین شاغل عثمانی "صحیفہ خوشنویساں" ترقی اردو بیورو دہلی ۱۹۸۷ء، ص ۳۵

7-محمد اقبال بھٹہ "آغاز تحریر اور اسلامی خطاطی" ڈائجسٹ روزنامہ پاکستان ۲۷ جنوری ۱۹۹۱ء، ص آخر

8-سید حسن نقوی کے مضمون سے ماخوذ "قرآن ایڈیشن" مکتبہ اسماعیل احمد برادرز عبداللہ ہارون روڈ کراچی ۱۹۸۶ء، ص ۲۵

9- محمد اقبال بھٹہ "آغاز تحریر اور اسلامی خطاطی" محولہ بالا

10-J.J Gelb "A study of writing", the foundation of grammetology. University of chcago press Chicago, Illinos 1952 p-11

11-سید یوسف بخاری دہلوی "خطاطی اور اردو رسم الخط تاریخ" ایم سعید کمپنی ناشران و تاجران کتب پاکستان چوک کراچی ۱۹۵۸ء ص ۹

12-شیخ ممتاز حسین جونپوری، محمد ایوب قادری "خط و خطاطی" آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس مارچ ۱۹۶۱ء ص ۱۰

13-عبدالقیوم "تذکرہ خطاطین" ایجوکیشنل کانفرنس کراچی ۱۹۶۱ء ص ۳-۴

14-سید انور حسین نفیس رقم "تعلیق و نستعلیق" ادارہ علوم اسلامی راولپنڈی لاہور مارچ ۲۰۰۲ء ص ۹

15-Anthony welch calligraphy in the arts of the muslim worlc. The Asia Society, New York, University of Taxas Press. Asutin, Houlodate House. New York , 1979, P17

16-Titus Burckhardt "The art of Islam"- Language and Meaning. World of Islam Festival Publishing Co. 1976 p-47

17- Anthony Welch Calligraphy in "The Arts of the Muslim World", Asia Society, New York 1979, p-17

18- S.M. Dimand "A Handbook of Muhammaden Arts", Houtodale House. New York. 1947 p-67

19-ابو حیان التوحیدی مترجم ڈاکٹر عبداللہ چغتائی "رسالہ علم الکتابت" کتاب خانہ نورس کوئی بک شاپ کی حضرت اردو بازار لاہور ۱۹۹۲ء ص ۹۱

20-ایضاً ص ۱۹

21-ابو حیان التوحیدی محولہ بالا ص ۲۵

22-ابو حیان التوحیدی محولہ بالا ص ۱۵

23-Anthony welch calligraphy in "The arts of the Musim World", The Asia Society,Op.cit p p 30-31

24-ابو حیان التوحیدی محولہ بالا ص ۳۲

25-ابن خلدون مترجم عابد علی عابد "فنون لطیفہ اور انسان" مقبول اکیڈمی ۱۰ شاہ عالم مارکیٹ لاہور ص ۳۱

26-ابو حیان التوحیدی ص ۳۳

27-ایضاً ص ۳۳

28-ایضاً ص ۳۳

29-ایضاً ص ۳۳

30-H.B Mercer, "The origen of writing and our Alphabets" Luzac & Ltd. Great Russell Street w.c.co Ltd. London, 1959 p-1

31-محمد اسحاق صدیقی "فن تحریر کی تاریخ" انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ ۱۹۶۲ء ص ۵

32-عبدالقیوم "تذکرہ خطاطین" محولہ بالا ص ۱

33-عبدالمجید ایرانی "پیدائش خط و خطاطاں" کتاب خانہ ابن سینا ۱۳۴۳ شمسی ص ۳ - شیخ ممتاز حسین جونپوری، محمد ایوب قادری "خط و خطاطی" اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کراچی ۱۹۶۱ء، ص ص ۱۸-۱۹

34-G.R. Hunter "The script of Harappa and Mohenjodoro" and its connection with other scripts. London 1934. p-43

35-Stuart Piggott "Preshatoric India" Penguin Books. Hormonds Worth Middlesex. 1950 p-183

36-ڈاکٹر سیف الرحمان ڈار "مسلمانوں سے پہلے آباد قوموں کی تہذیب (پنجاب وادی سندھ کی تہذیب)" ... تحقیقی مجلہ جلد نمبر ۱، شمارہ ۱، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور ۱۹۷۸ء، ص ۳۸

37-Sir John Marshall- Mohenjodoro and the Indus Civilizaton vol.3. London, 1931-p-117

38- ڈاکٹر سیف الرحمان ڈار "مسلمانوں سے پہلے آباد قوموں کی تہذیب" ... محولہ بالا ص ۴۰

39-G.R Hunter "The Script of Harappa and its connection with other Scripts" op. cit p-84

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

40۔ [illegible] شاہ، خلاصہ تحریر، ادارہ علوم [illegible] انجمن حمایت اسلام، [illegible] لاہور، ص ۱۳

41۔

ابجد	ا	=	۱	ہوز	ہ	=	۵	حطی	ح	=	۸
	ب	=	۲		و	=	۶		ط	=	۹
	ج	=	۳		ز	=	۷		ی	=	۱۰
	د	=	۴								
کلمن	ک	=	۲۰								
	ل	=	۳۰								
	م	=	۴۰								
	ن	=	۵۰								
سعفص	س	=	۶۰	قرشت	ق	=	۱۰۰	ثخذ	ث	=	۵۰۰
	ع	=	۷۰		ر	=	۲۰۰		خ	=	۶۰۰
	ف	=	۸۰		ش	=	۳۰۰		ذ	=	۷۰۰
	ص	=	۹۰		ت	=	۴۰۰				
ضظغ	ض	=	۸۰۰								
	ظ	=	۹۰۰								
	غ	=	۱۰۰۰								

42-Dr. Shaukat Mahummad "Sacrosanct and Historical Physiognomy of Islamic Calligraphy in Pakistan Architecture" The proceedings of the Hijra celebration Symposium on Islamic Art. Calligraphy Architecture and Archaeology March 1-6 Vo. III.1981. Deptt. of Archaeology. University of Peshawer (1987) p.471

43- Dr.Muhammad Iqbal Bhutta. "Epigraph from Masjid Kharasian" Lahore. Museum Bulletin. vol III.No.2 July-Dec 1990 Lahore. p-78

44۔ محمد اسحاق صدیقی، تحریر [illegible] کی تاریخ، محولہ بالا، ص ۸۱

45۔ عبدالقیوم، تدریس فن خط، محولہ بالا، ص ۴

46-Zia-ud-Din. "Moslem calligraphy", Visva-Bharati Book-Shop 210. Cornwallis Street. Calcutta. 1936 p-17

47۔ معجم الخطوط الاثری [illegible] (حصہ انگریزی) [illegible] ص ۵۹

48۔ عبدالقیوم، تدریس فن خط، محولہ بالا، ص ۵

49-Anthony Welch - Calligraphy in the Arts of the Muslim World. op.cit.p-4

50۔ ڈاکٹر وحید قریشی "مقالات [illegible]" مجلہ تحقیق، جلد ۱، شمارہ ۲، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ص ۱۸

51-Zia-ud-Din "Moslem Calligraphy" . Op. cit. p-16-17

52۔ [illegible] محمد یوسف سدیدی، خطاطی علم الخط، ماہنامہ "نقوش" [illegible] ص ۲۳۳

53-Zia-ud-Din Muslim Calligraphy" cit.op-19

54۔ [illegible] مصحف عثمانی کے [illegible] مجلہ علوم اسلامی [illegible] ص ۸۰

55۔ شیخ ممتاز حسین جونپوری، محمد ایوب قادری، خط و خطاطی، آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس [illegible] ۱۹۶۱، ص ۳۳

56۔ حافظ محمد یوسف سدیدی، علم الخط، محولہ بالا، ص ۲۳۳

57۔ ایضاً

58۔ ایضاً

59-Creswell "Early Muslim Arachicture" Oxford 1909. p-71

60-Anthony Welch "Calligraphy in the Arts of Muslim World". op. cit. p-23

61-Zia-ud-Din "Moslem Calligraphy: op. cit. pp-16-17

62-Ali Alparslan "Khatt" the encyclopadia of Islam, New Edition Vol. iv Lieden. 1978 p-1123

63۔ ابوالفضل علامی، آئین اکبری، مترجم مولوی محمد فدا علی طالب، سنگ میل پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور [illegible] ص ۱۸۸

64-Ali Alparslan "Khatt" op. cit. p-1123

65-Ali Alparslan "Khatt" op. cit. p-1123

66-Ibid

67۔ معجم الخطوط الاثری، محولہ بالا، ص ۲۰

68۔ ایضاً

69-M.S Dimand "A Handbook of Muhammadan Arts" op cit. p68

70-Oktey Arslan Pa "Turkish Art and Arcitecture" Faber & Faber Ltd. 3 Queen's Square London. 1971 p-324

71-Ali Alparslan Pa "Khatt" op. cit. p-1123

72-Ibid

73-Ibid

74-Ibid

75۔ [illegible] ۱۹۳۳ [illegible] ص ۱۸

76۔ ایضاً

77۔ [illegible] پنجاب [illegible]

78۔ دیکھئے علامہ اقبال میوزیم [illegible]

79۔ [illegible]

80۔ دیکھئے [illegible] پنجاب [illegible] ۹۸۵

81-Dr. Muhammad Iqbal Bhutta." Islamic Calligraphy". Ghaznavid's contribution to the development of monomental Sufs, Lahore

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Museum Bulletin Vol. [illegible] No. [illegible]

82 Ibid

83 Dr. R.C. Srivastava [illegible] Punjab" [illegible]

Delhi 1966 pp 154-[illegible]

84-[illegible] Ibid Muslim [illegible]

85 Ibid

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما کان محمد

ابا احد من رجالکم

ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین صدق اللہ العظیم

محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں "خاتم النبیین" ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

لاہور کی خطاطی پر دیگر اسلامی ممالک کے اثرات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

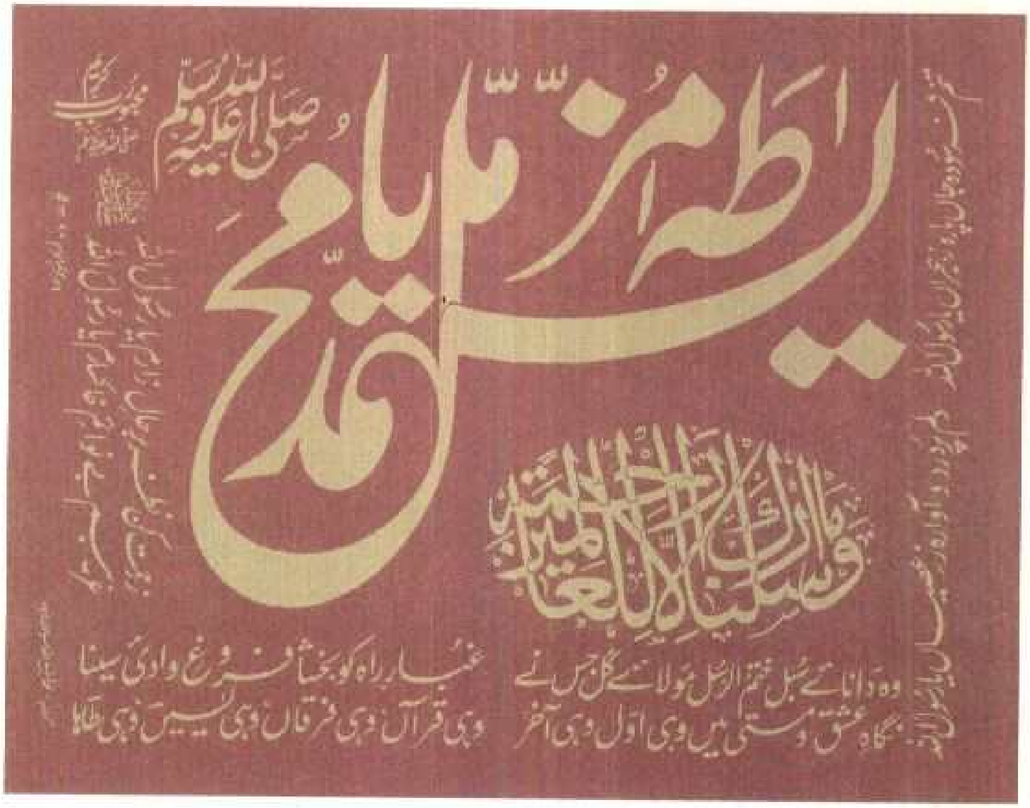

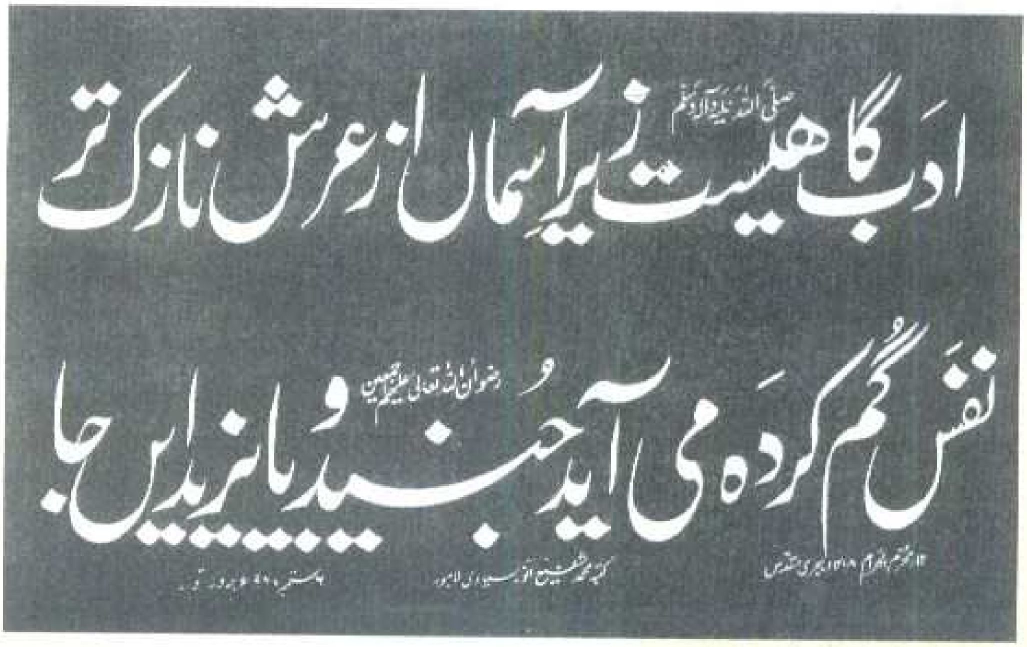

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فلپ کے حتی کے بقول اگر ساتویں صدی عیسوی کی پہلی تہائی میں کوئی شخص جرات سے کام لے کر یہ پیش گوئی کر دیتا کہ سرزمین عرب سے جو اس وقت تک غیر معروف اور کم متمدن چلی آ رہی تھی وہاں دس برس کے قلیل عرصہ میں ایک نادیدہ قوت کسی خاص ساز و سامان کے بغیر اٹھے گی اور اس وقت کی دو عالمی (ساسانی اور بازنطینی) سلطنتوں کی وارث بن جائے گی ایسا شخص یقیناً عقل و دانش سے مبرّیٰ سمجھا جاتا تاہم ایسی ہی صورت حال پیش آئی پیغمبر اسلام ﷺ کے وصال کے بعد اچانک یہ نقشہ پیش آیا کہ خالد بن ولیدؓ اور عمر بن العاصؓ نے عراق، شام، ایران، مصر میں فتح کے علم بلند کیے مسلمانوں نے اس وقت کی دو عظیم الشان طاقتوں بازنطینی اور ساسانی حکومتوں کو تہ و بالا کیا(۱) فشر کے الفاظ میں عربوں نے مصر اور شام کو فتح کیا ایران ان کا مقابلہ نہ کر سکا بازنطینی اور بربریوں کے ہاتھوں سے افریقہ نکل گیا المانی ہسپانیہ کھو بیٹھے۔ مغرب میں فرانس اور مشرق میں قسطنطنیہ ان کے نام سے لرز اٹھا یہاں تک کہ آٹھویں صدی کے آغاز میں یہ سوال اٹھنے لگا کہ دنیا کی کوئی ایسی طاقت ہے جو عربوں کا مقابلہ کر سکے۔ (۲) یونانیوں اور رومیوں کے تحت فاقہ مست مصر عربوں کے عہد میں ایک خوشحال اور شاداب ملک بن گیا۔ چین سے سمرقند تک عربوں کی دھاک بیٹھ گئی۔ جب مغرب میں عقبہ بن نافع اوقیانوس کی لہروں کو چیر رہا تھا تو مشرق میں مہلب بن ابی صفراء سندھ کی زریں وادی کو فتح کرنے میں مصروف تھا (۳) مشرقی افغانستان کے علاوہ عربوں نے بخارا اور سمرقند فتح کیے۔ شام اور مصر پر عبدالملک بن مروان کا قبضہ تھا عراق کے علاوہ سیستان، کرمان، خراسان، کابل، ترکمان کے علاقے حجاج کے تحت تھے۔ مسلمانوں نے نہایت قلیل عرصہ میں اپنے انمٹ نقوش دنیا کی عظیم الشان سلطنتوں پر مرتب کیے۔ کتابوں کی شکل میں خطاطی کے علاوہ مسلمانوں نے عمارتوں اور ظروف پر خطاطی صنعت روشنائی، کاغذ سازی، قلمدان سازی، جلد سازی اور چھوٹی تصاویر میں خوب مہارت حاصل کی۔ (۴) موصل کے فلزی کاموں کے شاہکاروں میں چند کے وہ مستطیل قلمدان بھی تھے جو کاتبوں اور دولتمندوں کے لیے استعمال ہوتے تھے۔ جبکہ برصغیر میں کشمیر کے بنے ہوئے پیپر ماشی یا کاغذ کے گودے سے بنائے گئے قلم دان خاص شہرت کے حامل ہیں جن کے نمونے ہمیں لاہور کے عجائب گھر میں میسر ہیں۔ (ع۔۱) بھارت کے شہر مراد آباد میں مراد آبادی اور بدری کے کام سے مزین قلم دان اور دواتیں خاص طور پر بنائے جاتے تھے (ع۔۲) اور جہاں تک خطاطی کا تعلق ہے جہاں جہاں بھی اسلام کا پیغام پہنچا چاہے وہ فتح کے ذریعے یا تبلیغ کے ذریعے اسلامی خطاطی

ع۔۱

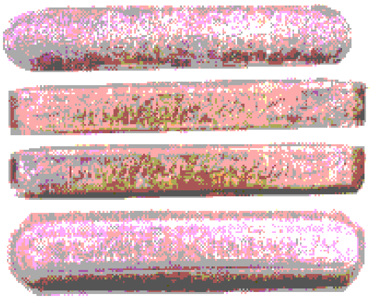

ع۔۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کے ذریعے وہاں ضرور پہنچی۔ اقوام عام نے قرآن کو پڑھا۔ بعض نے سمجھا اور بعض اس کے فنی محاسن سے محظوظ ہوئے۔ (۵) دراصل عربوں کی آمد و رفت اس ملک میں ہزار ہا سال سے جاری رہی۔ تورات سے ثابت ہے کہ مسیح سے دو ہزار سال قبل جو عرب تاجر مصر کو جاتے ان کے سامان تجارت میں آب دار فولاد اور مصالحے شامل ہوتے جو ہندوستان کے سوا کہیں اور میسر نہ تھے۔ حضرت ابراہیم کے دو نسلوں بعد حضرت یوسف کے زمانے میں عربوں کے تجارتی قافلے کو اسی راستے سے گزرتا پاتے ہیں یہ وہی کارواں ہے جو حضرت یوسف کو مصر پہنچاتا ہے اس راستے کا ذکر یونانی مورخین نے بھی کیا ہے غرض کہ حضرت یوسف کے عہد سے لے کر مارکو پولو اور واسکوڈی گاما کے زمانے تک ہندوستان کی تجارت کے مالک عرب ہی تھے۔ عربوں کا راستہ مصر اور شام کے شہروں سے چل کر خشکی کی راہ بحر احمر کے کنارے حجاز کو طے کر کے یمن اور وہاں سے بادبانی کشتیوں میں بیٹھ کر کچھ تو افریقہ اور حبشہ کو چلے جاتے اور کچھ وہیں سمندر کے کنارے حضر موت' عمان' بحرین اور عراق کے کناروں کو طے کر کے خلیج فارس کے ایرانی ساحلوں سے گزر کر یا تو بلوچستان کی بندرگاہ تیز میں اتر جاتے اور پھر آگے بڑھ کر سندھ کی بندرگاہ دیبل چلے آتے اور پھر سمندری راستے سے کالی کٹ راس کماری تک پہنچ جاتے۔ (۶) اس تعلق کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ اسلام کے ابتدائی دنوں یعنی عہد صدیقی میں جنگ ذات السلاسل میں ۱۲ھ/۶۳۳ء میں سندھی پاؤں میں زنجیر باندھ کر لڑے۔ ہزاروں جاٹ (عربی زط) عربوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے خالد بن ولیدؓ نے ہرمز کو قتل کیا۔ ایرانیوں کی فوج میں سندھی جاٹ شامل تھے۔ یزدجرد کے زمانہ میں جنگ قادسیہ میں ایک سفید ہاتھی جو سندھ کے راجہ نے بھیجا تھا میدان جنگ میں دیکھا گیا۔ (۷) مسعودی جو ۳۰۵ھ/۹۱۷ء میں ہندوستان آیا وہ بلخ اور خراسان سے بھی گزرا۔ بیان کرتا ہے کہ خراسان سے چین کو خشکی کا راستہ جو ہندوستان کو ملک خراسان سے ملاتا ہے اور سندھ سے ایک طرف ملتان اور دوسری طرف منصورہ ہے (ع۔۳) اور قافلے خراسان سے سندھ کو اور ہندوستان برابر آتے جاتے ہیں جہاں یہ ملک افغانستان (زابستان) سے مل جاتا ہے (۸) تجارتی تعلقات کے علاوہ عرب اور ہند میں علمی تعلقات بھی قدیمی ہیں ۸۰۰ق۔م سے قبل ہندوستان میں لکھنے کا رواج کم تھا جیسا کہ خاندان موریہ اور خاندان اندھرا کے تمام کتبات آرامی حروف میں ہیں جو دائیں طرف سے بائیں طرف کو لکھے اور پڑھے جاتے ہیں بعد میں یہی خط ایک دوسری شکل میں مروج ہوا جسے شروع شروع میں آرین پالی یا گندھارا لیپی کا نام دیا گیا ہے۔ (۹) لیکن آج کل اسے خروشتی لیپی کا نام دیا گیا ہے۔ عرب تاجروں نے یہاں نیا طرز تحریر جاری کیا۔ اسلامی تاریخ کے ہر دور میں مختلف ملکوں کے اندر ہر قوم نے اپنے اپنے علاقے کے علاقائی اثرات کو لے کر فنون کا بہترین امتزاج پیش کیا۔

ع۔۳

چھٹی صدی عیسوی میں اسلامی خط کی ابتدا مدینہ سے ہوئی جب حضور اکرم ﷺ نے مختلف فرمانرواؤں کو تبلیغی خطوط ارسال کیے اس وقت کوئی نہ جانتا تھا کہ یہ خطوط آگے چل کر عالم اسلامی کی جغرافیائی حدود کو وسعت بخشتے ہوئے ہندوستانی بھوج پتر کو ریزہ ریزہ کرتا ہوا اس قدر عام ہوگا کہ آج کے ہندوستان میں بھی اپنا الگ تشخص برقرار رکھے گا۔ خلفائے راشدین کے دور میں ہی خطاطی کا دائرہ کار اتنا وسیع تھا کہ کاتبان وحی کی تعداد ۴۲ تک پہنچتی ہے۔ (۱۰) حضرت خالد بن سعید بن ابی وقاص نے ربیع الاول ۴ھ/۶۲۵ء میں بسم اللہ لکھی اور آخری وحی حضرت ابی کعبؓ نے لکھی۔ (۱۱) حطی خط سے لکھنے والا یہ خط عالم اسلام اور چین سے لے کر ہندوستان تک پھیلا۔ مکہ مدینہ' چین' غرناطہ' قرطبہ' شمالی افریقہ' مصر' شام' یمن' ترکی' بغداد' عراق' ایران' وسطی ایشیاء' افغانستان' ہندوستان' اندلس' قاہرہ' سکندریہ' دمشق' قونیہ' استنبول' ازنیق' مرو' موصل' نیشاپور' طوس' رے' قزوین' کاشان' اصفہان' شیراز' تبریز' سمرقند' بخارا' ہرات'

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غزنی' لاہور' دہلی' لکھنو' حیدرآباد' دکن جیسے شہروں میں اپنے اپنے علاقائی اثرات کے تحت اسلامی خطاطی کے مراکز قائم ہوئے اگر ایک شہر سے خطاطی زوال پذیر ہوتی تو دوسرے شہر میں عروج پر ہوتی۔

حضرت زید بن ثابت نے حضرت ابوبکرؓ کے حکم سے قرآن پاک کی کتابت چمڑے کے ٹکڑوں پر کی یہ نسخہ خط حیری میں لکھا گیا جسے ام کہتے ہیں۔ امام ابن حزم نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر کے زمانے میں کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں لوگوں کے پاس بکثرت قرآن پاک موجود نہ ہوں۔ (۱۲) اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت کتنے خطاط مدینہ میں موجود ہوں گے عہد صدیقی کے ایک مصحف کا ورق جس پر ''سورہ جن'' کی آیات لکھی ہوئی ہیں یورپ کے مشہور کتب خانہ باڈلین لائبریری میں موجود ہے۔

حضرت عمرؓ کے عہد میں فتوحات فرانس سے ایران تک پھیلیں آپ کے دور میں مصر' عراق' شام' یمن' ایران میں قرآن پاک کے ایک لاکھ سے زائد نسخے موجود تھے۔ (۱۳) حضرت عمرؓ کا یہ قول بہت مشہور ہے۔

''لایملین فی مصاحفنا الاغلمان قریش وثقیف''

قریش اور ثقیف کے نوجوان مصاحف میں تبدیلی یا اضافہ کردیں۔

ابو منذر ہشام بن محمد الکلبی کا بیان ہے کہ نافع بن ظریب النوفلی حضرت عمرؓ کے لئے مصاحف کی کتابت کیا کرتے تھے۔ ناجیہ الطفاوی نقل مصاحف کا مشغلہ رکھتے تھے۔ (۱۴)

رسول اکرم ﷺ کے وصال کے صرف ۱۵ برس بعد یعنی حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں مسلم افواج ایک طرف سے اندلس (یورپ) دوسری طرف سے ماوراء النہر سے آکر چین کے اندر گھس گئیں جنوب میں مغربی ہند اور پاکستان کے ساحلی علاقے بھی ان کے زیر نگیں آگئے اور تین براعظموں ایشیاء' یورپ اور افریقہ پر وہ حکومت کرنے لگے اس سے نہ صرف عربی زبان میں ایک بین الاقوامی حیثیت اختیار کرگئی بلکہ دیگر علوم وفنون کے ساتھ ساتھ اسلامی خطاطی نے مسلمانوں کا سر فخر سے بلند کیا۔ (۱۵) زید بن ثابتؓ حضرت سعید بن العاص' حضرت عبدالرحمٰن بن حارثؓ' عبداللہ بن زبیرؓ نے قرآن پاک کی تدوین اور لغت قریش پر نسخہ تیار کیا جس وجہ سے حضرت عثمانؓ جامع القرآن مشہور ہوئے اس نسخے سے آٹھ مزید نسخے تیار ہوئے جو مکہ' مدینہ' بصرہ' کوفہ' یمن' شام' بحرین ارسال کئے گئے یہ نسخے ''خط الجزم'' میں تھے بعد میں کوفی کا نام دیا گیا لکھے گئے۔ (۱۶)

عہد عثمانی تک جس قدر قرآن کریم کتابت ہوئے وہ سب خط حمیری میں تھے حضرت علی کے دور میں آپ کے ندیم خاص اور نامور شاگرد ابوالاسود دؤیلی ۶۹ھ/۶۸۸ء نے رسم الخط میں ترمیم کی اور قرآن کریم میں اعراب لگوائے۔ (۱۷) اس دور میں نصر بن عاصم' یحیٰی بن عدوانی' میمون بن اقرن' عقبہ بن معدان فہری معروف خطاط تھے۔

امیر معاویہ کے دور ۴۱ھ/۶۶۱ء میں مشہور سپہ سالار مہلب بن ابی صفرہ نے قیقان جو سندھ اور خراسان کی سرحد پر قلات کے قریب واقع ہے حملہ کیا اور لاہور تک آگیا جو کابل اور ملتان کے درمیان واقع ہے۔ (۱۸) اسلام سرزمین حجاز سے باہر دور دراز کے ملکوں میں پھیلا عراق' شام' مصر اور ایران کے ممالک فتح ہوئے۔ اس دوران مسلمان جہاں جہاں پہنچے عربی خط ان کے ساتھ ساتھ رہا۔ (۱۹)

ولید بن عبدالملک ۸۶-۹۶ھ/۷۰۵-۷۱۴ء کے دور میں بیرونی فتوحات انتہائی کامیاب رہیں اور اسلامی حکومت کی حدود چین سے یورپ تک جا ملیں یہ دور بنو امیہ کا بہترین دور کہلایا۔ ولید کے چار جرنیلوں قتیبہ بن مسلم نے ترکستان چین' موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد نے اندلس' محمد بن قاسم نے سندھ' مسلم بن عبدالملک نے شام کی طرف فتوحات کیں حجاج نے قتیبہ بن مسلم کو ۸۶ھ/۷۰۵ء میں امیر خراسان مقرر کیا جو محمد بن قاسم سے سات سال قبل کا عرصہ ہے۔ اسی وقت سے لاہور کے ثقافتی رشتے وسط ایشیاء سے قدرتی طور پر منسلک ہیں جس کی وجہ سے لاہور پر مسلم ثقافت کے اثرات اسی وقت شروع ہوگئے تھے جب ۳۱ھ/۶۵۱ء میں مسلمانوں نے بلخ فتح کیا اور ۸۶ھ/۷۰۵ء میں مشہور سپہ سالار خراسان قتیبہ بن مسلم نے اسے دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ (۲۰) اسی جرنیل نے ۹۳ھ/۷۱۱ء تک بخارا' فرغانہ ۹۶ھ/۷۱۴ء میں سمرقند اور ۹۴ھ/۷۱۲ء میں کاشغر تک کے علاقے فتح کئے۔ قتیبہ بن مسلم سے قبل وسط ایشیاء کے حاکم پہلے ہی مہلب بن ابی صفرہ سے مرعوب تھے اسی لئے وہ مسلمانوں کے باجگزار بن گئے مہلب بن ابی صفر کے اثرات لاہور تک رہے۔ (۲۱) دوسری طرف محمد بن قاسم ۹۴ھ/۷۱۲ء میں سندھ میں داخل ہوا اور ملتان تک بڑھ آیا اور یہاں کوئی رسم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ع-۴

الخط جاری کیا (ع-۴) اس کے بعد تیسری طرف ۹۱-۹۵ھ/۷۰۹-۷۱۳ء میں طارق بن زیاد اور موسیٰ بن نصیر نے فتح اندلس کے بعد فرانس کی طرف پیش قدمی کی۔(۲۲) چوتھی طرف روم کی سرحد پر ولید کا بھائی مسلمہ بن عبدالملک تعینات رہا جو شام کی طرف بڑھا۔(۲۳) ایک ہی دور میں ان چاروں جرنیلوں نے خراسان، سمرقند، بخارا، افریقہ، سندھ اور روم کے علاقے فتح کیے اور اس طرح ان تمام ممالک میں اسلامی خطاطی کا اثر و نفوذ ہوا جو عراقی اثرات کے تحت تھا۔(ع-۵) یہ اسلامی دنیا میں خطاطی اور مسلمانوں کے تہذیبی اور ثقافتی مراکز کا مختصر جائزہ تھا اب لاہور میں خطاطی کے ورود کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ اگرچہ محمد بن قاسم نے صحرائے سندھ میں جو سرچشمہ فیض جاری کیا وہ مدتوں تک خشک نہ ہوا لیکن اس کے جانشین اسے وہ وسعت اور گہرائی نہ دے سکے جس کا وہ حقدار تھا اور جو نہریں اس چشمہ سے نکلی تھیں وہ ملتان تک آتے آتے خشک ہوگئیں پنجاب اور شمالی ہند کے باقی علاقوں میں اسلام کے پودے کی آبیاری ان لوگوں نے کی جو عرب سے نہیں بلکہ درہ خیبر کے راستے افغانستان سے آئے اور انہیں بھی یہاں پہنچتے پہنچتے ایک زمانہ لگا۔(۲۴)

برصغیر کے رسم الخطوط پر پہلا اثر تو یہ پڑا کہ محمد بن قاسم ۹۴ھ/۷۱۲ء کے ساتھ جو عربی خط یہاں آیا وہ مصری کوفی تزئینی کی ابتدائی شکل تھی جس نے مقامی ثقافت کو اس حد تک متاثر کیا کہ سندھی رسم الخط عربی رسم الخط میں آج تک لکھا جا رہا ہے اور یہاں کے رہنے والے عربی وضع قطع کا لباس پہنتے تھے گو یہ اثرات ملتان تک رہے مگر افغانستان کے راستے وسط ایشیائی اثرات کے تحت یہاں پہنچنے والا خط ثلث تھا۔ درہ خیبر کے راستے یہاں آنے والے ترک مملوک تھے جنہوں نے لاہور اور دہلی کو اپنی ثقافتی سرگرمیوں کا مرکز بنا دیا۔ محمد بن قاسم نے تین برس کی مدت میں ملتان سے کچھ تک دوسری طرف سرحد تک اور بعض ماخذات میں محمد بن قاسم کے اوکاڑہ تک آنے کا ذکر بھی ملتا ہے۔(ع-۶) ۱۳۲ھ/۷۵۰ء تک سندھ میں بنوامیہ کی حکومت رہی اس کے بعد عباسی دور شروع ہوا تو سندھ کی حکومت کا اقتدار اعلیٰ دمشق سے بغداد ہوگیا۔ ۲۲۸ھ/۸۴۲ء تک عباسی سلطنت مستحکم رہی۔ محمد بن قاسم نے مفتوحہ علاقوں میں مساجد تعمیر کرائیں اور عربی خط کو باقاعدہ رائج کیا اس دوران خط کوفی کی متعدد اقسام کی شہادت ملتی ہے۔ جب مسلمہ بن عبدالملک کردستان، آرمینیہ، ایشیائے کوچک کے اہم مقام فتح کر رہا تھا تو محمد بن قاسم سندھ اور پنجاب کے ایک حصہ پر قابض تھا۔ ۹۴ھ/۷۱۲ء میں موسیٰ بن نصیر نے طارق بن زیاد کو

ع-۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

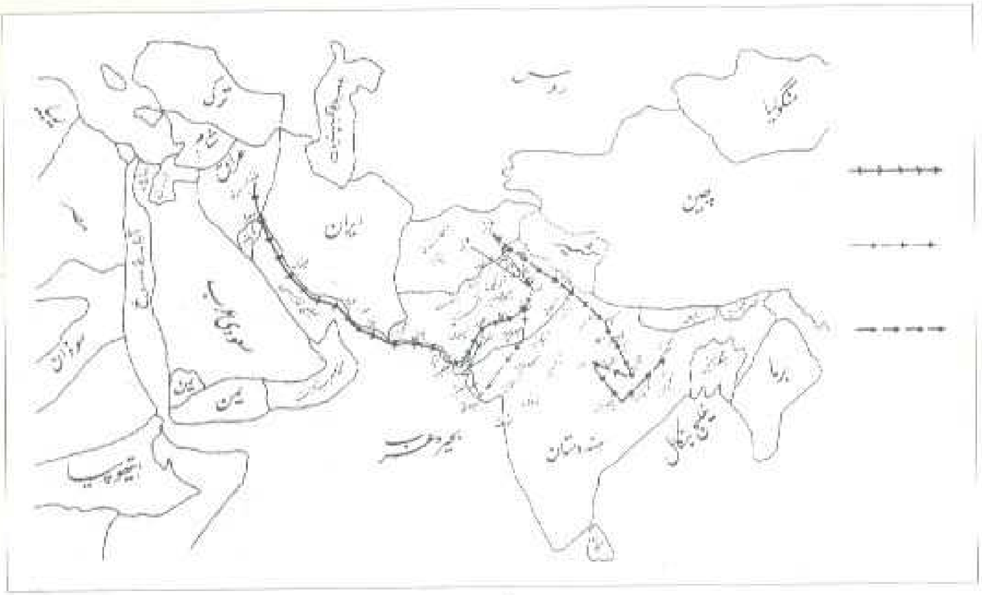

ع۔٦

سات ہزار سپاہیوں کی کمان میں ہسپانیہ پر حملہ کرنے بھیجا۔ اموی خلفاء کی سلطنت سندھ سے سپین تک پھیل گئی۔ ۱۰۱ھ/۱۹ ۷ء میں عرب جنوبی فرانس میں تھے۔ امیر معاویہ کے زمانے میں قطبہ کاتب نے آب زر سے قرآن پاک لکھا اور ولید بن عبدالملک م ۹۶ھ/۱۴ ۷ء کے عہد میں خالد بن ابی الہیاج نے مسجد نبوی پر سورہ والشمس لکھی جو خط کوفی کے مصلح مانے جاتے تھے۔ دنیا بھر سے مدینۃ الرسول میں آنے والے خطاط اس کی خطاطی سے نظری استفادہ کرتے جبکہ اس دور کے دوسرے باکمال خطاط حسن بصری' ابو یحییٰ مالک بن دینار' سامہ بن لوی بن غالب تھے۔ (۲۵)

ہشام بن عبدالملک کی موت کے وقت ایشیاء میں عربوں کی سلطنت صحرائے سینا سے منگولیا کے ریگزاروں تک پھیل چکی تھی۔ افریقہ میں خاکنائے سویز سے آبنائے جبل الطارق تک کا علاقہ عربوں کی سلطنت میں شامل تھا۔ یورپ میں جنوبی فرانس اور ہسپانیہ پر عربوں کا قبضہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عرب سارا یورپ فتح کرنے کی غرض سے ایک طرف سے باسفورس اور دوسری طرف سے آبنائے جبل الطارق سے بڑھنا چاہتے تھے۔ (ع۔ ۷) قسطنطنیہ پر اسی خیال سے حملے کیے گئے کہ ہسپانیہ کے بعد فرانس فتح کرنے کی معمولی کوششیں کی گئیں۔ ۱۱۴ھ/۳۲ ۷ء میں عرب افواج بیگورل کی دیواروں میں سے گزر کر فرانس میں داخل ہوئیں ہشام کی زندگی کے آخری دنوں میں عراق اور خراسان میں مسلمانوں کی دعوت بہت موثر ہو رہی تھی۔ اموی عہد میں دمشق' بصرہ' کوفہ' علوم وفنون' کے مراکز رہے جبکہ بغداد 656-746ھ 1348-1258ء تک مرکز رہا۔ (۲۶) ۱۳۳ھ/۵۰ ۷ء تک امویوں کی خلافت رہی اس کے بعد عباسیوں کا دور حکومت شروع ہوا۔

عباسی دور میں ہارون الرشید عہد کی ترقیوں میں بلخ کے نو مسلم خاندان برامکہ کا بڑا حصہ ہے۔ معتصم ۲۱۸-۲۲۸ھ/۸۳۳-۸۴۲ء نے وسط ایشیاء کے ترک غلاموں اور سپاہیوں کی ایک فوج مرتب کی اور اس مملوکی فوج نے بہت جلد رومی سلطنت کے پریٹورین دستوں کی طرح شاہ گری کے اختیارات حاصل کر لئے جسے چاہتے تخت پر بٹھا دیتے جسے چاہتے اتار دیتے معتصم نے بغداد چھوڑ کر اپنا ہیڈ کوارٹر سامرا میں بنایا جہاں وہ اپنے اڑھائی لاکھ مملوک سپاہیوں کے ساتھ رہتا تھا۔ (۲۷) متوکل کے عہد ۲۳۳-۲۴۷ھ/۸۴۷-۸۶۱ء تک ترک مملوکوں پریٹورین دستوں نے کافی اقتدار حاصل کر لیا متوکل کو انہوں نے قتل کر کے معتصم کے پوتے مستعین کو تخت پر بٹھایا ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زمانی اور مکانی لحاظ سے اسلامی دنیا کی تقسیم

۶۰۰ تا ۱۹۲۴ء

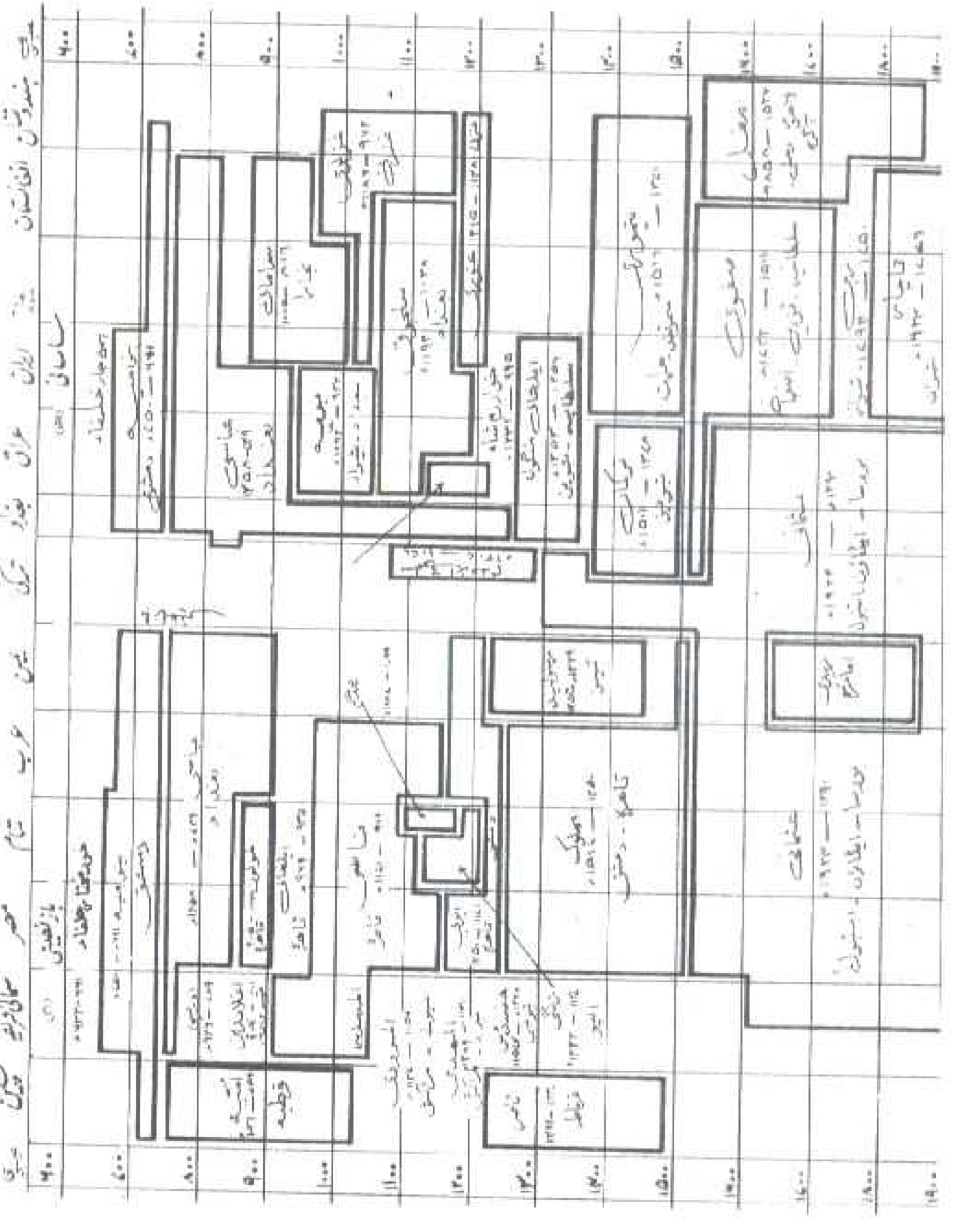

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طاہر نے خراسان (نیشاپور) میں اپنی آزاد مملکت قائم کر لی۔ طولون مصر کا آزاد حکمران بن گیا۔ (۲۸) عباسی عہد حکومت میں اندلس سے لے کر ہندوستان تک اسلامی تہذیب اپنے عروج کو پہنچ چکی تھی اور بغداد اسلامی تہذیب کا مرکز بن چکا تھا۔ (۲۹) ابوالعباس سفاح عباسی کے عہد میں ضحاک بن عجلان ۱۵۴ھ/ ۷۷۰ء اور اسحاق بن حماد مشہور کاتب تھے۔ خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ میں ختشام بصری اور مہدی کوفی مشہور کاتب قرآن تھے۔ مامون الرشید کے زمانہ میں خط کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ اور اس کے استاد امام کسائی م ۱۸۲ھ/ ۷۹۸ء نحو ادب قرات اور علم خط کے امام تھے انہوں نے خط میں اصلاحات کیں ان کے اصلاح کردہ خط میں قرآن پاک کی کتابت ہونے لگی۔ (۳۰) یاسین حامدی سقادی کے مطابق۔

"In the late 10th Cent. Kufic began to acquire new and distinctly variant characteristics which eveloved into new styles. One in the eastern wing of the Muslim empire, called Eastern Kufic, and the other in the western wing, known as Western Kufic. Eastern Kufic in arguably the most elegant of the ornamental scitpts, whereas Western Kufic developed into the various scripts of northwest Africa and andalusia, of which the Maghribi script is still currently used." 31

ع۔۸

ع۔۹

ترجمہ: ''دسویں صدی کے آخر میں خط کوفی کی ہیئت اور صفات میں بعض نمایاں تبدیلیاں ظاہر ہونی شروع ہوئیں جو بالآخر دو نئے اسالیب پر منتج ہوئیں۔ اس سلطنت کے مشرقی حصہ میں وقوع پذیر ہونے والی تبدیلی کا نام مشرقی کوفی اور مغربی حصے میں ہونے والی تبدیلی کو مغربی کوفی کے نام دیے گئے ان میں جہاں مشرقی کوفی زیبائشی خطوط کی خوبصورت ترین شکل تسلیم کی گئی ہے وہیں مغربی کوفی کے بطن سے شمال مغربی افریقہ اور اندلس میں بہت سے نئے اسالیب سامنے آئے۔ ان میں خط مغربی اب تک مستعمل ہے۔''

بغداد اور نیشاپور کے بعد مسلمانوں کی ثقافتی سرگرمیوں کا مرکز ہرات، سمرقند اور بخارا کی طرف منتقل ہو گیا یہی وہ علاقہ تھا جہاں سے مغل ہندوستان آئے (۳۲) انہیں مراکز سے علوم وفنون کے چشمے رواں ہوئے غزنوی دور میں مصر میں فاطمی ۳۵۹-۵۶۷ھ/ ۹۶۹-۱۱۷۱ء بغداد میں سلجوقی ۴۳۰-۵۹۱ھ/ ۱۰۳۸-۱۱۹۴ء حکمران تھے اور غزنوی سرحدیں سلجوقیوں سے ملحق تھیں۔ فاطمی اگرچہ علوم وفنون کی روایات کے امین تھے مگر برصغیر میں پیر بخی مزار سے منسوب کتبہ اور غزنوی عہد سے تغلق عہد تک کے سکے (ع۔۸) اور عمارات پر سلجوقی اثرات نمایاں طور پر ملتے ہیں۔ ان ادوار میں ایران، عراق، مصر، پاکستان کی عمارات پر یہی اثرات دیکھے جا سکتے ہیں۔ مظفر گڑھ کے نزدیک بلبن دور کے شیخ سادھن شہید (ع-۹) کے مزار پر م ۶۷۴ھ/ ۱۲۷۵ء مملوک سلجوقی اثرات ملتے ہیں جہاں لفظ یا اللہ کے الفاظ (۱۴ مرتبہ) کے کتبات Cutbirk work میں مملوک اثرات کے تحت ہیں۔ خطاطی پھول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پتیوں سے مرصع ہے یہ برصغیر پاک و ہند کی پہلی عمارت ہے جہاں یا اللہ لکھا ہوا ملتا ہے (۳۳) جہاں تک مخطوطات میں خطاطی کا تعلق ہے اس میں خط نسخ ملتا ہے جبکہ قرآن کریم کی کتابت کے ضمن میں ہمیں کوئی ۔۔ لے کر یاقوت مستعصمی کے طرز تحریر محقق، ثلث، ریحان کے نمونے میسر آتے ہیں۔ برصغیر کے مسلمان حکمرانوں نے ایران سے بھی کئی خطاطوں کو اپنے درباروں میں جگہ دی۔ عالم اسلام کے بعض سلاطین کی طرح برصغیر کے کئی حکمران خود بھی خطاط تھے۔

خلیفہ المقتدر باللہ کے دور میں ابوعلی محمد بن علی ابن مقلہ نے ۶ خطوط ایجاد کیے جس کے ابن البواب نے انہیں مزید ترقی دی جو ۳۵۰ھ/۹۶۱ء میں پیدا ہوا اور ۴۳۱ھ/۱۰۳۹ء میں القادر باللہ کے عہد میں فوت ہوا اس نے اپنی زندگی میں ۶۴ قرآن پاک تحریر کیے۔ ابن البواب نے ابن مقلہ کے شاگرد عبداللہ بن اسد بن علی القاری سے یہ فن سیکھا۔

قادر باللہ نے معتزلیوں کے خلاف کئی ایک کتابیں لکھیں اس کے عہد میں سامانیوں کا دور حکومت ختم ہوا اور اس کی جگہ غزنویوں نے لے لی جب محمود نے خراسان فتح کیا تو خلیفہ کی طرف سے اسے امین الملت کا خطاب دیا گیا۔ قادر باللہ کے عہد حکومت ۳۸۱-۴۲۲ھ/۹۹۱-۱۰۳۱ء میں سلجوقیوں نے خراسان میں اقتدار حاصل کیا۔ قادر باللہ کی وفات کے بعد قائم باللہ تخت نشین ہوا جو طغرل بیگ سلجوقی کی امداد سے بغداد کے تخت پر بیٹھا رہا۔ ۵۵۶ھ/۱۱۶۰ء میں صلاح الدین نے بیت المقدس پر قبضہ کرلیا۔ (۳۴)

سلجوقی اثرات

جب سلجوقیوں نے گیارہویں صدی میں اپنا تاریخی مقام حاصل کیا تو اس وقت بغداد کی خلافت اپنا سیاسی اقتدار کھو چکی تھی۔ کرغز کے میدانوں سے سلجوق اپنے قبیلہ کو لے کر بخارا پہنچا۔ ۴۲۹ھ/۱۰۳۷ء میں سلجوق کے پوتے طغرل نے غزنویوں سے مرو اور نیشا پور چھین کر بہت جلد بلخ، جرجان، طبرستان، خوارزم، ہمدان، اصفہان جلد ۴۴۷ھ/۱۰۵۵ء تک طغرل اپنے ترکمانوں سمیت بغداد کے دروازوں تک پہنچ گیا اور خلیفہ قائم بغداد ۴۲۳-۴۶۸ھ/۱۰۳۱-۱۰۷۵ء کی خلافت طغرل کی سرپرستی میں آ گئی مشرق کے مسلم ممالک پر سلجوقیوں کا اقتدار ۵۵ سال تک رہا جو ایک خاص رسم الخط اور تزئین کے امین ہوئے۔

تیرہویں صدی میں تاتاریوں اور چودھویں صدی میں عثمانیوں نے بھی سلجوقی روایات کو دہرایا۔ سلجوقی سلاطین علوم وفنون کے سرپرست اور شاعروں، سائنس دانوں، کتب سازوں کے دوست و مربی ہوئے جہاں کہیں بھی سلجوق حکمران گئے اپنے ساتھ جری اور جاندار فنون بھی لائے طغرل کی موت کے بعد ۴۲۹-۴۵۵ھ/۱۰۳۷-۱۰۶۳ء اس کا بھتیجا الپ ارسلان خلافت بغداد کا نگران مقرر ہوا جس کے عہد کے شروع میں قسطنطنیہ سے دو لاکھ سپاہیوں پر مشتمل ایک فوج بغداد کو تباہ کرنے کے لئے نکلی اس کی بڑی کامیابی مصر سے فاطمی سلطنت کا خاتمہ تھا۔ الپ ارسلان کے ایک بھائی نے اناطولیہ میں شاہان روم کا ایک سلسلہ قائم کیا اسے نئی سلطنت راجدھانی بنایا ملک شاہ ۴۶۵-۴۸۵ھ/۱۰۷۶-۱۰۹۲ء کا عہد خطاطی کے نقطہ نظر سے سلجوقیوں کا عہد زریں تھا۔ (۳۵) سلجوقیوں کے خط اور نقش نگاری کی اپنی جداگانہ حیثیت ہے۔ جو فنون کے اعتبار سے کم ہی قوموں کو میسر آئی ہے۔

مصری اثرات

مصر میں عربی خط عہد فاروقی میں پہنچا یہ علاقہ مشرق و مغربی اسلامی ممالک کے درمیان اہم رابطہ تھا۔ فاطمی خلافت کے قیام سے قبل مصری خطاطوں میں طیطب کا تب احمد بن طولون اور شرالشیر المصری کے نام معروف ہیں فاطمی خلفا سیاست کی طرح ثقافت میں بھی خلافت بغداد کے حریف تھے۔ بغداد کو خطاطی کا مرکز بنتے دیکھ کر انہوں نے بھی خطاطی کی سرپرستی کی۔ جس کے نتیجے میں فسطاط اور قاہرہ خطاطی کے مراکز بنے بعض فاطمی خلفاء خود اچھے خطاط تھے۔ فاطمیوں کے بعد مملوکوں کے دور میں شیخ شمس الدین بن علی الزفتاوی الا العلقشدی، صبح الاعشی شیخ زین الدین اچھے خطاط تھے۔ ان میں شعبان بن داؤد الامارنی نے سب سے پہلے خطاطوں میں سند کو رواج دیا۔ ادھر صلاح الدین ایوبی نے وفات ۵۸۹ھ/۱۱۹۳ء سے قبل ایک عظیم سلطنت چھوڑی جو مصر، یمن، شام، فلسطین پر مشتمل تھی۔ صلاح الدین ایوبی کے زمانے میں مراکز علوم وفنون، دمشق اور قاہرہ تھے۔ چہار پری دستوں کی امداد سے ان ممالک میں اپنی طاقت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطابق سلطان بنایا جاتا۔ ادھر یہی کیفیت برصغیر میں تھی یعنی امرائے چہلگانی کو عروج اور اصل طاقت حاصل تھی۔ چہار پری دستوں کی یہی افواج تھیں جنہوں نے مصر کو Crusade of Lovis کے حملوں سے نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ اسے 247ھ/861ء میں منصورہ کی جنگ میں گرفتار بھی کیا۔ توران شاہ نے اسی رجمنٹ سے طاقت حاصل کی جس رجمنٹ کو بھاریہ کہا گیا انہوں نے اسے ترکی مملوکوں کو بنایا۔ سلیم اول کے زمانے میں جب مصر سلطنت عثمانیہ کا ایک حصہ بن گیا تو مصر کے مشہور خطاطوں نے بھی ترکیہ کا رخ کیا۔

جہاں وہ خطاطی کے عروج کا سبب بنے گزشتہ صدی میں جب محمد علی پاشا مصر پہنچا تو اس نے ترکیہ کے مشہور خطاطوں کو بھی اپنے ہاں ملازم رکھا اور ان سے زیادہ تر عمارتی کتبات لکھوانے کا کام لیا جاتا۔ خدیو اسماعیل خطاطی کی مزید قدر افزائی کی اس نے ترکیہ کے مشہور خطاط عبداللہ الزحدی کو مدرسہ خدیویہ میں مدرس مقرر کیا۔

خطاطی افریقہ واندلس میں

تیسری صدی ہجری، دسویں صدی عیسوی سے پہلے تک مصر سے مغرب کی طرف کے افریقی ممالک میں بھی خط کوفی متعارف ہوا۔ افریقہ اور اندلس میں خط نے ایک مخصوص اور ممتاز صورت میں ارتقائی منازل طے کیں جسے مجموعی طور پر خط مغربی کہا گیا۔ یہ خط کوفی اور نسخ سے مشابہ ہے غالباً تیسری یا چوتھی صدی ہجری میں قیروان میں جو (۵۰ھ/۶۷۰ء) میں آباد ہوا تھا موجودہ خط مغربی کی بنیاد پڑی۔ جب تک قیروان بنواغلب کا صدر مقام اور شمالی افریقہ کی تہذیب وثقافت کا مرکز رہا یہ خط بھی قیروانی خط کہلاتا رہا بعد میں اسے خط مغربی کہا جانے لگا۔ اندلس میں ایک خاص قسم کا خط ایجاد ہوا جسے اندلسی یا قرطبی خط کہتے ہیں الحمراء کے کتبات خط کوفی اور اندلسی دونوں میں لکھے گئے۔ تیونس اور الجزائر کا خط نسخ سے بہت مشابہ ہے البتہ مراکش کا خط مختلف ہے ۶۱۰ھ/۱۲۱۳ء میں ٹمبکٹو کا شہر آباد ہوا۔ جو وسطی افریقہ میں اسلامی حکومت کا مرکز تھا۔ قاہرہ، بغداد اور قرطبہ کی طرح ٹمبکٹو بھی بہت جلد اسلامی ثقافت کا چوتھا مرکز بن گیا بارہویں صدی ہجری یا سترہویں صدی عیسوی تک اس شہر کی اہمیت مسلمہ تھی یہیں پر عربی خط کی دو قسم پروان چڑھی جسے سوڈانی خط کہا جاتا ہے۔ نائجیریا اور گنی میں یہی خط کتابت مصاحف کے لیے مستعمل رہا اس خط کی ذرا مختلف شکل سوڈان اور حبشہ کے مسلمانوں میں رائج ہے۔ خط کی تحسین وتجوید اور ایجاد واختراع کے مراکز بیشتر عراق، ایران، ترکی، مصر، پاکستان ہی رہے مگر ان مراکز سے نکلنے والا ہر خط کم وبیش دنیا کے بیشتر اسلامی ممالک میں پھیل گیا۔ افریقہ، ایشیا، اور یورپ کے اکثر مسلمان آبادی والے ملکوں نے اپنی زبانوں کے لئے بھی عربی حروف اور خط نسخ اپنا لئے ان ملکوں میں بربر سوڈان، حبشہ، صومالیہ، زنجبار، ملاغا سے مدغاسکر، نائجیریا، گنی، ایران، ترکیہ، اذربیجان ترکستان، افغانستان پاک وہند، ملایا، چین، انڈونیشیا، سسلی، اطالیہ، البانیہ اور بلقان شامل ہیں فنکاروں نے اس فن میں زیادہ سے زیادہ صنائع پیدا کیں مثلاً گلزار، غبار، ناخن، لرزاں، ماہی، طومار، طغریٰ وغیرہ ایجاد کیے، خط کے بجائے انتہائی آرائشی رجحان کوفی کے زوال کا سبب تھا صرف نستعلیق خط ہی ایسا ہے جو گزشتہ ۴۰۰ سو سال سے نسخ کے پہلو بہ پہلو چل رہا ہے۔ بقول ڈاکٹر سیف الرحمن ڈار

> "In each place where Islam triumphed, in war or religion, the native culture represented calligraphy and re-established it in the duality of its vision, a number and variety of scripts, each with its typical local overtones, were developed. Thus chinese, Indonesian, Indian, Morocan, Andalusi and Iranian Muslims interpreted Islamic script in their own way."(36)

ہر اس جگہ جہاں اسلام نے جنگ یا مذہبی فتح پائی مقامی ثقافت کی نمائندگی خطاطی کے ذریعے ہوئی۔ ہر علاقے کی خطاطی نے اپنی دوہری پہچان کی وجہ سے خطاطی کے کئی اسالیب ایجاد کئے لیکن ان میں ہر ایک کا مقامی رنگ نمایاں تھا۔ اس طرح چینی، انڈونیشی، ہندوستانی، مراکشی، اندلسی اور ایرانی مسلمانوں نے اسلامی خطاطی کو اپنے اپنے انداز میں دکھا کر اپنے اپنے انداز میں پیش کیا۔ ۶۱۵ھ/۱۲۱۸ء میں جب تاتاریوں کے سردار چنگیز خان نے دس لاکھ افواج سے خوارزم شاہی مملکت پر حملہ کیا اور فرغانہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خجند، بخارا، سمرقند، ہرات، رے پر قبضہ کرلیا (۳۷) تاتاریوں کے حملوں سے تنگ آکر علماء، خطاط، فنکار، ماہرین تعمیرات، سب کا رخ ہند کی طرف ہوگیا۔ جہاں آتے وقت ان کی پہلی منزل لاہور تھی۔ شیخ محمد اکرام تاریخ سلاطین آل غزنین کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"و جوق جوق تشنگان علوم از سائر بلاد و ہند و ولایت ہائے کاشغر، ماوراءالنہر و عراق و بخارا و سمرقند و خراسان و غزنی وغیرہ ازاں خیرات متمتع مے شدند۔ چنانکہ یک آبادانی نو در حدود لاہور پیدا آمد" (۳۸)

"اور تشنگان علم، ہند کے دوسرے علاقوں، کاشغر، ماوراءالنہر، عراق، بخارا، سمرقند، خراسان، غزنی اور دیگر علاقوں سے یہاں آتے تھے۔ یہاں تک کہ لاہور میں ایک الگ آبادی قائم ہوگئی۔"

عثمانی سلطنت

ادھر خراسان کے بدوی ترکوں کا ایک عام قبیلہ ایشیائے کوچک کا رخ کرتا ہے چار ہزار ترک اپنے سردار سلیمان شاہ کی قیادت میں ارض روم کے آس پاس ڈیرہ ڈالتے ہیں سردار کے دو بیٹے طغرل اور دوندار اپنے اپنے ساتھیوں سمیت سلجوق کے بچے کھچے حصوں میں داخل ہوتے ہیں۔ طغرل کے بیٹے عثمان نے ۶۳۴۔۶۸۷ھ/۱۲۳۶۔۱۲۸۸ء میں عثمانی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ تیمور اور بایزید کی سلطنتوں کی سرحدوں کے مل جانے سے تاتاریوں اور ترکوں میں جنگ چھڑ گئی تھی۔ واضح رہے کہ پہلے تاتاری قوم بخارا اور سمرقند تباہ کرچکی تھی انہوں نے ایران کے سلجوقیوں کو شکست دے کر خراسان پر قبضہ کرلیا۔ ۶۴۳ھ/۱۲۴۵ء میں یہ ایشیائے کوچک میں داخل ہوئے اور وہاں کے سلجوقیوں پر غلبہ پایا۔ ۱۲۵۸ء میں بغداد تباہ کیا اور کتابوں کو پہاڑ کر گھوڑوں کے بستروں کے طور پر استعمال کیا پھر جو زور انہوں نے ممالک کی تباہی کے لیے لگایا تھا اسی جذبے سے ان کی تعمیر و ترقی کے لیے کوشاں ہوئے۔ غازان خان جو ۶۹۵ھ/۱۲۹۵ء میں تخت نشین ہوا تو اس نے تبریز کو علم و فنون کا مرکز بنادیا اس کے وزیر رشید الدین نے تبریز کے شمالی پہلو میں ایک بستی تعمیر کی جو مذہبی مدارس کتب خانے محل اور ہسپتال اور وسیع باغات پر مشتمل تھی۔ یہاں سینکڑوں مکانوں اور دکانوں میں علماء کی خاص رہائش گاہیں تھیں طالب علموں، خوشنویسوں اور کتابوں کے زینت کاروں کا وہاں جم غفیر مقیم رہتا تھا اور انہیں مفت قیام کی آسانیاں اور اخراجات بود و باش کے لیے نقد روپیہ دیا جاتا اور ماوراءالنہر اور ایران کے فنکار تبریز مراغہ اور سلطانیہ کے ہمسایہ شہروں میں جمع ہونے لگے۔

ایلخانی سلطنت

ایلخانی ایران اور عراق میں منظم ہوئے جو خوف اور سلطنت کے اختتام کی علامت تھے۔ مملوک شام کی خالی پٹی میں داخل ہوئے جہاں ایوبیوں کو منگول گھوڑ سوار ختم کرچکے تھے جب ایلخانی حکمرانوں نے ۶۵۶ھ/۱۲۵۸ء میں بغداد فتح کیا تو بغداد اور خراسان سے چودہ شہزادے خانماں برباد ہوکر دہلی پہنچے۔ (۴۰) سلجوقیوں نے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کیلئے ایلخانیوں سے اچھے تعلقات قائم کرلیے جن کا رسم الخط اپنی جداگانہ حیثیت رکھتا ہے قرآنی خطاطی میں یا اپنے ایک خاص طرز کی وجہ سے اعلیٰ روایات کے امین رہے۔

غزنوی سلطنت

محمود غزنوی کو خراسان کے ساتھ ساتھ لاہور پر بھی مکمل کنٹرول تھا۔ غزنوی نے لاہور میں جدید علوم کے مدرسے جاری کئے اور لاہور وسطی ایشیا کے مہذب ترین شہروں میں شامل ہوگیا اس شہر میں غزنویوں نے ایک ایسی زبان کی بنیاد رکھی جس نے آگے چل کر "اردو" کی شکل اختیار کی (۴۱) دراصل جنوب میں تہذیب، ہنر اور خطاطی نے جو اثرات پہنچے وہ غزنوی، سلجوقی، ترکی، ایرانی، عراقی اثرات کے حامل تھے۔ میورال خطاطی میں کوفی نے نمایاں ترقی کی جو کہ کوفی موجود عمارتوں پر دیکھی جا سکتی ہے ان عمارتوں پر کوفی کی پانچ اقسام دیکھنے میں آتی ہیں جن میں Kufic، foliated، bordered، interlaced، floriated ایک مسلسل بیل کی طرح ہیں بعض کتبے کوئی آمیزش نہیں ... ہیں کوفی میں خطاطی کی یہ ترقی سلجوقی ایران میں کوفی ... سے مختلف تھی ہندوستانی عمارتوں پر خطاطی کی اساس غزنوی خطاطی ہے (۴۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برصغیر میں ممالیک

سلطان محمود غزنوی کی فوج میں جو سپاہی بھرتی ہو کر آئے وہ غزنی، خلجی اور ترک افغانوں کے مختلف قبائل تھے (۴۳) ہندو بھی ان افواج میں داخل تھے ترک قبائل کا یہ حال تھا کہ ان میں سے بیشتر مسلمان نہ تھے یہ قبائل غلاموں کی حیثیت سے ہزار ہا کی تعداد میں بکتے تھے یا خود لوٹ مار کے شوق میں وسط ایشیاء سے نکل کر اسلامی ممالک میں آتے رہتے تھے اور ان میں کچھ مسلمان ہو کر بادشاہوں اور امیروں کی فوج میں بھرتی ہوئے اور آگے چل کر جلیل القدر عہدوں تک پہنچے۔ قبل از اسلام مفتوحین فاتحین کو ہر طرح کا تصرف حاصل تھا۔ اسلام نے غلامی کا تصور سرے سے ہی بدل دیا۔ غلاموں کو خاندان کا فرد بنایا۔ محمد غوری کی اولاد نہیں تھی۔ اس نے غلاموں کو اولاد قرار دیا اور ان پر تمدنی، معاشی، معاشرتی زندگی کی ترقی کے دروازے کھول دیے اور زندگی کے شعبوں میں غلاموں کی تمام انسانی حقوق (ماسوائے شخصی آزادی کے) دیے انہی غلاموں نے مصر، ایران، ہندوستان، عراق، شام پر حکومت کی۔ ۱۱۸۶/۵۸۲ء میں محمد غوری نے پنجاب میں غزنویوں کی حکومت ختم کر کے لاہور پر قبضہ کیا۔ جب برصغیر میں پہلا غلام حکمران قطب الدین ایبک برسر اقتدار تھا اور اس وقت مصر میں بھی ممالیک برسر اقتدار تھے قطب الدین ایبک نے خراسان کے سہر نیشاپور سے عربی و فارسی کے علوم و فنون کی تربیت حاصل کی عہد ممالیک میں برصغیر اور مصر، ایران میں عمر رتی خطاطی ایک ہی طرز یعنی کوفی آمیز ثلث میں رہی جس پر سلجوقیوں کی گہری چھاپ تھی۔ ہندوستان پر حملہ آور اور حکمران وسط ایشیائی، ترک، افغان، ایرانی تہذیب و ثقافت سے بہت حد تک متاثر تھے (۴۴) برصغیر کی خطاطی پر دوسرا اثر اس وقت مرتب ہوا جب یاقوت المستعصمی کے طرز کو اس کے بیشتر شاگردوں نے اپنایا جن میں سے چھ خطاط احمد سہروردی ابن شہاب الدین سہروردی ۶۳۲ھ/ ۱۲۳۴ء، (۵۴) عبداللہ ارغون کاملی، یوسف مشہدی، مبارک شاہ سید حیدر جلی نویس، اور میر یحیٰی پورے عالم اسلامی میں پھیل گئے اور یاقوت کی طرز پھیلانے کا باعث بنے۔ ان کے ایک شاگرد عبداللہ صیرافی شاگرد حیدر علی جلی نویس برصغیر میں بھی آئے۔ (۴۶) ادھر تیمور کی یلغاروں نے مصر اور بغداد کے سلاطین کو اس کے خلاف متحدہ محاذ بنانے پر مجبور کر دیا۔ ۸۰۱ھ/ ۱۳۹۸ء میں دہلی کے سلطان کو تیمور سے شکست ہوئی تیمور کے مقرر کیے ہوئے حاکمین کو ایشیائے کوچک سے نکالا جا رہا تھا سلطان احمد نے مصر کے مملوکوں کی مدد سے بغداد پر پھر قبضہ کر لیا۔ تیموری حملہ آور افواج نے وسط ایشیا سے روانہ ہو کر مشرق و مغرب میں قتل و غارت کا طوفان برپا کر دیا یورپ اور چین کی درمیانی سڑک کاٹ ڈالی اور ہندوستان تک پہنچ گئیں۔ انہوں نے ۸۰۱ھ/ ۱۳۹۸ء میں شہر دہلی کا محاصرہ کر لیا۔ تیمور ایران کو عبور کر کے ۸۰۵ھ/ ۱۴۰۲ء میں شام پہنچ گیا۔ اس نے دمشق پر حملہ کر کے مصر مملوکوں پر غلبہ حاصل کیا اور ایشیائے کوچک میں سلجوقیوں کے جانشین عثمانی ترکوں کو ایک مرتبہ پھر شکست دی ۸۰۷ھ/ ۱۴۰۴ء میں تیمور کے انتقال کے ساتھ ہی اس کے بیٹے شاہ رخ نے خراسان میں ہرات کو دارالحکومت بنا لیا تیمور شیراز اور بغداد کے غارت شدہ شہروں سے جن نقاشوں ماہر تعمیرات اور خطاطوں کو سمرقند لایا تھا اب وہ ہرات میں جمع ہونے لگے جبکہ دوسرا بیٹا پیر محمد ہندوستان کی مقبوضات کا والی مقرر ہوا ان فاتحین کے ساتھ، بزرگان دین، فنکار، خطاط اور ماہر تعمیرات یہاں آئے۔ آج بھی لاہور کے معروف خطاطوں کا تعلق کسی نہ کسی روحانی سلسلہ سے ہے۔ (۴۷) خط نستعلیق کا اجرا تیموریوں کا مرہون منت ہے جن کا سیاسی اور ثقافتی مرکز پہلے بغداد پھر سمرقند کے بعد ہرات رہا بائسنغر مرزا شاہ رخ کا بیٹا تھا۔ اس نے اپنے کتب خانے کی کتابیں مصور کرانے کے لیے ایران کے ۴۰ بہترین نقاشوں کو ہرات میں اپنے محل میں جمع کیا جہیں شہرہ آفاق مخطوطے خمسہ نظامی اور شاہ نامہ ۱۴۳۰ء میں تیار ہوئے۔ (۴۸) سلطان حسین کی وفات ۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء کے بعد ان تمام فنکاروں کو تمام سمتوں میں تمام اطراف جانا پڑا جن میں نامور مصور بہزاد بھی تھا۔ جو ہرات سے تبریز شاہ اسماعیل صفوی کے پاس آ گیا۔ ایرانی شہر گورگان کے مقامی حکمران جنہیں اتابک کہتے تھے اپنے درباروں میں پیشہ ور خوشنویس رکھتے تا کہ ان کو کتب خانوں کے لیے کتابیں مہیا ہوتی رہیں۔ اس دوران کئی شہر علوم و فنون کے مراکز کی حیثیت سے ابھرے ۸۰۵ھ/ ۱۴۰۲ء میں تیمور نے عثمانی افواج کو شکست دی اور ایشیائے کوچک سے سمرقند کی راہ لی۔ سلیم کے بیٹے اور جانشین سلیمان کے دور حکومت ۹۲۵۔۹۲۷ھ/ ۱۵۲۰۔۱۵۲۲ء میں عثمانی سلطنت عروج پر تھی سلیمان نے بلغراد، روڈز، ہنگری، کریمیا، موصل، بغداد، بصرہ، آرمینیا، یمن، الجیریا، اور طرابلس کو عثمانی سلطنت میں شامل کیا۔ تیموری عہد سمرقند، بخارا، مغول ایلخانیوں اور صفوی دور میں تبریز، قزوین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلجوقیوں کے عہد میں بغداد، اصفہان، عباسی دور میں بغداد اموی دور میں دمشق، ایشیائے کوچک، سلجوقیوں کے دور میں قونیہ فاطمی اور مملوک دور میں قاہرہ اسکندریہ، شاہ رخ کے دور میں ہرات، مشہد، اصفہان، غزنویوں کے دور میں لاہور، بابر کے عہد میں کابل، ہرات، مغل عہد میں لاہور، دہلی، آگرہ عثمانی ترکوں کے عہد میں ازنیق، نیشاپور، علوم وفنون کے مراکز کے طور پر ابھرے خطاطی کے علاوہ دیگر علوم وفنون میں بھی ان شہروں نے اپنا لوہا منوایا۔ عثمانی سلطنت ترکی، شام، عراق، خلیج فارس پر محیط تھی۔ سلیمان نے مملوکوں کے آخری فرمانروا کو تباہ کرنے کے بعد مصر فتح کر لیا تھا۔ سلطان علاء الدین کیقباد کا دارالحکومت قونیہ کا قدیم شہر تھا۔ یہ شخص صرف کتابوں اور فضیلت علم کا عاشق ہی نہ تھا بلکہ خود ایک اچھا مسودہ نویس بھی تھا اور نہایت نفیس خط میں لکھتا تھا۔ بغداد کے عباسی خلفاء نویں صدی عیسوی کی پہلی دہائی میں اپنے سلطنت کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لیے مشرقی سرحدوں پر ترکوں کے درمیان ان کے مرہون منت تھے۔ ترکی غلاموں کی تجارت ہوئی اور یہی غلام ان کی سلطنت کی بنیادوں کو مستحکم کرنے کا ذریعہ بنے ان کا درجہ چونکہ غلاموں کا سا تھا اس لیے انہیں مملوک یا ممالیک کہا گیا۔ مملوک کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

"A person imported before he has reached mature years from beyond the boundries of the Islamic world to be turned into a good muslim, to serve at court or in the army, where with his fellows, they helped to form a trusty power base for his master devoid as he was of any previous, social or politicalties, bound into a cohesive group through shared experience and interest with his immediate fellow Mamluks, and exercising his admired talent for the art to turkish warfare, namely as a mouted archer."(49)

خطاطی ترکی میں سقوط بغداد کے بعد ممالک اسلامی خطاطی کے مراکز بنے ان میں ایران اور ترکیہ سرفہرست ہیں۔ ترکیہ میں سلاطین عثمانیہ نے بالخصوص خط کی سرپرستی کی کئی ترک سلاطین خصوصا سلیمان ثانی، محمد ثانی اور مراد ثانی خود بھی اعلی پائے کی خطاط تھے مراۃ الحرمین کے مشہور مصنف ابراہیم رفعت پاشا نے لکھا ہے کہ ان کے زمانے میں سلطان کا خاص خطاط ۴۰۰ پونڈ عثمانی تنخواہ پاتا تھا۔ سلیم اول کے زمانہ میں مصر کے فتح کے بعد مصر کے نامور خطاطوں نے بھی ترکیہ کا رخ کیا اس طرح ترکیہ نے عراقیوں، سلجوقیوں کے علاوہ فاطمیوں اور مملوکوں سے بھی خطاطی کا ورثہ پایا اس شوق اور قدر دانی کی بدولت ترکیہ میں ایسے ایسے باکمال خطاط پیدا ہوئے جنھوں نے نہ صرف کتابت مصاحف، ثلث، طغری، دیوانی اور نسخ میں عالم اسلام سے ترکیہ کی امامت تسلیم کرا لی۔ ترکیہ کے مشہور خوشنویسوں یا جن خطاطین کے باقاعدہ اثرات مختلف ادوار میں لاہور تک پہنچتے رہے ان میں عباسی دور کے یاقوت المستعصمی جس کا لکھا ہوا قرآن مجید جہانگیر نے سید محمد کو ۱۰۲۷ھ/ ۱۶۱۸ء کو دیا۔ (۵۰) شاہ محمود نیشاپوری (م ۹۵۲ھ/ ۱۵۴۵ء) محمد بن شیخ مصطفی الاماسی، احمد شمس الدین، حسن چلپی قرہ حصاری، درویش علی، حافظ عثمان بن علی ۱۱۱۰ھ/ ۱۶۹۸ء ترکیہ کا مشہور کاتب مصاحف تھا۔ اسماعیل الزہدی آفندی ۱۲۰۶ھ/ ۱۷۹۱ء، مصطفی راقم ۱۲۴۱ھ/ ۱۸۲۵ء مصطفی عزت ۱۲۶۵ھ/ ۱۸۴۹ء، سعد آفندی، محمود جلال الدین اور اس کا بھائی حافظ تحسین، اسماعیل حقی، ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۲ء محمد مونس، آفندی زادہ، عبدالعزیز رفاعی، الشیخ احمد الکامل، اور محمد شوقی مصطفی حلیم فخر علی سعد آفندی الیساری حافظ امین الرشدی علی آفندی جس نے خدیو مصر کے لیے ۱۱۶ اوراق پر خط نسخ میں قرآن پاک لکھا شامل ہیں۔ ان کے علاوہ خواتین میں درہ خانم، رشیدیہ خانم، فاطمہ آئی، والدہ سلطان عبدالحمید خان اچھی خطاطہ تھیں۔ اکمل الدین اوغلو لکھتے ہیں۔

"However, the spread of calligrapy among the turks differed from that of other nations. Although this condition developed slowly after the conquest of Anatolia the Turks, the real impetus is noticed after the conquest of the city of Istumbul in 1453. AD. Improvments in the art of calligraphy introduced by Yaqut al-mustasimi (1299) - Sultan Bayazid's Second taecher

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

and by sheikh Hamdullah (1429-1520AD)(Qiblet- al Khattatin) were widely accepted and respected" (51)

حمد اللہ الاماسی حافظ عثمان مصطفی راقم عمدہ خطاط تھے حافظ عثمان کے نسخ کو محمد شوق اور سامی نے مصطفی راقم کے خط میں چمک پیدا کی حامد الامدی تک بنتے خطاط ثلث میں ہوئے انہوں نے اسے مزید آگے بڑھایا۔ ۱۹۲۸ء میں جب ترکی میں لاطینی رسم الخط اختیار کیا گیا تو ایسا محسوس ہوا کہ خطاطی کا شاندار ماضی ترکیہ سے ناپید ہو جائے گا۔ بہت سے نامور خطاطوں نے اس فن سے دستبرداری لے لی۔ جبکہ بعض نے اپنا پیشہ تبدیل کر لیا۔ استاد حامد ایتاج (۱۸۹۱۔۱۹۸۲ء) کا جبکہ حلیم (۱۸۹۸۔۱۹۶۴ء) نے grap growe کا پیشہ اختیار کیا۔ اس کے باوجود یہ آرٹ لوگوں کے سینوں میں محفوظ تھا۔ ترکوں نے اسلامی خط کو عبدالعزیز رفاعی (۱۸۷۰۔۱۹۳۴ء) کے ذریعے مصر میں اور Macid Ayral (۱۸۹۱۔۱۹۶۱ء) کے ذریعے عراق میں پھیلایا اور ترکی کی نئی نسل نے ان سے دوبارہ خطاطی سیکھی۔ جن میں استنبول کے حلیم Ozyazici حامد ایتاج اور Necmeddin (۱۸۸۳۔۱۹۷۶ء) Okagay شامل ہیں بعد میں Bekir Pekten حسن چلپی علی الپ ارسلان کو انہی استادوں نے خط میں مہارت مہیا کی۔ جبکہ ان کے سلسلہ شاگردی نے یہ ثابت کر دیا کہ ترکی آج بھی فن خطاطی میں مسلم امہ کی امامت کر رہا ہے۔ استنبول میں اکمیل الدین اوغلو کی سربراہی میں انٹرنیشنل کمیشن فاردی پرزیرو ویشن آف اسلامک کلچرل ہیری ٹیج جیسے ادارے نے حامد ایتاج کے نام پر انٹرنیشنل مقابلہ خطاطی منعقد کیا اگرچہ اس پہلے مقابلہ میں جیتنے والوں میں اکثریت ترکوں کی ہی تھی۔ مگر بعد میں ابن مقلہ ابن البواب اور یاقوت اور شیخ احمد اللہ کے نام پر ہونے والے مقابلوں میں دوسرے ممالک کے خطاطوں نے بھی انعامات حاصل کئے۔ ہر مقابلہ میں پاکستان سے نمایاں خطاطوں نے بھی حصہ لیا اور بعض مواقع پر لاہور پاکستان کے خطاطوں نے ججوں کے فرائض بھی انجام دیے اس میں شک نہیں کہ اس ادارے کی خدمات کی وجہ سے کمپیوٹر کی ایجاد کا خطاطی پر اثر نہ ہوا۔ پوری اسلامی دنیا میں اسلامی خطاطی میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوششیں جاری ہیں جس میں بلند پایہ خطاط سامنے آ رہے ہیں پاکستان میں خطاطوں کی غالب اکثریت لاہور میں موجود ہے ان میں محمد علی زاہد (ع۔۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵) عبدالرحمن (ع۔۱۶) واجد محمود یاقوت رقم (ع۔۱۷، ۱۸، ۱۹) احمد علی بھٹہ (ع۔۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴) خالد جاوید یوسفی (ع۔۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰) رشید بٹ (ع۔۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹) الٰہی بخش مطیع بری پور (ع۔۴۰، ۴۱، ۴۲) حافظ انجم محمود فیصل آباد (ع۔۴۳، ۴۴) قادری سعید احمد صدیقی (ع۔۴۵) اور اسماعیل سلفی (ع۔۴۶) شامل ہیں۔

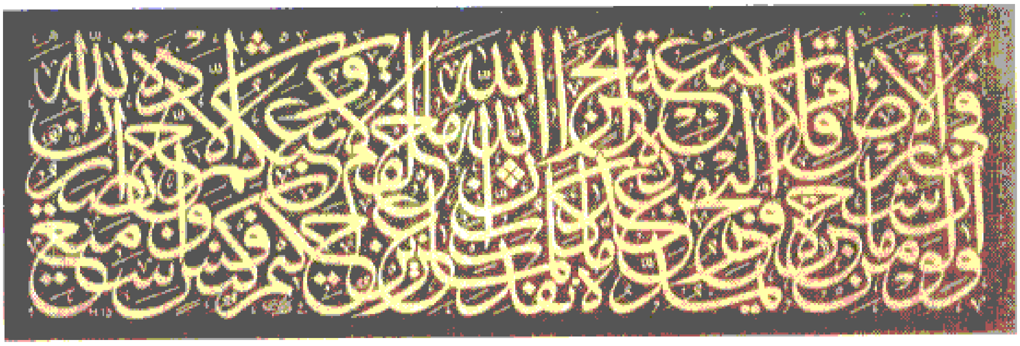

ع۔۱۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ع۔۱۲

ع۔۱۱

ع۔۱۳

ع۔۱۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

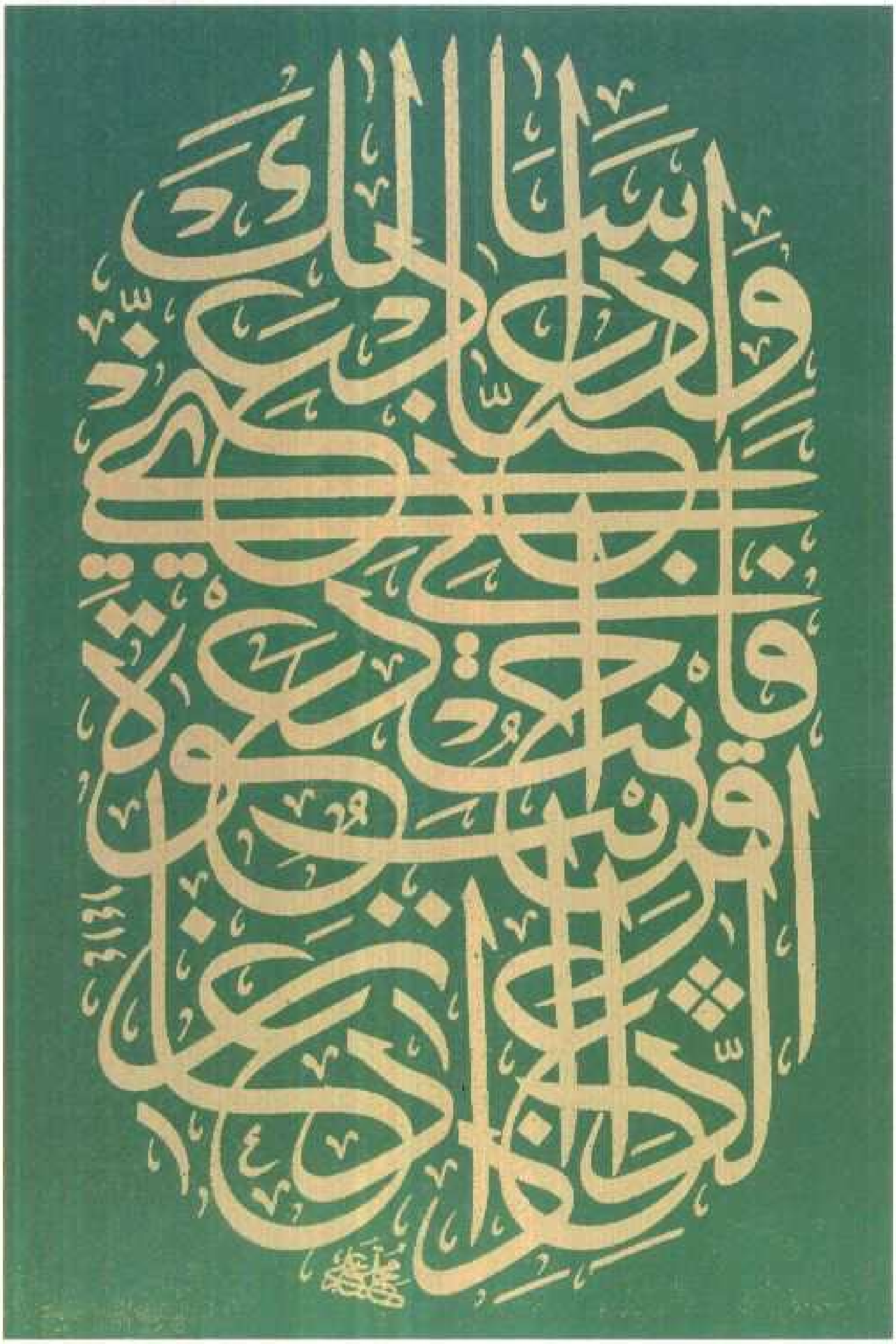

ع-١٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

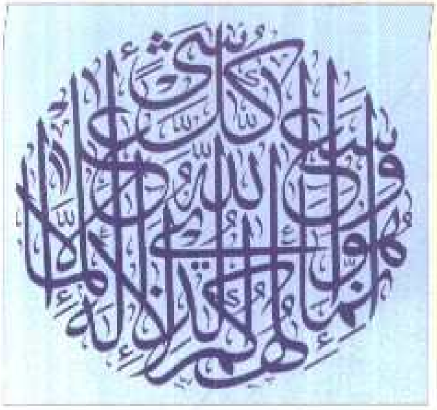

عبدالرحمٰن ع۔۱۶

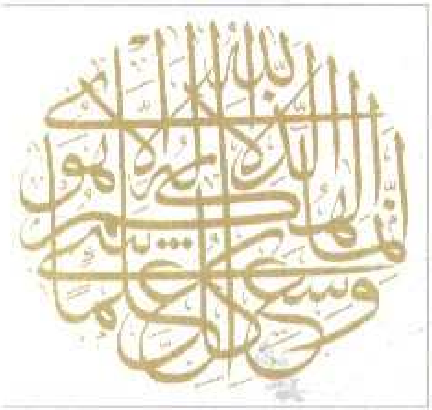

واجد محمود یاقوت رقم ع۔۱۷

واجد محمود یاقوت رقم ع۔۱۸

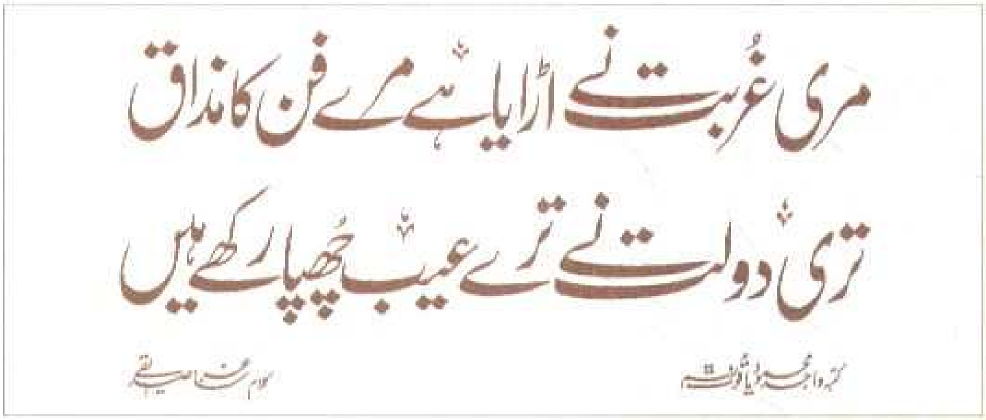

واجد محمود یاقوت رقم ع۔۱۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد علی بھٹہ ع۔۲۰

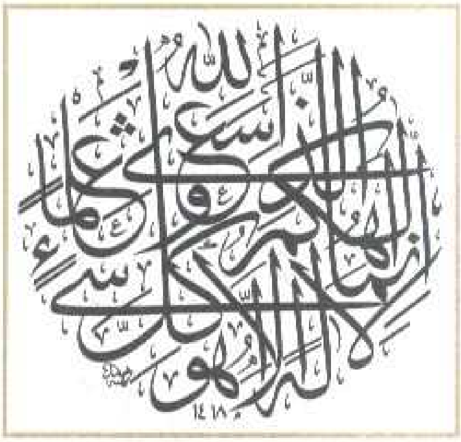

احمد علی بھٹہ ع۔۴۱

احمد علی بھٹہ ع۔۲۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

احمد علی بھٹہ ع۔۴۳

يا أيها الذين آمنوا اذكروا الله ذكرا كثيرا
وسبحوه بكرة وأصيلا هو الذي يصلي عليكم وملائكته
ليخرجكم من الظلمات إلى النور وكان بالمؤمنين رحيما
تحيتهم يوم يلقونه سلام وأعد لهم أجرا كريما يا أيها النبي
إنا أرسلناك شاهدا ومبشرا ونذيرا وداعيا إلى الله
بإذنه وسراجا منيرا وبشر المؤمنين بأن لهم من الله
فضلا كبيرا ولا تطع الكافرين والمنافقين ودع أذاهم
وتوكل على الله وكفى بالله وكيلا

احمد علی بھٹہ ع۔۴۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خالد جاوید یوسفی ع۔۲۵

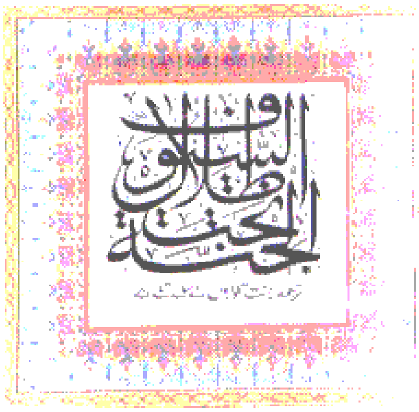

خالد جاوید یوسفی ع۔۲۶

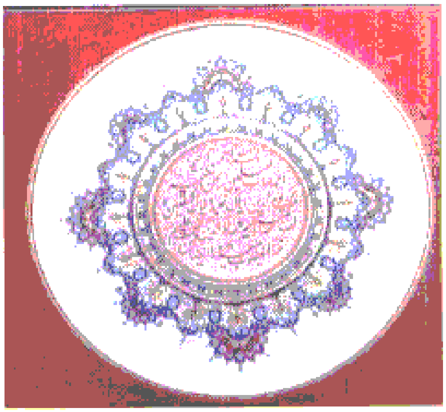

خالد جاوید یوسفی ع۔۲۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

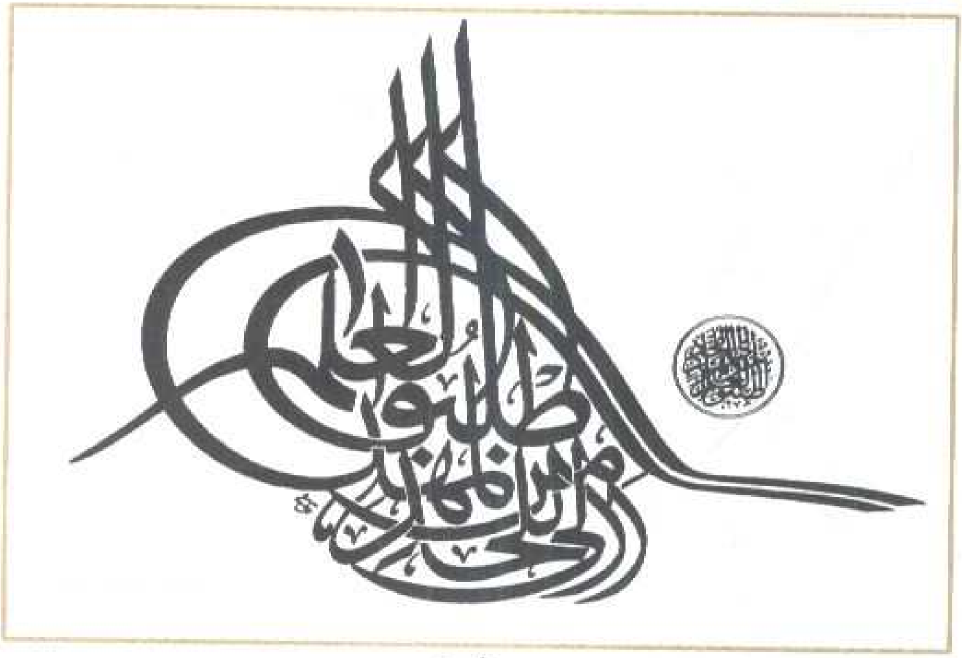

خالد جاوید یوسفی ع۔ ۲۸

خالد جاوید یوسفی ع۔ ۲۹

خالد جاوید یوسفی ع۔ ۳۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رشید بٹ ع۔۳۱

رشید بٹ ع۔۳۲

رشید بٹ ع۔۳۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رشید بٹ ع۔۳۴

رشید بٹ ع۔۳۵

رشید بٹ ع۔۳۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رشید بٹ ع۔ ۳۷

رشید بٹ ع۔ ۳۸

رشید بٹ ع۔ ۳۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الٰہی بخش مطبع ہری پور ع۔۴۰

الٰہی بخش مطبع ہری پور ع۔۴۱

الٰہی بخش مطبع ہری پور ع۔۴۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ انجم محمود فیصل آباد ع۔۴۳

حافظ انجم محمود فیصل آباد ع۔۴۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

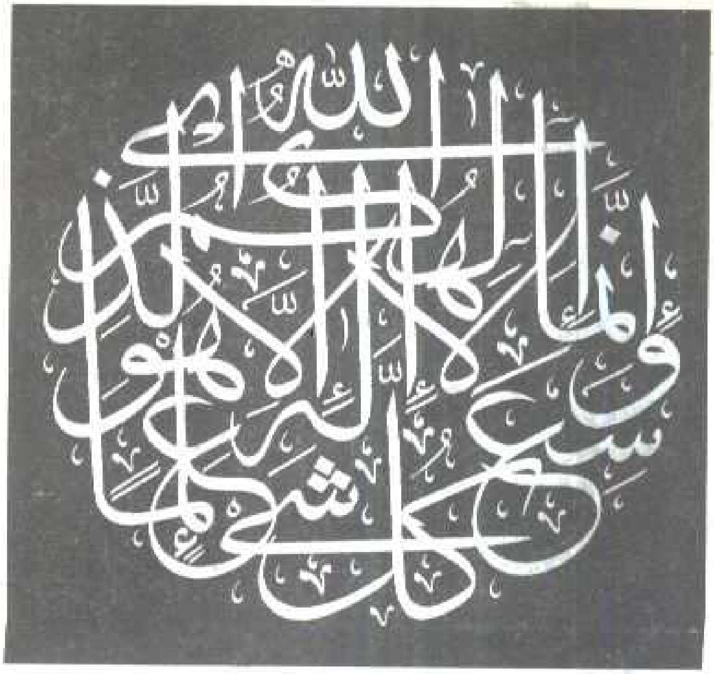

قادری سعید احمد صدیقی ع-۴۵

اسماعیل سلفی ع-۴۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

خطاطی عراق میں

ع۔۴۷

ع۔۴۸

عباسی خلافت تک بغداد یا عراق ہی خطاطی کا سب سے بڑا مرکز رہا لیکن سقوط بغداد کے کئی سو برس تک عراق میں عربی خطاطی زوال پزیر رہی اور یہاں کوئی نامور خطاط پیدا نہ ہوسکا اور پھر اٹھارویں اور انیسویں صدی میں ایران اور ترکیہ کے خطاطوں کے زیر اثر عراق میں خطاطی کا ایک نیا دور شروع ہوا اس نئے دور کے خطاطوں میں سفیان لوہی نامور خطاط ہوا۔ اس نے ترکیہ کے مشہور خطاطوں کے تلامذہ میں رہ کر تعلیم خط حاصل کی ۔ مثلاً سید محمد صادق تلمیذ، داماد ابراہیم عفیف، حسن الخلوصی، نعمان الزکائی جو حافظ عثمان کے تلامذہ میں سے تھے سفیان لوھی نے خط نسخ ایک خاص انداز میں لکھنے میں نام پیدا کیا حتی کہ عراق میں یہ اسلوب خط سفیان کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کے شاگردوں میں سے غالب الفوزی، شہاب الدین احمد، عبداللہ آفندی کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کے شاگردوں میں سے غالب الفوزی شہاب الدین احمد، عبداللہ آفندی کے نام نمایاں ہیں سفیان کے ہمعصر عراقی خطاطوں میں سے محمود الثنائی، صالح آفندی سعدی، موصل، محمد سعید النوری قابل ذکر ہیں ۔ عراق کے ماضی قریب اور زمانہ حال کے خطاطوں میں علی آفندی صابر، محمد صالح شیخ محمد صبری املالی، کریم رفعت، صابر الاعظمی، ولید الاعظمی محمد ہاشم الخطاط جو اس وقت عراق کے ہی نہیں عالم اسلام کے بہترین خطاطوں میں شمار ہوتے تھے ۔ اور بغداد کے انسٹی ٹیوٹ آف فائن آرٹس میں روایتی خطاطی کے پروفیسر رہے۔ ان کی خطاطی کے نمونے ''تحفۃ الخطاطین'' الخط العربی کی صورت میں لاہوری خطاطین کے ہاتھوں میں پہنچے بعض خطاطوں نے جن میں عبدالرشید لاہوری (ع۔۴۷، ۴۸) ، اور شوکت علی منہاس (ع۔۴۹، ۵۰) پیشتر بھی شامل ہیں جنہوں نے بذریعہ ڈاک ان سے اصلاح لی۔ ترکیہ میں پچھلے چند سالوں سے خطاطی کے مقابلے ترکی میں منعقد ہو رہے ہیں جن میں پاکستان اور عالم اسلام کے خطاطین حصہ لیتے ہیں۔ اور اس طرح ایک دوسرے کی خطاطی ان پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اسی طرح بغداد میں خطاطی پر سیمینار منعقد ہوئے جن میں لاہور کے سرکردہ خطاطوں نے حصہ لیا اور لاہور میں خطاطی کے معیار کو عالم اسلام کے معیار تک پہنچانے تک کوشاں ہیں۔

احمد فواد الاول نے ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء میں ترکیہ کے مشہور خطاط عبدالعزیز الرفاعی کو اپنے لیے ایک مصحف لکھنے پر مامور کیا ان کے علاوہ الحاج احمد الکامل، محمد مونس آفندی زادہ اور معمار زادہ، محمد علی الخطاط المرخوف بھی اس مدرسہ میں خطاطی اور تذہیب کی تعلیم دیتے تھے۔ جب ترکیہ نے لاطینی رسم الخط اختیار کر لیا تو ترکیہ کے متعدد فنکار خطاط بیکار ہو کر مصر پہنچے ترکی سے مصر آنے والے خطاطوں میں حسین

www.KitaboSunnat.com
" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ع۔۴۹

آفندی، رضوان آفندی، سعد آفندی ابراہیم، فواد آفندی، خالد، ارضی رومی، محمد آفندی چلپی، محمد آفندی مرزوق شامل ہیں ان میں سے اکثر نے قاہرہ اسکندریہ، منصورہ میں تعلیم خط کے شبینہ مدرسے کھول لیے۔ اس طرح ترکوں نے سلیم اول کے زمانے میں مصریوں سے جو فن سیکھا قریباً ۴۰ سال بعد پھر وہی فن مصر والوں کو سکھایا اس طرح یہ خطاط مصر میں فن خطاطی خصوصاً نسخ اور ثلث کی نشاۃ ثانیہ کا باعث بنے ترک خطاطوں کے مصری تلامذہ میں محمد جعفر، محمد اجمل احمد غفقیلی، علی ابراہیم، عبدالفتاح خلفیہ، محمد علی مکلاوی، نجیب ہوادی، محمد محفوظ، علی بدوی اور شیخ حسین حسنی نے نام پایا ان میں یوسف آفندی خصوصاً مصر میں خط کوفی کے احیاء کی لیے مشہور ہیں۔

جزیرہ نمائے عرب اور شام لبنان میں اس وقت جو مشہور خطاط موجود ہیں وہ سب ترکیہ اور مصر کے اساتذہ کے شاگرد ہیں حجاز کے مشہور کاتبوں میں سے الشیخ حلمی، شیخ سلیمان خزوی، رشید سنبل، عبدالقادر شلبیی کے علاوہ محمد طاہر بن عبدالقادر الکردی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ طاہر کردی نے مصحف مکہ مکرمہ کی کتابت کی ہے جو حکومت سعودی عرب کا پہلا مطبوعہ قرآن ہے۔

ع۔۵۰

خلافت عثمانی کے آخری دور میں ترکیہ میں اسلامی خطاطی انتہائی عروج پر تھی بلکہ بیسویں صدی میں یہاں تہذیب و ثقافت اور خطاطی کا ایک خاص سکول کھولا گیا مگر جب ترکیہ نے جمہوریہ بننے کے بعد عربی کی بجائے لاطینی رسم الخط اختیار کیا اور اس طرح اپنے بے پناہ اسلامی ورثہ کے امین تو نہ رہے مگر انفرادی خطاطی نے اس روایت کو زندہ رکھا ترکیہ کے خطاط اور استاد حامد الآمدی م ۱۹۸۲ء کے خطاطی کے نمونوں سے لاہور کے بیشتر خطاطوں نے نظری استفادہ کیا جن میں لاہور کے نامور خطاط حافظ یوسف سدیدی سرفہرست ہیں۔ (ع۔۵۱) وفات سے قبل موصوف کی خواہش تھی کہ وہ حامد الآمدی کی خطاطی سے بہ نفس نفیس استفادہ کریں۔ مگر یہ خواہش پوری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے سے قبل حامد الآمدی انتقال کر گئے۔

تحریک خلافت کے زیر اثر اسلامیہ کالج ریلوے روڈ میں ''عرب ہوٹل'' میں ترکی اور مصری خطاطوں کے کتابت آویزاں تھے بقول سید انور حسن نفیس رقم (ع۔۵۲) لاہور کے بہت سے خطاط ان سے استفادہ کرتے استاد حامد آلآمدی، عزیز الرفاعی، مصر کے حسنی، سید ابراہیم کی خطاطی کے نمونوں پر علمی محافل منعقد ہوتیں۔ جس طرح لباس میں ترکی ٹوپی ہماری ثقافت کا حصہ بن گئی اس طرح خط اسلامی پر بھی ترکی اثرات نمایاں ہونے لگے۔

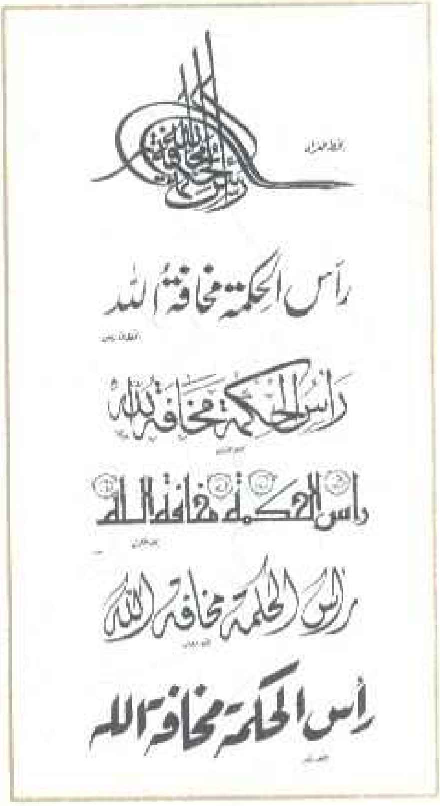

ع۔۵۱

شمالی مغربی دروں کے راستے جو فاتحین برصغیر داخل ہوئے۔ ان کا تاریخی تواتر کچھ اس طرح سے ہے۔

غزنوی: ۴۱۳۔۵۸۲ھ/۱۰۲۲۔۱۱۸۶ء

غوری: ۵۴۳۔۶۱۲ھ/۱۱۲۸۔۱۲۱۵ء

مملوک (غلامان): ۶۰۲۔۶۸۹ھ/۱۲۰۵۔۱۲۹۰ء

خلجی: ۶۸۹۔۷۲۰ھ/۱۲۹۰۔۱۳۲۰ء

تغلق: ۷۲۰۔۸۱۵ھ/۱۳۲۰۔۱۴۱۲ء

سید: ۸۱۷۔۸۴۷ھ/۱۴۱۴۔۱۴۴۳ء

لودھی: ۸۵۵۔۹۳۲ھ/۱۴۵۱۔۱۵۲۶ء

سوری پٹھان: ۹۴۶۔۹۶۲ھ/۱۵۳۹۔۱۵۵۴ء

مغل: ۹۳۳۔۱۲۷۵ھ/ ۱۵۲۶۔۱۸۵۸ء

سلطان محمود غزنوی نے ۴۱۳ھ/ ۱۰۲۲ء میں لاہور کو فتح کیا تو اس وقت تک یہاں اسلامی درسگاہیں تھیں نہ اسلامی تعلیمات کا رواج تھا۔ البتہ مسلم علماء غزنوی کے حملہ سے قبل یہاں آتے رہے اور خانقاہیں قائم کیں۔ اس دور میں خانقاہیں مدرسے اسلامی تعلیمات کے لیے موجود رہے۔ ۹۳ھ/ ۷۱۱ء میں جب قتیبہ بن مسلم نے سمرقند فتح کیا تو وہاں اس وقت بدھ مت رائج تھا اس طرح بدھ مذہب کے لوگوں کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات خراسان، ترکستان اور افغانستان سے شروع ہوتے ہیں اور رفتہ رفتہ ہندوستان تک بڑھتے چلے آتے ہیں۔ کتب تاریخ سے ظاہر ہے کہ سندھ اور ملتان کے بعد شمالی ہندوستان میں ہدایت کا سرچشمہ سب سے پہلے لاہور میں پھوٹا سندھ اور ملتان پر جلد ہی قرامطی قابض ہو گئے اور کسی نہ کسی صورت میں وہاں ایک عرصہ تک قابض رہے لیکن لاہور قرامطی اثر سے محفوظ رہا بلکہ آہستہ آہستہ ان علاقوں پر اسے فوقیت حاصل ہوگئی۔ (۵۳) محمود غزنوی کے دور میں سندھ کے علاوہ شمالی علاقے وسط ایشیائی تہذیب سے منسلک ہوئے یہاں ترکستان اور ماوراالنہر کے اثرات بھرپور صورت میں ملنے لگے جو اہل علم وفن خراسان کے شہر نیشاپور جمع تھے ان کا رخ غزنی کی طرف ہوا اور جب آخری غزنوی تاجدار نے غزنی کی بجائے لاہور کو اپنا مسکن ٹھہرایا تو خراسان کے اہل علم و ہنر لاہور آئے آخری غزنوی تاجدار خسرو ملک کے عیاشیوں کے باوجود جو اہل علم وفضل خسرو ملک کے متوسل تھے وہ خراسان اور غزنی سے اٹھ کر لاہور آگئے۔ ۴۲۲ھ/ ۱۰۳۰ء میں محمود کی وفات کے بعد مسعود بھائیوں پر غالب آیا اور لاہو میں نیالتگین کے خلاف فوجی کاروائی کر کے مسعود جب ہانسی کا قلعہ فتح کر رہا تھا تو اس کی عدم موجودگی میں سلجوقیوں نے غزنی کا علاقہ تباہ کر دیا۔ ۵۸۳ھ/ ۱۱۸۶ء تک لاہور غزنویوں کے پاس رہا۔ مسعود کے زمانہ میں لاہور اور اہل لاہور کا علم وفن عروج پر تھا۔ غزنی سے کئی اہل علم بسلسلہ ملازمت لاہور آ گئے۔ ابراہیم غزنوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الرحمن الرحيم الملك القدوس السلام

الله

المؤمن المهيمن العزيز الجبار

المتكبر الخالق البارئ المصور

الغفار القهار الوهاب الرزاق

الفتاح العليم القابض الباسط

الخافض الرافع المعز المذل السميع البصير الحكم

العدل اللطيف الخبير الحليم العظيم الغفور الشكور

العلي الكبير الحفيظ المقيت الحسيب الجليل الكريم

الرقيب المجيب الواسع الحكيم الودود المجيد الباعث

الشهيد الحق الوكيل القوي المتين الولي الحميد

المحصي المبدئ المعيد المحيي المميت الحي القيوم

الواجد الماجد الواحد الصمد القادر المقتدر المقدم

المؤخر الأول الآخر الظاهر الباطن الوالي المتعالي

البر التواب المنتقم العفو الرؤوف مالك الملك ذو الجلال والإكرام

المقسط الجامع الغني المغني المانع الضار النافع

النور الهادي البديع الباقي الوارث الرشيد الصبور

كتبه الفقير نفيس الحسيني غفر الله ذنوبه وستر عيوبه ○ دار النفائس

ع-٥٢

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۵۱ـ۴۹۲ھ/۱۰۵۹ـ۱۰۹۷ء غزنوی عہد میں لاہور علمی سرگرمیوں کا گہوارا تھا۔ ابونصر فارسی نے لاہور میں خانقاہ قائم کی جو اہل علم اور بزرگان دین کی جائے پناہ تھی اور آہستہ آہستہ لاہور میں بلخ بخارا اور دوسرے ممالک سے اہل قلم یہاں کھنچے چلے آئے۔ اگرچہ برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی آمد اور کتابت کلام پاک کی تاریخ یکساں پرانی ہے۔ مگر اس میں رعنائی غزنوی دور سے شروع ہوئی۔ لاہور میں اس وقت معروف خطاط جمال الدین لاہوری تھے۔ غزنویوں، غوریوں، خلجیوں کے ادوار میں تاتاری فتنہ علماء صلحا اور خطاطوں کی آمد کا موجب بھی بنا۔ قرآنی خطاطی پر تیسرا اثر ہم عصر محمد بن ادریس بن العقاب البصری کے دور میں پڑا جو ابن البواب کے زمانہ میں عراق میں موجود تھا۔ یہ شخص دہلی تا غزنوی لشکر کے ہم رکاب رہا اور لاہور میں بھی آیا۔ (۵۳) لاہور میں آخری تاجدار آل غزنویہ ابراہیم غزنوی قرآن پاک کا معرف خطاط تھا۔ اس خطے میں جب یاقوت استعصمی کا خط پہنچا جس کی خصوصیت قرآنی کتابت میں منفرد رہی اور ۱۱ گیارہ سطورنی صفحہ کا انداز اپنایا۔ یہ خطاط پہلی درمیانی اور آخری سطور خط محقق میں اور سطور ۲ تا ۵ سطور ۷ تا ۱۰ کو خط ریحان میں لکھتا تھا سقوط بغداد تک عربی کو عموماً اور خط نسخ کو خصوصاً جو عروج اور ارتقا نصیب ہوا وہ بلاد اسلامیہ کے ان گنت ماہرین فن کی کوششوں کا مرہون منت تھا۔ مضبوط سیاسی مراکز ہی تہذیب و تمدن کا گہوارہ ثابت ہوئے اسی لئے کوفہ، بصرہ و دمشق کے بعد بغداد کئی صدیوں تک اسلامی تہذیب کا سب سے بڑا مرکز رہا۔ خلافت عباسیہ کے زوال کے بعد اسلامی سیاست کا مرکز ثقل مختلف ممالک میں تقسیم ہوگیا۔ چھٹی صدی کے آغاز میں ابوالحسن علی بن عمر لاہوری ممتاز محدث، شاعر ادیب اور صاحب طرز محقق اور خطاط تھے۔ (۵۴) پنجاب ۴۹۴ھ/۱۱۰۰ء تک غزنویوں کے زیر اثر رہا۔ ۴۵۰ھ/۱۰۸۵ء کے عہد میں سلجوقی حملہ آور ہوئے تو سلجوقی اثرات کے تحت عمارتی خطاطی پر تمام علمائے اسلام میں ایسے پختہ خط کے اثرات مرتب ہوئے جو تقریباً ۳۰۰ سال تک ایران، عراق، ترکی، مصر، پاکستان و ہند کی عمارتوں پر نظر آتے ہیں بعد میں اس خط نے مملوکوں کے زیر اثر عروج دیکھا اور یہ اثرات اکبری دور تک رہے۔

قطب الدین ایبک کے دور میں خطاطی پر مملوک اور سلجوقی اثرات تھے جو ۵۹۷ـ۹۰۶ھ/۱۲۰۰ـ۱۵۰۰ء تک عمارتی خطاطی میں نمایاں رہے۔ اس دوران لاہور، مشہد، بغداد، ترکی اور مصر وغیرہ کی عمارتوں پر یہی خط رہا جس نے دسویں صدی میں کوفی کی جگہ لی تھی۔ لاہور میں اس خط کے نمائندہ کتبات پیر بخش کے مزار واقع کیتھل انڈیا سے حاصل کئے گئے ہیں جو لاہور میوزیم کی زینت ہیں۔ التمش (۶۰۷ـ۶۳۳ھ/۱۲۱۰ـ۱۲۳۶ء) کے دور میں سدید الدین عوفی (۶۰۳ھ/۱۲۰۶ء) نے شہر نیشاپور کے مشہور ادیب شاعر کاتب سلطان سنجر کے دبیر منتخب الدین کی صحبت میں رہ کر ان کی تصنیف رقیہ القلم پڑھی جس سے اس کو فن کتابت میں درک حاصل ہوا۔ عوفی نیشاپور سے ہرات آیا اور وہاں شیخ فخر الدین خطاط کی صحبت میں علمی و ادبی فیض حاصل کیا۔ خراسان پر تاتاریوں کے حملوں کے پیش نظر اسے اپنا وطن چھوڑنا پڑا وہ غزنی سے آ کر اچ میں ناصر الدین قباچہ کے دربار سے وابستہ ہوا۔

لاہور میں شہزادہ محمد ابن غیاث الدین بلبن نے بعض باکمالوں کو دہلی آنے کی دعوت دی جن میں نامور فاضل شیخ عثمان ترمذی کو ہدایا پیش کئے اور منت سماجت کی کہ آپ توران واپس نہ جائیں لیکن شیخ نے منظور نہ کیا۔ (۵۵) بلبن کا بیٹا بغرا خان اپنے فرزند کیقباد کی مشہور ملاقات میں اپنے والد کو یاد کر کے کہتا ہے۔

> ''چون من و برادر مہتر من (خان شہید) مفردات لغت و نوشتن پیش خطاط تمام کردیم اتابکان ما پیش سلطان (غیاث الدین بلبن) عرض واشتند کہ بعد ازین شہزادگان را از نحو وصرف وفقہ چہ تعلیم کنند، وکدام استاد تعلیم کنندہ، فرمان درباب این چہ نوع مے شود فرمود کہ خطاط را جامہ وانعام بدہند و معذرت کنند'' (۵۶)

> ''جب میں اور میرے بڑے بھائی (خان شہید) نے خطاط کے پاس لغت کے مفردات لکھنے ختم کیے تو میرے سلطان غیاث الدین سے کہا گیا کہ اس کے بعد صرف نحو میں شہزادوں کو کیا پڑھایا جائے اور کون استاد ہو۔ اس سلسلے میں کیا حکم ہے تو فرمایا کہ خطاط کو جامہ اور انعام دیں اور معذرت کریں۔''

بلبن کے عہد میں خوارزم، دیلم، غور، یمن، موصل، سمرقند، کاشغر، مرو اور خطا سے بڑی تعداد میں اہل علم و ہنر ہندوستان آئے اور بلبن نے انہیں علیحدہ علیحدہ محلوں میں آباد کیا۔ (۵۷) تغلق عہد میں ثلث عمارتی خط سکوں پر بھی نظر آنے لگا۔ ایک لحاظ سے خراسان اور ایران کی تباہی سے ہندوستان کے اس حصے (مغربی پنجاب) کو فائدہ پہنچا کیونکہ اس کی وجہ سے علماء صلحا کی ایک کثیر تعداد یہاں آگئی جن میں سے بعض دہلی لاہور ملتان میں رہ گئے منگول (مغل) ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے وہ ساتویں صدی ہجری تک کافر سمجھے جاتے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تھے علاء الدین خلجی المتوفی ۷۱۶ھ/۱۳۱۶ء تک فوج میں مغل مسلمان کر کے نوکر رکھے جاتے تھے ایک سازش کی پاداش میں علاء الدین خلجی کے حکم سے دہلی میں بیک وقت چودہ ہزار نو مسلم مغل سپاہی قتل کیے گئے افغانوں کے بڑے بڑے شہروں میں گو اسلام تھا مگر خود افغانی اب تک مسلمان نہ تھے۔ کابل کے بادشاہ نے تیسری صدی کے شروع میں یعنی غزنویوں سے سو برس قبل اسلام کا اظہار کیا تھا لیکن افغانوں کے اکثر قبائل محمود غزنوی کے زمانہ میں مسلمان ہونے شروع ہوئے تھے ان کے علاوہ غوری قبائل چوتھی صدی کے وسط تک یعنی غزنویوں کی پیدائش کے بعد تک مسلمانوں نہیں ہوئے تھے۔ (۵۸)

لودھی عہد میں ہندوؤں نے عام طور پر فارسی کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے علوم کی تحصیل بھی شروع کردی اور سلطان کے حکم سے بعض ہندی سنسکرت کی کتابوں کے تراجم ہوئے ایک پرانی طب کی کتاب اگرو بابیدک کا ترجمہ بھی کیا گیا۔ خواص خان کے مرنے کے بعد میاں بدھ اس کے جانشین ہوئے انہوں نے بہت سے خوشنویسوں اور عالموں کو جمع کیا اور مختلف علوم وفنون پر کتب لکھوانی شروع کیں اور خراسان سے کچھ کتابیں لا کر عالموں کے حوالے کیں اور ہندوستان میں خراسان کے اطباء کو جمع کر کے طب اسکندری لکھوائی۔ سکندر لودھی نے فارسی کے لیے کام کیا۔ ملا نظام الدین لکھتے ہیں۔

”وکافران بخواندن ونوشتن خط فارسی کہ تا آں زمان درایشان معمول نبود پرداختند“ (۵۹)

”اور کافر فارسی خط لکھنے پڑھنے میں لگ گئے جیسا کہ اس وقت تک ان کا معمول نہ تھا کائستھوں کی فارسی کا آغاز اسی زمانہ سے ہوتا ہے۔“

وسط ایشیائی اثرات

سقوط بغداد کے بعد یاقوت کے چھ نامور شاگردوں نے ایران میں بھی خطاطی کا علم بلند کیے رکھا۔ ایلخانی دور میں خطاطی کے ساتھ تذہیب کا فن بھی کمال کو پہنچا اس دور کے کئی مصاحف اجائتو خدابندہ کے ایما پر لکھے گئے جو بسیرگ، قاہرہ، بوسٹن، ڈبلن کے عجائب خانوں میں موجود ہیں۔ عبداللہ بن محمد بن حمدان اور عبداللہ بن احمد بن مراغہ اس دور کے مشہور خطاط گزرے ہیں تیموری دور کے خطاطوں میں سلطان علی مشہدی، بایسنغر مرزا، ابراہیم سلطان بن شاہ رخ مرزا اور عبدالکریم تبریزی قابل ذکر ہیں۔ اسی دور میں ہرات اور شیراز خطاطی اور تذہیب کاری کے مراکز تھے۔ آٹھویں صدی ہجری میں علی تبریزی نے خط نستعلیق کو جلا بخشی۔ (۶۰) امیر تیمور کی اولاد نے علوم وفنون کی وہ سرپرستی کی جو آج تک کسی اور نے نہیں کی۔ شاہ رخ مرزا نے دارالخلافہ کو سمرقند سے منتقل کر دیا تھا جس سے وسطی ایشیاء میں ایک ادبی اور ثقافتی انقلاب رونما ہوا مرکز اگرچہ ہرات ہی رہا۔ تیموری اول دو کو ایک صدی تک ہرات میں عروج حاصل رہا۔ (۶۱) اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہرات کو وہ عروج نہیں ملا جس کا وہ متقاضی تھا مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ یہاں کے دبستان نے علوم وفنون کی ترویج میں نمایاں حصہ لیا اور یہ شاید اس وجہ سے ہوا کہ ان تمام ممالک اور شہروں میں فارسی زبان وادب کا بہت چرچا تھا جس کے لکھنے کے لیے مشترک طرز نستعلیق ہی بہتر ذریعہ ثابت ہوئی ایران کے شہروں میں شیراز اور اصفہان پہلے ہی سے ثقافتی مراکز تھے دسویں صدی ہجری میں صفویوں کے تمام ایران پر اقتدار کی وجہ سے اسے استحکام ہوا۔ صفوی عہد میں خطاطی کو شاہی سرپرستی حاصل رہی۔ مآخذات کے مطابق نستعلیق کا اجراء آٹھویں صدی ہجری میں ہرات سے ہوا۔ اگرچہ اس کے معیار فن میں ہرات کے بعد کوئی خاص اضافہ تو نہیں ہوا مگر طرز نستعلیق کو مزید مقبولیت اور استحکام لاہور میں ضرور حاصل ہوا۔ سلطان علی مشہدی اور اس کے تلامذہ کا تعلق زیادہ وسطی ایشیاء اور ایران تک رہا جس کی وجہ سے ہماری تاریخ خطاطی آج درخشاں ہے۔ رسالہ صراط السطور مصنفہ سلطان علی مشہدی متوفی ۹۲۶ھ/۱۵۱۹ء میں ان ابتدائی خطاطوں کا ذکر ہے جنہوں نے طرز نستعلیق میں میر علی تبریزی کے بعد کی طرز نستعلیق اس سے تلمذ کی بنا پر اپنائی ان اولین خطاطوں میں مولانا جعفر تبریزی ہرات سے ماوراءالنہر چلے گئے تین سال بلخ میں رہے پھر خوارزم رہے ایک سال سمرقند رہ کر بخارا چلے گئے۔ جہاں ۸۶۲ھ/۱۴۵۷ء میں انتقال ہوا۔ یہی وہ دور ہے جب برصغیر کی قرآنی خطاطی پر وسط ایشیائی اثرات مرتب ہوئے عبداللہ ہروی متوفی ۸۸۰ھ/۱۴۷۵ء میں جو سقوط بغداد کے بعد ہندوستان آیا اس نے یہاں رہ کر ۴۵ قرآن کریم یادگار چھوڑے۔ (۶۲) بایسنغر مرزا کے دربار سے چالیس خوشنویس وابستہ تھے۔ جن کے سرپرست مولانا جعفر تبریزی تھے۔ (۶۳)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مولانا جعفر کے ہمعصر نستعلیق کے استاد مولانا اظہر تھے جنہوں نے مخطوطہ ہفت پیکر نظامی کی کتابت ۸۷۹ھ/۱۴۷۴ء میں کی یہ نسخہ جو کبھی شاہان مغلیہ کی لائبریری کی زینت تھا اور منعم خان خاناں کی ملکیت تھا۔ آج کل میٹروپولیٹن میوزیم نیویارک میں ہے یہ نسخہ اکبر کے حضور چوتھے سال جلوس ۹۶۷ھ/۱۵۵۹ء میں لاہور شہر میں پیش ہوا۔ مولانا اظہر کے تلامذہ میں سلطانی علی مشہدی، سلطان علی قائنی، شیخ بایزید پورانی، مالک دیلمی، عبدالرحیم، انیسی خوارزمی، شیخ امامی، اور نجیب اللہ شامل تھے۔ (۶۴) جب ہرات کے فنی ماحول کے انقراض کے بعد ہنرمند اور دیگر فضلاء نے وہاں سے ہجرت کی ان میں سے اکثر ہندوستان بھی آئے۔ (۶۵)

ایران میں خطاطی

سلطان حسین بیقراء کا انتقال ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء میں ہوا جس کے بعد صفویوں کو ایران میں عروج حاصل ہوا۔ بیقراء کی وفات کے بعد ہرات کے اکثر نامور فنکار اور کاتب ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ سلطان حسین مرزا خود بڑا خطاط تھا۔ اس کا بیٹا مرزا بدیع الزمان امیر سندھ کا داماد بھی تھا۔ جب یہ ہندوستان آیا تو اس کے ہمراہ چند ترکی فنکار اور فضلاء بھی تھے۔ جو سندھ میں آکر آباد ہوئے ان میں مولانا اظہر کے شاگرد شیخ بایزید پورانی ٹھٹھہ آ گئے لیکن بدیع الزمان یہاں کے سیاسی حالات سے مایوس ہو کر واپس ہرات چلا گیا۔ امیر ابوسعید پورانی کا انتقال ۹۶۲ھ/۱۵۵۴ء میں ٹھٹھہ میں ہوا۔ تاریخ معصومی میں ہے کہ شیخ خطوط را خوب می نوشتند (۶۶) (شیخ خطوط خوب لکھتے تھے) ہرات میں خطاطی کا فروغ سلطان حسین بیقراء کی ذاتی توجہ اور اس کے وزیر اعلیٰ میر علی شیر نوائی کی حوصلہ افزائی سے ہوا۔ مولانا سلطان علی مشہدی، سلطان حسین بیقراء اور میر علی شیر نوائی کے لیے کتابیں لکھا کرتے تھے جن کی کارگزاری سلطان کے لیے روزانہ تیس سطور اور شیر نوائی کے لیے بیس سطور تھی اگر ہم خط نستعلیق بیرون ہرات ایران یا وسطی ایشیا کو ذرا گہری نگاہ سے مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ اس زمانے میں ہند میں بھی یہ خط رائج ہو چکا تھا۔ (۶۷) شیخ بایزید پورانی کی سندھ میں آمد سے سندھ کی ثقافت پر ۸۰۰ سو سالہ عربی اور عراقی چھاپ پر وسطی ایشیائی اثرات غالب آئے۔ سلطان حسین بیقراء کے انتقال کے بعد محمد شیبک خان امیر بخارا نے عروج حاصل کیا تو سلطان حسین بیقراء کے متوسل جن میں سلطان علی مشہدی اور کمال الدین بہزاد تھے اس کے دربار سے وابستہ ہوئے مگر مناسب قدر افزائی نہ ہونے کی وجہ سے سلطان علی مشہدی ہرات سے مشہد اور کمال الدین بہزاد، شاہ اسمٰعیل صفوی کے ہمراہ تبریز چلے گئے۔ تبریز میں صفویوں کے ہاں جن فنون لطیفہ کو عروج حاصل ہوا ان میں خطاطی بالخصوص شامل ہے۔ بہزاد کے ہرات سے تبریز آنے کے بعد صحیح معنوں میں ایرانی مصوری وجود میں آئی۔ (۶۸) بابر سلطان حسین مرزا کا دوست اور مداح تھا ہرات میں اس کے دربار میں اہل فن کی کثیر تعداد وابستہ رہی۔ اوائل تیموری دور اور بابر کی برصغیر آمد سے نستعلیق خط پر عربیت کا اثر و نفوذ تھا۔ بابر کے ہمراہ وسطی ایشیاء سے مولانا شہاب المعمائی جس کے بیٹے کمال ابن شہاب کا نمونہ خط C-12 لاہور عجائب گھر کی مخطوطات گیلری کی زینت کے علاوہ ایک دوسرا خطاط درویش علی کتابدار اور ملا زاہد بھی اپنے ہمراہ متعدد ماہرین خط یہاں لائے۔ جس سے یہاں ہرات کا سا ماحول پیدا ہوا اور اس ماحول کو آگے چل کر مغل دربار میں اپنایا گیا۔ ادھر بخارا میں ۹۳۵ھ/۱۵۲۸ء میں میر علی کی آمد سے کتابت و مصوری اور کتاب سازی کا ایک اور دبستان ہرات کے دبستان کی روایات پر قائم ہو گیا۔ جس کا سہرا میر علی کے مربی ابوالغازی عبدالعزیز خان والئی بخارا کے سر تھا اس نے بخارا میں اپنے باپ عبید خان کی وفات کے بعد برسر اقتدار آنے پر ۹۴۷ھ/۱۵۴۰ء میں یہ دبستان قائم کیا تھا۔ (۶۹) شاہان صفویہ کے زوال کے ساتھ اگرچہ نفیس ترین عمارتوں، قلمی نسخوں، قالینوں اور آرائشی کپڑوں کا زمانہ ختم ہو چکا تھا۔ اور ایرانی فن خود اپنے ملک میں انحطاط پذیر ہو گیا مگر اس کا اثر بعید ملکوں کے فن کو پر مایہ بنانے کے لیے عثمانی ترکیہ سے لے کر ہندوستان تک پھیل چکا تھا (۷۰)

پاک و ہند میں خط نستعلیق کی تاریخ میں ایک بہت بڑا واقعہ ہمایوں بادشاہ کا حالات سے تنگ آکر ۹۴۵ھ/۱۵۳۸ء میں ہجرت کر کے ایران چلے جانا اور ۹۵۵ھ/۱۵۴۸ء میں واپس آنا ہے واپسی پر وہ اپنے ہمراہ کافی ایرانی ماہرین لایا۔ جن میں میر سید علی تبریزی مصور اور خواجہ عبدالصمد شیریں قلم خطاط شامل تھے۔ جس کا کارنامہ داستان امیر حمزہ کے مصور نسخے کی تیاری ہے۔ ہمایوں اور اکبر کے عہد میں اگرچہ بے شمار کتب مصور ہوئیں مگر جو شہرت اس نسخے کو حاصل ہے وہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی۔ ابوالفضل نے آئین اکبری میں نستعلیق لکھنے والوں میں مولانا باقر پسر مولانا میر علی کا ذکر کیا ہے۔ جو ہندوستان آ گیا تھا یا یوں کہیے کہ میر علی کی اولاد نے ہندوستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہجرت کرلی تھی۔(۷۱) میر علی کے سات مشہور تلامذہ میں سے میر حسین کلنگی جو بخارا میں میر علی کا شاگرد ہوا۔ آئین اکبری کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آخری عمر میں ہندوستان آ گیا ایک مخطوطہ رباعیات میر سید جامہ باف بقلم خفی جو کتاب خانہ نصر اللہ تقوی تہران میں موجود ہے۔اس کے ترقیمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مخطوطے کی تیاری اکبری عہد میں لاہور میں ہوئی۔ ابو الفضل نے اکبر کے عہد میں نستعلیق لکھنے والوں میں میر حسین الحسینی المشہور بہ میر کلنگی کا نام درج کیا جس سے بھی اس امر کی مزید توثیق ہوتی ہے کہ یہ شخص لاہور میں موجود تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اکبر اور اس کے امرائے کار کے سامنے زیادہ سے زیادہ ہرات کے سلطان حسین مرزا جیسے مربیان ادب وفن کی مثالیں تھیں۔ اور بغداد اور غرناطہ کی علمی سرگرمیوں سے وہ بے خبر تھا۔ اور اس زمانہ میں علم نہیں ادب وفنون لطیفہ کو فروغ حاصل ہوا۔(۷۲) آئین اکبری میں ایک باقاعدہ شعبہ آئین تصویر خانہ ہے عظیم منظم شعبے میں جو معیاری اور علمی مخطوطات تیار ہوئے وہ اپنی مثال آپ ہیں ہرات میں سلطان حسین مرزا اور تبریز میں شاہان صفویہ اور بخارا میں ازبکوں کے بعد لاہور چوتھا بڑا منظم دبستان تھا۔ اس شعبے نے فنون لطیفہ کا ایک معیار قائم کیا۔ آئین اکبری میں نستعلیق خطاطوں کے ضمن میں قاسم ارسلان کا تذکرہ ملتا ہے جب اکبر اٹک سے لاہور واپس آیا تو یہ شخص یہاں اقامت پذیر تھا اور اسی سال اس کا انتقال لاہور میں ہوا اس کے آباؤ اجداد محمود غزنوی کے دربار سے وابستہ تھے قاسم تاریخ گوئی میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ اکبر کے دربار سے وابستہ ایک اور خطاط عبدالرحیم عنبرین قلم ہرات سے لاہور آیا جہاں اس نے ۱۰۰۵ھ/۱۵۹۶ء میں انوار سہیلی کا مصور نسخہ تخلیق کیا۔ (ع-۵۳، ۵۴) جس کے آخر میں ترقیمہ کے ساتھ ساتھ کاتب کی ذاتی منی ایچر دی گئی ہے جس سے نشست اور ماحول واضح ہوتا ہے۔ اکبر کے بعد یہ کاتب جہانگیر کے دربار سے وابستہ رہا۔ ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء میں اسے عنبریں قلم کا خطاب ملا۔ اکبر کا قیام لاہور میں ۹۸۸ھ/۱۵۹۹ء تک رہا اس عرصہ میں یہاں متعدد مرقعات اور مخطوطے تیار ہوئے ان مرقعات اور مخطوطات میں جہاں ہرات کی رعنائی عراق کی زیبائی بخارا کی دلکشی ایران کی تمکینی اور ترکوں کی رنگینی نظر آتی ہے۔ وہاں ان تمام دبستانوں کا پرتو لاہور میں تیار ہونے والے مخطوطات میں بھی نظر آتا ہے۔

ع-۵۳

ع-۵۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مغلیہ دور میں ایران کی خطاطی کا سیدھا اثر لاہور میں ہوا جہاں نستعلیق عمارتی خط کی طور پر رائج ہوا۔ اکبر تک یہاں عمارتوں پر ثلث ایرانی اثرات کے تحت رائج رہا جس کی بہترین مثال اکبری عہد کی "اونچی مسجد" اندرون بھاٹی گیٹ کے کتبات ہیں جو آج کل لاہور میوزیم کی زینت ہیں۔ (۷۳) اکبر کے دور میں عبداللہ الحسینی ترمذی (ع۔۵۵، ۵۶) نے ایرانی روایات کو یہاں فروغ دیا۔ یہاں اس کے قیام کے دوران متعدد وصلیاں ملتی ہیں۔ (۷۴) اس دوران برصغیر میں وسطی ایشیائی اثرات بھی نمایاں رہے۔ اور ترکی خطاطوں کے زیر اثر ہندوستان میں متعدد کتبات ملتے ہیں۔ جن میں دروازہ فتح پور سیکری پر حسین بن احمد چشتی کے لکھے ہوئے کتبات اور مغیث القاری الشیر ازی خطاط کے کتابت کافی اہمیت کے حامل ہیں۔ (۷۵) شاہجہان کو اپنی جنم بھومی لاہور سے خوب لگاؤ تھا۔ اس نے یہاں عمارتوں کی تزئین و آرائش کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور دنیا کے گوشے گوشے سے ہنرمند یہاں اکٹھے کر لئے اس دور میں وسطی ایشیائی ایرانی ترکی انداز میں خطاطی سے مزین کتبات میسر ہیں۔ اس کے عہد میں میر عماد ایرانی کا شہرہ برصغیر میں تھا جو کوئی میر عماد کی وصلی شاہجہان کو پیش کرتا یک صدی منصب پاتا۔ (ع۔۵۷، ۵۸) شاہ عباس صفوی کے دور میں عماد کے قتل کے بعد اس کا بھانجا عبدالرشید دیلمی ترکی سے ہوتا ہوا لاہور پہنچا اور یہاں کچھ عرصہ قیام کیا۔ اس طرح لاہور نستعلیق کے پہلے مرکز کے طور پر ابھرا۔ (۷۶) رشید دیلمی کے ذریعے میر عماد اور مالک دیلمی کے خط کی خصوصیات لاہور پہنچیں اور نستعلیق میں انتہائی جاذب نظر مخطوطات تیار ہونے لگے۔ رشید دیلمی کا ہی فیضان ہے کہ برصغیر میں خطاطی کے علاقائی سکول لاہور دہلی اور لکھنو آگرہ کے خطاط آج بھی اپنا سلسلہ تلمذ اسی خطاط سے جوڑتے ہیں۔ (۷۷) لاہور شہر کے خوشنویسوں کی یہ خوش قسمتی تھی کہ اس دور میں ایرانی طرز کے ساتھ ساتھ انہیں یہاں عبدالرحیم عنبرین قلم کے ذریعے وسطی ایشیائی اثرات بھی میسر آئے۔ اسی عہد میں امانت خان شیرازی جس نے لاہور رہنے کو ترجیح دی اور لاہور کے نزدیک موجود ضلع امرتسر (بھارت) میں سرائے امانت خان تعمیر کی اس سرائے کے کتابت کے علاوہ مسجد وزیر کے کتبات لاہور میں ایرانی اور ترکی خطاطی کی ثلث طرز کا حسین امتزاج ہیں۔ عبدالرشید دیلمی کی طرز خاص لاہوری طرز کے طور پر مشہور ہوئی

ع۔۵۵

ع۔۵۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جسے آج تک برصغیر کے سربرآوردہ خطاطوں نے اپنایا۔ جہاں تک خطاطی میں قرآنی کتابت کا تعلق اس وقت تک اس پر ہراتی یا وسطی ایشیائی اثرات غالب رہے۔ ایران میں اگرچہ نستعلیق میں مصحف لکھے گئے مگر لاہوری خطاطوں نے یہ اثر کبھی قبول نہ کیا اور وہ وسطی ایشیائی روایات کے امین رہے۔ آج کل کے ایرانی خطاطوں میں غلام حسین ہمایوں، سید احمد ہدایتی حبیب اللہ فضائلی۔ شیخ عبد الحسین نوروزی۔ سید عبدالعلی آیۃ الٰہی غلام رضا موسوی، محمد زمان فراست، غلام حسین امیر خانی سید قوام الدین شفق۔ عباس اخوین علی راہجیری، غلام رضا مخلص، محمد حسین عطار چیان، ناصر جواہر پور، حسین کاشیان، محمد حسن نظافتی، مہدی کریمی، ناصر جواہر پور، محمد صلاح شور، کے قطعات کی لاہور نمائش ہو چکی ہے۔

ع۔ ۵۷

جہاں تک عمارتی خطاطی کا تعلق ہے اب کتبوں پر ثلث کے علاوہ نستعلیق خط زور شور سے نظر آنے لگا اور کوفی آمیز ثلث عمارتی کتبوں کے لیے متروک ہو چکا تھا۔ ملتان میں شاہجہانی عہد کی تعمیر کردہ ساوی مسجد پر محمد اسماعیل محمد بن جیون ملتانی جیسے خطاطوں کے نستعلیق ثلث۔ کتبات اپنی مثال آپ ہیں اگرچہ مغلوں کے دور میں خطاطی کے بہت سے مراکز سامنے آئے مگر جو شہر ٹھوس حیثیت سے ابھرے ان میں لاہور، فتح پور سیکری، ٹھٹھہ، ملتان، کشمیر، دکن شامل ہیں۔ خطاطی کے مدرسوں میں تبریز، ہرات، بخارا، سمرقند، دیلم، ترمذ، شیراز کی روایات کی تربیت مغلیہ دور میں جاری رہی جبکہ خطاطی میں اب تک عبدالباقی حداد یا قوت رقم کے اسلوب کو اپنایا گیا۔ جس کی طرز کو شاہ عالم بادشاہ کی خطاط محمد عارف یاقوت رقم نے آگے بڑھایا۔ جو دراصل ہرات کا باشندہ تھا۔ مغلیہ دور میں قرآنی مخطوطات کی تیاری کے سلسلے میں علاقائی عنصر غالب رہے۔

ع۔ ۵۸

اور ہر علاقے کا تزئین آرائش کا انداز ایک دوسرے سے قدرے مختلف تھا۔ رشید دیلمی کے طرز روش کو محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں محمد افضل لاہوری نے اس قدر اپنایا کہ انہیں آقائے ثانی کہا جاتا ہے دہلی میں یہ روش انہی کے ذریعے پھیلی جبکہ لکھنؤ میں قاضی نعمت اللہ لاہوری اور حافظ نور اللہ لاہوری اس طرز کے فروغ کے ذمے دار ثابت ہوئے۔ (۷۸) افضل لاہوری کی طرز دہلی اس حد تک اپنائی گئی کہ انیسویں صدی میں دہلی کے معروف خوشنویس عنایت اللہ مبروص نے روحیلہ افغانوں کی خاطر اپنے خط کی روش تبدیل کر کے لاہوری روش اختیار کی موصوف کی رہائش مسجد عنایت اللہ خان چاندنی چوک پر واقع تھی۔ یہ خطاط ۱۸۵۷ء تک زندہ رہے (۷۹)

اٹھارہویں صدی عیسوی میں ایرانی خطاط احمد نیریزی نے نسخ میں جو تبدیلیاں کی۔ (۸۰) ان کا اثر بھی لاہور کے مصاحف نویسوں نے قبول کیا اس طرز کو بیسویں صدی کے خطاطوں نے خوب اپنایا جن میں مولانا قاسم لدھیانوی سرفہرست ہیں۔ اس طرز میں دبستان ہرات سے انحراف کرتے ہوئے حرف کے دائروں میں نستعلیق طرز کا رنگ نمایاں کیا گیا۔ حروف کے دائرے چوڑے ہونے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بجائے گولائی کی طرف مائل ہوئے اور پیوندوں میں وسطی ایشیائی نازکی کی بجائے پوری قلم لگانے کا رواج ہوا۔ اس سے قبل ایرانی اور لاہوری طرز میں قدرے ریحان کی آمیزش تھی۔ جسے ترک کر کے دائروں کو گول اور حرف کو چھوٹا کر دیا گیا۔ اسی طرح لاہور کے خطاطوں نے تبریزی طرز کو قبول کر کے نسخ میں تبدیلی پیدا کی نستعلیق میں امام ویردی۔ یہاں رشید دیلمی کی روش اپنائے ہوئے اجتہادی تبدیلیاں کر رہے تھے۔

کنہیالال تاریخ لاہور میں قمطراز ہے۔

''اس شہر میں بڑے بڑے کاتب خوشنویس پہلے زمانہ میں بھی تھے۔ اور اب بھی ہیں۔ فارسی اور عربی خط اس شہر کا ولایتوں میں مشہور تھا۔ سکھی وقت میں فارسی خوشنویوں میں پیر بخش کو تفکر تھا اور اس کی عزت مقامی امرائے دربار بلکہ خود مہاراجہ کرتا تھا امیروں کے لڑکے اصلاح لینے اس کے مکان پر جاتے اس کے شاگردوں میں مولوی فضل الدین صحاف، کوہ نور اخبار لکھتا رہا پھر سرکاری مطبع ڈائریکٹروں میں کتابیں تحریر کرتا رہا۔ کتابت کے علاوہ نقاشی میں بھی استاد ہے۔ عربی خط کا استاد خلیفہ بگو موچی دروازے کی محلہ کمان گراں میں رہتا ہے۔ انگریزی عہد میں مولوی غلام یسین ایک مشہور خوشنویس تھا۔ میرزادہ امام ویردی کابلی ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء میں وفات پا گیا سید احمد ایمن آبادی اگرچہ اس شہر کا رہنے والا نہیں مگر سالہا سال سے بسبب ملازمت محکمہ ڈائریکٹری کے لاہور قیام پذیر ہے مولوی فقیر محمد و غلام محمد و پیر بخش و پنڈت دیارام و قاضی شمس الدین و چراغ علی وغیرہ اور بھی خوشنویس لائق تعریف ہیں غلام علی کاتب نے کنہیالال کی کتاب کتابت کی۔'' (۸۱)

خوش قسمتی سے سیالکوٹ کے نواح میں اچھا کاغذ بنتا تھا۔ اسی شہر کا مان سنگھی اور ریشمی کاغذ خاص طور سے مشہور تھا۔ سیالکوٹ کے نواح میں تین گاؤں کاغذ سازوں کے آباد تھے یہاں سے کاغذ ملک کے دوسرے حصوں میں بھیجا جاتا تھا اور شاہان دہلی کے دفاتر میں بھی زیادہ کاغذ اسی شہر کا استعمال ہوتا تھا ان یہ تین گاؤں (ٹیکا پور، رنگ پورہ، ہیرانوالہ پورہ) کے نام سے اب بھی آباد ہیں جہاں کاغذ بنانے والے اب بھی موجود ہیں (۸۲) معروف خطاط محمد یوسف سدیدی کے مطابق گزشتہ ۱۵ صدیوں میں اگر ہر صدی میں عالم اسلام سے ایک ایک خطاط ایسا لیا جائے جنہوں نے خطاطی میں نمایاں مرتبہ پایا۔ تو یہ نام کچھ اس طرح سے سامنے آتے ہیں۔ (۸۳)

خالد بن الہیاج
اسحاق بن حماد
اسحاق بن ابراہیم تیمی
ابن مقلہ (ابوعلی محمد بن علی بن حسن بن عبداللہ مقلہ)
ابن البواب ابوالحسن علی بن ہلال بواب
عماد جوینی
یاقوت المستعصمی
احمد بن محمود بن عبدالغفار ہراتی
عبداللہ طباخ، میر علی تبریزی نستعلیق
عبدالباقی تبریزی، سلطان علی مشہدی، میر علی ہروی
عبدالحق شیرازی، میر عماد
حافظ عثمان، ہدایت اللہ زریں رقم
قاضی نعمت اللہ لاہوری، محمد مہدی ملک الکتاب
محمد قاسم لدھیانوی سلطان القلم، عبدالمجید پرویں رقم (ع۔۵۹)
استاد حامد الآمدی ترکیہ، حافظ یوسف سدیدی۔ (۸۴)

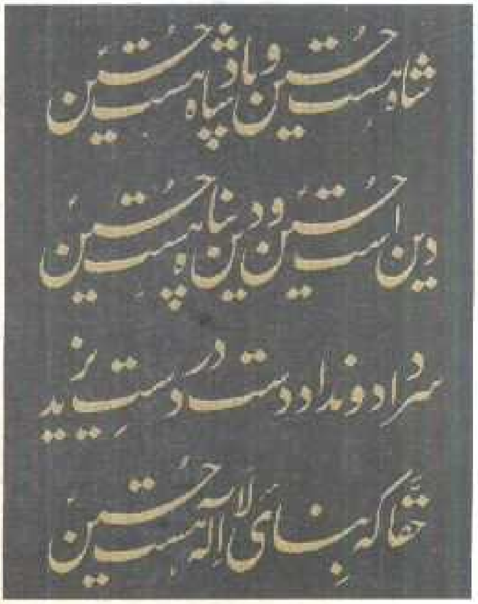

ع۔۵۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

داخلی اثرات

اسلامی تاریخ کے ہر دور میں مختلف ریاستوں کے اندر مختلف قوموں نے اپنے اپنے علاقائی اثر اور دوسرے ممالک کے اثرات سے جو شاہکار پیش کئے ہیں ان کے بنیادی اسالیب اور مرکزی تصورات کی ہم آہنگی، یکسانیت ایک مشترک ثقافت کی آئینہ دار ہے، جو متضاد نسلی، جغرافیائی اور وراثتی خصوصیات رکھنے والے عناصر کو دائرہ اسلام داخل ہونے کے بعد اپنے رنگ، قالب میں ڈھالتی ہوئی نظر آتی ہے۔ بعض مورخین اسلامی خطاطی کے ارتقاء کو عربی زبان کے ارتقاء سے نسبت دیتے ہیں اور کسی حرف کی ادائیگی کا طریقہ اس حرف کی ظاہری شباہت کے مطابق ہوتا ہے یا اسلامی خطاطی کے مختلف انداز زبان کی ترقی کے ساتھ ہی معرض وجود میں آئے (۸۵)

ترکی ایران۔ عراق کے خطاطوں کے نمونے مختلف کتابوں کی شکل میں چھپ کر برصغیر پہنچے اور لاہور میں اعلیٰ خطاطوں کی مجالس میں زیر بحث رہے۔ زیر نظر مقالہ میں بعض ترکی عراقی اور مصری خطاطوں کے ایسے نمونے شامل کئے گئے ہیں جن سے متاثر ہو کر لاہوری خطاطوں خصوصاً نوجوان طبقے جن میں داؤد دبکتاش سے متاثر ہو کر عبدالرحمٰن، محمد علی زاہد اور احمد علی بھٹہ نے قطعات لکھے۔ اسی طرح اور دیگر خطاطوں کے علاوہ شفیق الرحمٰن نے متعدد کتبات ترکوں کی تقلید میں لکھے۔ خورشید عالم گوہر قلم (ع۔۶۰) نے متعدد کتبات لکھے جبکہ محمد شفیق انور سیالوی (ع۔۶۱۔۶۲، ۶۳) محمد یوسف چوہدری (ع۔۶۴) سجاد خالد (ع۔۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸) نے بھی ایسے قطعات لکھے۔ ۱۹۹۸ء میں ہونے والے خطاطی کے مقابلے میں لاہور سے حافظ محمود انجم شاگرد سید نفیس رقم، قادری محمد سید احمد صدیقی، واجد محمود یاقوت رقم نے بھی متعدد قطعات ان نمائشوں میں بھیجے اور سلسلہ تاحال جاری ہے۔

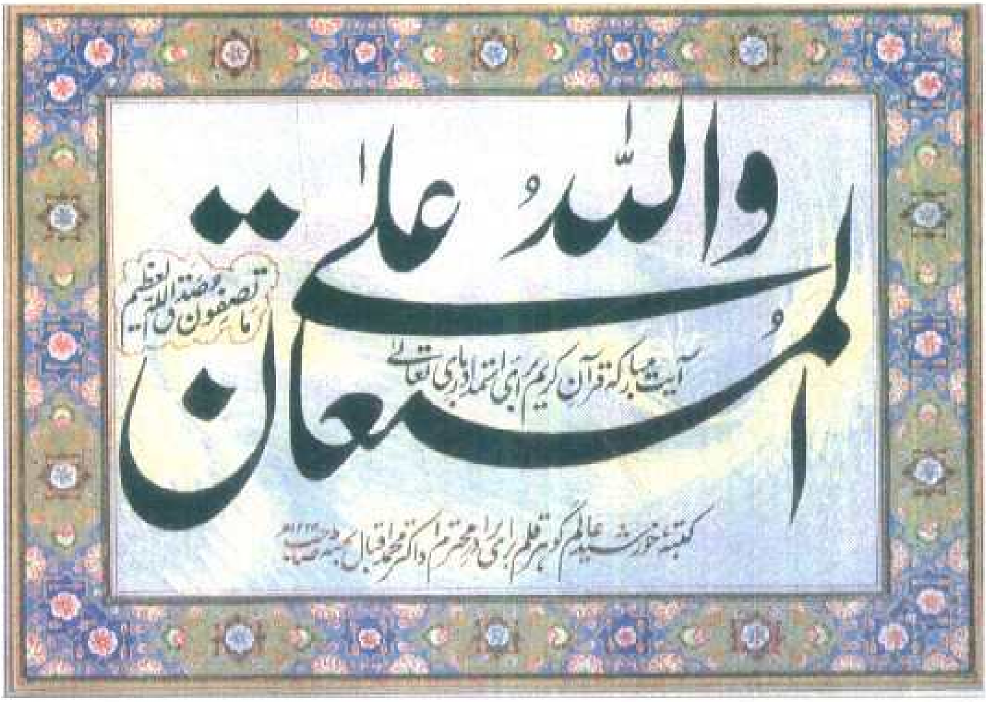

ع۔۶۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

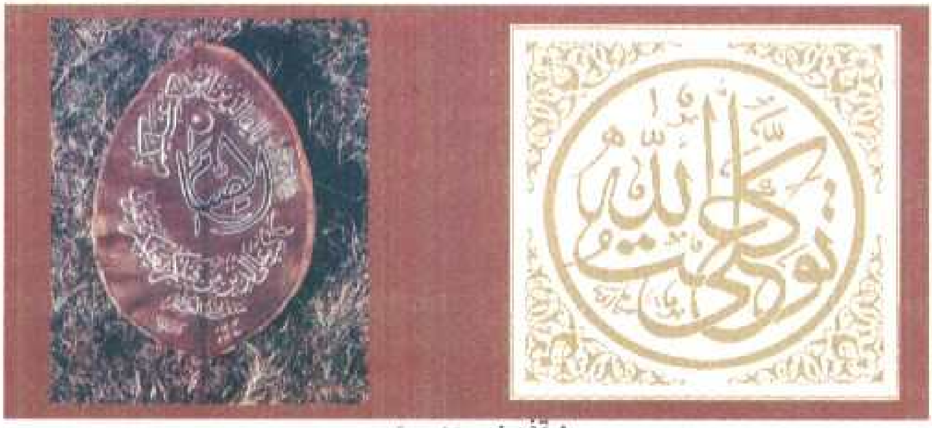

محمد شفیع انور سیالوی ع-٦١

محمد شفیع انور سیالوی ع-٦٢

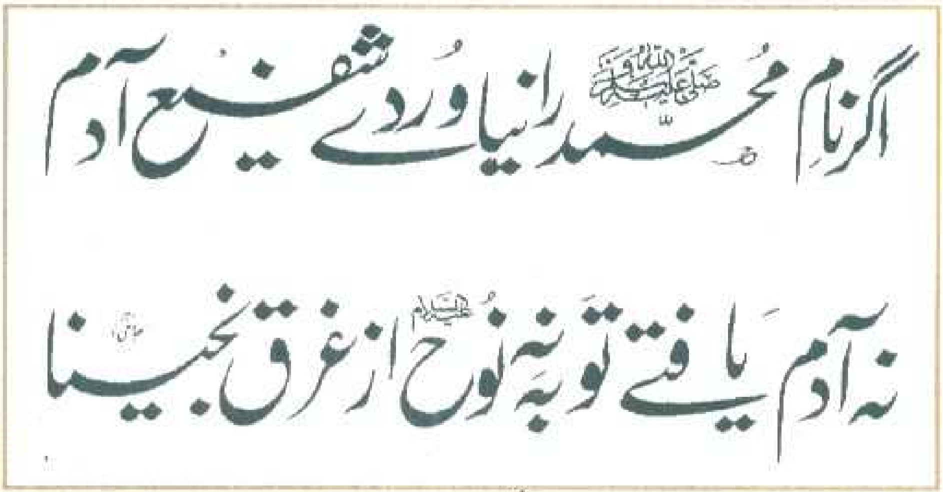

محمد شفیع انور سیالوی ع-٦٣

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

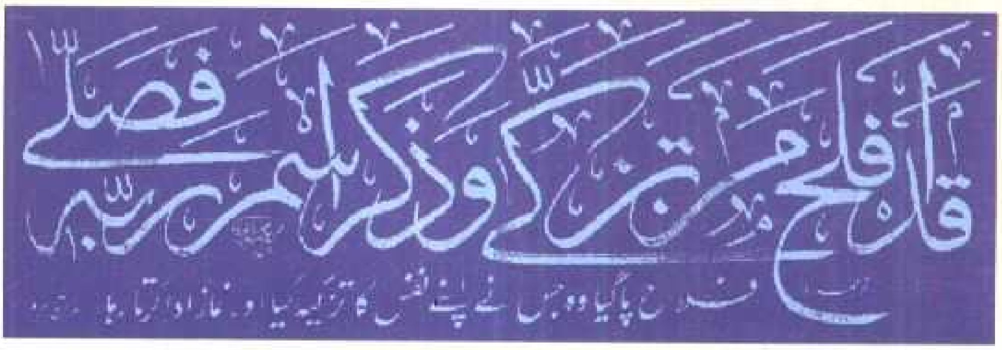

محمد یوسف چوہدری ع۔۶۴

سجاد خالد ع۔۶۵

سجاد خالد ع۔۶۶

سجاد خالد ع۔۶۷

سجاد خالد ع۔۶۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ن والقلم وما یسطرون

حواشی و تعلیقات

1۔ فلپ کے حتی ۔ تاریخ ملت عرب، ص ۱۴۲ ۔ کرسٹن پرائس، ترجمہ ہلال احمد زبیری "اسلامی فنون کی داستان" ۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز ۔ ۱۹۹۸، ص ۱۵ ۔

2۔ ماری ملیک ۔ "اسلامی تاریخ و تہذیب" مکتبہ کارواں کچہری روڈ لاہور، ص ۴۲ ۔

3۔ ایضاً ص ۔

4۔ کرسٹن پرائس ۔ اسلامی فنون کی داستان، محولہ بالا، ص ۵۸ ۔

5- Dr. Saif-ur-Rahman Dar . The Roots of Islamic Calligraphy in Arabia Iran and Pakistan Lahore. 1982 p-3

6۔ سید سلیمان ندوی ۔ "عرب و ہند کے تعلقات" اردو اکیڈمی سندھ، کراچی ۱۹۸۷، ص ۳۱ ۔

7۔ عبدالمجید سالک "مسلم ثقافت ہندوستان میں" ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور، ص ۷۹ ۔

8۔ سید سلیمان ندوی ۔ "عرب و ہند کے تعلقات" محولہ بالا، ص ۷ ۔

9۔ شیخ محمد اکرم "آب کوثر" ہندوستانی مسلمانوں کی مذہبی اور علمی تاریخ ۔ تاج آفس محمد علی روڈ بمبئی، ص ۱۳ ۔

10۔ سید انور حسین نفیس رقم "خطاطان قرآن" سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر شمارہ ۵، جلد ۱۳، نومبر ۱۹۶۹، ص ۲۰۸ ۔

11۔ سید انور حسین نفیس رقم "خطاطان قرآن" سیارہ ڈائجسٹ محولہ بالا، ص ۲۰۱ ۔

12۔ خالد محمود "تار اور ان کی روشنی سے ظلمت کدہ عالم منور ہوا" روزنامہ پاکستان ۲۹ دسمبر ۱۹۹۷، ص ۳ ۔

13۔ خالد محمود "مصحف عثمانی کی سات نقول جلد اسلامی ممالک میں بھیج دی گئیں" روزنامہ پاکستان ۳۰ دسمبر ۱۹۹۷، ص اول ۔

14۔ ابو بکر عبدالکریم المصری "مصحف عثمانی کے تاریخی نسخے" مجلہ ۔ ستمبر ۱۹۶۱ مسلم یونیورسٹی، ص ۲ ۔

15۔ محمد عبداللہ "دیوان اور ان کا کام" اورینٹل کالج میگزین خصوصی شمارہ ۔ اورینٹل کالج لاہور ۔ جلد ۴۹، شمارہ ۱۸۸، ۱۸۹ مارچ، جون ۱۹۷۴، ص ۱۲ ۔

16۔ ابو بکر المصری "مصحف عثمانی کے تاریخی نسخے" محولہ بالا، ص ۸ ۔

17۔ سید انور حسین نفیس رقم "خطاطان قرآن" محولہ بالا، ص ۲۰۹ ۔

18۔ عبدالمجید سالک "مسلم ثقافت ہندوستان میں" محولہ بالا، ص ۷۸ ۔

19- Dr. Saif-ur- Rahman Dar, The Roots of Islamic Calligraphy in Arabia, Iran and Pakistan, op.cit. p 8.

20۔ سید سلیمان ندوی "عرب و ہند کے تعلقات" محولہ بالا، ص ۱۱۶ ۔

21۔ عبدالمجید سالک "مسلم ثقافت ہندوستان میں" محولہ بالا، ص ۷۸ ۔

22۔ غلام احمد حریری "تاریخ تجارت ... تاریخ اسلام" ... ۱۹۹۱، ص ۳۳۹ ۔

23۔ "تاریخ اسلام" ... ۱۹۹۰، ص ۳۳۷ ۔

24۔ شیخ محمد اکرم "آب کوثر" محولہ بالا، ص ۳۳ ۔

25۔ سید انور حسین نفیس رقم "خطاطان قرآن" سیارہ ڈائجسٹ جلد ۱۳، شمارہ ۴، اپریل ۱۹۷۰، ص ۲۰۵ ۔

26- Dr. Saif-ur-Rahman Dar. Islamic Calligraphy. op. cit. p-5.

27۔ ماری ملیک ۔ "اسلامی تاریخ و تہذیب" محولہ بالا، ص ۱۰۰ ۔

28۔ ماری ملیک ۔ "اسلامی تاریخ و تہذیب" محولہ بالا، ص ۱۰۱ ۔

29- Dr. Saif ur Rahman Dar . The Roots of Islamic Calligraphy in Arabia. Iran and Pakistan. op. cit. p-12

30۔ سید انور حسین نفیس رقم "خطاطان قرآن" محولہ بالا، ص ۲۰۵ ۔

31-Yasin Hamid Safadi Islamic Caligrapy. A Britsh Library Exhibition a t the British Museum Education Services 2- Dec. 1991 to 3- May. 1992. p-2.

32- Dr. Saif-ur-Rahman Dar Islamic Calligraphy. op. cit. p-12.

33- Talib Hussain Magnificent Monument of Balbans period Daily pakistan times . Firday Edition. 5th June 1987. p-2.

34۔ ماری ملیک ۔ محولہ بالا، ص ۱۰۵ ۔

35۔ ماری ملیک "اسلامی تاریخ و تہذیب" محولہ بالا، ص ۱۰۹ ۔

36- Dr. Saif-ur Rahman Dar "Islamic Calligraphy" of . cit. p. 12.

37۔ ماری ملیک ۔ محولہ بالا، ص ۱۰۵ ۔

38۔ شیخ محمد اکرم "آب کوثر" محولہ بالا، ص ۵۵، ۵۶ ۔

39۔ کرسٹن پرائس ترجمہ ہلال احمد زبیری "اسلامی فنون کی داستان" محولہ بالا ۱۹۹۸، ص ۷۵، ۷۶ ۔

40۔ شیخ محمد اکرم "آب کوثر" محولہ بالا، ص ۳۳ ۔

41۔ ماری ملیک "اسلامی تاریخ و تہذیب" محولہ بالا، ص ۱۰۸ ۔

42-Mustifizur Rehman. Islamic Calligraphy in Medievel India Universty Press Ltd. Bangladesh. 1979. p-14.

43۔ پروفیسر عزیز احمد "پنجاب اور بیرونی حملہ آور" مکتبہ فکر و دانش ۸۔ اے مزنگ روڈ لاہور ۱۹۹۰، ص ۱۰ ۔

44- Dr. SDaif-ur-Rahman Dar " Islamic Calligraphy" op. cit. p-12.

45۔ دیکھیے احمد سہروردی کا مکتوبہ سنگ مزار نیشنل میوزیم آف پاکستان ۔ کراچی ۔

46۔ سید انور حسین نفیس رقم "خطاطان قرآن" سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد سوم شمارہ ۴، جلد ۱۔ اپریل ۱۹۷۰، ص ۲۰۹ ۔

47-S.A Naqvi " Some Cultural Links Between Pakistan , Iran and Turkey" Natlinal Museum of pakistan Karachi p-9.

48۔ کرسٹن پرائس ترجمہ ہلال احمد زبیری "اسلامی فنون کی داستان" محولہ بالا، ص ۹۸ ۔

49-Michael Hamilton Burgoyne Mamluk Jerusalem: An Architectural Study. British School of Archaeology in Jerusalem Work of Islam Festival Trust Paris. 1987. p-53.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

50- [illegible]

51-Ekmeleddin Ihsanoglu "Young Turks Art of Calligraphy, Arts of the Islamic world, London 41. No.3 , 1987 p-76

52- [illegible]

53- [illegible]

54- [illegible]

55- [illegible]

56- [illegible]

57- [illegible]

58- [illegible]

59- [illegible]

60- [illegible]

61- [illegible]

62- [illegible]

63- [illegible]

64- [illegible]

65- [illegible]

66- [illegible]

67- [illegible]

68- [illegible]

69- [illegible]

70- [illegible]

71- [illegible]

72- [illegible]

73- Dr. Muhammad Iqbal Bhutta Two [illegible] Inscription of Akbar's Time, journal of Research society of Pakistan vol. xxx NO. 4 October, 1994, pp 33-44

74- Dr. Muhammad Iqbal Bhutta "[illegible] Masjid-e-Khurasan" Lahore Museum bulletin vol. II, No. 2 Jul Dec, 1990, p-92

75- W.E. Begley Monumental Islamic Calligraphy from India, Islamic Foundation Villa Park, Illinois, New York, 1985-P. 58

76- [illegible]

77- [illegible]

78- [illegible]

79- [illegible]

80- Martin Lings, The Quranic Art of Calligraphy and Illumination, World of Islam Festival Trust London, 1976, p-132

81- [illegible]

82- [illegible]

83- Dr. Saif ur Rahman Dar, Islamic Calligraphy, op. cit, p-20

83- [illegible]

84- [illegible]

85- Shahid Rasul" The Development of Early Arabic Script in Early Islamic Days and its Use in Calligraphy" Pakistan Archaeology, vol.5, No.1, Jan-June, 1992

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

خطاطانِ قرآن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

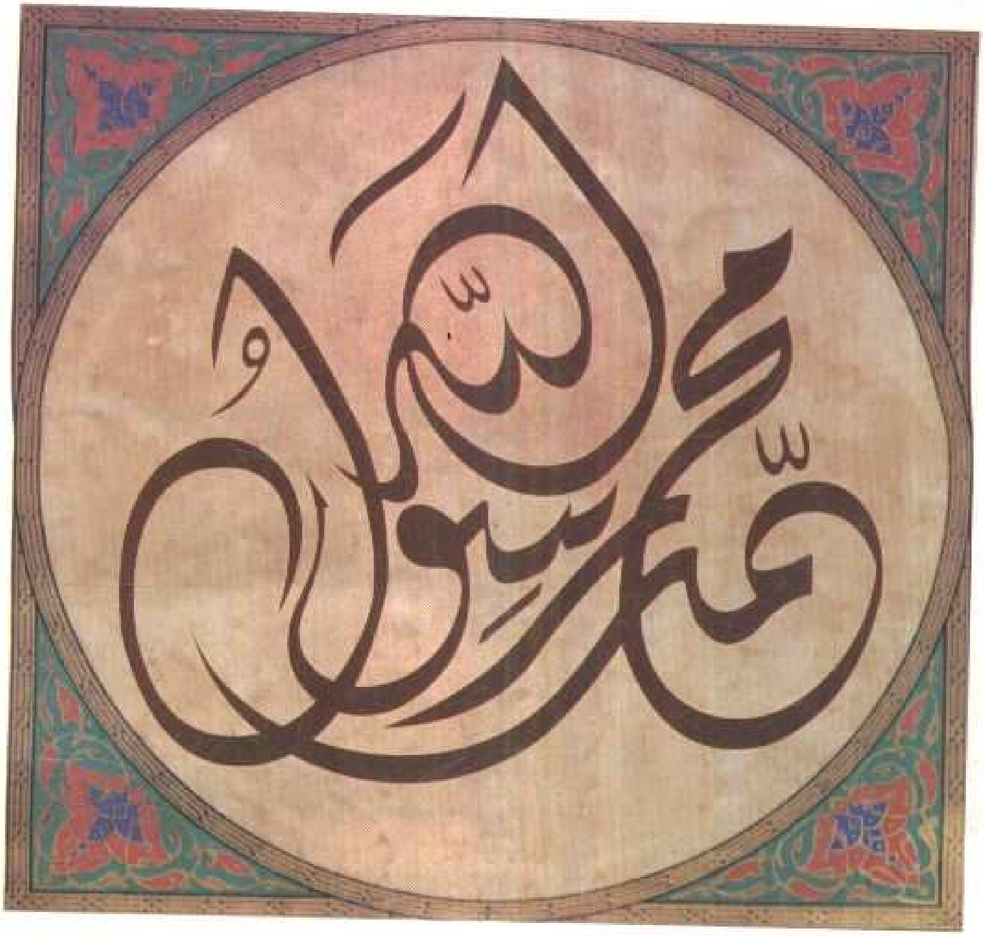

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں نے قرآنی خطاطی میں ایسے کارنامے انجام دیئے جو آج بھی دنیا کے عجائب خانوں میں مسلمانوں کی علم الخط سے وابستگی کی داستان رقم کر رہے ہیں۔ تمام اسلامی دنیا میں اپنے اپنے علاقائی اثرات کے تحت کوفی نسخ، ثلث، ریحان، محقق، بہار، نستعلیق میں کلام اللہ سے اوراق روشن کئے۔ جن سے اہل فرنگ کی آنکھیں آج بھی خیرہ ہوتی ہیں۔

(الف) اوائل عہد اسلام کے خطاط

قلم اور خطاطی کی اہمیت کے پیش نظر خدائے بزرگ و برتر نے پہلی وحی جو امت کو پہنچانے کے لیے بھیجی وہ لکھنے پڑھنے کے حکم اور اس بیان پر مشتمل ہے کہ سارا انسانی تمدن قلم کا رہین منت ہے قلم سے انسان وہ کچھ سیکھتا ہے جو علم سے نہیں۔

''یہ پڑھا اور یہ تیرا محترم و فیاض پروردگار ہی ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا جس نے انسان کو وہ چیز سکھائی جو وہ نہیں جانتا تھا۔'' (۱)

جزیرۃ العرب میں اسلام پھیلا تو قرآن پاک کی اشاعت کے لیے خطاطی کو عام کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ حضور رسول کریم ﷺ امی تھے لکھنے پڑھنے سیکھنے کا بچپن میں کوئی موقع نہ ملا تھا قرآنی کتابت پر خصوصی توجہ دے کر اس کی مناسب ترویج کی اور انہوں نے عہد رسالت کے تیرہ برس مکہ معظمہ گزارے وہاں جو لوگ فن کتابت سے وابستہ ہوئے ان کا ذکر کئی کتب میں ملتا ہے۔ دس سالہ مدنی زندگی میں مذکورہ صحابہ کے علاوہ حضور ﷺ کی ہدایت پر کئی اصحابہ کرام نے لکھنا سیکھ لیا ان میں سے ابی بن کعب، سعید بن زرارہ، منذر بن عمرو اور رافع بن مالک شامل ہیں۔ رمضان ۲ ہجری مطابق ۶۲۴ء میں مسلمانوں کو غزوہ بدر میں فتح نصیب ہوئی کفار کے جو اسیران جنگ اپنی رہائی کے لیے نقد فدیہ ادا کرنے سے قاصر رہے ان میں ۷۰ ایسے تھے جو لکھنا جانتے تھے۔ حکم ہوا کہ ان میں سے ہر قیدی انصار کے دس بچوں کو لکھنا سکھا دے تو یہ اس کا فدیہ سمجھا جائے گا۔ پڑھے لکھے اسیران نے یہ شرط قبول کر لی اور یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمانوں میں سات سو افراد تھوڑے عرصہ میں فن کتابت سے آشنا ہو گئے۔ (۲) حضرت زید بن ثابت نے اسی طرح لکھنا سیکھا تھا۔ تعلیم الخط کا پہلا مدرسہ مدینہ منورہ میں قائم ہوا قبل از اسلام عرب لکھنے کو حافظے کی کمزوری کی علامت سمجھتے تھے مگر اب اس نظریہ میں تبدیلی آ گئی اور انہوں نے تحریر کی قدر و قیمت کا اندازہ لگا لیا جس کے حیران کن نتائج مرتب ہوئے قرآن پاک عربی کی پہلی کتاب ہے اس سے قبل عربی کی کوئی کتاب نہ لکھی گئی تھی یہ ان پڑھ لوگوں کی زبان سمجھی جاتی تھی لیکن اب صرف دو سال میں یہ دنیا کی متمول ترین زبانوں میں ایک علمی زبان کا درجہ حاصل کر گئی۔ (۳) بالخصوص خطاطی کے اعتبار سے اسے پورے عالم اسلام نے قبول کیا قرآن کے احکامات کے مطابق امیوں نے لکھنا پڑھنا سیکھ کر وہ تمام علوم و فنون حاصل کئے جو وہ نہیں جانتے تھے قرآن سے ہی مسلمان علم تفسیر، علم لغت، صرف و نحو، تاریخ جغرافیہ، فقہ قانون، عقائد، معاشرت اور تجوید و قرات جیسے علوم سے آشنا ہوئے ان علوم کو دیدہ زیب حالت میں عام کرنے کے لیے خطاطی کے علم کو ترقی دی گئی تو ادب کے تقاضا کے پیش نظر عالم اسلام نے جلد سازی، تذہیب کاری، قلم سازی، قلمدان سازی، صنعت روشنائی جیسے فنون منظر عام پر آئے۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کے علوم و فنون کا سرچشمہ صرف اور صرف قرآن کریم ہی ہے اور مسلمانوں نے بھی قلم اور تحریر کے ذریعے نہ صرف مختلف النوع علوم و فنون کو کمال بخشا بلکہ خود قلم کو بھی وہ فن سکھایا جسے خطاطی کہا گیا یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ مسلمانوں سے قبل ''قلم'' اس فن کی اس عظمت سے ہرگز آشنا نہ تھا اسلامی تہذیب کی بدولت جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علوم وفنون وجود میں آئے ان میں خطاطی کو ایک پاکیزہ اور لطیف ترین فن شمار کیا جاتا ہے کسی بھی تہذیب نے اپنی خطاطی پر اتنی توجہ نہیں دی جتنی کہ مسلمانوں نے ۔ (۴)

اسلام میں خطاطی کا مقام اس لحاظ سے بھی مسلم ہے کہ قرآن کی کتابت سے روحانی بالیدگی حاصل ہوتی ہے۔

"Islamic Calligraphy owes its histrocial developemnt to human inventioness and genius, It owes its origins to the revelation of Islamic Holy Book." (5)

''اسلامی خطاطی کی تاریخی ترقی کی انسانی عقل اور نئے تجربات کی رہین اور اسی کی ابتداء (مبتداء) نزول قرآن کی مرہون منت ہے۔''

اسلام کی فتوحات سے یہ سلسلہ وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ مکہ میں بنی ہاشم میں خط قیرآموز رائج تھا اور مصحف کی کتابت اسی خط میں ہوئی۔ مدینہ منورہ میں جو کتابت ہوئی وہ خط حمیری میں ہوئی دوسری صدی ہجری میں خط نسخ اختیار کیا گیا۔ (۶) حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں عربی خط سرزمین عرب سے باہر نکلا۔ اس زمانے میں فوجی نظامت کا سارا کام عربی زبان میں ہوتا تھا مگر مفتوحہ علاقوں میں سول سیکرٹریٹ کی زبان مقامی ہی رہی حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ہی کوفہ اور بصرہ کی چھاؤنیاں آباد ہوئیں مگر بہت جلد یہ شہر یمنی تہذیب کے اثرات کے ساتھ اسلامی تہذیب وثقافت کے مراکز بن گئے۔ عربی خط نے اسلام کے زیر سایہ سب سے پہلے جو نیا جمالیاتی لباس پہنا اسے جدید کوفی خط کہا جاتا ہے جو بعد میں اپنے علاقائی ناموں سے بھی مشہور ہوا۔ بعض روایات کے مطابق جب حضرت علیؓ نے کوفہ کو دارالخلافہ بنایا تو سب سے پہلے آپ نے وہاں کے خط میں حسن و جمال پیدا کر کے اس کا نام خط کوفی رکھا جس کے ثبوت کے طور پر سلطان علی مشہدی کا یہ شعر پیش کیا جاتا ہے۔

مرتضیٰ اصل خط کوفی را کرد پیدا و نشو و نما

یہاں لفظ ''اصل خط کوفی کے الفاظ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اس وقت تک کوفی اپنی بہت سی اقسام کے ساتھ ارتقائی منازل طے کر چکا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو صحابہ رضوان علیہم کو پورے آداب وقواعد (ترتیل) از بر کر لیتے اور کاتبان وحی ان آیات کو اسی وقت اونٹ کے شانے کی ہڈی، پتھر کی سل، کھجور کے پتے یا درخت کی چھال پر منضبط کر لیتے تھے۔ سامان کتابت نے حروف کی صورتوں کو کافی متاثر کیا جب پتھر کی سلوں مٹی کی خام اینٹوں لکڑی یا دھات کی تختیوں پر سخت اور نوکدار آلات سے لکھتے تھے تو نقوش زاویہ دار تھے لیکن جب چمڑے، بھوج پتر، پپی رس یا کاغذ پر لکھنے لگے تو ان میں گولائیاں پیدا ہو گئیں۔'' (۷)

اس زمانے میں اعراب ونقاط کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ حفاظ الفاظ کو صحیح مخارج اور پوری صحت کے ساتھ ادا کرنے پر قادر ہوتے تھے ابتداء میں قرآن مجید چمڑے کے ٹکڑوں (۸) پتھروں، کھجور کے پتوں، اونٹ کے شانے کی ہڈیوں پر لکھا جاتا رہا بعثت نبوی ﷺ کے وقت قریش میں خط قیرآموز رائج تھا۔ (۹) اس لیے مکہ معظمہ میں جس قدر کتابت ہوئی وہ اسی خط میں ہوئی جبکہ مدینہ منورہ میں خط حیری کی لکھا جاتا تھا چنانچہ ہجرت نبوی ﷺ کے بعد قرآن کریم کے جو نسخے لکھے گئے وہ خط حیری میں تھے۔ (۱۰) حضرت خالد بن سعید ابی العاصؓ کی صاحبزادی فرماتی ہیں کہ سب سے پہلے بسم اللہ میرے والد ماجد نے لکھی یہ ربیع الاول سن ۴ ہجری کا واقعہ ہے اس لحاظ سے خالد بن سعید پانچویں مسلمان اور خوش نصیب صحابی ہیں جنہیں سب سے پہلے کتابت وحی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت زید بن ثابت راوی ہیں کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ مجھے بلاتے میں لوح وغیرہ لے کر حاضر خدمت ہو جاتا۔ آنحضرت ﷺ پہلے وحی لکھاتے اور پھر سنتے اور اگر کوئی غلطی ہوتی تو درست کرا دیتے پھر میں اس کو لوگوں میں لاتا۔ (۱۱) آخری وحی ۳ ربیع الاول ۱۱ھ/ ۶۳۲ء کو نازل ہوئی جو ابی بن کعبؓ نے لکھی۔ اس کے بعد نزول وحی کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔ (۱۲) جناب رسول مقبول ﷺ کے کاتبان وحی کی تعداد مختلف روایات کے مطابق کم وبیش چالیس تھی۔ (۱۳) حضور ﷺ کے زمانے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لکھے ہوئے قرآنی نسخے صحابہ کے پاس موجود تھے بعض صحابہ نے خود لکھے اور بعض نے لکھوائے کیونکہ قرآن لکھنے اور پڑھنے کو ابتدائی اسلامی دور سے ہی عبادت کا درجہ حاصل تھا۔

> "The Writing of Quran was a pious act in which not only professional scribes but also rulers and the more ordinary devout and literate muslims engaged. Calligraphic ability was closely connected with piety." (14)

> ''کتابت قرآن ایک ایسا مقدس عمل سمجھتا تھا۔ جسے نہ صرف پیشہ ور کاتب بلکہ مسلمانوں میں عام پرہیزگار لکھے پڑھے لوگ حاکمان وقت اپنے آپ کو اس کام کے لیے وقف رکھتے تھے۔ خطاطی کے فن میں کمال پرہیزگاری کے کمال سے منسلک ہوتا تھا۔''

امہات المومنین حضرت ام سلمہؓ، حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ نے قرآن پاک لکھوائے جن کو دیکھ کر آپ تلاوت کیا کرتی تھیں۔ (۱۵) حضرت عائشہ نے اپنے آزاد کردہ غلام ابو یونسؒ سے کلام اللہ لکھوایا (۱۶) حضرت عمر بن رافع نے حضرت حفصہؓ کے لیے قرآن کریم لکھا۔ عرب کے مشہور لبیدؓ جب مسلمان ہوئے تو انہوں نے قرآن نویسی کا شغل اختیار کیا۔ (۱۷) حضرت ناجیہ الطفاوی عمر بھر قرآن پاک کی کتابت کرتے رہے۔ (۱۸) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے چار مرتبہ قرآن کریم لکھا ایک حضور ﷺ کے دور میں دوسرا نقل قرآن بترتیب نزول تیسری بار عہد صدیقی میں اور چوتھی مرتبہ عہد عثمانی میں (۱۹) دور نبوت میں صہیب رومی۔ سلمان فارسی ایشیا اور بلال حبشی افریقہ سے آکر مسلمان ہوئے آگے چل کر ان خطوں کے علاقائی خط بھی اپنے اپنے علاقائی اثرات کے تحت نمایاں ہوئے۔

خلافت صدیقی میں قرآنی خطاطی

حضرت زید بن ثابتؓ کا بیان ہے کہ میں نے ابوبکرؓ کے حکم سے چمڑے کے ٹکڑوں پر قرآن پاک لکھا۔ یہ قرآن پاک خط حیری میں لکھا گیا۔ اسی نسخے کو "نسخہ ام" کہتے ہیں امام ابن حزم نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں لوگوں کے پاس بکثرت قرآن پاک موجود نہ ہوں۔

خلافت فاروقی

عہد فاروقی میں حضرت زیدؓ نے ڈیڑھ برس کی مدت میں کلام مجید خط حیری میں کتابت کیا اس عہد کے ایک مصحف کا ورق جس پر سورہ جن کی آیات درج ہیں جو یورپ کے ایک کتب خانے میں محفوظ ہے۔ (۲۰) حضرت عمرؓ کے عہد میں صرف مصر، عراق، شام اور یمن میں قرآن کریم کے ایک لاکھ سے زائد نسخے موجود تھے۔ (۲۱) نافع بن ظریب النوفلی کے متعلق ابوالمنذر ہشام بن محمد الکلبی کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ کے لیے مصاحف کی کتابت کرتے۔ (۲۲)

خلافت عثمانی

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں۔ میں نے قرآن پاک جمع کیا ۲۵ھ/ ۶۴۵ء میں حضرت عثمانؓ نے ۱۲ آدمی مامور فرمائے۔ (۲۳) جن میں حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت سعید بن العاصؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن حارث بن ہشام، (۲۴) عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، عبداللہ بن عباسؓ، انس بن مالکؓ، مالک بن ابی عامرؓ اور افلح بن کثیر بھی شامل ہیں جنہوں نے قرآن پاک کی تدوین کی اور لغت قریش پر یہ نسخہ تیار کرایا اس لیے حضرت عثمان جامع القرآن مشہور ہوئے۔ (۲۵) اگرچہ عہد عثمان سے پہلے کاتبین وحی کے علاوہ کچھ لوگ کتابت مصاحف کے لیے مشہور عام رہے مگر حضرت عثمان کا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے مصحف صدیقی کی اشاعت عامہ کر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمام مصاحف فردیہ کو یک قلم منسوخ کر دیا۔ اس مصحف کی اشاعت کی کاروائی ۲۵ سے ۳۰ھ/ ۶۴۵ء سے ۶۵۰ء تک جاری رہی اور تمام نسخے اس وقت کے خط الجزم یا خط حیری میں لکھے گئے۔ (۲۶) جسے بعد میں خط کوفی کا نام دیا گیا۔ اس وقت خط جزم نقط اور شکل سے خالی ہوا کرتا تھا اس لیے مصاحف عثمانیہ بھی نقاط اور اعراب سے یکسر مبرّیٰ تھے ہر نسخے کے ساتھ قاری بھی روانہ کئے گئے۔ مصاحف عثمانی کے کل آٹھ نسخے تھے جن میں سے ایک حضرت عثمان کے پاس رہا اور باقی نسخے مدینہ، مکہ، بصرہ، کوفہ، شام، یمن اور بحرین بھیجے گئے۔ اگر چہ یہ مصحف ایک خط میں لکھے گئے اور قریشی لہجے میں پڑھے گئے۔ اس کے بعد قرآن کریم ہر خط میں اپنے علاقائی اثر کے تحت کتابت ہوا۔

خلافت علوی

عہد عثمانی جس قدر قرآن شریف لکھے گئے وہ سب خط حیرنی میں تھے۔ (۲۷) حضرت علی کے دور خلافت میں آپ کے ندیم خاص اور نامور شاگرد ابوالاسود دوئلی (م ۶۹ھ/ ۶۸۸ء) نے رسم الخط میں ترمیم اور قرآن کریم میں اعراب بھی لگائے۔ ابوالاسود دوئلی نے اعراب لگواتے وقت کاتب کو ہدایت کی کہ جس لفظ کو ادا کرنے سے میرا منہ کھل جائے اس کے اوپر ایک نقطہ لگا دینا (فتحہ یعنی زبر کا قائم مقام) اور جس حرف کو ادا کرتے وقت میرے دونوں لب کناروں سے مل جائیں اور میں اسے منہ گول کر کے ادا کروں اس کے آگے ایک نقطہ لگا دینا۔ (ضمہ یعنی پیش کا قائم مقام) اور جس حرف کے ادا کرنے میں بخلاف دیگر حروف کے آواز کا رخ نیچے کی جانب ہو، اس کے نیچے ایک نقطہ لگا دینا یعنی (کسرہ زیر کا بدل) کاتب ان ہدایات پر عمل کرتا رہا اور مصحف کا اعراب شدہ نسخہ تیار ہو گیا اور اگلے سو برس تک یہ نقاط اعراب کا کام دیتے رہے۔

ع-۱

ابوالاسود کے نامور شاگرد نصر بن عاصم، یحییٰ بن یعمر عدوانی، میمون بن اقرن اور عنبسہ بن معدان فہری تھے۔ عبدالمحمد ایرانی کی تالیف پیدائش خط وخطاطان کے صفحہ ۵۶ پر کلام پاک کے ایک نسخے کا عکس چھپا ہے اس میں حروف پر بجائے، اعراب کے نقطے ہی لگائے گئے ہیں یہ نسخہ مصحف مکرم مصر کے کتب خانے میں محفوظ ہے اور اس کو قرن اول کی یادگار تسلیم کیا جاتا ہے۔ جب اسلامی سلطنت نے وسعت پائی تو لہجے کے اختلاف کے باعث خود عربوں کو کلام اللہ کے صحیح تلفظ میں دشواریاں پیش آئیں اس لیے کہ کتابت مصحف میں ب ت ث کے لیے صرف ایک شکل تھی ج ح خ کے لیے بھی ایک شکل اسی طرح د ذ۔ ر ز۔ س ش۔ ص ض۔ ط ظ۔ ع غ کے لیے ایک ہی شکل بنائی جاتی تھی عجمیوں کے لیے یہ اور بھی مشکل تھا۔ عبدالملک بن مروان بر سر اقتدار آنے کے کچھ ہی عرصہ بعد اس اہم مسئلے کی طرف متوجہ ہوا اس نے عراق کے گورنر حجاج بن یوسف سے کہا کہ ابوالاسود کی مقرر کردہ علامات اعراب (نقاط) ناکافی ہیں۔ اس لیے اہل علم سے مشورہ کر کے متجانس الخط حروف میں تمیز کرنے کی غرض سے نقطے تجویز کیے جائیں (ع-۱) حجاج نے علماء وفضلاء سے مشورہ کیا اور سب کی رائے سے نصر بن عاصم (شاگرد ابوالاسود دوئلی) نے متجانس الخط حروف کی تمیز کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے کلام پاک کے ایک نسخے پر ایک دو اور تین نقطے لگا دیے مگر اعراب (زبر۔ زیر۔ پیش) ظاہر کرنے والے نقطوں کو بھی برقرار رکھا۔ فرق کے لیے یہ صورت اختیار کی گئی کہ اعراب کے لیے سیاہ نقطے لگائے اور متجانس الخط حروف کے لیے سرخ ، بعد کے نسخوں میں اس صورت کا عکس بھی اختیار کیا گیا یعنی اعراب کے لیے سرخ نقاط لگائے گئے متجانس الخط حرف کے لیے سیاہ ، پہلی سے پانچویں صدی عیسوی تک نہ صرف قرآن کریم خط کوفی کی مختلف اقسام میں لکھا گیا بلکہ یہ خط پانچ سو سال تک کتبات کے لیے بھی مستعمل رہا۔ قرآن کریم کا قدیم ترین نسخہ آٹھویں صدی عیسوی سے تعلق رکھتا ہے جس کی تاریخ کتابت ۱۶۸ھ/۷۸۴ء ہے قاہرہ کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ (۲۸) ابتدائی دو صدیوں میں زیادہ تر قرآن کریم کپڑے پر لکھا گیا جس کے لیے لکھنے کی سطح ہموار مصفی اور دونوں اطراف کی سیاہی ایک ہی روانی نہیں رکھتی تھی جبکہ چپی رس سرکاری فرائض اور کھاتوں کا حساب کتاب رکھنے کے لیے استعمال ہوا بعد میں کاغذ چین نے نویں صدی عیسوی کے وسط میں سمرقند کے راستے سے متعارف کرایا جس سے اسلامی آرٹ وفنون کی بساط ہی پلٹ گئی۔ دنیا کے مختلف عجائب خانوں میں پہلی صدی ہجری سے لے کر آٹھویں صدی ہجری تک لکھے ہوئے قرآن کریم کے جو نسخہ جات ملتے ہیں ان میں خط کوفی کے مختلف مدارج کا پتہ ملتا ہے۔ کوفی کے عروج کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ اس مدت میں قرآنی کتابت کے لیے خط کوفی ہی خاص ہو کر رہ گیا تھا۔ (ع ۔ ۲)

ع۔۲

عہد بنو امیہ

امیر معاویہ کے زمانہ میں قطبہ نامی کاتب تھے انہوں نے آب زر سے کلام پاک لکھا ولید بن عبدالملک م۹۶ھ/۷۱۴ء کے عہد میں خالد بن ابی الہیاج مشہور خطاط قرآن تھے جو حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ تک حیات تھے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے خالد نے ایک مطلا قرآن کریم کتابت کیا۔ جب یہ کلام پاک حضرت عمر بن عبدالعزیز کو پیش کیا گیا تو آپ خط دیکھ کر حیران رہ گئے۔ مصحف پاک کو بوسہ دیا اور سر پر رکھا اور سوچا کہ اس کمال خط اور نفاست کا کیا ہدیہ یا انعام دیں مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا تو اصل قرآن پاک ہی بطور ہدیہ خالد کو دے دیا۔ حسن بصری ، ابو یحییٰ ، مالک بن دینار ، سامہ بن لوی بن غالب بھی اس دور کے کاتبان قرآن میں شمار ہوتے ہیں۔

بنو عباس کے قرآنی خطاط

ابو العباس سفاح بانی دولت عباسیہ کے عہد میں ضحاک بن عجلان شامی قرآن پاک کے مشہور خطاط تھے انہوں نے قطبہ کی طرز نگارش میں اصلاحات کیں وہ ۱۵۴ھ/۷۷۰ء میں فوت ہوئے۔ اسی عہد کے مشہور کاتب اسحاق بن حماد گزرے ہیں۔ (۲۹) جنہوں نے ضحاک کے خط میں ترمیم کی مہدی عباسی کے دور تک زندہ تھے خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ میں خشنام بصری اور مہدی کوفی مشہور کاتبان قرآن تھے ، مامون الرشید کے دور میں علم الخط کو بہت فروغ حاصل ہوا اس کے استاد امام کسائی (م۱۸۲ھ/۷۹۸ء) نحو ، ادب ، قرآن اور علم خط کے امام تھے جنہوں نے خط میں خاص اصلاحات کیں ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

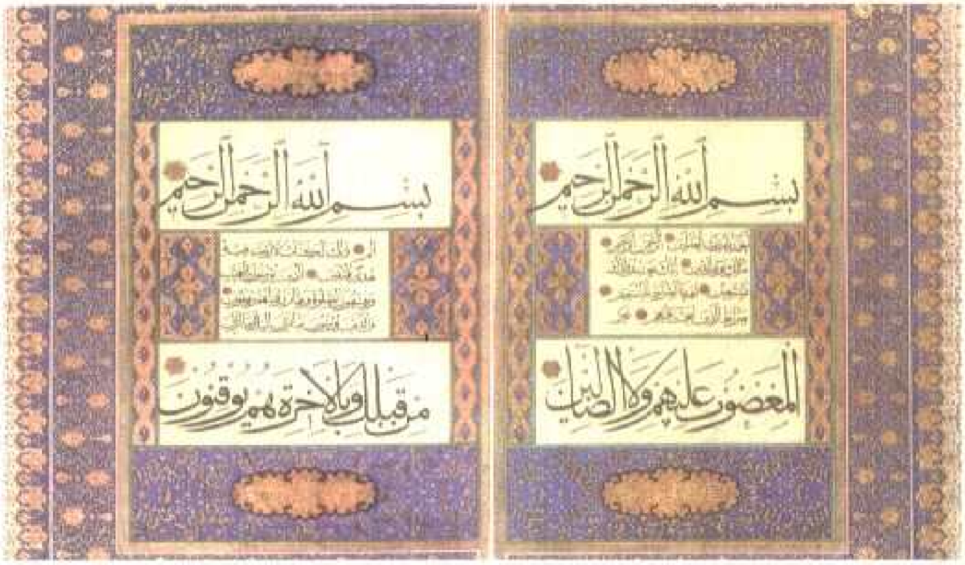

ع۔۳

کا اصلاح شدہ خط اس قدر مقبول ہوا کہ قرآن کریم کی کتابت اسی طرز میں ہونے لگی اہل کوفہ نے اس خط کو بہت پسند کیا۔

"The Koran dated 168 A.H is in simple Kufic. The 3rd century Quran has rounder curves and slantingly pointed tips. By the middle 4th century the Kufic gives way to the naskhi, that is . to a little rounder script, and more or less, ceases to be employed in the copying of the Koran." (30)

''قرآن حکیم کا نسخہ (نوشتہ ۱۶۸ ہجری) سادہ خط کوفی میں لکھا ہوا ہے تیسری صدی ہجری میں لکھا جانے والے قرآن کی نو مبر کی کمانیں گول، اور انیاں ایک طرف جھکی ہوئی اور نوکدار تھیں۔ چوتھی صدی کے وسط تک کوفی خط کی جگہ نسخ خط لے چکا تھا۔ یہ الفاظ دیگر یہ خط اب کچھ زیادہ گول ہو گیا تھا۔ اور قرآن کی کتابت کے لیے یہ خط کم و بیش متروک ہو چکا تھا۔''

ضحاک بن عجلان اور اسحاق بن حماد کے بے شمار شاگرد تھے جن میں ابراہیم الشجری کا شاگرد الاحول المحرر اپنے زمانہ کا امام فن تھا اسی کے شاگردوں میں ابن مقلہ ۳۲۸ھ/۹۴۰ء کے ہاتھوں زاویہ دار کوفی کی جگہ نسخ نے اپنا سکہ جمانا شروع کیا جس نے پہلی مرتبہ حروف کی پیمائش کے لیے قلم کی موٹائی کو اکائی قرار دیا۔ ابن مقلہ کو موجودہ نسخی طرز نگارش کا بانی قرار دیا جاتا ہے۔ جس کے بعد ابن البواب ۳۵۰۔۴۳۱ھ ۹۶۱۔۱۰۳۹ء نے اپنی زندگی میں ۶۴ قرآن کریم کتابت کئے۔ (۳۱) ابن البواب کے سو سال بعد تک گولائی دار خطوط ریحان، محقق، ثلث میں کوئی خاص فرق نہ آیا بارھویں اور تیرھویں صدی عیسوی میں یاقوت المستعصمی کے ہاتھوں تمام گولائی دار خطوط اپنی ترقی کی انتہائی منازل کو پہنچے۔ (۳۲) پانچویں صدی ہجری کے آغاز سے کوفی کا استعمال قرآنی کتابت کے لیے کم ہونے لگا اور یہ خط صرف عنوان نگاری، عمارتی خطاطی، لکڑی، پتھر، شیشے اور دھات کے ظروف تک محدود ہو گیا جبکہ ساتویں صدی عیسوی تک کوفی کا استعمال محض آرائش و تزئین تک محدود ہو گیا نقش و نگار عباسی اسلوب کے ساتھ مخصوص ہیں جن میں ساسانی آرٹ کی بہت سی خصوصیات موجود ہیں مثلاً چوکھٹے کے ساتھ درخت وغیرہ۔ (۳۳) یہی وہ دور ہے جب تذہیب کاری کا آغاز قرآنی کتابت میں بھرپور طریقے سے ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"Illumination were at first largerly in gold, with tricks of brown, red, blue and green from the Abbasid caliphate at least whole pages were devoted to illumination with little or no script." (34)

''تذہیب کاری زیادہ تر سونے میں ہوتی تھی لیکن اس میں کہیں کہیں بھورے، سرخ، نیلے اور سبز رنگ میں استعمال ہوتے تھے کم از کم عباسی دور خلافت میں بعض اوقات پورا پورا صفحہ تذہیب کے لیے اس طرح وقف ہوتا تھا کہ اس پر تحریر کے لیے کوئی جگہ نہیں چھوڑی جاتی تھی۔''

ساتویں صدی ہجری / تیرہویں صدی عیسوی میں قرآنی کتابت ترک خطاط یاقوت المستعصمی نے انتہائی خوبصورت انداز میں ۱۱ سطور فی صفحہ کے حساب سے کی جن میں پہلی چھٹی اور گیارھویں سطور کو خط محقق (ع۔۳) میں قدرے جلی قلم سے اور سطور ۲ تا ۵ اور ۷ تا ۱۰ کو نسخ ریحان میں کتابت کیا۔ اس سے قبل جس طرح ابن البواب نے ابن مقلہ کے نسخ کو خوبصورت شکل دی تھی اسی طرح ابن البواب کے نسخ کو یاقوت المستعصمی نے مزید بہتر صورت میں رائج کیا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ یاقوت المستعصمی ۶۹۱ھ/۱۲۹۱ء نے ابن البواب کے خط کو بام عروج پر پہنچایا اور اس کے ۶ باکمال شاگردوں میں ارغون بن عبداللہ کاملی، یوسف مشہدی، نصراللہ طبیب ملقب بہ صدر عراقی، شیخ زادہ احمد سہروردی (ع۔۴) (۳۶) مبارک شاہ زریں قلم بن قطب تبریزی، سید حیدر علی جلی نویس تھے متوخرالذکر کے نامور شاگرد مولانا عبداللہ الصیرفی کے بارے حالات ہنروراں میں ہے۔ ''سلسلہ شاگردی خطاطان خراسان بخواجہ عبداللہ صیرفی رسد'' مولانا عبداللہ صیرفی (۳۷) کے متعلق مشہور ہے کہ وہ برصغیر بھی آئے موصوف سلطان ابوسعید خدابندہ م ۷۳۶ھ/۱۳۳۶ء کے معاصر تھے قرآنی کتابت میں یاقوت المستعصمی کی انہی منفرد خصوصیات کی بنا پر مورخین خط نے اسے ، سلطان الخطاطین کا خطاب بھی دیا۔ مارٹن لنگز کے مطابق۔

ع۔۴

"It is often said that the supremacy of Ibn-al-Bawwab lasted only until the last part of the thirteenth century, when his script was surpasssed by that of Yaqut al Mustasimi who is sometimes called Sultan of calligraphers. It is also said that Yaqut himself was surpassed by the Ottoman Turkish and Safavid Persian calligraphers of the sixteenth and seventeenth centuries." (38)

''یہ اکثر کہا جاتا ہے کہ ابن البواب کی برتری صرف تیرویں صدی کے آخر تک قائم رہی۔ اس کے بعد خطاطی کا سر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاج یاقوت المستعصمی قرار پایا اسے اکثر اوقات اسلامی خطاطی کا سلطان بھی کہا جاتا ہے۔ یاقوت المستعصمی کو سولہویں صدی اور سترویں صدی عیسوی میں عثمانی اور صفوی خطاطوں نے مات دی۔''

لیکن ۶۸۵ھ/ ۱۲۸۶ء میں بغداد میں لکھے گئے ایک نسخہ قرآن میں یاقوت نے سورہ کے عنوان تو پرانی روایت کے مطابق کوفی میں دیئے ہیں۔ ۶۶۹ھ/ ۱۲۷۰ء کے مکتوبہ قرآن کریم میں سورہ کے عنوان ثلث میں لکھ کر ان کے گرد آؤٹ لائن لگا کر سنہرے کر دیئے۔ عمومی طور پر یاقوت نے قرآنی کتابت میں چھ مختلف ڈیزائن استعمال کئے۔

متن ریحان میں عنوان کوفی میں۔

متن نسخ میں اور عنوان آؤٹ لائن میں بخط ثلث جلی، سنہرے رنگوں سے مزین۔

متن نسخ میں اور عنوان سورہ محقق میں جس کے گرد مستطیل چوکھٹے ہیں۔

نسخ میں دائرے اور مفردات س، ص، ن، م، ق، ک، ط، ع کے کھلے انداز میں۔

پہلی درمیانی اور آخری سطور جلی محقق میں اور بقایا متن نسخ میں۔

متن ریحان اور سورہ کے عنوان ثلث میں جبکہ آؤٹ لائن سنہری رنگ میں۔ اس انداز کو ترکوں نے خوب اپنایا مگر جہاں تک قرآنی کتابت میں رکوع، سجدات، رموز اوقاف کا تعلق ہے اس کی مثالیں بقول الفاروق تین طرح سے یوں ملتی ہیں۔ (۳۹) چوتھی صدی ہجری کے بعد قرآن کریم اور دیگر دینی کتب کی کتابت کے لیے خط نسخ کا رواج عام ہوا اور گزشتہ ایک ہزار سال سے نسخ کو عالم اسلام کا قرآنی کتابت کے لیے کامل مکمل خط سمجھا گیا۔ (۴۰) مگر ابن مقلہ اور ابن البواب کے نسخ نے ارتقائی منازل طے کیں اور یاقوت المستعصمی نے قرآنی کتابت کو ایک خوبصورت انداز دیا خط نسخ کی ایک بڑی فتح یہ تھی کہ اس نے بہت جلد کتابت قرآن کے لیے کوفی کی جگہ لے لی۔

ایک ترکی مستشرق لکھتا ہے۔

''اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم مکہ میں اترا۔ مصر میں پڑھا اور ترکی میں لکھا گیا'' (۴۱)

مگر اس کی اشاعت اور خطاطی کی تمام مروجہ اقسام میں برصغیر کے خطاطوں نے نمایاں جگہ پائی پورے عالم اسلام میں جس طرح قرآنی خطاطی نے عروج حاصل کیا۔ وہاں قرآنی کتابت اس کی تہذیب اپنے علاقائی انداز میں پورے کمال سے جاری رہی خطاطوں اور مصوروں کی اجتماعی کوششوں سے عالم اسلام کو خطاطی کے شاہکار میسر آئے ہر خطے کے خطاطین نے اپنی حس جمالیات اور اپنی تمام ترفنکارانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر دنیا کے عجائب گھروں کو قرآنی مخطوطات کے ایسے شاہکار مہیا کئے جن کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ روحانی بالیدگی کے بغیر ایسے شاہکار وجود میں آنا ممکن نہیں۔ ایک نسل سے دوسری نسل تک پانچویں صدی ہجری/ گیارہویں صدی عیسوی میں مغربی کوفی دو شاخوں میں بٹ گئی ان میں سے ایک اندلسی شاخ تھی جو تیونس سے نکلی جبکہ دوسری شاخ مغربی خط ہے۔ جب اسلام دنیا کے دوسرے علاقوں یعنی شمال مغربی افریقہ اور سپین میں دوسری صدی ہجری/ دسویں صدی عیسوی میں پہنچا جن کے ثقافتی مراکز قاہرہ، مراکش، الجیریا، تیونس اور لیبیا بنے کا مغربی خط اس علاقے کا نمائندہ خط قرار پایا جو کوفی سے وجود میں آیا آج بھی مراکش میں اسی رسم الخط میں قرآن کریم شائع رہے ہیں۔ مشرقی کوفی اور مغربی کوفی کو آپس میں ملائیں تو پتہ چلتا ہے کہ مغربی خط کیسے وجود میں آیا۔ ابن خلدون کے مطابق خط مغربی میں مکمل لفظ کی بجائے حرف لکھا جاتا ہے۔

عہد ممالیک کے قرآنی نسخوں کے نہایت اعلیٰ نمونے قاہرہ کے شاہی کتب خانہ میں محفوظ ہیں یہ بڑی تقطیع کے قرآن پاک ہیں جو خط طومار میں لکھے گئے ہیں جو خط نسخ کی ایک صورت ہے۔ مسلمانان ایران نے رسم الخط عربوں سے لیا ایرانی خطاطوں نے عباسی عہد کے خط کوفی کی ایک ایسی صورت اختیار کی جس کے حروف کے عمودی حصوں پر افقی حصوں کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نسبت زیادہ زور دیا گیا اس طرز کے کوفی خط سے ایک اور خاص طرز نکلی جس کے حروف زیادہ زاویہ دار ہیں یہ طرز زیادہ تر عمارتی کتابت کے لیے موزوں قرار پائی آل سلجوق کے مصاحف میں جو گیارہویں اور بارہویں صدی عیسوی سے متعلق ہیں انہیں ایرانی طرز کا خط کوئی کمال کو پہنچا جس کے نقش ونگار اور بھی خوبصورت ہیں برٹش میوزیم میں قرآن کریم کا ایک ایسا نسخہ موجود ہے جس کے چند اوراق سلجوقی طرز میں بہت آراستہ ہیں۔ اسے ابوالقاسم بن ابراہیم نے جمادی الاول ۴۲۷ھ/۱۰۳۶ء میں لکھا اس طرز کا خط گیارہویں اور بارہویں صدی میں سلاجقہ کے عہد حکومت میں ایران میں رائج تھا اور مصر میں فاطمی دور میں ۹۲۹ھ/۱۱۷۱ء میں قبول عام تھا جبکہ ایلخانیوں کے دور میں خطاطی اور رنگ آمیزی کو نیا عروج وشعور حاصل ہوا چنانچہ اس دور کے متعدد نفیس اور عمدہ مصحف مختلف عجائب خانوں اور ذاتی مجموعات میں محفوظ ہیں ان میں سے بعض خدابندہ محمد کی فرمائش پر لکھے گئے تھے ان میں سب سے مشہور دو مصاحف ہیں ایک جو ۷۰۶ھ/۱۳۰۶ء میں بغداد میں لکھا گیا اور آج کل جرمنی کے شہر لائپزگ (Laipzig) میں ہے اور دوسرا قاہرہ کے قومی کتب خانہ میں ہے جسے عبداللہ بن محمد نے ہمدان میں ۷۱۳ھ/۱۳۱۳ء میں لکھا تھا۔ (۴۲) خدابندہ الجائیتو کے دور میں پہلی مرتبہ خطاطی کے ساتھ ساتھ خوبصورت رنگوں کا استعمال کیا گیا چودھویں صدی کے اواخر اور پندرھویں صدی عیسوی کے اوائل میں کالی اور سنہرے باریک لائنوں سے حاشیے لگائے گئے۔

> "In the Mongol period for the first time really bold antithesis of color were used (Uljoytu Korans) In the late 14th and early 15th Cent. delicate black or black and gold drawing in margins developed. Divan of Ahmed Jalair, (Freer Gallery), Iskandar Miscellanies in the British Museum and Gulbenkian collection and the richer pages and headings assumed a characteristic minute scale and blue and gold tonality pink, violet, orange and blue green invaded the Cool harmony in the 16th Cent in, and many 17th Cent. illuminations are offensively colored to western eyes . An alternative style of margin also came in with the 16th Cent. in colored papers sprinkled or elaborately figured with gold." (43)

> ''منگول عہد میں پہلی بار جلی حروف استعمال ہوئے (الجائیتو قرآن) چودھویں صدی اور پندرھویں صدی کی ابتدا میں حاشیوں پر نہایت مہین کالی یا کالی اور سنہری مصوری (ڈرائنگ) نے رواج پایا برٹش میوزیم اور گلبنکن ذخیروں میں دیوان احمد جلائر فریئر گیلری، اسکندر متفرقات میں عنوان باریک نیلے، سنہری، ارغوانی اور سبز رنگوں کے امتزاج سے ٹھنڈک کا گماں سولہویں اور سترویں صدی کے لکھے ہوئے قرآن پاک کے نسخوں کو دیکھ کر ہوتا ہے''

برصغیر میں قرآنی خطاطی کے مختلف ادوار

برصغیر میں قرآنی خطاطی اور اس کی اشاعت کی تاریخ کیسی پرانی ہے اور یہ سلسلہ آج تک جاری وساری ہے برصغیر میں اسلامی حکومت کا قیام محمد بن قاسم کی فتح سندھ ۹۳ھ/۷۱۲ء سے ہوا اس طویل عرصے میں اسلامی خطاطی نے کئی عروج وزوال دیکھے قرآنی کتابت کے لحاظ سے ہم برصغیر کو چھ ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

پہلا دور ۹۳ تا ۴۱۳ھ/۷۱۲ تا ۱۰۲۲ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا دور ۴۱۳ تا ۹۳۲ھ/۱۰۲۲ تا ۱۵۲۶ء
تیسرا دور ۹۳۲ تا ۱۱۱۹ھ/۱۵۲۶ تا ۱۷۰۳ء
چوتھا دور ۱۱۱۹ تا ۱۲۷۴ھ/۱۷۰۷ تا ۱۸۵۷ء
پانچواں دور ۱۲۷۵ تا ۱۳۶۷ھ/۱۸۵۷ تا ۱۹۴۷ء
چھٹا دور (پاکستان میں خطاطی) ۱۳۶۷ تا ۱۴۱۶ھ/۱۹۴۷ء تا ۱۹۹۵ء

پہلا دور (۹۳۔۴۱۳ھ/۷۱۲۔۱۰۲۲ء)

خطاطی کا پہلا دور محمد بن قاسم کے فتح سندھ سے لے کر سلطان محمود غزنوی کے فتح لاہور تک محدود ہے اسلامی حکومت اس دور میں سندھ اور ملتان کے نواح تک محدود رہی سندھ سے محمد بن قاسم دیبل فتح کر کے الرور اور ملتان کے سے ہوتا ہوا دیپالپور تک جا پہنچا یہ سلسلہ ۲۹۰ھ/۹۰۲ء تک جاری رہا جو یعقوب بن لیث صفار پر ختم ہوا جبکہ خط اسلامی قرآنی مخطوطات اور عماراتی کتبات تک محدود رہا منصورہ کی کھدائی کے دوران قرآن کریم کے جلے ہوئے اوراق شاہد ہیں کہ۔ اس عرصہ میں یہاں خط کوفی ہی رائج تھا۔ (۴۴) بھنبھور کی کھدائی سے مقامی پتھر کے کتبات میسر آئے ہیں ان کا زمانہ ۱۰۹۔۲۹۴ھ/۷۲۷۔۹۰۶ء مقرر کیا گیا ہے۔ یہ ۱۴ کتبات برصغیر میں اسلام کی پہلی مسجد کے ہیں۔ (۴۵) یہ کتبات بھنبھور میوزیم میں موجود ہیں۔

مندرجہ بالا شواہد پر انحصار کرتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ابتدائے اسلام ہی سے برصغیر پاک و ہند کے ایک خطہ میں خط اسلامی رواج پا گیا تھا جو تیسری صدی ہجری کے اختتام تک ایک رسمی کیفیت اختیار کر گیا جو معیار میں باقی اسلامی دنیا کے خط کوفی کے بالکل متوازی تھا۔

دوسرا دور (۴۱۳۔۹۳۲ھ/۱۰۲۲۔۱۵۲۶ء)

برصغیر میں اسلامی حکومت کا دوسرا دور سلطان محمود غزنوی کے شمال سے وارد ہو کر فتح لاہور ۴۱۳ھ/۱۰۲۲ء کے بعد سے شروع ہو کر بابر کے فتح ہندوستان تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ دور محمد بن قاسم کے تین سو سال بعد حملہ لاہور کے وقت ۴۱۲۔۴۱۳ھ/۱۰۲۲۔۱۰۲۱ء سلطنت غزنی کا لاہور کے ساتھ الحاق کر کے اسے چھوٹے غزنی (غزنی خورد) کا درجہ دیا گیا اور اس طرح یہاں علم و ہنر کے سرچشمے پھوٹے۔ اس دور میں لاہور اس قدر اہمیت اختیار کر گیا کہ غزنویوں کے ہاتھ سے غزنی پہلے نکلا اور لاہور بعد میں۔ لاہور میں اسلامی خطاطی وسط ایشیائی اثرات کے ساتھ پہنچی۔ خط نستعلیق کی ایجاد سے قبل یہ عہد نسخ اور کوفی کی ترمیمات تک محدود رہا۔ اس عرصہ میں فارسی کے علاوہ عربی زبان کا رواج بھی رہا اور خطاطی زیادہ تر قرآنی کتابت تک ہی محدود رہی تاہم کاغذ اور تعلیمی مدرسوں کے رواج سے یہ فن زیادہ مقبول ہوا اس عہد کے نمونے مختلف مخطوطوں، عمارتی کتبات اور سکوں وغیرہ کی عبارات کی صورت میں ملتے ہیں۔ لاہور میں باقاعدہ دفتر دیوانی قائم کیا گیا اور یہاں قلم کاغذ دوات عمدگی سے دستیاب ہونے لگا۔ سلطان محمود غزنوی کی فتوحات سے جہاں معاشی سماجی، ثقافتی طور پر ہندوؤں کو نقصان پہنچا وہاں اہل لاہور کو یہ فائدہ ہوا کہ اسلامی سلطنت کے قیام سے غزنی سے کئی اہل علم بسلسلہ ملازمت یہاں آ کر آباد ہوئے اس لیے ان کے فیض سے یہ شہر بھی اسلامی علوم و فنون اور مذہب کی اشاعت کا مرکز بن گیا۔ (۴۶) ابتدا میں یہاں پر علم اور اہل علم کا قحط تھا حضرت داتا علی ہجویریؒ یہاں آئے تو انہیں غزنی کی محفلیں یاد آتی تھیں اس امر کی شکایت انہوں نے اپنی مشہور تصنیف کشف المحجوب میں اس طرح کی کہ۔

میں یہاں آ کر ناجنسوں میں گرفتار ہو گیا ہوں۔ (۴۷)

محمود کے علاوہ مسعود بھی اہل علم کا مربی و قدردان تھا اس کے دربار سے کئی اہل کمال وابستہ تھے لیکن اس زمانے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کی اہم قابل ذکر تبدیلی لاہور اور اہل لاہور کا علم وفن میں عروج تھا۔ (۴۸)

ابراہیم غزنوی کے زمانہ حکومت (۴۵۱-۴۹۲ھ/ ۱۰۵۹-۱۰۹۸ء) میں لاہور علمی سرگرمیوں کا گہوارہ بن چکا تھا اور بقول عوفی لاہور اس وقت علم وفضل کا بڑا مرکز تھا۔ ابراہیم کا ایک وزیر ابونصر فارسی جو ادبی دلچسپیوں کی وجہ سے ادیب مشہور تھا علم وفضل کا مربی تھا اس نے لاہور میں ایک خانقاہ قائم کی جو اہل علم اور دوسرے بزرگوں کی جائے پناہ تھی اور آہستہ آہستہ کاشغر، بلخ، بخارا، عراق، خراسان، سمرقند، غزنی اور دوسرے ممالک سے اہل علم کھچ کر یہاں آنے لگے۔ (۴۹)

تاریخ حبیب السیر، مصنفہ اخوند میر میں مذکور ہے کہ محمود غزنوی کا وزیر ابوالعباس فضیل بن احمد بھی خطاط تھا اور یہ وزیر اپنے ابتدائی زمانے میں فائق کے دربار میں کاتب کے عہدے پر فائز تھا۔ (۵۰) فائق کے دربار کے بعد ابوالعباس نے سبکتگین کے دربار میں اثر ورسوخ پیدا کیا اور وزارت کے عہدے تک پہنچا۔ سبکتگین کے بعد محمود نے بھی اسے وزارت پر بحال رکھا عربی زبان سے اس کی عدم واقفیت کی بناء پر جو منشور اور فرامین عربی زبان میں لکھے جاتے تھے اب فارسی زبان میں لکھے جانے لگے (۵۱) مگر ان کا رسم الخط نسخ اور کوفی آمیز ثلث رہا۔ سلطان محمود غزنوی کا دوسرا وزیر خواجہ حسن بن احمد میمندی جو ابوالعباس کے بعد منصب وزارت پر متمکن ہوا سلطان محمود کا رضاعی بھائی اور ہم سبق بھی تھا۔ خواجہ احمد بن حسن میمندی پھرتیلا، عقلمند، سمجھدار اور خوش خط آدمی تھا۔ سب سے پہلے اسے عہدہ انشاء رسالت تفویض کیا گیا پھر وہ صدر نشی میر بخشی اور خراسان کی حکومت تک پہنچا (۵۲) اور اس نے ۱۸ سال تک خدمات انجام دیں۔ احمد بن حسن نے شاہی عتاب کی وجہ سے ۱۳ سال کالنجر کے قلعہ میں اسیری کے گزارے اور سلطان مسعود کے زمانہ میں دوبارہ وزارت کے عہدہ پر سرفراز ہوا اس نے ۴۲۴ھ/۱۰۳۲ء میں وفات پائی۔ مذکورہ بالا دونوں وزراء کے دور، خطاطی کے لیے انتہائی حوصلہ افزاء ثابت ہوئے اور وسعت سلطنت لاہور تک ہونے کی وجہ سے قرآنی خطاطی پر وسط ایشیائی اثرات چھوڑے۔

ع-۵

دور سلاطین میں دو بڑی تبدیلیاں رونما ہوئیں اولاً دارالحکومت لاہور کی بجائے دہلی قرار پایا۔ دوسرے برصغیر میں اسلامی سلطنت وسط ایشیا سے لے کر ہندوستان کے مرکز دہلی تک پھیل گئی۔ سلطان شمس الدین التمش باکمال خطاط تھا۔ (۵۳) سلطان ناصر الدین اپنے ہاتھ سے کلام مجید لکھ کر روزی کماتا۔ (۵۴) غیاث الدین بلبن کے عہد کی تاریخ فیروز شاہی میں مذکور ہے کہ جو کاتب قرآن مجید لکھ کر بادشاہ کے سامنے پیش کرتا وہ اس کو ہدیہ دیتا اور پھر یہ نسخہ کسی ایسے شخص کو دے دیا جاتا جو اس کے مطالعہ کی خواہش کرتا اس زمانے میں قرآنی خطاطی اجرت پر ہوتی تھی۔ خلجی عہد میں اسلامی خطاطی اپنے عروج پر تھی اسی عہد میں نسخ کے ساتھ ساتھ ایک اور رسم الخط قرآنی کتابت کے لیے متعارف ہوا جس کا اصل وطن وسط ایشیا تھا۔ اس خط کو ''خط بہار'' (ع-۵) کا نام دیا گیا یہ خط قرآنی خطاطی اور عماراتی کتابت میں مستعمل ہوا جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالخصوص بنگال اور بہار میں بڑی سرعت سے ملتا ہے۔ ہمارے خیال میں خط بہار کوئی علیحدہ خط نہیں محض کوفی سے ثلث تک کے سفر کا ارتقائی عمل ہے۔

"The calligraphy of the dedication panel is strikingly original in style although it bears some resemblance to the so called *Behari* manuscripts style found in a fair number of 14th and 15th Cent. A.D Quran. A Chief Charachteristic of Behari style is the thick end terminal endings of certain extended letter." (55)

''یادگاری تختے کی خطاطی اپنے سٹائل میں بہت متنوع ہے اگرچہ یہ اس خط بہار میں لکھے گئے مسودات کے طرز سے مماثلت رکھتا ہے جو چودھویں اور پندرھویں صدی میں کافی تعداد میں ملتے ہیں۔ اس خط کی ایک مخصوص خاصیت بعض پھیلے ہوئے حروف کے آخری سرے کا جلی پن ہے۔''

چودھویں صدی میں نقاشی اور رنگ آمیزی صرف قرآنی نسخوں تک ہی محدود نہ تھی رفتہ رفتہ اس کا استعمال دیگر کتب میں بھی ہونے لگا ان کی آرائش وزیبائش کے لیے کبھی تو کتاب کے آخر میں بیل بوٹے بنائے جاتے تھے۔ اور کبھی تصویروں کے اردگرد چوکھٹوں کی شکل میں گل کاری کی جاتی جبکہ قرآنی خطاطی کی حد تک۔ اس عہد میں بعض قرآن کریم محقق میں اور بعض ریحان میں بھی لکھے گئے۔

تغلق عہد میں بھی قرآنی مخطوطات بڑے تزک و احتشام سے لکھے جاتے تھے۔ خود سلطان محمد تغلق اعلیٰ پائے کا خطاط تھا بغداد کی تباہی کے بعد مشہور خطاط عبداللہ ہروی متوفی ۸۸۰ھ/۱۴۷۵ء محمد تغلق کے عہد میں ہندوستان آکر امراء اور وزراء کا مقرب ہوا اس نادر روزگار خطاط نے ۴۵ قرآن کریم یادگار چھوڑے۔ (۵۶) عہد لودھی کی خطاطی کا ارتقاء ہمیں اس عہد کے عمارتی کتبات، فرامین، مخطوطات کے مشاہدات سے ملتا ہے اس عہد میں علم وفضل کی شاہی سرپرستی جاری رہی اور اعلیٰ پائے کی لائبریریوں کے وجود کا پتہ بھی چلتا ہے۔

تیسرا دور (۹۳۲تا۱۱۱۹ھ/۱۵۲۶۔۱۷۰۷ء)

برصغیر میں قرآنی خطاطی کا تیسرا دور بابر کی فتح ہند ۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء سے شروع ہوکر اورنگ زیب ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء تک محیط ہے برصغیر میں اس دور میں قرآنی خطاطی نے جو عروج دیکھے وہ نہ تو پہلے نصیب تھے اور نہ ہی بعد میں ہوئے بانی مغلیہ سلطنت بابر، اورنگ زیب اور آخری مغلیہ حکمران بہادر شاہ تینوں اعلیٰ خطاط تھے انہوں نے نہ صرف اس فن میں خود طبع آزمائی کی بلکہ خطاطوں کی اس قدر حوصلہ افزائی کی کہ ایران اور توران کے معروف خطاطوں نے انہی کے سایہ عاطفت میں پناہ لی مآثر الامراء میں ہے کہ۔

کتب نزد بادشاہ بردہ منطقہ ساخت کہ ما را بہ چیز ہائے دیگری نماید و چوں خلوت می رود آں کار دیگر میکند۔ (۵۷)

''سب تاجران کتب کو بادشاہ کے پاس لے گیا اور گویا ہوا کہ ہمیں اور چیزیں دکھاتا ہے لیکن جب خلوت میں جاتا ہے تو دوسرا کام کرتا ہے۔''

ایک مرتبہ شہزادہ سلیم لاہور میں مقیم ابوالفضل کے گھر آیا اور دیکھا کہ چالیس کاتب قرآن وتفسیر لکھنے میں مصروف ہیں وہ سب کو بادشاہ (اکبر) کے حضور لے گیا۔ (۵۸) مولانا علم الدین سالک کے مطابق ہندوستان میں چند سو سال قبل تک یہ رواج عام پایا جاتا تھا کہ جب کسی شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا تو وہ کفارے کے طور پر قرآن مجید خود اپنے ہاتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے لکھ کر یا لکھوا کر کسی بزرگ کی درگاہ پر رکھوا تا۔ لاہور میں حضرت علی ہجویریؒ کی درگاہ پر بڑے بڑے نایاب نسخے ہوا کرتے تھے۔ جو محکمہ اوقاف نے دریا برد کروا دیئے ان نسخوں میں سے لاہور کے فقیر خانہ میوزیم میں اعتماد الدولہ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے چار پارے محفوظ ہیں۔ (۵۹) اس دور میں کشمیر میں ایک خاص انداز سے قرآن کریم نسخ میں مذہب کیے گئے۔ جبکہ پنجاب میں دیگر منفرد خصوصیت کے حامل ہیں۔

خطاطی کا چوتھا دور (۱۱۱۹ھ۔۱۲۷۴ھ/۱۷۰۷ء۔۱۸۵۷ء)

خطاطی کے چوتھے دور کا آغاز اورنگ زیب کی وفات ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۷ء سے شروع ہو کر ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۷ء میں ختم ہوتا ہے اس دور میں مرہٹوں کی لوٹ مار سکھ گردی اور افغانیوں کی یورش کی وجہ سے خطاطی کی وہ سرپرستی نہ رہی۔ مغلوں کے ابتدائی دور عروج میں آگرہ کے بعد لاہور ملک کا دوسرا بڑا دارالسلطنت تھا اکثر امراء یہیں مقیم تھے مغل سربراہ بھی یہاں پر اپنا قیام بالعموم رکھتے حکمرانوں کی اس نقل و حرکت کی وجہ سے درباری کاتب دوسرے شہروں کے کاتبوں اور ان کے فن سے باخبر رہتے۔ ایک دوسرے کے فن پر اثرات چھوڑتے اور قبول کرتے۔ ایران کی طرف سے خطاطوں کی آمدورفت جاری رہی یہی وجہ ہے کہ اس دور میں قرآنی خطاطی زیادہ تر ایرانی خطاط احمد نیریزی ۱۱۴۶ھ/۱۷۱۴ء کی طرز کی مرہون احسان ہے کہ برصغیر میں اس دور سے آج تک جتنے بھی قرآن کریم لکھے گئے وہ زیادہ تر نیریزی طرز میں ہیں۔ (ع۔۹) وارث شاہ کے بقول اس دور میں مرکزی حکومت کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ راجے مہاراجے خود مختار ہو چکے تھے اور فنون کو وہ شاہی سرپرستی حاصل نہ رہی جو کبھی مغلیہ دور کا خاصہ تھی۔ اور راجے مہاراجے خال خال ہی کوئی مخطوطہ اپنی سرپرستی میں لکھاتے کاتب زیادہ تر اجرت پر خطاطی کرنے لگے قرآنی مخطوطات جو پہلے منظم طریقے سے

أشهد بأننا مسلمون ۞ إذ قال الحواريون يا عيسى ابن
مريم هل يستطيع ربك أن ينزل علينا مائدة من السماء
قال اتقوا الله إن كنتم مؤمنين ۞ قالوا نريد أن نأكل منها
وتطمئن قلوبنا ونعلم أن قد صدقتنا ونكون عليها من
الشاهدين ۞ قال عيسى ابن مريم اللهم ربنا أنزل
علينا مائدة من السماء تكون لنا عيدا لأولنا وآخرنا و
آية منك وارزقنا وأنت خير الرازقين ۞ قال الله إني
منزلها عليكم فمن يكفر بعد منكم فإني أعذبه عذابا
لا أعذبه أحدا من العالمين ۞ وإذ قال الله يا عيسى ابن مريم
أأنت قلت للناس اتخذوني وأمي إلهين من دون الله
قال سبحانك ما يكون لي أن أقول ما ليس لي بحق إن كنت
قلته فقد علمته تعلم ما في نفسي ولا أعلم ما في نفسك

ع۔۹

انتہائی اہتمام سے تیار ہوتے اب اجرت پر تیار ہونے لگے۔ دیگر فنون مثلاً روشنائی سازی، جلد سازی، قلمدان سازی، کاغذ سازی، مصوری، نقش و نگاری، قلم سازی میں سے سیاہی اور قلم سازی ہی باقی رہے باقی فنون شاہی سرپرستی نہ ہونے کی وجہ سے موقوف ہو گئے۔ اس دور میں پنجاب میں زیادہ تر جلی حروف میں قرآنی کتابت کا اہتمام ہوا جبکہ کشمیر میں خوبصورت نقش و نگاری سے مزین قرآن کریم لکھے جاتے مگر اس میں وہ رعنائی باقی نہ رہی جو کبھی مغلیہ دور کا طرۂ امتیاز تھی۔ وسط ایشیا سے آنے والے قرآن کریم متوسط قلم سے مطلا زمین پر تیار ہوتے رہے۔ عہد محمد شاہ کے مشہور خطاط محمد حفیظ خان ۱۱۹۴ھ/۱۷۸۰ء جوہر طرز میں خطاطی کرتے داروغہ کتاب خانہ تھے انہوں نے طرز یاقوت میں چند نسخے قرآن کریم کے طرز یاقوت میں مطلا اور مذہب لکھ کر بادشاہ کو دیئے۔ (۶۰)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خطاطی کا پانچواں دور (۱۸۵۷ سے ۱۹۴۷ء)

خطاطی کے پانچویں دور میں برصغیر میں قرآنی خطاطی سمٹ کر چند شہروں تک محدود ہوئی ان میں لاہور، دہلی اور لکھنو دبستان خطاطی کی حیثیت سے امتیازی خصوصیت کے حامل ہوئے لکھنوی روش کو جہاں پر قاضی نعمت اللہ لاہوری اور حافظ نور اللہ نے چھوڑا تھا منشی شمس الدین اعجاز رقم نے آگے بڑھایا عبدالرشید دیلمی کی روش کو جہاں محمد افضل لاہوری آقائے ثانی نے چھوڑا تھا امام ویردی لاہوری نے آگے بڑھایا۔ دہلی سکول والے حافظ امیر الدین المعروف میر پنجہ کش اور مولوی ممتاز علی نزہت رقم جیسے خطاطوں کو نہیں بھولے تھے کہ بیسویں صدی کے آغاز میں ضلع گوجرانوالہ کے نواح جنڈیالہ ڈھاب والا سے محمد الدین مرحوم دہلی تشریف لائے جہاں ان کے بیٹے محمد یوسف نے دہلوی طرز کو آگے بڑھایا۔ خطاطی کا یہ وہ دور ہے کہ جب طباعت پوری آب وتاب کے ساتھ جاری تھی اور قرآن مجید طبع ہوتا تھا اور ہر ادارے کے اپنے اپنے کاتب ہوتے تھے۔ (۶۱) منشی گلاب سنگھ المعروف رائے صاحب کے مطبع میں قرآن کریم بڑے اہتمام سے چھاپا جاتا اور غلطی کا امکان کم کرنے کے لیے آٹھ حافظ قرآن ملازم رکھے ہوئے تھے اور ان حفاظ کے لیے ایک چبوترہ ہموار رکھا تھا پتھر کی طباعت کا دور تھا اور جب پلیٹیں استعمال کے بعد دھونا مقصود ہوتیں انہیں دھو کر، دھوون دریائے راوی میں بہا دی جاتی۔ قرآن کریم اور خاص کر عربی رسم الخط لکھنے والوں کو اکثر خط نسخ لکھنے کی وجہ سے نساخ کہا گیا ہے۔ ایک رسالہ ''اصول النسخ'' کے نام سے (۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۷ء) النظر پریس لکھنو میں شائع ہوا تھا جس کے مصنف مولوی حامد علی مرصع رقم نساخ ابن مولانا شیخ محمد علی محدث لکھنوی ہیں۔ اس کا تعارف نامہ محمد جان نے لکھا ہے۔ مصنف نے اس کے شروع میں سبب تالیف بیان کرتے ہوئے لکھنو کے دور متاخرین کے نسخ نگاروں کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔

''عہد اورنگ زیب کے محمد عارف نے یاقوت المستعصمی کے طرز تحریر میں بہت کچھ تغیر وتبدل کیا اور نیریزی طرز کو اپنایا ان کے برادر زادے قاضی عصمت اللہ تھے جن کا لقب یاقوت رقم ثالث تھا ان سے استفادہ یا تلمذ کرنے والے عبداللہ طباخ تھے ان کے بعد ان کے دو فرزند علی اکبر اور علی امیر نے اپنے باپ سے نسخ کی تعلیم حاصل کی اور ان کے تلامذہ میں شاہ غلام علی خلیفہ حاجی محمد تقی مہونوں باکمال نسخ نگار تھے۔ ان کے بعد ان کے دو فرزند میر اکبر علی اور میر کلن علی مشہور ہوئے اسی دور میں درویش مشرب شاہ غلام علی نسخ نگار ہوئے ان کے معاصرین میں نواب احمد قلی خان مرزائی بڑے کامل استاد تھے جن کے بعد ان کے نواسے میر بندہ علی مرتعش رقم اعلیٰ درجہ کے نساخ تھے یہ سو سال کی عمر میں ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۶ء میں فوت ہوئے۔ ان کے شاگردوں میں آغا محمد اور محمد مرزا اور مولوی محمد مہدی تھے مولوی محمد یحییٰ مہاجر مکہ معظمہ بھی مشہور نساخ تھے اسی زمانے میں مولوی زکریا اور حافظ خورشید برادر حافظ نور اللہ کا فیض ہند میں جاری تھا اور منشی عبدالحیٰ سندیلوی بھی مشہور تھے ان کے تلامذہ میں میر طفیل اور بلگرامی بھی اچھے نسخ نگار تھے میر اکبر علی ساکنہ قصبہ کالپی کے زمانے میں دہلی میں حافظ امیر الدین بادشاہ بہادر شاہ کے ہاں قرآن لکھتے۔ ان کا انتقال ۱۲۶۵ھ/ ۱۸۴۸ء میں ہوا اس کے علاوہ منشی محمد حنیف، مولوی محمد صالح اور منشی محمد جعفر وغیرہ بھی قرآن لکھتے تھے اس کے مقابلے میں پنجاب کے ضلع گوجرانوالہ کے بعض مقامات مثلاً ایمن آباد، سوہدرہ، کوٹ وارث، ہمرڈیال کے نساخ مشہور تھے جن میں سے عبدالرشید، محمد حسین، مولوی عبداللہ ان کے صاحبزادے مولوی عنایت اللہ، مولوی محمد دین وغیرہ۔ مشہور کاتب قرآن تھے۔ (۶۲)

خطاطی کا چھٹا دور: قیام پاکستان کے بعد قرآنی خطاطی

قیام پاکستان کے بعد دہلی اور دیگر ہندوستانی علاقوں سے بہت سے اعلیٰ خطاط ہجرت کر کے پاکستان آ کر آباد ہوئے ان میں محمد یوسف دہلوی کراچی میں جبکہ لاہور میں کپورتھلہ کے خورشید عالم خورشید رقم معروف خطاط ہیں۔ قیام پاکستان سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ مغربی پنجاب خطاطی کے میدان میں پورے برصغیر پر نمایاں اہمیت اختیار کر گیا اور لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک اہم اشاعتی مرکز کے طور پر ابھرا یہاں اخبارات کی کثیر تعداد نے اشاعت شروع کی اور بے شمار طباعتی ادارے وجود میں آئے اور کاتبوں کی تعداد میں بے پناہ اضافہ ہوا اور لاہوری طرز نستعلیق عبدالمجید پرویں رقم کے ہاتھوں اپنے عروج کو پہنچ گئی اور لاہور شہر خطاطی کے میدان میں پورے برصغیر میں اعلیٰ مرتبے پر فائز ہوا۔ یہی وہ دور ہے جب عالم اسلام کے معروف خطاطین یاقوت المستعصمی، شیخ حمداللہ، مصطفیٰ زادہ، کرشانی، حافظ عثمان، مصطفیٰ عزت جیسے خطاطوں کے نمونوں کے علاوہ خوبصورت قرآن مجید چھپ کر لاہور آنے لگے اور یہاں کے خطاطین دیگر اسلامی ممالک میں گئے۔ قرآنی کتابت کے لیے پنجاب کے علاقے سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کے قصبات پیر کوٹ، عادل گڑھ، کوٹ وارث اور کیلیانوالہ ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

برصغیر میں پچھلے صد سالہ دور میں جہاں بے شمار مسلمانوں نے اس کی اشاعت میں بھرپور حصہ لیا وہاں ہندو اور سکھوں نے بھی اس کی اشاعت کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ جن میں جے ایس سنت سنگھ لاہور، مطبع مفید عام، مطبع منشی گلاب سنگھ اور مطبع نولکشور قابل ذکر ہیں۔ سراج الدین، عزیزیہ کتب خانہ، فیروز سنز، قبول عام پریس، میراں بخش، شیخ محمد اشرف (چینیاں والی مسجد کے سیکرٹری) انجمن حمایت اسلام ریلوے روڈ، تاج کمپنی ریلوے روڈ، چاند کمپنی شیخ محمد حسین اینڈ سنز، اویس کمپنی اردو بازار لاہور، نیو انڈس پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور، ویسٹ پاک پبلشنگ کمپنی اردو بازار لاہور، حافظ اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور، خالق بک سنٹر اردو بازار، اقراء کمپنی، ممتاز کمپنی، ممتاز قرآن کمپنی، مہتاب کمپنی، احمد بک سنٹر، ضیاء القرآن، فیض اینڈ کمپنی، قدرت اللہ اینڈ کمپنی، مکتبہ تعمیر انسانیت، مقدس پبلشر الوہاب مارکیٹ، اقبال اینڈ کمپنی الکریم مارکیٹ، قرآن کمپنی، ذکاء پبلشرز بالمقابل کامیاب ڈاکخانہ، زر کمپنی، شیخ غلام حسین اینڈ سنز، سلمانیہ کتب خانہ، ملک دین محمد، پیکولمیٹڈ، دین محمدی پریس، مجاہد کمپنی اردو بازار، خواجہ محمد اسلام، شیخ غلام علی اینڈ سنز جیسی کمپنیاں پچھلی صدی سے قرآن کریم کی اشاعت میں نمایاں خدمات انجام دے رہی ہیں۔ ہر ادارے کے اپنے خطاط ہیں جو اجرت پر کتابت کرتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ صدیوں سے مسلمانوں کی توجہ کا اہم مرکز چونکہ کلام اللہ ہے اس لیے جہاں اس کی سورہ اقراء کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اس کی ترتیل وتجوید میں غیر معمولی ترقی ہوئی ہے اس کی خطاطی میں بھی مہارت کا ثبوت دیا گیا۔ کلام پاک خطاطی کی تمام مروجہ خطوط کوفی نسخ ریحان، محقق، ثلث، نستعلیق میں لکھا گیا۔ یہ قرآن کا اعجاز ہے کہ مسلمان اسلامی خطاطی جیسے پاکیزہ فن سے روشناس ہوئے۔ قرآنی خطاطی کوفی رسم الخط سے جدید نسخ اور نستعلیق تک کا ارتقائی سفر ہمیں مختلف ادوار کے شاندار ماضی اور حال کی خبر دیتا ہے کہ شمسی قمری رسم الخطوط گلزاری بہاری رسم الخط اور خود کوفی رسم الخط، ثلث، ریحان اور محقق جیسے رسم الخطوط کو قرآنی آیت نے لافانی بنا دیا۔ جس طرح دوسرے علوم وفنون میں لاہور کو مرکزیت حاصل رہی قرآنی کتابت میں بھی ہمیں لاہور کے کم وبیش ۸۵ کے قریب خطاط ملتے ہیں جنہوں نے مختلف ادوار میں قرآنی کتابت کو ذریعہ روزگار بنایا اور آج بھی عظمت رفتہ کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔ لاہور میں یہ سلسلہ ابراہیم غزنوی سے شروع ہو کر خورشید عالم گوہر قلم پر ختم ہوتا ہے۔

لاہور کے قرآنی خطاط

ذیل میں ابجد کی ترتیب سے غزنوی دور سے آج تک کے معروف خطاطین قرآن کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ جنہوں نے قرآنی خطاطی میں لاہور کے حوالے سے نمایاں خدمات انجام دیں۔

(سلطان) ابراہیم غزنوی

سلطان ابراہیم غزنوی بن سلطان مسعود بن محمود غزنوی (۶۳) نیک اطوار، ہر دلعزیز مستقل مزاج حکمران تھا یہ صلح جو شخصیت کا مالک تھا اس نے لاہور سے بڑھ کر اجودھن (موجودہ پاک پتن) کو جو لاہور سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر تھا فتح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ یہ بادشاہ فن خوشنویسی میں بھی ید طولیٰ رکھتا تھا۔ ابراہیم غزنوی اپنے ہاتھ سے ہر سال قرآن کریم کتابت کرتا۔ (۶۴) سلطان ابراہیم اچھا ناسخ تھا جس نے تمام زندگی یہ شعار اپنائے رکھا کہ ہر سال قرآن کریم اپنے ہاتھ سے لکھ کر مکہ معظمہ ارسال کرتا۔ فرشتہ کے زمانہ تک اس کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن کریم کے بعض نسخے کتب خانہ نبوی میں موجود تھے۔ اس نے تقریباً ۴۰ برس تک حکومت کی اور ۴۹۳ھ/ ۱۰۹۸ء میں وفات پائی۔ (۶۵)

ابراہیم سیالکوٹی

لاہور عجائب گھر میں قرآنی مخطوط نمبر ۹۲۰ جسے ابراہیم سیالکوٹی نے ۱۰۷۱ھ/ ۱۶۶۰ء میں کتابت کیا پنجاب میں قرآنی نسخ کی بہترین مثال ہے۔ اس کے ترقیمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قرآن کریم ابراہیم خان برادر علی مردان خان کے لیے لاہور میں لکھا گیا۔ (۶۶)

احمد یار خان یکتا

موصوف کے اسلاف خوشاب کے رہنے والے تھے آپ کے والد الہ یار خان لاہور ٹھٹھہ اور ملتان کے صوبہ دار بھی رہے اس طرح احمد یار خان یکتا لاہور میں بھی رہے اور عالمگیر کے آخری زمانے میں ٹھٹھہ کے صوبے دار رہے انہوں نے قرآن مجید لکھ کر میر عبدالجلیل بلگرامی کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ شاعر تھے اور یکتا تخلص کرتے تھے۔ (۶۷)

حافظ شیخ احمد

معروف خطاط محمد یوسف سدیدی کے تلامذہ سے تھے، موصوف کا بیٹا عقیل احمد بھی حافظ صاحب کا شاگرد ہے۔ حافظ شیخ احمد نے قرآنی کتابت کو ذریعہ معاش بنایا۔ (ع۔۷)

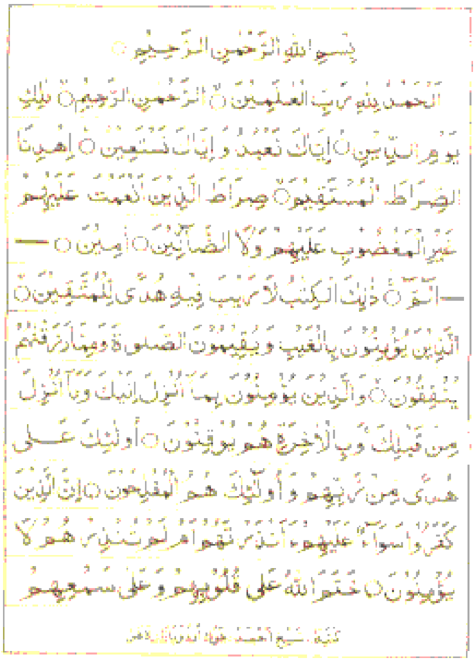

ع۔۷

امام الدین کیلانی

آبائی وطن کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ ہے قرآن پاک کے نہایت اعلیٰ خوشنویس اور مولوی عبداللہ وارثی کے ہمعصر تھے تمام عمر قرآن اور حدیث کی کتابت کی موصوف کے مطبوعہ قرآن مجید اور حمائلیں بطور یادگار محفوظ ہیں ان کی اولاد میں تاحال خطاطی کا سلسلہ جاری ہے آپ کے فرزند نور الٰہی کیلانی بھی کاتب قرآن تھے۔ آج کے دور میں بھی متعدد کیلانی اصحاب قرآن کریم کی کتابت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔

برکت علی سیالکوٹی

قرآن پاک کے بہترین خطاط تھے ان کا مکتوبہ قرآن کریم بخط جلی (نسخ) پنجاب پریس سیالکوٹ میں باہتمام منشی غلام قادر فصیح ۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء میں چھپا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

شہزادہ پرویز

مغل بادشاہ نورالدین محمد جہانگیر کا دوسرا بیٹا (۹۹۸ھ/ ۱۵۸۹ء) کابل میں پیدا ہوا۔ تذکرہ خوشنویساں میں غلام محمد ہفت قلمی نے لکھا ہے۔

''در علم عربی و فارسی و نوشتن خطوط بغایت آراستہ و پیراستہ بود اکثر اوقات را بکتابت کلام اللہ صرف می نمود'' (۶۸)

''عربی و فارسی کے آراستہ و پیراستہ خطوط لکھنے میں ماہر تھا اور اکثر اوقات کتابت کلام اللہ میں مصروف رہتا تھا۔''

شہزادہ پرویز کا انتقال ۱۰۳۵ھ/ ۱۶۲۵ء میں بمقام برہان پور ہوا قیاس کیا جاتا ہے کہ لاہور کے مضافات میں کوٹ خواجہ سعید میں موجود مزار شہزادہ پرویز کا ہے۔

خوشی محمد ناصر قادری

مرحوم کے والد کا نام کرم بخش تھا۔ (۶۹) آپ ۸ مارچ ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۸ء کو موضع کا نگہ تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے اور ۱۳۵۰ھ/ ۱۹۳۱ء میں لاہور آ کر (چنگ کالونی سمن آباد) رہائش اختیار کی۔ آپ خطاطی میں عبدالمجید پروین رقم کے شاگرد تھے۔ خط نسخ اور نستعلیق میں خاص مہارت تھی۔ (ع۔۸) موصوف نے روزنامہ ''انقلاب'' میں ساڑھے چار سال کتابت کی اور تفسیر پیر کرم علی شاہ کے پہلے نو پارے لکھے اور حضرت سلطان باہوؒ کی ساری تصنیفات کی کتابت کی اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی مہر منیر، شمس ہدایہ، سیف چشتیائی، تصفیہ مابین سنی شیعہ اور مکتوبات مہریہ کی کتابت کی۔ ۱۹۹۱ء میں ملاقات کے دوران انہوں نے راقم الحروف کو بتایا کہ آج کل وہ فرینڈز ٹیکسٹری مرٹ کا قرآن کریم کتابت

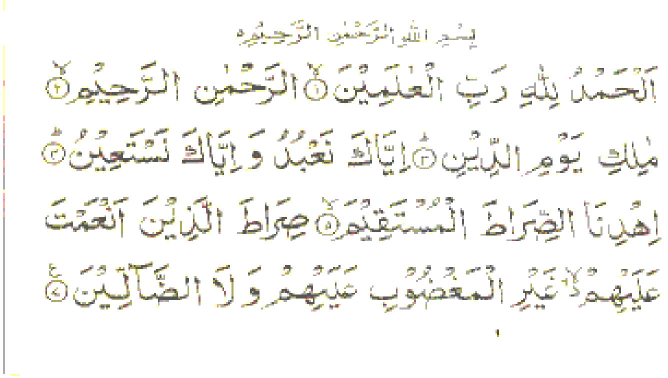

خوشی محمد ناصر قادری

ع۔۸

کر رہے ہیں۔ ۲۳ جون ۱۹۹۱ء تک ساڑھے چودہ پاروں کی کتابت مکمل کر چکے تھے۔ آپ کے تلامذہ میں محمد رفیق غزنوی کراچی، شیخ محمد اشرف کراچی، عبدالواحد کراچی، حافظ گلزار کراچی، محمد عظیم، عبدالرحمن سکول ٹیچر، انوار الحق لاہور، محمد افضل لاہور، محمد عنایت اللہ لاہور، محمد اشرف محکمہ انکم ٹیکس)، محمد شفیع، محمد حنیف، محمد علی شامل ہیں۔ آپ کے ہمعصروں میں ہیرانوالہ، گوجرانوالہ کے محمد شفیع، سیالکوٹ کے محمد اسماعیل مرحوم بھگووال سیالکوٹ کے عبدالعزیز احمد، لاہور کے محمد اعظم مرحوم نعت خواں حاجی محمد اعظم کاتب شامل ہیں۔ آپ کا انتقال لاہور میں یکم دسمبر ۱۹۹۵ء میں ہوا۔ (۷۰)

www.KitaboSunnat.com
'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خورشید عالم گوہر قلم

ع۔۹

۱۹۵۷ء میں دھریمہ ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے خطاطی کی تعلیم لاہور کے معروف خطاط حافظ محمد یوسف سدیدی سے لی۔ لاہور عجائب گھر میں خطاطی کی نمائش منعقدہ ۱۹۸۱ء میں روایتی خطاطی میں تیسرا انعام حاصل کیا۔ (۷۱) بچپن میں ان کا نام لاہور ہی کے معروف خطاط جناب خورشید عالم خورشید رقم کے نام پر رکھا گیا۔ موصوف نے کئی مساجد پر خطاطی کی (۷۲) بے شمار کتابوں کے سرورق کتابت کیے۔ ۱۹۸۰ء میں ۴۰ من وزنی قرآن پاک کی کتابت شروع کی جس کا ہر پارہ علیحدہ جلد میں ہے یہ کتابت ۱۹۸۹ء میں ۹ سال کے عرصہ میں ختم ہوئی یہ نسخہ مختلف اقسام خط میں ہے اس کے علاوہ موصوف نے کئی قرآن کریم لکھ کر مختلف مساجد اور اہم اداروں کو پیش کیے ہیں۔ (ع۔۹) خطاطی کے فروغ کے لیے موصوف نے لاہور میں ایک اکیڈمی قائم کی جہاں اب تک سینکڑوں طلباء استفادہ کر چکے ہیں۔ خورشید عالم گوہر قلم ثلث، نسخ، نستعلیق، دیوانی اور طغریٰ میں مہارت رکھتے ہیں۔ بے شمار خطاطی کی نمائشوں میں حصہ لیا اور اعزازات سے نوازے گئے۔ ۱۹۹۱ء میں تمغہ حسن کارکردگی ملا۔

دارا شکوہ

دارا شکوہ بن شاہ جہاں باکمال مصنف، شاعر اور خطاط تھا۔ حضرت میاں میر قادری لاہور کے خلیفہ ملا شاہ بدخشی کا مرید اور اکثر لاہور میں میاں میر کی محفلوں میں حاضر رہتا۔ عبدالرشید دیلمی کا شاگرد رشید تھا۔ (۷۴) ''تذکرہ خوشنویساں'' کا مصنف غلام محمد ہفت قلمی لکھتا ہے۔

''دارالشکوہ پسر شاہ جہاں بادشاہ شاگرد عبدالرشید آقاست برویہ آقا عبدالرشید شاید کسے مثل اونوشتہ باشد۔'' (۷۵)

''شاہجہان کا بیٹا دارا شکوہ عبدالرشید آقا کا شاگرد ہے، عبدالرشید کی طرز پر شاید ہی کسی نے اس جیسا لکھا ہو۔''

دارالشکوہ نسخ اور نستعلیق دونوں میں یکساں مہارت رکھتا تھا (۷۶) اس کے ہاتھ کا قلمی قرآن کریم عزیز باغ لائبریری حیدر آباد دکن میں موجود ہے۔ (۷۷) جس کے حروف اول تا آخر سنہرے ہیں اس کے علاوہ ایک مطلا ''پنج سورہ'' وکٹوریہ ہال کلکتہ میں موجود ہے۔ (۷۸)

مولوی سراج الدین

موصوف معروف خطاط مولوی عزیز الدین کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور گوجرانوالہ کی جامع مسجد، شیرانوالہ باغ کے خطیب تھے۔ آپ کی تصنیف ''سراج الہدایہ'' کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ بے مثل خوشنویس بھی تھے۔ (۷۹) مولوی عزیز الدین خط نستعلیق کے استاد تھے (۸۰) جبکہ مولوی سراج الدین خط نسخ کے، آپ نے قرآن کریم کا ایک نسخہ کتابت کیا جو نواب بہاولپور کے دربار میں پہنچا، بعد میں اسی طرز کا ایک اور نسخہ تیار کیا۔ مولوی سراج الدین کے دو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

صاحبزادے تھے، بڑے بیٹے محمد حسین ایف سی کالج لاہور میں پروفیسر تھے جنہوں نے فارسی زبان میں متعدد کتابیں تصنیف کیں جن میں ''العجائب'' کا ایک نسخہ احمد حسین قلعداری کے ذخیرہ مخطوطات میں موجود ہے جس میں انہوں نے مغلیہ دور سے لے کر اپنے زمانے تک کے محیر العقول واقعات تحریر کیے ہیں۔ حکومت وقت نے آپ کو شمس العلماء کا خطاب دیا، دوسرے صاحبزادے مولوی نظیر حسین گوجرانوالہ میں بہترین خوشنویس تھے جنہیں حکومت نے آنریری مجسٹریٹ کا عہدہ دے رکھا تھا۔

ظہیر الدین بابر

بابر ۹۲۸ھ/ ۱۵۲۱ء میں لاہور پر حملہ آور ہوا۔ وہ ایک عمدہ خطاط بھی تھا۔ (ع ـ ۱۰) اور اس نے ایک خط، خط بابری کے نام سے متعارف کرایا۔ (۸۱) تیموریوں کی عام رسم تھی کہ وہ قرآن کریم اپنے ہاتھ سے لکھ کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بھیجا کرتے۔ بابر کے متعلق بھی ایسی ہی روایت مشہور ہے، ملا عبدالقادر بدایونی کے قول کے مطابق یہ قرآن کریم خاص خط بابری میں لکھا گیا بابر کا سند تلمذ میر علی تبریزی سے ملتا ہے۔

پیر عبدالحمید

موصوف ۱۳۱۸ھ/ ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوئے آبائی وطن موضع کالے والا ضلع گوجرانوالہ تھا۔ ۱۵ سال کی عمر میں مولوی محمد عبداللہ وارثی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور پھر مولوی عبدالرشید عادلی سے اکتساب فیض کیا دور حاضر کے ممتاز کاتب قرآن تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں تیس قرآن کریم کتابت کیے جن میں اکثر تاج کمپنی لاہور نے شائع کیے۔ آپ کے خط کا نمونہ لاہور عجائب گھر کی مخطوطات گیلری کی مشرقی دیوار کے ساتھ بخط نسخ (گلزاری) آویزاں ہے۔ (ع ـ ۱۱)

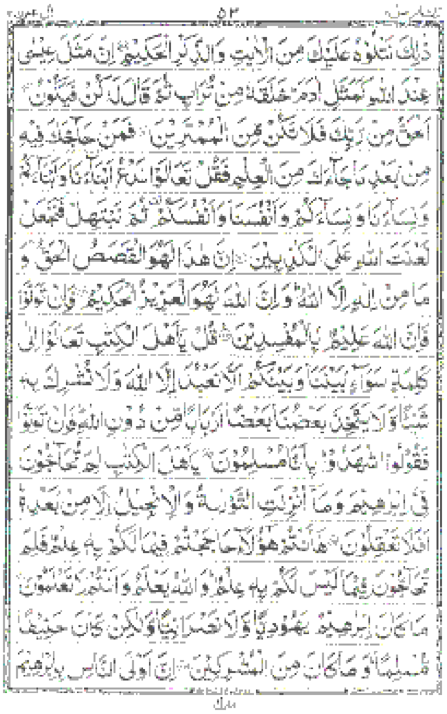
تلك الرسل ۵۳ آل عمران

ذلك نتلوه عليك من الايت والذكر الحكيم ۝ ان مثل عيسى
عند الله كمثل ادم خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون ۝
الحق من ربك فلا تكن من الممترين ۝ فمن حاجك فيه
من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم
ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل
لعنت الله على الكذبين ۝ ان هذا لهو القصص الحق و
ما من اله الا الله وان الله لهو العزيز الحكيم ۝ فان تولوا
فان الله عليم بالمفسدين ۝ قل يا اهل الكتب تعالوا الى
كلمة سواء بيننا وبينكم الا نعبد الا الله ولا نشرك به
شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا
فقولوا اشهدوا بانا مسلمون ۝ يا اهل الكتب لم تحاجون
في ابرهيم وما انزلت التورىة والانجيل الا من بعده
افلا تعقلون ۝ ها انتم هؤلاء حاججتم فيما لكم به علم فلم
تحاجون فيما ليس لكم به علم والله يعلم وانتم لا تعلمون ۝
ما كان ابرهيم يهوديا ولا نصرانيا ولكن كان حنيفا
مسلما وما كان من المشركين ۝ ان اولى الناس بابرهيم

ع ـ ۱۱

ع ـ ۱۰

پیر عبدالحمید

www.KitaboSunnat.com

منشی عبدالحکیم جنڈیالوی

موضع جنڈیالہ ڈھاب والا ضلع گوجرانوالہ
منشی عبدالحکیم کا شمار اساتذہ خطاطی میں ہوتا ہے خط نسخ اور نستعلیق میں یکساں مہارت رکھتے طرز تحریر میں امام ویردی کے مقلد تھے بڑے بڑے اشاعتی ادارے ان سے منہ مانگے معاوضہ پر کتابت کرواتے تھے، انہوں نے قرآن کریم کے متعدد نسخے کتابت کیے جو مختلف اشاعتی اداروں نے شائع کیے۔ موصوف جید عالم ہونے کے علاوہ مستند طبیب بھی تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد
الاقصا الذی برکنا حولہ لنریہ من ایتنا انہ ھو السمیع
البصیر واتینا موسی الکتب وجعلنہ ھدی لبنی
اسرائیل الا تتخذوا من دونی وکیلا ذریۃ من حملنا
مع نوح انہ کان عبدا شکورا وقضینا الی بنی اسرائیل
فی الکتب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا
فاذا جاء وعد اولىھما بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس
شدید فجاسوا خلل الدیار وکان وعدا مفعولا
ثم رددنا لکم الکرۃ علیھم وامددنکم باموال وبنین وجعلنکم
اکثر نفیرا ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم
فلھا فاذا جاء وعد الاخرۃ لیسوءا وجوھکم ولیدخلوا
المسجد کما دخلوہ اول مرۃ ولیتبروا ما علوا تتبیرا عسی ربکم

ع۔۱۲

مولوی عبدالرشید عادلی محبوب رقم

موصوف کے والد کا نام مولوی نیاز احمد تھا اور دادا کا نام مولوی غلام رسول عادل گڑھی تھا۔ ۱۲۸۱ھ/ ۱۸۶۵ء میں موضع عادل گڑھ ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے انہوں نے مولوی عبداللہ وارثی کوٹ وارث سے بھی اکتساب فیض کیا۔ آپ لاہور کے مشہور اشاعتی اداروں میں کتابت کا کام کرتے رہے پچاسی برس کی عمر تک خطاطی کی خدمت کی۔ ایک سو سے زائد قرآن کریم کتابت کیے۔ (۸۲) موصوف کی رہائش خضری محلہ اندرون شیرانوالہ دروازہ تھی آخری عمر میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا اور آپ اپنے آبائی وطن عادل گڑھ چلے گئے اور وہیں ۲۹ نومبر ۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء میں وفات پائی۔ (ع۔۱۲)

عبدالرحمٰن کیلانی

آپ کے والد کا نام نورالٰہی ہے موصوف ۱۱ نومبر ۱۳۴۲ھ/ ۱۹۲۳ء کو کیلیانوالہ میں پیدا ہوئے۔ (۸۳) ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۷ء لاہور آکر ادارہ کتابت چوک دالگراں رہائش اختیار کی ۱۳۷۴ھ/ ۱۹۵۴ء تک یہیں مقیم رہے۔ ۱۹۵۴ء میں اپنے مکان واقع وسن پورہ میں چلے گئے ۱۹۴۴ء میں فوجی ملازمت کے سلسلہ میں راولپنڈی اور پونا (بھارت) بھی رہے ۱۳۶۱ھ/ ۱۹۴۲ء میں ترک ملازمت کے بعد کیلیانوالہ منتقل ہوگئے۔ جون ۱۹۴۷ء سے ۱۹۶۵ء تک ادارہ فیروز سنز کا کام کرتے رہے۔ خطاطی کی تعلیم آپ نے محمد علی اور محمد صدیق الماس رقم سے حاصل کی۔ نسخ اور نستعلیق میں مہارت تھی۔ (ع۔۱۳) الماس رقم کے بھائی محمد صادق کے ہم تلامذہ ہیں۔ موصوف نے روزنامہ "سیاست" میں کچھ عرصہ کتابت کی اور ادارہ فیروز سنز کا کام بھی کرتے رہے اور ۱۹۹۶ء میں وفات پائی۔ انہوں نے ۳۰ قرآن کریم کتابت کیے جو تاج کمپنی اور حافظ محمد اشرف تعلیمی کتب خانہ نے طبع کیے۔ آپ کئی ایک کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ جن میں (۱) آئینہ پرویزیت (۲) شریعت الطریقت (۳) خلافت الجمہوریت (۴) عقل پرستی اور انکار معجزات (۵) اسلام میں ضابطہ تجارت (۶) روح اور عذاب قبر (۷) احکام ستر وحجاب (۸) اسلام میں فاضلہ دولت کا مقام (۹) مترادفات القرآن (۱۰) احوال صنعت وتجارت کی زکوۃ وغیرہ شامل ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منعك ان تسجد لما خلقت بيدي استكبرت ام
كنت من العالين ۝ قال انا خير منه خلقتني من
نار وخلقته من طين ۝ قال فاخرج منها فانك
رجيم ۝ وان عليك لعنتي الى يوم الدين ۝ قال
رب فانظرني الى يوم يبعثون ۝ قال فانك من
المنظرين ۝ الى يوم الوقت المعلوم ۝ قال فبعزتك
لاغوينهم اجمعين ۝ الا عبادك منهم المخلصين ۝
قال فالحق والحق اقول ۝ لاملئن جهنم منك
وممن تبعك منهم اجمعين ۝ قل ما اسئلكم
عليه من اجر وما انا من المتكلفين ۝ ان هو
الا ذكر للعلمين ۝ ولتعلمن نباه بعد حين ۝

بسم الله الرحمن الرحيم
تنزيل الكتب من الله العزيز الحكيم ۝ انا انزلنا
اليك الكتب بالحق فاعبد الله مخلصا له الدين ۝

کتبہ: عبدالرحمٰن کیلانی　　ع-۱۳

آپ کے خاندان میں گزشتہ تین پشتوں سے خطاطی کا سلسلہ جاری ہے موصوف کے خاندان کے خطاطین میں عبدالغفار کیلانی ، محمد یوسف کیلانی ، محمد ادریس کیلانی ، محمد سلیمان کیلانی ، ہارون الرشید ، محمد ریاض ، محمد خالد ، عبدالقادر ، عبدالرحیم ، غلام مصطفی مرحوم ، محمد یونس ، عبدالمالک ، محمد ایوب ، محمد طارق ، عبدالقادر ، عبدالرحیم ، غلام مصطفی مرحوم ، نور الٰہی ، عبدالحی ، عبدالواحد ، امام دین ، محمد دین ، محمد یعقوب ، محمد مسعود محمود ، فاروق ، عبدالستار عبدالرؤف ، عبدالشکور بشیر ، احسان اللہ ، عنایت اللہ ، اکرام اللہ وغیرہ خطاط ہیں ۔ (84) آپ کے تلامذہ میں محمد حنیف ، محمد ظہور الحسن ، مظہر حسین ، عنایت اللہ ، عبدالرحمٰن ، محمد سعید ، محمود الحسن ، محمد صادق ، عبدالسلام ، محمد سلیم ، محمد مسلم (تینوں بھائی) خوشنویس ہیں ۔

مندرجہ بالا خوشنویسوں کے علاوہ کیلیانوالہ کے مندرجہ ذیل خطاطین نے بھی قرآنی کتابت میں بھرپور کردار ادا کیا ۔ خلیل الرحمان ولد نور محمد ، عبدالغفار ولد عبدالقادر ، عنایت اللہ ولد عبدالرحیم ، عبدالرؤف ولد عبدالستار ، محمد یعقوب ولد محمد یوسف ، محمد الدین ولد محمد بخش ، محمد یوسف ولد غلام مصطفی ، محمد حنیف ولد محمد شریف ، محمد سعید ولد عبداللطیف ، خالد محمود ولد محمد ادریس ، ریاض احمد ولد محمد ادریس ، محمد سلیمان ولد نور الٰہی ، نور الٰہی ولد امام الدین ۔

عبدالرؤف فاروقی

آپ کا تعلق مریدکے سے ہے آج کل ویسٹ پاک پبلشنگ کمپنی اردو بازار کا کام کر رہے ہیں ۔ مظہر قیوم بھٹہ نے اسی خطاط کا مطبوعہ قرآن کریم راقم الحروف کو دکھایا ۔

مولوی عبدالقادر

پیدائش ۱۵ نومبر ۱۹۰۷ء ہے نسخ اور نستعلیق میں اپنے والد ماجد اور عنایت اللہ وارثی سے اصلاح لی ۔ اردو کتابت میں خاصا وقت صرف کیا ۔ چند قرآن کریم کتابت کئے ۔ (۸۵)

عبدالکریم

غلام حسین کے بیٹے اور عمر دین کے پوتے تھے ان کے ہاتھ کا مکتوبہ قرآن کریم ۱۹۵۷ء میں سندھی ترجمہ کے ساتھ مولانا تاج محمود امروٹی نے مولانا احمد علی لاہوری کی فرمائش پر کوآپریٹو کیپیٹل پرنٹنگ پریس وطن بلڈنگ لاہور سے طبع کیا یہ نسخہ آج کل نیشنل میوزیم لائبریری کراچی کے مجموعہ پیر جھنڈو میں نمبر ۵ کے تحت موجود ہے ۔ (۸۶) قرآن کریم کا ترقیمہ (ع-۱۴) اس طرح سے لکھا ہے ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

''وتمت کلمت ربک صدق وعدلا
لا مبدل لکلمتہ وہو السمیع العلیم رقمہ
عاجز عبدالکریم عفی عنہ والدیہ ساکن
عادل گڑھ ضلع گوجرانوالہ''

مولوی عبدالمجید شیریں رقم

۱۸۸۱ء میں عادل گڑھ میں پیدا ہوئے والد کا نام حسن محمد تھا موصوف الہ آباد تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں قیام پذیر رہے ۶۷ سال کی عمر پا کر ۱۹۴۸ء میں وفات پاگئے۔ قیام پاکستان سے قبل نسخ میں قرآن کریم کتابت کرتے رہے۔ نستعلیق بھی عمدہ لکھ لیتے۔ ان کے مکتوبہ قرآن سنت سنگھ کے زیر اہتمام طبع ہوئے (۸۷) نیز موصوف نے کراچی کی ایک فرم سعید اینڈ سنز کا کام بھی کیا۔ (ع۔۱۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قل ہو اللہ احد ۞ اللہ الصمد ۞ لم یلد ولم یولد ۞ ولم یکن لہ کفوا احد ۞
بسم اللہ الرحمن الرحیم
قل اعوذ برب الفلق ۞ من شر ما خلق ۞ ومن شر غاسق اذا وقب ۞ ومن شر النفثت فی العقد ۞ ومن شر حاسد اذا حسد ۞
بسم اللہ الرحمن الرحیم
قل اعوذ برب الناس ۞ ملک الناس ۞ الہ الناس ۞ من شر الوسواس الخناس ۞ الذی یوسوس فی صدور الناس ۞ من الجنۃ والناس ۞
وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمتہ وہو السمیع العلیم
رقمہ عاجز عبدالکریم عفی عنہ

کتبہ: عبدالکریم
ع۔۱۴

عبداللہ ہروی

عبداللہ ہروی متوفی ۸۸۰ھ/۱۴۷۵ء قرآن پاک کے معروف خطاط گزرے ہیں انہوں نے یاقوت کی طرز کو یہاں تک اپنایا کہ ان کے اور یاقوت کے خط میں تفریق مشکل تھی ایک عرصہ تک بغداد میں رہے سقوط بغداد کے بعد ہندوستان آئے۔ (۸۸) یہاں امراء اور وزراء کے مقرب رہے اس خطاط نے ۴۵ قرآن کریم اپنی یادگار چھوڑے۔ (۸۹)

مولوی عمر بخش رسول نگری

موصوف نے متعدد قرآن کریم اور پنجسورے کتابت کئے۔ اس کے علاوہ مناجات حضرت نوشہ گنج بخش کتابت کئے۔ (۹۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قل اعوذ برب الفلق ۞ من شر ما خلق ۞ ومن شر غاسق اذا وقب ۞ ومن شر النفثت فی العقد ۞ ومن شر حاسد اذا حسد
سورۃ الناس مکیۃ وھی ست آیات
بسم اللہ الرحمن الرحیم
قل اعوذ برب الناس ۞ ملک الناس ۞ الہ الناس ۞ من شر الوسواس الخناس ۞ الذی یوسوس فی صدور الناس ۞ من الجنۃ والناس

کتبہ: عبدالمجید شیریں رقم
ع۔۱۵

عبیداللہ

اس خطاط کا مکتوبہ قرآن کریم راقم الحروف نے نیشنل میوزیم کراچی میں دیکھا ہے۔ یہ نسخہ نمبر

www.KitaboSunnat.com
" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۵/۶/۱۹۷۶ کے تحت ذخیرہ مخطوطات کا حصہ ہے اس کے ترقیمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے ۱۱۲۴ھ/۱۸۱۲ء میں محمد معز الدین جہاندار شاہ کو لاہور میں پیش کیا گیا۔ (۹۱)

کتبہ: علی احمد صابر چشتی

علی احمد صابر چشتی

موصوف جالندھر میں ۱۲ اپریل ۱۹۴۶ء میں حکیم وزیر الدین آصف کے ہاں بستی شیخ درویش بھارت میں پیدا ہوئے ۱۹۶۶ء میں لاہور آئے کچھ عرصہ فیصل آباد کے چوہدری محمد صدیق سے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ حافظ محمد یوسف سدیدی کی رفاقت میں امروز عرصہ گذرا اس دوران موصوف ان سے مشاورت کرتے رہے اب تک ۶ قرآن کریم کتابت کر چکے ہیں۔ (ع۔۱۶)

مولوی عنایت اللہ وارثی

وارث کوٹ ضلع گوجرانوالہ کے محمد عبداللہ وارثی کے بیٹے اپنے والد ماجد سے اکتساب فن کیا نسخ اور نستعلیق دونوں میں خوب لکھتے رہے۔ انجمن خدام الدین کا مطبوعہ کلام مجید پہلا ایڈیشن ان کے حسن خط کا نمونہ ہے۔ آپ نے ''العصر'' کے نام سے ایک ہفت روزہ بھی نکالا۔ (ع۔۱۷)

سید عنایت اللہ حسینی

سید عنایت اللہ حسینی کے والد کا نام محمد بن سید الہداد تھا آپ کے جد امجد سید ظہیر الدین خجند سے ہند آ کر ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ میں سکونت پذیر ہوئے اسی قصبہ میں آپ کی ولادت ہوئی والدہ ماجدہ اور جید علماء کے فیض سے کتب متداول سے فارغ ہوئے ۱۰۵۹ھ/۱۶۴۹ء میں بالاپور برار تشریف لے گئے کچھ عرصہ بعد برہان پور چلے گئے۔ وہاں شیخ ابو المظفر صوفی خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی کے دست حق پرست پر بیعت کی، خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے ۱۸ قرآن پاک تحریر فرمائے۔ (۹۲) ۲۵ صفر ۱۱۱۷ھ/ ۱۷۰۵ء کو آپ نے وفات پائی۔ مدفن بالاپور برار میں ہے میر آزاد بلگرامی نے قطعہ تاریخ وفات لکھا اور اس مصرع سے تاریخ نکالی ''قطب اقطاب رفتہ زیں عالم''

مولوی غلام رسول عادل گڑھی

مشہور خطاط مولوی عبدالرشید محبوب رقم اور مولوی محمد حسین عادل فرماتے تھے کہ ہمارے دادا مولوی غلام رسول عادل گڑھی اور مولوی فضل الٰہی وارثی نے سمبڑیال میں خوشنویسوں کے ایک مشہور خاندان سے اکتساب فیض کیا۔ (۹۳) مولوی غلام رسول کے تلامذہ میں ان کے بیٹے عبدالرشید عادل مشہور ہوئے۔

میاں غلام قادر قادری

آپ نے ساری زندگی قرآن کریم کی کتابت کی۔ نستعلیق میں کمال حاصل تھا۔ ان کے ہاتھ کے قلمی نسخے اب بھی کوٹ وارث میں ہیں آپ اپنے نام کے ساتھ قادری لکھتے تھے۔ خط نسخ کی مصری طرز (خضری) کے بہترین خطاط تھے آپ نے زندگی کے آخری حصہ میں جو قرآن پاک کتابت کیا اس کے آخر میں آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ترقیمہ کچھ یوں ہے۔ (۱۰ جمادی الثانی ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۰ء) اس قرآن کریم کے آخری صفحہ کی پشت پر آپ کے منجھلے بیٹے میاں عطاء محمد کے ہاتھ سے لکھی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ع-۱۷

ہوئی تاریخ سے آپ کی وفات کا پتہ ملتا ہے جو ۲۷ محرم ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۰ء نظر آتی ہے۔ اس نسخہ قرآن کریم کی کتابت کے سلسلہ میں کچھ معلومات یوں درج ہیں۔

''بتاریخ دہم ماہ مبارک جمادی الثانی سنہ یک ہزار دو صد شصت و ہفت ہجری مقدس با تمام رسانید و بعد ازیں پس از امضائے مدت چند بتاریخ بست و ہفتم شہر المکرم محرم الحرام خود نیز ازیں عالم ست بنیاد رحلت فرمودہ روانہ جہان جاودانی گردیدند۔''

''اس مہینے کی دسویں مبارک تاریخ ۱۲۶۷ء کو مکمل ہوا اس کے بعد کچھ مدت گزرنے پر ۲۷ محرم الحرام خود بھی عالم فانی سے کوچ کر کے عالم جاودانی سے پیوستہ ہوئے۔''

آپ کی طرز تحریر کے نمونے مرقع خطاطی مرتبہ عنایت اللہ وارثی میں دیئے گئے ہیں۔ (۹۴)

غلام محمد اچھروی

معروف صحافی جناب رفیق ڈوگر کے پاس راقم نے جلی کتابت کا قرآن کریم دیکھا جس کی کتابت غلام محمد اچھروی لاہوری نے کی ہے۔

مولانا غلام محمد لاہوری

آپ کے والد کا نام مولانا محمد صدیق لاہوری تھا موصوف کے آباؤ اجداد محمد اکبر ثانی کے عہد میں مسجد وزیر خان کے خطیب تھے۔ احمد شاہ ابدالی آپ کے علم و فضل کا معترف تھا۔ (۹۵) آپ سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ انہیں قدر و منزلت سے دیکھتا تھا یہی وجہ تھی کہ مسجد وزیر خاں سکھا گردی سے محفوظ رہی آپ نے قرآنی کتابت کو وسیلہ روزگار بنایا آپ شاعر بھی تھے۔ تصوف کے علم پر ایک منظوم کتاب ''گنج مخفی'' لکھی۔ پنجابی میں بھی طبع آزمائی کی آپ ۲۵ ذوالحج ۱۲۴۲ھ/۱۸۲۶ء کو لاہور میں جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ (۹۶) آپ کا مزار مسجد وزیر خان کے پاس ہے۔ (۹۷)

حافظ غلام علی لاہوری

موصوف کا قرآن مجید نمبری ۱۹۸۰-۱/۳۰ ء مکتوبہ بارہویں صدی ہجری اٹھارویں صدی عیسوی نیشنل میوزیم کے ذخیرہ مخطوطات میں موجود ہے جو بڑی تقطیع پر جلی قلم سے لکھا گیا ہے۔ (۹۸) کتابت کا انداز خالصتاً لاہوری ہے۔ جو بغیر نقاشی کے سادہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛۚ فِيْهِ ۛۚ
هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ
وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفتی غلام محمد لاہوری

موصوف مفتی غلام سرور لاہوری مولف ''خزینۃ الاصفیاء'' کے والد ماجد ہیں اور شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کی اولاد سے تھے۔ آپ جامع علوم وفنون وتدریس وطباعت میں سرگرم رہتے اور رزق حلال کا ذریعہ قرآنی کتابت کو بنایا موصوف نے ۹ ربیع الثانی ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۵۹ء لاہور میں انتقال فرمایا۔ (۹۹) آپ مسجد بلوچاں موضع مزنگ کے خطیب تھے۔ (۱۰۰) اسی موضع میں حویلی تیار کی (۱۰۱) اشراق کی نماز کے بعد مریض دیکھتے اور پھر کتابت قرآن میں مصروف ہو جاتے مفتی غلام سرور نے ''گنج تاریخ'' میں ان کی وفات کے متعلق یہ قطعہ لکھا۔

مفتی دین غلام محمد، چو از جہان
پدر و دگشت و یافت بملک جناں وصال
گو مظہر سلام بتاریخ رحلتش
جان جہاں غلام محمد جواں وصال

مولوی غلام محی الدین انصاری

موصوف نومبر ۱۲۷۷ھ/ ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے شمس الاطبا حکیم غلام جیلانی کے برادر بزرگ تھے۔ عربی، فارسی طب کی تعلیم اپنے والد چوہدری سلطان محمود انصاری سے حاصل کی فن کتابت میں منشی ممتاز علی نزہت رقم دہلوی کے تمیذ تھے۔ اور خود کو زینت رقم (۱۰۲) لکھتے تھے۔ حکیم صاحب ایک عرصہ تک گوالیار اور بمبئی میں بھی رہے ''انڈیا گزٹ بمبئی'' کے نام سے ایک ہفت روزہ بھی نکالا ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء میں دوستوں سے بغرض ملاقات لاہور آئے۔ اور پھر لاہور ہی کے ہو کر رہ گئے۔ موصوف نے ''ارمغان قادری'' ایک کتاب لکھی اور ایک حمائل شریف اپنے ہاتھ سے لکھ کر شائع کی جس کی خوبی یہ تھی کہ اگر ایک صفحہ کی پہلی سطر الف سے شروع ہوتی تو اس صفحہ کی آخری سطر کا ابتدائی حرف بھی الف ہے اسی طرح اوپر کی سطر کے مقابلے میں نیچے سے اوپر کی دوسری سطر ایک ہی لفظ یا حرف سے شروع ہوتی ہے اس کی دوسری صفت یہ ہے کہ صفحہ اول کی درمیانی سطر جس حرف سے شروع ہوگی اس کے مقابل دوسرے صفحہ کی اس کے عین سامنے سطر بھی اس حرف سے شروع ہو گی آپ ۱۱ ذی الحجہ بروز اتوار ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۸ء کو رحلت کر گئے آپ کی قبر حضرت طاہر بندگی کے جوار میں جانب مشرق ہے لوح مزار پر ''رفت در جنت'' مادہ سال وفات (۱۳۳۷ھ) کندہ ہے ان کے ساتھ ہی ان کے بھائی حکیم غلام جیلانی مدفون ہیں جن کی قبر پر کوئی کتبہ نہیں آپ کی قبر کا کتبہ معروف خطاط عبدالمجید پروین رقم کے قلم کا اعجاز ہے۔

غلام یٰسین لاہوری

تیرہویں صدی ہجری/ انیسویں صدی عیسوی کے خطاط تھے۔ مولوی نور احمد چشتی مصنف ''تحقیقات چشتی'' اور معروف خطاط سید نفیس رقم نے لکھا ہے کہ درگاہ قطب الاقطاب علی ہجویری قدس سرہ میں ایک قرآن کریم غلام یٰسین لاہوری نے لکھ کر نذر کیا۔ (۱۰۳)

فاطمہ الکبریٰ

منشی محمد الدین کی صاحبزادی اور معروف خطاط یوسف دہلوی کی ہمشیرہ اور نسخ کی باکمال خطاطہ تھیں (ع۔۱۸) اپنے ننھیال سمبڑیال ضلع سیالکوٹ میں ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۳ء میں پیداء ہوئیں۔ انہوں نے اپنے والد ماجد سے اکتساب فیض کیا ان کی شادی متیرانوالی ضلع سیالکوٹ کے سردار محمد سعید سے ہوئی جن کی وفات ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۳ء کے بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاطمہ الکبریٰ اپنے والد کے پاس دہلی چلی گئیں ان کی کتابت شدہ تین حمائلیں چھپ چکی ہیں ان میں سے ایک ''فتح الحمید'' کے نام سے مشہور ہے دوسری ان کے کسی عزیز نے چھپوائی اور تیسری انہوں نے خود طبع کرائی تھی علاوہ ازیں آپ نے متعدد پنجسورے اور وہ سورے بھی رقم کیے ایک پنجسورہ پیش کرنے پر انہیں بیگم بھوپال کی جڑاؤ پنچیاں پیش کی گئیں اور پنجسورہ نظام دکن میر عثمان علی خان کے لیے لکھا جس پر انہیں تاحیات وظیفہ دیا گیا مرحومہ نے آخری قرآن جلی حروف میں معرا لکھا اور اردو اکیڈمی سندھ نے اسے طبع کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۷ء میں تقسیم کے بعد لاہور آ گئی تھیں لاہور میں دوسالہ قیام کے بعد ناظم آباد کراچی چلی گئیں اور وہیں ۸۴ سال کی عمر میں ۱۹ دسمبر ۱۹۶۷ء مطابق ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ کو وفات پائی اور وہیں دفن ہوئیں۔

ع ۔ ۱۸

مولوی فضل الدین صحاف

آپ کے والد میاں محمد بخش صحاف تھا ان کا شمار لاہور کے ممتاز خط نسخ و نستعلیق کے ماہرین میں ہوتا ہے ان کے ہاتھ کی قلمی حمائل شریف لندن میں طبع ہوئی۔ (۱۰۴) ان کی مکتوبہ نستعلیق کی ایک وصلی لاہور عجائب گیلری کی مخطوطات گھر کی زینت ہے۔ موصوف علامہ علاؤ الدین صدیقی کے دادا تھے۔ اور چوہٹہ مفتی باقر میں رہائش پذیر تھے۔ مطبع صحافی کے نام سے لاہور ہی میں ان کا اپنا ایک پریس تھا تعلیم خطاطی پر آپ نے ایک کتابچہ بھی شائع کیا آپ کا انتقال ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء میں لاہور میں ہوا۔

حافظ فضل الٰہی

میاں عطا محمد کے چھوٹے بھائی میاں غلام قادر کے بیٹے الحاج حافظ فضل الٰہی المتوفی ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء خط نسخ کے بہترین خوشنویس تھے ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن کریم کے نسخے موجود ہیں۔ ہندوستان میں سب سے پہلا قرآن کریم جو طبع ہوا اس کی کتابت کا اعزاز بھی آپ کو حاصل ہے طرز تحریر کے نمونے کا عکس مرقع خطاطی مرتبہ عنایت اللہ وارثی میں دیا گیا ہے۔ (۱۰۵)

سید فضل شاہ

موصوف اوجلہ خورد ضلع گوجرانوالہ ڈاک خانہ کوٹ عنایت خان کے رہنے والے تھے۔ جن کا لکھا ہوا کلام مجید، نومبر ۱۹۴۳ء میں گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ نے چھاپا۔ یہ نسخہ علامہ اقبال کے زیر مطالعہ رہا۔ آج کل میوزیم میں علامہ اقبال کی زیر مطالعہ کتب کے ذخیرہ میں موجود ہے۔ (۱۰۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لطف اللہ مہندس

لطف اللہ مہندس استاد احمد معمار کا دوسرا نامور فرزند جو مختلف علوم کے ساتھ فن معماری میں بھی بڑی دستگاہ رکھتا تھا۔ استاد احمد معمار کا شجرہ کچھ یوں ہے۔ (۱۰۸) (ع۔۳۴)

احمد معمار

عطا اللہ رشدی ———— لطف اللہ مہندس معمار ———— نور اللہ معمار

امام الدین راضی
امیر الدین علی
سعادت اللہ
محمد امان نثار

ابوالخیر عرف خیر اللہ خان
مرزا محمد علی خطاط
زین العابدین عرف کھو

قرآن مجید بخط لطف اللہ مہندس کی بابت معلومات مہیا کرتے ہوئے صادق علی دلاوری رقم طراز ہیں۔

''مہندس نے قرآن مجید کی کتابت بڑے اچھے خط میں کی ہے اور اختلافات قرات حاشیے پر دیے ہیں جبکہ نفیس ریشمی کاغذ کتابت کے لیے استعمال کیا ہے۔ (۱۰۹) اوراق ۳۹۷ سطور ۱۱ فی صفحہ تقطیع ۱۰×۷ انچ سورتوں کی تمام سرخیاں مدآت متن اور بعض علامات اوقاف شنگرف سے لکھے گئے ہیں اور اسمائے سورہ کے اردگرد اور بعض علامات اوقاف پر سنہری کام ہوا ہے علامات رکوع اور اختلافات قرات بھی شنگرفی ہیں اور ان کی حرکات نیلگوں ہے جبکہ سپاروں کے اعداو پر آرائش کا کام پرانی طرز کا ہے۔ متن قرآنی ۳۹۰ پر ختم ہوا ہے ۳۹۱ (الف) سے ۳۹۴ (ب) تک دعائے ختم القرآن ہے ۳۹۵ (الف) پر علامات القرآن و رواتیہم درج ہیں۔ ۳۹۵۔ (ب) تا ۳۹۶ (الف) پر فہرست بعنوان ''کتبت ہذا المعرفۃ مواضع السور'' اس فہرست کے آخر میں ہے کاتبہ لطف اللہ بن احمد معمار لاہوری مگر سوائے لاہوری کے باقی الفاظ اگرچہ مرمت کے کاغذ کے نیچے آگئے ہیں پھر بھی پشت کاغذ پر روشنی ڈالنے سے پڑھے جاتے ہیں ۳۹۶ (ب) اور ۳۹۷۔ (الف) پر سپاروں کی فہرست مع اعداد درج ہے اس فہرست کا عنوان ہے۔ ''کتبت ہذا المعرفۃ مواضع اجزاء القرآن العظیم والفرقان الکریم'' کاتب نے آخری دو صفحوں پر اپنا اور اپنے باپ کا نام دوبارہ دیا ہے۔

وانا العبد لطف اللہ المتخلص المھندس ابن الاستاد احمد المعمار لاہوری۔

یہ نہ صرف خود خطاط تھا بلکہ ''آثار الصنادید'' کی روایت کی مطابق اس کا بھائی نور اللہ معمار ابن احمد بھی ایک باکمال خطاط تھا۔ (۱۱۰) جس کا لکھا ہوا دستخط شدہ کتبہ جامع مسجد دہلی میں موجود ہے۔ اس خاندان کے شاگردوں کا سلسلہ لاہور میں کافی دیر تک موجود رہا۔ (۱۱۱)

قاضی محمد امام الدین

موصوف قاضی کوٹ ضلع گوجرانوالہ کے رہائشی اور قاضی نور محمد کے بیٹے اور عمدہ خطاط تھے تمام عمر قرآن کی کتابت کی۔ جنڈیالہ باغ والا متصل گوجرانوالہ میں وفات پائی ان کے خاندان میں خطاطی وراثت کے طور پر چلی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قاضی میراں بخش

قاضی محمد امام الدین کے بھائی قاضی میراں بخش بھی کاتب قرآن تھے قاضی میراں بخش کے پوتے حکیم محمد شفیع موجود ہیں اور کتابت کرتے ہیں۔ (۱۱۲)

ع۔۱۹ کتبہ: سید محمد اشرف علی سید القلم

سید محمد اشرف علی سید القلم

آپ کے والد کا نام سید بڈھن شاہ ہے معروف خطاط سید انور حسین نفیس رقم کے والد محترم تھے۔ ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں موضع گھوڑیالہ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اپنے تایا زاد بھائیوں حکیم سید محمد عالم، حکیم سید نیک عالم سے اکتساب فن کیا آپ نسخ اور نستعلیق میں مہارت رکھتے تھے آپ کا خط لاہوری، دہلوی اور لکھنوی طرزوں کا حسین امتزاج ہے موصوف نے ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء میں کتابت کا آغاز کیا۔ ابتداء میں زیادہ تر نستعلیق لکھتے رہے۔ موصوف نے متعدد قرآن کریم کتابت کئے۔ ۱۹۹۴ء میں لاہور میں وفات پائی۔ (۱۱۳) (ع۔۱۹)

مولوی محمد اشرف

گوجرانوالہ کے مولوی محمد اشرف (ڈاکٹر وحید قریشی کے دادا) نے مصحف تیار کیا جو کافی عرصہ تک مولوی غلام جیلانی برادرزادہ مولوی محبوب عالم کے پاس رہا۔

حافظ محمد اعظم

حافظ محمد اعظم مولا بخش کے فرزند تھے۔ (۱۱۴) آپ ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں موضع راہوکھیڑی تحصیل نجیب آباد ضلع بجنور (بھارت) میں پیدا ہوئے اور ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء میں لاہور آ کر کوٹ عبداللہ شاہ مزنگ میں مقیم ہوئے اور یہیں ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۵ء میں ۷۵ سال کی عمر میں وفات پائی آپ خطاطی میں لاہور کے معروف خطاط اور موجودہ طرز جدید کے بانی عبدالمجید پرویں رقم کے شاگرد رشید تھے۔ (۱۱۵) نسخ اور نستعلیق نہایت عمدہ لکھتے تھے۔ روزنامہ "انقلاب" کے ہیڈ کاتب رہے۔ ایوب خان کے دور میں سونے کی تاروں سے مزین قرآن کریم کی کتابت کے سلسلہ میں مرکزی تزئین قرآن کمیٹی نے زردوزی کے لیے کتابت کے نمونے طلب کئے (۱۱۶) جن فن کاروں نے نمونے بھیجے ان

حافظ محمد اعظم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں معروف خطاط حافظ محمد یوسف سدیدی کا نمونہ بھی تھا چند نمونے محمد صدیق الماس رقم نے پیش کئے نمونوں کے انتخاب میں زرروزی کی آسائش پہلی شرط تھی اس شرط پر جو نمونہ پورا اترا وہ محمد صدیق الماس رقم کا پیش کردہ تھا۔ جو انہوں نے حافظ محمد اعظم سے لیا ہوا تھا اس طرح اس قرآن کریم کی کتابت کا اعزاز حافظ محمد اعظم کو حاصل ہوا۔ (ع۔۳۰)

ع۔۳۰

محمد بن ادریس بن العقاب البصری

بغداد میں پیدا ہوا ماہر خطاط ہونے کے ساتھ ساتھ سنگ تراش بھی تھا۔ ابن ادریس ابن مقلہ کے جانشین ابن البواب کے زمانہ میں بغداد میں موجود تھا اس نے ابن البواب سے کسب فیض کیا نسخ اور ثلث کا ماہر تھا۔ فقہ اور حدیث کا عالم بھی تھا مگر وجہ شہرت قرآنی خطاطی تھی اس نے قرآن کریم کتابت کر کے خلیفہ طائع باللہ کو پیش کیا۔ یہ قرآن کریم پتلی خوبصورت جھلی پر سنہری حاشیوں میں سیاہ روشنائی سے لکھا تھا عنوان سورہ ثلث اور عبارت نسخ میں تھی جب کہ ہر آیت کا پہلا حرف خفی رقاع میں تھا ابن ادریس لاہور میں متیم رہا اور دہلی تک غزنوی لشکر کے ہمرکاب تھا۔ (۱۱۷)

ع۔۲۱

حافظ محمد حسین کردی

ان کا زمانہ گیارہویں صدی ہجری /سترہویں صدی عیسوی کا ہے۔ موصوف نے تیس اوراق پر مشتمل ایک نسخہ قرآن اس طرح سے کتابت کیا کہ ہر صفحہ کی پہلی سطر کے علاوہ باقی تمام سطور حرف ''الف'' سے شروع ہوتی ہیں اسی طرح انہوں نے قرآن مجید کا ایک اور نسخہ لکھا یہ بھی تیس اوراق پر مشتمل تھا اس میں صفحہ کی پہلی سطر کے علاوہ ساری سطور حرف ''د'' سے شروع ہوتی تھیں۔ محمد طاہر بن عبدالقادر کردی نے اپنی تالیف ''الخط العربی'' میں مذکورہ دونوں نسخوں کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کے زمانے سے ۴۰، ۵۰ سال قبل تک یہ دونوں نسخے مدینہ منورہ میں موجود تھے۔ (۱۱۸)

مولوی محمد حسین عادلی

موصوف کے والد کا نام مولوی نیاز احمد ہے مولوی عبدالرشید کے چھوٹے بھائی تھے ان کا قلمی نام مبارک رقم تھا ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے اور عمر کا زیادہ حصہ قرآنی کتابت میں گزارا نسخ نستعلیق اور ثلث کے ماہر تھے۔ (ع۔۲۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

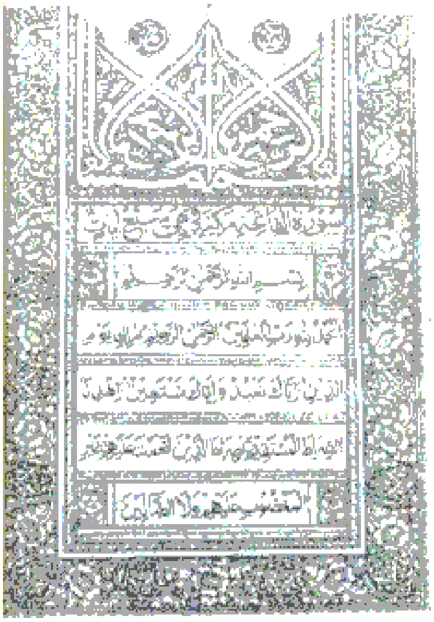

ج۔۲۲

طغرانویسی قطعات اور نقاشی میں بے مثال تھے۔ ان کی رہائش لاہور کے محلہ وسن پورہ میں تھی۔ ۸ مئی ۱۹۶۲ء کو اپنے مکان دارالامان میں وفات پائی اور جسم خاکی عادل گڑھ لے جا کر دفن کیا گیا۔

حافظ محمد حسین لاہوری

حافظ محمد حسین کے بیٹے حافظ روح اللہ کی مکتوبہ حمائل کے ترقیمہ سے معلومات بہم پہنچتی ہے کہ حافظ محمد حسین لاہوری اکبری دور میں کاتب قرآن تھے۔ (۱۱۹) محمد حسین ۱۲۷۴ھ میں عبداللہ لاہوری کے بھائی محمد حسین بھی اچھے نساخ تھے۔ اور کاتب قرآن تھے۔ (ج۔۲۲)

مفتی محمد حیات اللہ قصوری

موصوف کے والد کا نام محمد فاضل تھا جو نسخ کے باکمال خطاط اور عالم دین تھے موصوف کا مکتوبہ قلمی قرآن کریم ان کے خاندان میں موجود ہے اکثر صفحات طلائی اور منقش ہیں آپ کی سکونت پکا قلعہ قصور رہی۔ ۱۱۹۸ھ/۱۷۸۳ء میں وفات پائی اور قصور ہی میں مدفون ہیں۔ (۱۲۰)

محمد دین جنڈیالوی

جنڈیالہ جی ٹی روڈ پر گکھڑ منڈی سے دو میل شمال کی طرف ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں محمد الدین پیدا ہوئے والد کا نام نظام الدین تھا اسی گاؤں میں محمد الدین کے بیٹے محمد یوسف پیدا ہوئے باپ بیٹا جب دہلی پہنچے تو دبستان دہلی کے بانی کہلائے۔ موصوف نے خط نسخ اور نستعلیق میں الفی قرآن کریم لکھا جس کی ہر سطر الف سے شروع ہوتی ہے یہ قرآن ۱۸۴ صفحات پر مشتمل ہے جسے مطبع دہلی نے شائع کیا۔ (ج۔۲۲) خط نسخ میں ان کا لکھا ہوا ایک اور قرآن مجید امرتسر سے شائع ہوا جس کی ہر سطر ''ک'' پر ختم ہوتی ہے۔ موصوف کی بیٹی نامور خطاط قرآن تھیں اور بیٹے محمد یوسف دہلوی سینٹ پیٹرز کالج دہلی کے گریجویٹ تھے اور ۱۳ زبانوں کے ماہر تھے۔ جن کی خطاطی کے نمونے دہلی کی عمارات پر موجود ہیں۔ موصوف نے متعدد قرآن مجید کتابت کئے ۱۹۳۲ء میں جب غلاف کعبہ پہلی مرتبہ برصغیر میں تیار ہوا تو اس کی خطاطی کی سعادت محمد الدین کو حاصل ہوئی مرحوم نے زندگی کا بیشتر حصہ لاہور اور دہلی میں گزارا۔ ۱۹۴۳ء میں دہلی میں وفات پائی۔ وہیں مدفون ہوئے موصوف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک کتبہ ملتان میں موجود ہے جو عیدگاہ ملتان کی مرمت کے بارے ہے۔ (۱۲۱) ان کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔

محمد دین جنڈیالوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد روح اللہ لاہوری

محمد روح اللہ لاہوری حافظ محمد حسین کے صاحبزادے تھے انہوں نے ۱۱۰۹ھ/۱۶۹۷ء میں قرآن کریم کا ایک نسخہ پچاس دن میں تحریر کیا۔ (۱۲۲) یہ نسخہ مثمن شکل میں ۳۰۵ صفحات پر مشتمل تھا اسی طرح انہوں نے تیس اوراق پر ایک قرآن کریم کا نسخہ تحریر کیا جو مذکورہ بالا طرز تحریر میں تھا۔ بقول مؤلف ''تاریخ الخط العربی وآدابہ'' یہ نسخہ دار الکتب العربیہ القاہرہ مصر میں موجود ہے۔ (۱۲۳) ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا دوسرا نسخہ لاہور عجائب گھر کے ذخیرہ مخطوطات میں نمبر ایم ایس /۹۲۹ کے تحت ہے جو انہوں نے ۱۱۲۴ھ/۱۷۱۲ء میں کتابت کیا۔ (۱۲۴) (ع۔۲۳)

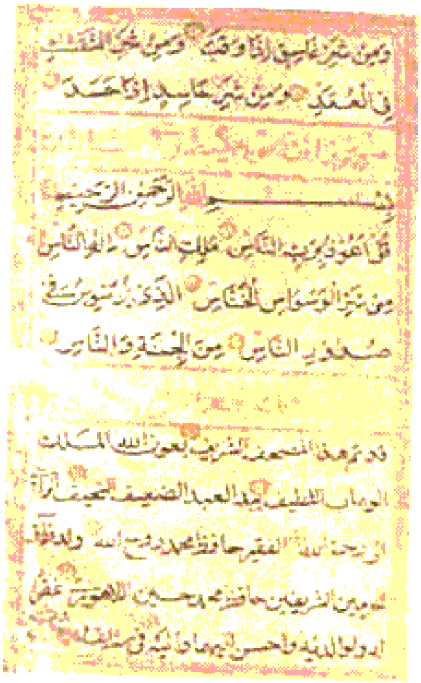
ومن شر غاسق إذا وقب ۞ ومن شر النفاثات
في العقد ۞ ومن شر حاسد إذا حسد ۞
بسم الله الرحمن الرحيم
قل أعوذ برب الناس ۞ ملك الناس ۞ إله الناس ۞
من شر الوسواس الخناس ۞ الذي يوسوس في
صدور الناس ۞ من الجنة والناس ۞
قد تم هذا المصحف الشريف بعون الله الملك
الوهاب اللطيف بيد العبد الضعيف النحيف [illegible]
[illegible] الفقير حافظ محمد روح الله ولد حافظ
[illegible] حافظ محمد حسين اللاهوري غفر
[illegible] لوالديه وأحسن [illegible]

ع۔۲۳ کتبہ: محمد روح اللہ لاہوری

محمد شریف لدھیانوی

موصوف سلطان القلم محمد قاسم لدھیانوی کے صاحبزادے تھے اور دسمبر ۱۹۱۲ء میں لاہور آئے اور رام گلی نمبر ۱ نشتر روڈ لاہور رہائش پذیر ہوئے۔ ابتدائی دنوں میں نستعلیق کی طرف رجحان تھا ۱۹۴۵ء کے بعد کلام اللہ کی کتابت شروع کی آپ نے ۱۴ قرآن کریم یادگار چھوڑے (ع۔۲۴) لاہور کے معروف خطاط جناب حافظ محمد یوسف سدیدی نے بھی کچھ عرصہ آپ سے استفادہ کیا۔

بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُۥدَ وَعِيسَى ٱبۡنِ
مَرۡيَمَۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَواْ وَّكَانُواْ يَعۡتَدُونَ ۞ كَانُواْ
لَا يَتَنَاهَوۡنَ عَن مُّنكَرٖ فَعَلُوهُۚ لَبِئۡسَ مَا كَانُواْ
يَفۡعَلُونَ ۞ تَرَىٰ كَثِيرٗا مِّنۡهُمۡ يَتَوَلَّوۡنَ ٱلَّذِينَ
كَفَرُواْۚ لَبِئۡسَ مَا قَدَّمَتۡ لَهُمۡ أَنفُسُهُمۡ أَن سَخِطَ
ٱللَّهُ عَلَيۡهِمۡ وَفِي ٱلۡعَذَابِ هُمۡ خَٰلِدُونَ ۞ وَلَوۡ
كَانُواْ يُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلنَّبِيِّ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيۡهِ مَا
ٱتَّخَذُوهُمۡ أَوۡلِيَآءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرٗا مِّنۡهُمۡ فَٰسِقُونَ ۞
لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ ٱلنَّاسِ عَدَٰوَةٗ لِّلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱلۡيَهُودَ
وَٱلَّذِينَ أَشۡرَكُواْۖ وَلَتَجِدَنَّ أَقۡرَبَهُم مَّوَدَّةٗ لِّلَّذِينَ
ءَامَنُواْ ٱلَّذِينَ قَالُوٓاْ إِنَّا نَصَٰرَىٰۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّ مِنۡهُمۡ
قِسِّيسِينَ وَرُهۡبَانٗا وَأَنَّهُمۡ لَا يَسۡتَكۡبِرُونَ ۞

ع۔۲۴ کتبہ: محمد شریف لدھیانوی

حافظ محمد شریف ولد شیخ عبداللہ

راقم نے خط نسخ میں مجلد قرآن کریم مشہور پامسٹ مطیع الرحمان سابق منیجر سٹیٹ لائف کے پاس دیکھا۔ (۱۲۵) اس قرآن کریم کے بارے میں جتنی معلومات نوٹ کر سکا وہ درج ذیل ہیں۔ اس قرآن کریم کی ۱۸ سطور فی صفحہ متن کالی روشنائی سے بخط نسخ ہے جبکہ آیات کی تقسیم کے لیے گول دائرے بعد کا اضافہ ہیں سائز مخطوطہ 17x26cm جب کہ تقطیع 10.5x9.15cm ہے کاتب کا نام اور اس کے متعلق کافی معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔ دہلی میں یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم حافظ محمد شریف ولد شیخ عبداللہ متوطن دارالسلطنت لاہور کے بارے معلومات مندرجہ ذیل ترقیمے سے ملتی ہیں۔

''الحمد للہ الذی بعزتہ تتم الصالحت والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد الہ واصحابہ اجمعین اما بعد فقد من اللہ تعالیٰ باتمام ہذا المصحف الشریف علی رسم العثمانیہ کتبہ حافظ محمد شریف ولد شیخ عبداللہ متوطن دارالسلطنت لاہور و نوشتہ شدہ دارالخلافہ شاہجہاں آباد در گزر نخاس اسپاہ محلہ مقیم پورہ تحریر فی التاریخ ۱۱ ربیع الاول سنہ ۷ جلوس مبارک فرخ سیر بادشاہ غازی مطابق ۱۱۳۱ھ ترجمہ کلام اللہ مذکور ۱۱۶۳ھ در عہد محمد شاہ غازی نوشتہ شد''

آغاز فصل (در رموز قرات سبعہ اختتام واجب است در سورۂ اعراف و مریم) اور قرآن کریم کے متعلق دیگر معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔ اس نسخے پر ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء کے نوٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قرآن کریم کسی محمد غلام علی خاں کی تحویل میں بھی رہا۔ یہ قرآن کریم فرخ سیر کے عہد میں ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۸ء میں لکھا گیا جبکہ اس کا ترجمہ محمد شاہ کے عہد میں ۱۱۶۳ھ/۱۷۴۹ء میں مکمل ہوا۔

محمد شفیع لودھیانوی

آپ مولانا محمد قاسم لدھیانوی کے بڑے صاحبزادے تھے ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں دریا گنج دہلی میں پیدا ہوئے۔ (۱۲۶) موصوف نے اپنے والد سے خطاطی کے علاوہ صنعت روشنائی، بلاک سازی اور طباعت کا کام بھی سیکھا آپ کے خط میں آپ کے والد کے خط کا مکمل عکس تھا۔ (ع-۲۵) موصوف نے اپنے والد کا چھوڑا ہوا نامکمل قرآن پاک مکمل کیا قیام پاکستان کے بعد لدھیانہ سے لاہور آ گئے اور افواج پاکستان کے لیے بیجز کا کام کرتے رہے نومبر ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء میں لاہور میں وفات پائی۔ اور میانی صاحب لاہور میں دفن ہوئے۔

ع-۲۵

حافظ محمد طاہر

موصوف لاہور کے حافظ محمد یوسف کے بیٹے تھے آپ کی مکتوبہ حمائل شریف لاہور عجائب گھر کے ذخیرہ مخطوطات کے قرآن سیکشن کے ایم ایس ایس / ۹۲۸ نمبر کے تحت موجود ہے جو اٹھارویں صدی عیسوی / بارہویں صدی ہجری کی کتابت ہے۔ (۱۲۷) (ع-۲۶)

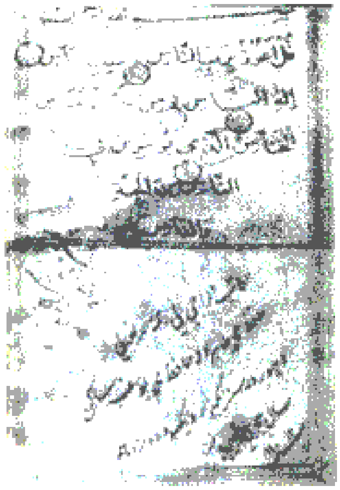

ع-۲۶

محمد مظہر قیوم بھٹہ

موصوف ۱۵ ستمبر ۱۹۵۲ء کو بمقام ڈھل تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۷۳ء میں لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آئے (۱۲۸) آپ کے والد کا نام محمد شریف ہے۔ موصوف روزنامہ ''کوہستان'' ''صداقت'' اور ''آزاد'' میں کام کرتے رہے۔ خطاطی میں محمد ادریس کیلانی کے تلامذہ میں سے ہیں آج تک موصوف نے دس قرآن کریم کتابت کئے آپ کی رہائش چوک سوئی گیس محلہ اسلام نگر غربی شاہدرہ ہے ان کے خاندان میں ان کے چچا شہباز، ماموں زاد محمد شفیع انور، مشتاق احمد بھٹہ، محمد اقبال بھٹہ، محمد یوسف بھٹہ، محمد نعیم، احمد علی بھٹہ، فیض رسول بھٹہ، سلطان احمد بھٹہ، زاہد حسین بھٹہ، عبدالرحمن بھٹہ، عبدالرؤف بھٹہ، ارشد حسین، منور حسین، علی محمد بھٹہ لاہور کے مختلف اخبارات، اشاعتی اداروں اور دیگر دفاتر میں کام کر رہے ہیں۔

ع۔۲۷

محمد عباس شہباز رقم

آپ مولوی عبدالمجید کے بیٹے تھے ۱۹۳۰ء میں عادل گڑھ پیدا ہوئے ۱۹۸۷ء میں ۵۷ سال کی عمر میں وفات پائی سیٹھ آدم جی اور درسی ادارہ گجرات کا کام کرتے رہے۔ ۱۹۶۹ء تک لاہور قیام رہا پھر واپس (الہ آباد) وزیر آباد چلے گئے درسی ٹیسٹ پیپرز زیادہ تر ان ہی کے کتابت شدہ ہیں۔ موصوف نے متعدد قرآن کریم کتابت کئے۔ (ع۔۲۷)

کتبہ: محمد عبدالغفور

ع۔۲۸

مولانا محمد عبداللہ وارثی

مولانا حافظ فضل الٰہی کے دوسرے بیٹے مولانا عبداللہ وارثی کو طرز نسخ میں کمال حاصل تھا خفی ثلث، ولائتی باریک، جلی طغریٰ قطعات کے ماہر تھے۔ موصوف دہلی اور بمبئی کے کتاب خانوں کا کام کرتے رہے منشی محمد قاسم لدھیانوی کے ہمعصر تھے۔ مولوی محمد عبداللہ وارثی قدیم مصری طرز کے علاوہ دہلوی ولائتی ثلث وغیرہ کو اپنی جودت طبع کے زور پر درجہ کمال کو پہنچایا قرآن کریم کے بے شمار جلی اور خفی نسخے ان کے ہاتھ سے نکلے (ع۔۲۸) یہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورة الجن

بسم الله الرحمن الرحيم

الحزب ٥٨

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا
عَجَبًا ﴿١﴾ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ ۖ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ﴿٢﴾
وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا ﴿٣﴾ وَأَنَّهُ كَانَ
يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا ﴿٤﴾ وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّن تَقُولَ الْإِنسُ
وَالْجِنُّ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ﴿٥﴾ وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ
بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ﴿٦﴾ وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنتُمْ أَن
لَّن يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا ﴿٧﴾ وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ
حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا ﴿٨﴾ وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ فَمَن
يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًا ﴿٩﴾ وَأَنَّا لَا نَدْرِي أَشَرٌّ أُرِيدَ
بِمَن فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿١٠﴾ وَأَنَّا مِنَّا الصَّالِحُونَ
وَمِنَّا دُونَ ذَٰلِكَ ۖ كُنَّا طَرَائِقَ قِدَدًا ﴿١١﴾ وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّن نُّعْجِزَ
اللَّهَ فِي الْأَرْضِ وَلَن نُّعْجِزَهُ هَرَبًا ﴿١٢﴾ وَأَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدَىٰ
آمَنَّا بِهِ ۖ فَمَن يُؤْمِن بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا ﴿١٣﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایاتہا [illegible] | (١) سُورَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ (٥) | رکوعہا ١

[illegible]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

[illegible]

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ

[illegible]

الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

[illegible]

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝

[illegible]

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ

[illegible]

الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ

[illegible]

الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

[illegible]

کتبہ: مفتی محمد قاسم لدھیانوی

ع ۳۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک کہ 20x30 سائز کے ایک تختے پر سارا قرآن کریم کتابت کیا جو ''پیسہ اخبار'' لاہور کے ادارے نے طبع کیا۔ عبداللہ وارثی نے گوجرانوالہ کے مشہور خطاط مولوی سراج الدین سے بھی اصلاحیں لیں یہ زمانہ امام ویردی کی وفات (۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء) کے قریب تر ہے لیکن خط نستعلیق کی مشق مشہور خوش نویس مولوی سید احمد ایمن آبادی کے پاس لاہور رہ کر کی۔ (۱۲۹) ''قطعات العربیہ'' کے نام سے عربی مشقیں اور نستعلیق کی مشقیں ۱۹۲۴ء میں طبع ہوئیں۔ آپ کے تلامذہ میں آپ کے فرزند مولوی محمد عنایت اللہ کے علاوہ مولوی عبدالرشید محبوب رقم عادلی، پیر عبدالحمید، منشی عبدالقدوس مشہور ہیں (۱۳۰)

محمد عبدالغفور

گکھڑ منڈی کے رہنے والے ہیں۔ ان کے علاوہ بوتالہ شیر سنگھ گوجرانوالہ کے صوفی محمود الحسن کاتب اور نوید اجمل نے بھی متعدد پنجسورے اور قرآن کریم کتابت کئے۔

محمد علی زاہد

محمد علی زاہد کے والد کا نام احمد علی ہے موصوف ۲۳ فروری ۱۹۶۶ء کو فیصل آباد پیدا ہوئے خطاطی حافظ یوسف سدیدی کے شاگرد خالد جاوید یوسفی سے سیکھی ۱۹۹۳ء میں ریسرچ سنٹر فار اسلامک ہسٹری اینڈ کلچر استنبول ترکی کے بین الاسلامی مقابلہ خطاطی میں خط ثلث میں تیسری پوزیشن ۱۹۹۶ء میں نیشنل کونسل آف آرٹس اسلام آباد کے قومی مقابلہ خطاطی میں اول انعام گولڈ میڈل ۱۹۹۵ء میں سید بابر علی فاؤنڈیشن لاہور کے مقابلہ حسن خطاطی بخط نسخ و نستعلیق میں ہر دو خطوط میں اول انعام حاصل کئے ۱۹۹۶ء ذاتی فن پاروں کی نمائش بمقام شاکر علی میوزیم لاہور ہوئی ۱۹۹۸ء نیشنل کونسل آف دی آرٹس اسلام آباد میں مقابلہ خطاطی میں خصوصی اعزاز ملا قرآن کریم کی مکمل کتابت کی جو قدرت اللہ کمپنی اردو بازار کے زیر اہتمام چھپ چکا ہے۔ (ع۔ ۲۹)

سردار محمد عمر کابلی

موصوف کے والد کا نام سردار محمد کلدن خان تھا آپ کابل میں پیدا ہوئے ان کے والد بعہد محمود شاہ سردار قندھار وحاکم سندھ وشکار پور تھے۔ والد کے ہمراہ انہوں نے قندھار، سندھ، بلوچستان، شکار پور، پشاور کشمیر اور لاہور کی سیاحت کے دوران سفر اور علوم عربی اور تعلیم خطاطی سے بھی بہرہ ور ہوئے وہ پشتو اور فارسی کے شاعر بھی تھے۔ ایک قلمی قرآن پاک انہوں نے یادگار چھوڑا اور ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء وفات پائی۔ (۱۳۲)

محمد غوث

بھارت کے مغربی ضلع گجرات کے شہر بڑودہ میں سلطان مظفر شاہ کی تعمیر کردہ چار سو سالہ پرانی جامع مسجد میں دنیا کا منفرد قرآن پاک کا نسخہ موجود ہے۔ اس قرآن کریم کا سائز ۶ فٹ ۱۳ انچ اور چوڑائی ۳ فٹ ۱۶ انچ ہے صفحہ ۱۱ سطور پر مشتمل ہے اور وزن ۱۰۰ کلو گرام ہے مجموعی طور پر قرآن کریم بارہ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ ایک سپارہ اٹھانے کے لیے ۴ افراد کی ضرورت ہوتی ہے اس کو پڑھنے کے لیے دو اشخاص ورق الٹتے ہیں اور ایک شخص تلاوت کرتا ہے قرآن کریم کے اس دو سو سالہ پرانے نسخے کو خطاط محمد غوث نے کتابت کیا جو بچپن میں پنجاب سے یہاں آئے تھے۔ (۱۳۳) انہوں نے ۱۵ سال کی عمر میں یہ قرآن کریم تحریر کرنا شروع کیا اور اسے مکمل کرنے میں ۴۵ سال لگے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلطان القلم مولوی محمد قاسم لدھیانوی

موصوف کے والد کا نام مولوی الہ دین تھا آپ نے محلہ واعظ گنج لدھیانہ میں ولادت پائی خط نسخ کی تعلیم سید امیر الدین دہلوی اور مولوی ممتاز علی نزہت رقم سے حاصل کی۔ خط نستعلیق میں مولوی سید احمد امین آبادی اور منشی شمس الدین اعجاز رقم سے بھی استفادہ کیا ۱۹۰۷ء میں آپ نے ایک ہفت رنگ قرآن کریم اپنے مطبع قاسمی سے طبع کیا جس کا انتساب آپ نے خان حبیب اللہ خان والی افغانستان کے نام کیا یہ نسخہ قرآنی خطاطی کا بہترین نمونہ ہے انہوں نے اپنی زندگی میں کثیر تعداد میں قرآن کریم کتابت کئے متاخر دور میں آپ انجمن حمایت اسلام کی دعوت پر لاہور تشریف لائے لدھیانہ کے علاوہ ایک عرصہ تک دہلی میں بھی مقیم رہے لاہور میں گلی نقشبندیاں نشتر روڈ میں قیام رہا۔ جہاں پر انہوں نے انجمن حمایت اسلام کے لیے قرآن کریم لکھا۔ (ع۔۳۰) ڈاکٹر عبداللہ چغتائی لاہور کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

> ''انگریز کے زمانہ میں یہاں اور بھی اعلیٰ درجے کے کاتب قرآن تھے ان میں خاص کر کاتب محمد قاسم لدھیانوی کا ذکر ضروری ہے۔ جنہوں نے ہمیشہ قرآن لکھا اور امیر حبیب الرحمٰن کو کو پیش کیا۔ (۱۳۳)

قیام لاہور میں مولانا کی صحت مخدوش ہوگئی اور کتابت مسلسل جاری نہ رہ سکی اور اس طرح طویل علالت کے بعد ۱۳ محرم الحرام ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء کو بروز جمعہ ستر برس کی عمر میں وفات پائی آپ کے انتقال کے بعد بڑے بیٹے منشی محمد شفیع نے ان کے شروع کیے ہوئے کلام مجید کو مکمل کیا۔ آپ نے ایک اور بھی قرآن کریم ادھورا چھوڑا یہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیو بندی کی تفسیر تھی جس کے ۲۵ پاروں کی کتابت کی جبکہ بقیہ پانچ پاروں کی تکمیل ان کے بیٹے منشی محمد شفیع نے کی آپ کے چھوٹے بیٹے محمد اشرف بھی کاتب قرآن تھے۔

میر صالح

راقم الحروف نے اس خطاط کے قلم سے دایہ انگہ کے مزار (گلابی باغ) میں سورۃ فتح چاروں اطراف لکھی دیکھی ہے۔ اس خطاط کا مکتوبہ قرآن کریم دارالاحسان ضلع فیصل آباد میں ۲۶۵ نمبر کے تحت موجود ہے۔ (۱۳۴) یہ خطاط میر عبداللہ مشکیں قلم کا بیٹا اور عہد شاہ جہاں کا نامور خطاط تھا۔ (۱۳۵)

شیخ میر لاہوری

آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآنی نسخہ نیشنل میوزیم کراچی کے ذخیرہ مخطوطات میں ۲۱۶-۱۹۵۸/۱ این ایم نمبر کے تحت موجود ہے جو خاص لاہوری طرز نسخ میں جلی قلم سے ۱۱۸۴ھ/۱۷۷۰ء میں لکھا گیا۔ (۱۳۶)

مولوی میراں بخش

آپ کا شمار اپنے دور کے نامور خوشنویسوں میں ہوتا ہے آپ موضع چک خلیل ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ موصوف نے تمام زندگی اپنے گاؤں میں گزاری معروف عالم دین اور طبیب تھے آپ کی تاریخ پیدائش ۱۲۳۰ھ/۱۸۱۴ء ہے۔ آپ کے یادگار متعدد قلمی نسخے موجود ہیں ان میں نسخ اور نستعلیق خط زور قلم کا گواہ ہے آپ نے چند کتب بھی تصنیف کیں۔ آپ کے بیٹوں مولوی محمد اسماعیل اور مولوی ابراہیم نے فن کتابت کو اپنایا جو اپنے دور کے ممتاز خوشنویسوں میں شمار ہوتے ہیں۔ (۱۳۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولوی محمد یٰسین قریشی

کوٹلی پھراں انواں ضلع گوجرانوالہ میں ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے والد کا نام مولوی محمد دین ہے جو جید عالم اور درویش صفت انسان تھے خط نسخ اور نستعلیق میں یکساں مہارت رکھتے تھے۔ ان کے استاد منشی محمد انور لاہوری تھے۔ جب مولوی محمد یٰسین نے فن کتابت میں مہارت حاصل کر لی تو یہ بیسیوں دوسرے خوشنویسوں کے ساتھ ڈیرہ کاتباں لاہور مقیم ہو گئے۔ شروع میں قرآن حکیم کا ایک نسخہ کتابت کیا اور پھر پوری توجہ خط نستعلیق کی طرف مرکوز کر دی اور امام ویردی کی طرز اپنائی۔ بعد میں عبدالمجید پروین رقم کو اپنا استاد تسلیم کرتے ہوئے ان کی طرز میں اتنی مہارت حاصل کی کہ بڑے بڑے اشاعتی اداروں نے ان سے رجوع کیا مگر انہوں نے دارالاشاعت لاہور کے کام کو ترجیح دی اور اسی ادارہ کا کام کرتے رہے شمس العلماء مولوی ممتاز علی مرحوم کو ان کا کام اتنا پسند تھا کہ اپنا زیادہ تر کام ہمیشہ انہی سے کروایا کرتے تھے انہوں نے دارالاشاعت پنجاب کے لیے متعدد چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں اس کے علاوہ اسی ادارہ کے ہفت روزہ "پھول" اور ماہنامہ "تہذیب نسواں" کی کتابت کئی برس تک مسلسل کرتے رہے۔

ق۔۳۱ کتبہ محمد یوسف لاہوری

حاجی محمد امین

مولوی محمد یٰسین قریشی کے برادر خورد حاجی محمد امین ۱۳۳۲ھ۔ ۱۹۱۳ء کا شمار بھی اچھے خوشنویسوں میں ہوتا ہے ان کا تعلق بھی موضع کوٹلی پھراں انواں ضلع گوجرانوالہ سے ہے خط نسخ و نستعلیق میں یکساں مہارت سے لکھتے رہے کتابت میں جدید طرز کو اپنایا۔ روزنامہ "پرتاب" "ویر بھارت" "ملاپ" "زمیندار" کے لیے طویل عرصہ کتابت کی۔ انہوں نے متعدد اشاعتی اداروں کے لیے درجنوں چھوٹی بڑی کتابیں بھی لکھی ہیں۔ موصوف نے متعدد پنج سورے اور کلام مجید کتابت کئے۔

محمد یوسف

آپ کی مکتوبہ حمائل شریف ۲۲/ ایم ایس ایس نمبر کے تحت لاہور عجائب گھر کی مخطوطات گیلری کے قرآن سیکشن کی زینت ہے (ق۔۳۱) جس کی تاریخ کتابت ۱۱۴۰ھ/ ۱۹۸۹ء ہے یہ حمائل شریف رئیس لاہور فقیر سید جمال الدین لاہوری کے لیے لکھی گئی اور انہیں لاہور میں ہی پیش کی گئی۔ (۱۳۸) اس کا سائز 3x4 انچ ہے جبکہ کتابت متن نسخ خفی قلم میں انتہائی چابکدستی سے کی گئی ہے جو موصوف کی قلم پر مضبوط گرفت کی عکاس ہے۔

مولوی نیاز احمد

موصوف مولوی غلام رسول عادل گڑھی کے بیٹے تھے عمدہ نسخ نویس اور کاتب قرآن تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولوی نورالہی

آپ امام الدین کے بیٹے تھے موصوف نے ۱۵ قرآن کریم کتابت کئے۔

نذیر محمد قریشی

تلونڈی موسیٰ خان ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ ۱۰۷۵ھ/۱۶۶۴ء میں پیدا ہوئے اور وفات ۱۱۴۷ھ/۱۷۳۴ء میں ہوئی اپنے دور کے معروف خوشنویس تھے قرآن کریم بڑے ذوق وشوق سے لکھتے اس دور میں کہا کرتے تھے کہ میں قرآن کریم کی کتابت خط نستعلیق میں کرسکتا ہوں، مگر رسم الخط بدلنے کا حوصلہ نہیں ہوتا ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک قرآن کریم لندن کے ایک عجائب گھر میں محفوظ ہے۔ اس قرآن کریم کے آخر میں نذر محمد قریشی تلونڈی موسیٰ خان پنجاب لکھا ہے۔ (۱۳۹)

حکیم سید نیک عالم شاہ

آپ کے والد کا نام سید نواب شاہ تھا جو گھوڑیالہ ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے اور اپنے برادر بزرگ حکیم سید محمد عالم م ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء سے خطاطی سیکھی۔ عمر بھر آپ نے ۵۹ قرآن کریم کتابت کئے۔ (ع-۳۲) (۱۴۰) جبکہ ایک حمائل شریف ۲۳ دن میں مکمل کی۔ (۱۴۱) جو ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء میں طبع ہوئی۔ موصوف لاہور دہلی اور کانپور کے اشاعتی اداروں کی کتابت کا کام کرتے رہے۔ آخری زمانہ میں محلہ گڑھی شاہو نئی آبادی لاہور میں رہائش اختیار کی اور یہیں ۴ ستمبر ۱۹۶۷ء کو وفات پائی۔ (۱۴۲) اور اسی محلہ کے قبرستان میں آسودۂ خاک ہوئے آپ کے تلامذہ میں آپ کے چچیرے بھائی سید محمد اشرف علی ہیں جو قرآن پاک کے نابغہ روزگار خطاط اور لاہور کے معروف خطاط سید انور حسین نفیس رقم کے والد محترم ہیں۔

ع-۳۲

ع-۳۳

ع-۳۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حواشی وتعلیقات

1- قرآن حکیم، سورۃ العلق آیت ۳ تا ۵۔
2- امام احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، جلد اول، ادارہ دار المعارف، مصر ۱۹۵۳ء، ص ۲۳۹۔
3- محمد حمید اللہ، زبان اور الفاظ کا کوم، اورینٹل کالج میگزین خصوصی شمارہ جشن صد سالہ اورینٹل کالج جلد ۶۴ شمارہ ۴ ص ۱۸۸۸، ۱۹۸۹ء ص ...۔
4- عبد القیوم، تدریس نسخ، آر۔ آر۔ بک ڈپو کراچی ۱۹۹۱ء ص ۱۔
5- Anthony Welch, Calligraphy in the Arts of Muslim World, Asia Society New York 1979, p-5
6- خالد محمود "اقرأ باسم ربک الذی خلق" جشن نزول قرآن تعمیر ..... روزنامہ کوہستان ۲۹ دسمبر ۱۹۹۶ء۔
7- محمد اسحاق صدیقی، فن تحریر کی تاریخ، انجمن ترقی اردو دہلی ۱۹۹۲ء ص ...۔
8- ... "قرآن کے اولین قلمی نسخے" سیپارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر، جلد اول، جلد ۳، نومبر ۱۹۹۹ء، ص ۸۲۳۔
9- سید انور حسین نفیس رقم "خطاطی اور قرآن" سیپارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد ۱۳ شمارہ ۵ نومبر ۱۹۹۹ء ص ۲۰۱۔
10- ایضاً
11- نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی، "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" جلد ۱، ۱۹۸۹ء ص ۹۔
12- سید انور حسین نفیس رقم "خطاطی اور قرآن" محولا بالا ص ۲۰۱۔
13- مندرجہ ذیل کاتبین وحی خاص طور پر مشہور ہیں۔
(۱) حضرت ابوبکرؓ (۲) حضرت عمر فاروقؓ (۳) حضرت عثمان غنیؓ (۴) حضرت علیؓ (۵) حضرت زید بن ثابتؓ (۶) حضرت عبداللہ بن سعدؓ (۷) حضرت زبیر بن العوامؓ (۸) حضرت خالد بن سعیدؓ (۹) حضرت حنظلہ بن ربیعؓ (۱۰) حضرت علاء بن الحضرمیؓ (۱۱) حضرت عبداللہ بن رواحہؓ (۱۲) حضرت محمد بن مسلمہؓ (۱۳) حضرت عبداللہ بن سلولؓ (۱۴) حضرت مغیرہ بن شعبہؓ (۱۵) حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ (۱۶) حضرت عمرو بن العاصؓ (۱۷) حضرت جہم بن صلتؓ (۱۸) حضرت شرحبیل بن حسنہؓ (۱۹) حضرت عبداللہ بن ارقمؓ (۲۰) حضرت ثابت بن قیسؓ (۲۱) حضرت حذیفہ بن یمانؓ (۲۲) حضرت عامر بن فہیرہؓ (۲۳) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (۲۴) حضرت ابان بن سعیدؓ۔
14- Anthony Welch " Calligraphy in the Arts of the Muslim World, op. cit p-23.
15- ابو الحسن ... علاء الدین علی المتقی "کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال" ... ۱۳۱۳ھ ص ۲۲۳۔
16- امام محمد بن عیسیٰ ترمذی "جامع ترمذی" مترجم مولانا فضل احمد، اشاعت ... کراچی ص ۲۳۹۔
17- محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی "جمہرۃ انساب العرب" محقق عبد السلام محمد ہارون، دار المعارف مصر ۱۹۶۲ء ص ۲۸۵۔
18- شہاب الدین ابی الفضل احمد بن علی بن محمد ... العسقلانی ... "الاصابہ فی تمییز الصحابہ" ... دار الکتاب العربی ۱۹۳۹ء ص ۵۱۳۔
19- سید انور حسین نفیس رقم "خطاطی اور قرآن" محولا بالا ص ۲۰۲۔
20- خالد محمود "اقرأ باسم ربک الذی خلق" روزنامہ کوہستان محولا بالا ۲۹ دسمبر ۱۹۹۶ء۔
21- ایضاً
22- ابو محمد ... "مصحف عثمانی کے تاریخی نسخے" مجلہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، دسمبر ۱۹۶۱ء ص ۴۔
23- کتاب المصاحف ص ۲۵، فتح الباری ۹: ۱۵ وغیرہ۔
24- ... [illegible]
25- ... [illegible]
26- ... "مصحف عثمانی کے تاریخی نسخے" محولا بالا ص ۸۔
27- سید انور حسین نفیس رقم "خطاطی اور قرآن" سیپارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد اول محولا بالا ص ۲۰۳۔
28- ... "مسلمانوں کے فنون" ... لاہور ۱۹۹۳ء ص ۱۰۰۔
29- ... [illegible] ص ۱۵۰، ۱۵۱۔
30- Zia-ud Din "Moslem Calligrapy" Visva Bharati Bookshop, Calcutta 1936, p.p. 16,17.
31- سید انور حسین نفیس رقم "خطاطی اور قرآن" سیپارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد اول محولا بالا ص ۲۰۵۔
32- طارق مسعود "... خطاطی ..." ... لاہور ۱۹۸۱ء ص ۹۔
33- ... "مسلمانوں کے فنون" محولا بالا ص ۱۰۱۔ عبد القیوم "تدریس نسخ" آر۔ آر۔ بک ڈپو کراچی ۱۹۹۱ء ص ۱۰۰۔
34- D.Rumes & G.Scinckel " Encyclopedia of Arts " Philosophical Libery, New York 1946, p. 1123
35- عبد القیوم "تدریس نسخ" آر۔ آر۔ بک ڈپو ... لاہور ... ۱۹۹۶ء ص ۱۱۔
36- ... [illegible]
37- ... [illegible]
1976. p.53 38- Martin Lings " The Quranic Art of Calligraphy and Illumination " London,
39- Lois Lamya Alfaruqi " Islam and Arts" Natonal Hijra Council Islamabad 1985 p.p. 50,51.
40- عبد القیوم "تدریس نسخ" آر۔ آر۔ بک ڈپو ... لاہور ... ۱۹۹۶ء ص ۱۱۔
41. Ekmeleddin Ihsanoglu,young Turks of the Art of Calligraphy; Arts & the Islamic world vol 4 No.3, 1987 London PP.76.80
42- ... "مسلمانوں کے فنون" محولا بالا ص ۱۰۲، ۱۰۳۔
43. .Rundes &n G.Seinckel"Encyclopedia of Arts."op cit,p.457
44. Ahmad Nabi Khan "Al-Mansurah.A Forgotten Arab Metropalis. Deptt of Archaeology. Karachi.p.14

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

45.Dr.F.A.Khan "Bhanbore" Deptt. of Archaeology Karachi.p.14

46۔ شیخ محمد اکرام "آبِ کوثر" ص ۶۲۔۶۵
47۔ سید علی ہجویری "کشف المحجوب" مترجم سید محمد احمد قادری اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۸۰ء ص ۱۴۷
48۔ ایضاً شیخ محمد اکرام "آبِ کوثر" محولہ بالا ص ۹۱
49۔ شیخ محمد اکرام "آبِ کوثر" محولہ بالا ص ۳۹
50۔ ملا محمد قاسم فرشتہ مترجم عبدالحی خواجہ "تاریخ فرشتہ" شیخ غلام علی اینڈ سنز جلد اول ۱۹۷۴ء ص ۱۵۴
51۔ ملا محمد قاسم فرشتہ "تاریخ فرشتہ" محولہ بالا ص ۲۱۷
52۔ ایضاً ص ۱۵۳
53۔ [illegible] "تاریخ فرشتہ" محولہ بالا ص ۲۱۷
54۔ ملا محمد قاسم فرشتہ "تاریخ فرشتہ" محولہ بالا ص ۳۶۹
55.W.E.Begley "Monumental Islamic Calligraphy from India "Islamic Foundation Villa Park, Illonis New York 1985.p.48
56۔ انجم رحمانی "پنجاب کی اسلامی خطاطی" الوقار پبلی کیشنز لاہور ۱۹۷۶ء ص ۷
57۔ شاہنواز خان مترجم محمد ایوب قادری "مآثر الامراء" جلد دوم مرکزی اردو بورڈ لاہور ۱۹۷۰ء ص ۲۵۸/۲۵۷
58۔ شیخ محمد اکرام "رود کوثر" [illegible] ادارہ ثقافت اسلامیہ [illegible] لاہور ۱۹۹۰ء ص ۳۲۱
59۔ [illegible] "قرآنی اوراق" سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد دوم شمارہ ۳ [illegible] ص ۸۳۳
60۔ [illegible] "تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند" [illegible] ص ۳۳۳
61۔ ایضاً ص ۳۳۴
62۔ ایضاً ص ۳۳۶
63۔ شیخ محمد اکرام "آبِ کوثر" [illegible] ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۹۰ء ص ۲۶
64۔ [illegible] ص ۱۴۲
65۔ ملا محمد قاسم فرشتہ "تاریخ فرشتہ" محولہ بالا ص ۱۵۳
66.Anjum Rehmani "Introduction to Manuscripts Gallery of Lahore Museum, Lahore Museum Lahore. 1998.p.9
67۔ سید انور حسین نفیس رقم "[illegible]" سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد دوم ص ۹۲۹
68۔ [illegible] "[illegible]" [illegible] ۱۹۹۱ء ص ۹۱
69۔ راقم الحروف نے موصوف کے [illegible] سے یہ معلومات براہِ راست حاصل کر کے گفتگو کی ہے۔
70۔ [illegible] کے [illegible] موصوف نے خوش نویسی کی اصلاح لی تھی۔
71۔ [illegible] محولہ بالا ص ۱۰۰
72۔ [illegible] "قرآن کریم کا [illegible]" روزنامہ جنگ [illegible] ۱۹۸۳ء
73۔ ایضاً
74.Dr.Muhammad Iqbal Bhutta "Abdul Rashid's Rare Manuscript in the Collection of Lahore Museum "Lahore Museum Bulletin vol-II July Dec. 1989 No.2 Lahore.pp.52-59

75۔ [illegible] "تذکرہ خوشنویسان" محولہ بالا ص ۵۲
76۔ [illegible] "[illegible]" [illegible] جلد اول ص ۸۵
77۔ سید انور حسین نفیس رقم "خطاطانِ قرآن" قرآن نمبر سیارہ ڈائجسٹ محولہ بالا ص ۸۰۹
78۔ ایضاً
79۔ [illegible] ص ۱۹
80۔ [illegible] ۱۹۴۲ء میں وفات پائی [illegible]
81۔ [illegible] لاہور ۱۹۰۲ء ص ۵۵
82۔ سید انور حسین نفیس رقم "خطاطانِ قرآن" سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر محولہ بالا ص ۸۲۰
83۔ [illegible] ۱۹۹۲ء میں وفات پائی [illegible] راقم الحروف نے موصوف سے ملاقات کر کے یہ حالات لیے۔
84۔ راقم الحروف نے [illegible] کی تصدیق [illegible] کی۔
85۔ [illegible] ۱۹۸۵ء ص ۳۵۳
86۔ [illegible]
87۔ [illegible]
88۔ [illegible] لاہور [illegible] تھی۔
89۔ سید انور حسین نفیس رقم "خطاطانِ قرآن" محولہ بالا ص ۸۰۶
90۔ [illegible]
لاہور ص ۳
91۔ [illegible] ۱۹۶۰ء
92۔ انجم رحمانی "[illegible]" محولہ بالا ص ۲۵۵
93۔ سید انور حسین نفیس رقم "خطاطانِ قرآن" سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد دوم محولہ بالا ص ۸۱۹
94۔ [illegible] ۱۹۷۹ء ص ۳۳
95۔ [illegible] ۱۹۶۹ء ص ۲۳۹
96۔ سید انور حسین نفیس رقم "خطاطانِ قرآن" سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد دوم محولہ بالا ص ۸۰۲
97۔ [illegible] محولہ بالا ص ۲۳۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

98۔ [illegible]
99۔ [illegible]
100۔ [illegible]
101۔ [illegible]
102۔ [illegible]
103۔ [illegible]
104۔ [illegible]
105۔ [illegible]
106۔ [illegible]
107۔ [illegible]
108۔ [illegible]
109۔ [illegible]
110۔ ایضاً
111۔ [illegible]
112۔ [illegible]
113۔ [illegible]
114۔ [illegible]
115۔ [illegible]
116۔ [illegible]
117۔ [illegible]
118۔ [illegible]
119۔ [illegible]
120۔ [illegible]
121۔ [illegible]
122۔ [illegible]
123۔ [illegible]
124۔ [illegible]
125۔ [illegible]
126۔ [illegible]
127۔ [illegible]
128۔ [illegible]
129۔ [illegible]
130۔ [illegible]
131۔ [illegible]
132۔ [illegible]
133۔ [illegible]
134۔ [illegible]

135- Dr. Muhammad Iqbal Bhutta"Epigraph of Masjid Kharasian-The Earliest Extent Nastaliq Stone Inscription From Lahore. Lahore Museum Bulletin, Vol.III No.2 July _ Dec 1990. pp. 78-86

136- Hadyat Ullah Sidiqui" Aratalngue of Quranic Manuscripts in the National Musuem of Pakistan Karachi. Deptt. of Archaeology & Museums Govt of Pakistan Karachi 1972 p.49

137۔ [illegible]
138۔ [illegible]
139۔ [illegible]
140۔ ایضاً
141۔ [illegible]
142۔ [illegible]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

لاہور میں خطاطی سکھانے کے مراکز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلامی خطاطی سکھانے کی ابتداء

ایک نسل سے دوسری نسل تک علم منتقل کرنے کو سائنس آف ایجوکیشن کہتے ہیں۔ بعض لوگ تعلیم کے مفہوم کے معنی محض پڑھنے اور پڑھانے کے عمل کو لیتے ہیں لیکن تعلیم کے وسیع تر مفہوم میں نہ صرف سیکھنا سکھانا، بلکہ اس کے ثقافتی حوالے سے اس کے اثرات کو جاننا بہت ضروری ہے اور کسی بات کو سمجھنے اور سمجھانے کے لیے تقریر کے علاوہ تحریر ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس لیے فن خطاطی کی تعلیم، مسلمانوں میں ایک خاص اہمیت کی حامل ہے۔

عالم اسلام سے بہت پہلے ۱۵۰۰ء سے ۲۵۰۰ ق۔م میں بھی تختیوں کا رواج تھا۔ یہ تختیاں مٹی کی بنائی جاتی تھیں۔ لاہور میوزیم کی گندھارا گیلری میں پہلی اور دوسری صدی عیسوی سے متعلق گندھارا آرٹ کے نمونوں میں مہاتما بدھ کو سکول میں لکڑی کی تختی پر لکھنے کی مشق کرتے دکھایا گیا ہے (۱) پشاور میوزیم کی گندھارا گیلری میں ایک منقش سل پر گوتم بدھ کو باقاعدہ ایسی ہی لکڑی کی تختی اٹھائے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ (۲)

کوفہ میں ابوالقاسم بلخی ۱۰۵ھ/۷۲۳ء کے مدرسہ میں کاتبوں کی تعداد تین ہزار بتائی جاتی ہے۔ (۳) ایک اور عوامی نصاب ابن التوام سے منسوب ہے کہ بچوں کے معاملے میں اپنا فرض ادا کرنے کے بارے والدین کو لازم ہے کہ وہ انہیں تیراکی، ریاضی اور کتابت سکھائیں۔ (۴) ان مدرسوں میں نہ صرف اچھے کاتب سامنے آئے بلکہ انہی کاتبوں اور خطاطوں کی وجہ سے بہت بڑے کتب خانے وجود میں آئے۔ ہر بڑے کتب خانے میں سینکڑوں کی تعداد میں کاتب موجود رہتے۔ جو نہ صرف کتابوں میں اضافہ کا سبب بنتے بلکہ ان کے بہت سے شاگرد انہی کتب خانوں سے تحصیل علم کرتے۔ مسلم فن خطاطی کی نمو میں اسلامی جذبہ کارفرما ہے۔ (۵) اسلام میں تعلیم کا مقصد خدا کو جاننا اور اس کی تعریف کرنا دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اس کی تعریف کرنا۔ حدیث ہے کہ "طالب علم نبیوں کا وارث ہوتا ہے" اسلام میں تعلیم کا مقصد خدا کو جاننا اور اس کی تعریف کرنا، دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اس کی تعریف کرنا۔ سائنس ہو کہ آرٹس، علم جفر ہو یا علم اشکال، جغرافیہ ہو یا آثار قدیمہ، کسی بھی علم کا حصول خطاطی کے بغیر ممکن نہیں۔ اگر کوئی مسودہ خوبصورت الفاظ کے قالب میں ڈھل کر ہمارے سامنے نہ آئے تب تک علم کا حصول ممکن نہیں اور اگر کسی علم میں دینی اور مذہبی پہلو بھی ہو تو اس کا سیکھنا اور سکھانا عبادت کی حدوں کو چھونے لگتا ہے۔ (۶) جہاں مسلم خطاطوں نے مساجد، مزاروں، اور درس گاہوں کو قرآنی خطاطی سے سجا کر آموزگان خطاطی کو مختلف مکاتب مہیا کیے وہاں پہلی صدی ہجری چھٹی صدی عیسوی سے ہی مسلمانوں کا اسلام کے ساتھ لگاؤ اور خطاطی کے ساتھ محبت کا ثبوت یہ بھی ہے کہ آج ہر مسلم گھرانے میں کسی نہ کسی خطاط کا لکھا ہوا مطبوعہ یا غیر مطبوعہ قرآن کریم موجود ہے۔ جس کی ہر طرز حیران کن ہے۔ ہر خطاط قرآن، اس کی کتابت روح کی گہرائیوں سے مقدس فریضہ سمجھ کر کرتا ہے یہاں آرٹ آرٹسٹ کی نسبت زیادہ اہمیت کا حامل ہے بہت سے خطاط قرآنی مخطوطات پر محض ادب کے لحاظ سے اپنا نام نہیں لکھتے تھے۔ مگر بعض نے بڑے اہتمام سے نام کے ہمراہ دیگر معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ اس فن میں استاد کا درجہ انتہائی معتبر ہوتا ہے اسلامی خطاطی ساتویں صدی عیسوی کے وسط میں اور ہجرت کے تیس سال بعد شروع ہوگئی۔ (۷) اس دور میں حضرت علی خطاط تھے جن کے بارے میں حضور نے فرمایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''انا مدینہ العلم ، علی بابھا''

''میں علم کا شہر ہوں تو علی اس کا دروازہ''

اس طرح تمام مسلم خطاطین کا روحانی رشتہ حضرت علیؓ سے ہے۔ (۸) اور شاید یہ فضیلت بھی خطاط ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ نے عطا فرمائی۔ کاغذ کی ایجاد سے مسلمانوں نے ۱۳۳ھ/۷۵۰ء میں اس فن کو اور بھی وسعت دی۔ اس طرح خطاطی کے ذریعے تعلیم کو مزید وسعت دی گئی اور دوسری صدی ہجری اور آٹھویں صدی عیسوی میں خطاطی مسلم دنیا میں پھیل گئی اور اس کے مختلف سکول وجود میں آئے۔ پہلی صدی ہجری کی تحریریں گو جمالیاتی اعتبار سے اتنی خوبصورت نہیں لیکن وہ موجودہ رسم الخطوط کی بنیاد تھیں۔ مختلف ممالک میں تمام بڑے خطاطوں کے پاس ہمہ وقت کافی شاگرد جمع رہتے جوان کے کام کو آگے بڑھاتے۔ ابن خلدون کے مطابق

ع-۱

''مصری خطاطوں کے بارے مشہور ہے کہ جہاں ان کے خط بے حد پاکیزہ ہوتے ہیں وہاں بعض اساتذہ خوش نویسی بھی سکھاتے ہیں اور ہر حرف کی مخصوص وضع کے قوانین و ضوابط بتاتے ہیں اور خود اپنے شاگردوں کو بنا بنا کر دکھاتے ہیں۔ (ع-۱) جس سے اس علم کی قدر و منزلت کا پتہ چلتا ہے۔ قاہرہ میں بعض اساتذہ لوگوں کو خوش نویسی کے اصول و قوانین سکھاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ بہترین کاتب ہو جاتے ہیں۔

کیونکہ انہیں باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے اور یہ فن وہ علمی قوانین و اصول کے ذریعہ حاصل کرتے ہیں اس لیے انہیں بہترین خوش نویسی آجاتی ہے۔ (۹)

ایک اچھے خطاط کے لیے قوت مشاہدہ از حد ضروری ہے اسی قوت مشاہدہ سے حروف کے قالب کو اپنے دماغ میں اتار کر ویسا ہی بنانے کی کوشش کرتا ہے جیسا کہ ان حروف کا نقشہ اس کے دماغ پر اترا ہے۔ اسلام میں تصویر کشی کی حوصلہ شکنی کی وجہ سے مسلمانوں کے ذوق جمالیات کی تسکین خطاطی کو نئی نئی جہتیں مہیا کر کے ہوئی۔ اسلام سے قبل بھی مختلف ملکوں اور شہروں میں خطاطی سکھانے کے مراکز قائم تھے مگر اسلام کے بعد خطاطی کی تعلیم کے لیے ، مدرسہ ، خانقاہوں میں اس کے سکھانے کا رواج ہوا۔ خطاطی کا باقاعدہ مدرسہ مدینہ منورہ میں رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابن ارقمؓ کے گھر قائم کیا جہاں آپ لوگوں کو کلام اللہ پڑھایا کرتے تھے۔ آپ نے بیعت عقبہ اولی کے بعد حضرت مصعب بن عمیرؓ اور ابن ام کلثومؓ کو مدینہ بھیجا تاکہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں۔ وہاں مسجد نبوی میں درس قائم ہوا اور اس کام کی نوعیت کے اعتبار سے لفظ ''تکتیب'' سے لفظ کتاب یا مکتب بنا اور بعد میں اس لفظ کی اصل کو فراموش کر دیا گیا (۱۰) رفتہ رفتہ ''مکتب'' کا اطلاق عام تعلیمی اداروں کے لیے بھی ہونے لگا۔ اسلام کی فتوحات کے ساتھ ساتھ فن خطاطی نے بھی ترقی کی منازل طے کیں۔ سفیان بن امیہ اور ابوقیس بن عبد مناف مکہ کے اولین باشندے تھے جنہوں نے قرآت اور کتابت کا فن سیکھا (۱۱) عربوں میں سب سے پہلے جس شخص نے اس فن کو پیشے کے طور پر اپنایا وہ وادی القریٰ کا باشندہ تھا جس نے علاقے میں لوگوں کو قرآت اور کتابت کی تعلیم دینی شروع کی (۱۲) جس سے اس فن کو متعدد افراد نے سیکھا ظہور اسلام کے وقت قریش میں صرف ۱۷ ایسے افراد تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے اسی طرح لکھنے پڑھنے کی مذہبی اور سیاسی ضرورتوں کے تحت حوصلہ افزائی کی گئی جس کے نتیجہ میں بیشتر اصحاب پیغمبر اسلام کے کاتب کے فرائض انجام دیتے تھے جن کی تعداد ۴۲ تک پہنچتی ہے۔ (۱۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرأت اور کتابت سکھانے کا اہتمام عام طور پر اساتذہ فن کے گھروں ہی میں ہوتا تھا۔ پروفیسر فلپ حتی نے لکھا ہے کہ ''ابتدائی مدرسہ کے نصاب میں قرآن مجید اہم ترین درسی کتاب تھی اور پڑھانے کے ساتھ ساتھ اسے لکھنا بھی سکھایا جاتا تھا۔(۱۴)''

اسلام کے ابتدائی دور میں خطاطی سکھانے کا رواج ہو چکا تھا اس کے باقاعدہ مدارس کے بارے میں Gold Ziher کے حوالے سے ڈاکٹر شلبی نے لکھا ہے۔

(۱) رسول کریم کی ایک زوجہ محترمہ ام سلمہؓ نے ایک معلم کاتب سے کہلوایا کہ وہ مدرسے کے کچھ بچوں کو بھیج دے جو اون صاف کرنے اور کاتنے میں ان کا ہاتھ بٹا سکیں۔

(۲) عمر بن میمون نے ۶۹۶ء نظر بد سے محفوظ رہنے کے لیے ان وظائف کی تفصیل بتائی ہے جو صحابی سعد بن ابی وقاص اپنے بچوں کو بتاتے تھے کیونکہ معلم ان بچوں کو صرف کتابت کی تعلیم دیتا تھا۔

(۳) ابن عمر اور ابوسعید ایک مرتبہ ایک کاتب کے قریب سے گزرے اور لڑکوں کو مخاطب کیا۔(۱۵)

صحابیہ ام الادراؤ ایک لڑکے کو پڑھنے اور لکھنے کے لیے ایک تختی پر کچھ حکیمانہ اقوال لکھ دیا کرتی تھیں۔(۱۶)

ہارون الرشید کے زمانے میں بیت الحکمہ میں علان الشعوبی الواقدی (متوفی ۲۰۸ھ/۸۲۳ء)، محمد بن سعید، عیسائی طبیب حنین بن اسحاق، آزرق محمد بن الحسن بن دینار الحافظ عبدالوہاب اور الجہشیاری کے کاتب امام شافعی کے بھائی احمد بن عبدوسی تھے ابن البواب ۴۱۳ھ/۱۰۲۲ء اور بہاؤالدین عضد والدولہ کے خطاطی میں استاد تھے۔(۱۷)

خطاطی سکھانے کا کام ترکی عراق، مصر، اندلس، برصغیر پاک و ہند ایران میں بڑے عروج پر رہا اور یہاں کے خطاط اجرت پر کام کرتے۔ شیخ زین الدین شعبان بن داؤد الاماری نے سب سے پہلے خطاطوں کے لیے اجازہ یا سند کا رواج ڈالا۔(۱۸) شعبان کے ہمعصر عراقی خطاطوں میں محمود الشائی، صالح آفندی سلامی (موصل) فضل اللہ آفندی اور محمد سعید النوری قابل ذکر ہیں۔(۱۹)

ایک اچھے طالب علم کی قوت مشاہدہ اتنی ہو کہ وہ خوبصورتی اور بدصورتی کو ممیز کر سکے۔ ابن خلدون ایسی خطاطی کے سخت خلاف ہے جو ایک خاص مقصد یا معنی پیش کرتی ہو وہ اسی خط کو ترجیح دیتا ہے جو اسلام کے قریبی دور میں تھا۔ ابن خلدون نے یہ نہیں بتایا کہ اس فن کو کیسے سیکھا جائے اس مقصد کے لیے کتاب آداب املا والاستملا جو عبدالکریم ابن محمد السمعیانی نے مرتب کی سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔ یہ کتاب خاص طور پر اس لحاظ سے اہم ہے کہ ایک تو یہ چھٹی صدی ہجری/ بارہویں صدی عیسوی میں لکھی گئی۔ سمعیانی کی وفات ۵۶۲ھ/۱۱۶۷ء کے وقت فن خطاطی عالم اسلام میں بام عروج پر تھا۔ اس کتاب کا ناصحانہ انداز اس کی دوسری خوبی ہے مصنف اس میں اپنے آپ کو ایک طالب علم ظاہر کرتا ہے۔ یوں آموزگان خطاطی اس ناصحانہ انداز السمعیانی کا نقطہ نظر آسانی سے سمجھ لیتے ہیں۔ کاغذ، قلم، سیاہی کے انتخاب کے بارے نصیحت کے بعد وہ اچھے خطاط کی خوبیاں بتاتا ہے(۲۰) حروف کے بارے میں اس کی رائے ہے کہ وہ جلی ہونے چاہئیں نہ کہ خفی(۲۱) السمعیانی کے مطابق اچھا خطاط وہ ہے جس کا لکھا ہوا ضخ اور صاف ہو اور پڑھا جا سکے۔ کوئی مسودہ لکھنے سے قبل ہر آموز خطاطی کو بسم اللہ علیحدہ سطر میں لکھنی چاہیے کیونکہ آیت قرآنی ہمیشہ مسودہ سے علیحدہ ہوگی۔ السمعیانی نے ہر حرف کے بارے ہدایات اشکال کی مدد سے دی ہیں حتی کہ اس نے نقاط کی اہمیت کے بارے میں بھی بتایا ہے(۲۲) کہ اولاً یہ علیحدہ روشنائی سے لگائے جائیں یا پھر ان کے درمیان خلا Space چھوڑی جائے پھر ایک صفحہ لکھنے کے بعد ہر طالب علم دیکھ لے کہ دوسرا صفحہ خشک ہو گیا ہے اچھی بات یہ ہوگی کہ لکھنے والا خود دیکھے اور محسوس کرے کہ آیا جو کچھ اس نے لکھا ہے وہ درست

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہے السمعیانی نے استاد شاگرد کے درمیان اچھے روابط پر زور دیا ہے۔ اس کا طرز تخاطب ایک پختہ ذہن کے آدمی والا ہے ''کتاب'' میں خطاطی کی تعلیم کے لیے طالب علموں کو سلیٹ مشق کے لیے مہیا کی جاتی غریب طلبہ بورڈ یا تختی استعمال کرتے اور اسے دھو کر دوبارہ مشق کرتے اسی طرح پھر وہ چند الفاظ مزید بتاتا اور پھر وہ اسی طریقہ پر مشق کرتے اور یہ مشقیں عموماً قرآنی آیات پر مبنی ہوتیں اس طرح ان شاگردوں کو خطاطی کی تعلیم کے ساتھ قرآن و حدیث کی تعلیم بھی مل جاتی۔ ابن جبیر (۶۱۴ھ/ ۱۲۱۷ء) لکھتے ہیں کہ بیشتر جگہوں پر قرآن کا معلم الگ ہوتا تھا اور قرأت اور کتابت کا استاد الگ۔ تلاوت قرآن کے بعد کتابت سیکھنے کے لیے طلباء کو دوسری جگہ یا دوسرے استاد کے پاس جانا ہوتا تھا۔ اس طرح وہ اچھے کاتب بن کر ابھرتے کیونکہ کتابت کا استاد کوئی اور مضمون نہیں پڑھاتا تھا۔ (۲۳)

ابن بطوطہ (۷۷۹ھ/ ۱۳۷۷ء) نے بھی یہی حالات قلمبند کیے ہیں کہ کتابت کا استاد الگ اور قرات کا استاد الگ ہوتا تھا۔ کتابت کا استاد طلباء کو شاعری اور دوسری چیزوں سے تعلیم میں مدد دیتا تھا لیکن کتاب مقدس کے احترام کی بنا پر وہ قرآن نہیں پڑھاتا تھا۔ (۲۴) ابن خلدون (۸۰۸ھ/ ۱۴۰۵ء) نے لکھا ہے کہ قرآن اور دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ کتابت نہیں سکھائی جاتی تھی اس کا ایک مخصوص معیار ہے اور جس طرح دوسرے فنون سکھائے جاتے ہیں اسی طرح قرأت اور کتابت کی تعلیم کے لیے خاص اساتذہ ہوتے ہیں۔ طلباء کے ابتدائی مدرسوں ''کتاب الصبیان'' میں قرأت اور کتابت نہیں سکھائی جاتی جو طلباء یہ فن سیکھنا چاہیں انہیں فن کے استادوں سے رجوع کرنا چاہیے۔ (۲۵) مائیکل ہملٹن مملوک یروشلم میں لکھتے ہیں۔

"Students had to learn, and teachers of calligraphy were paid for their labour, though teaching does not seem to have been a road to fortune, some calligrapher doubled as book dealers, selling what they produced and often employing other scribe. Although primarily patronage, could pay lavishly it was rarely a secure living dependent as it was upon a patron, fortune, taste and passion for the art. Commitment could be mutable, moral, professional, self-discipline, The long years of diligent application had passed before a student could hope claim proficiency in the most exalted of Islamic arts. As the teachers and lectrurers (Sing mudaras) gathered with their students in new residential colleges maintained by the appropriate salaries so the sufies, the shaykhs and the neophyts lived, and assembled for their devotions, in foundation variously called khanqehs ribats or zaiyas. Specilized offshoots from the Madrasa concept were centres for the study of Koran (Sing. Dar-ul-Kuran) and similarly those for the tradition of the prophet (Sing. al- Hadith)"

''شاگردوں کو خطاطی سیکھنا پڑتی تھی اور خطاطی کے استادوں کو ان کی محنت کا عوضانہ ملتا تھا لیکن خطاطی سیکھنا بجائے خود خوش قسمتی کا ذریعہ نہ تھا۔ اس لئے بعض پیشہ ور خطاط کتابوں کی خرید و فروخت اپنے شاہ پاروں کی فروخت اور اپنے کام کے لئے دوسرے لوگوں کو ملازم رکھ کے اپنی آمدنی میں اضافہ کر لیتے تھے۔ اگرچہ اس فن کی سرپرستی ابتدائی طور پر بہت نفع بخش ثابت ہو سکتی تھی لیکن ایسی سرپرستی شاذ ہی محفوظ ذریعہ آمدنی ثابت ہوتی۔ اس کا انحصار تو سرپرست کی مستقل سرپرستی اپنی خوش بختی اور فن کے مطابق اس کے جذبہ اور ذوق پر ہوتا۔ اس فن سے وابستگی بدل بھی سکتی ہے، اور یہ محض اخلاقی اور پیشہ وارانہ اور انضباطی ہو سکتی ہے۔ ایک طالب علم کو اسلامی فنون کی اس اعلیٰ ترین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاخ میں مکمل مہارت حاصل کرنے کے لئے لمبے عرصہ تک اس فن کی آبیاری کرنا پڑتی ہے۔ جن اقامتی تعلیمی اداروں میں مدرس حضرات ایسے شاگردوں کے ساتھ اکٹھے ہوتے ہیں وہیں صوفی شیخ اپنے شاگردوں کے ساتھ عبادت کے لئے رہائش پذیر ہو جاتے ہیں ایسے اداروں میں تنخواہیں مناسب ہوتی ہیں اور عرف عام میں انہیں خانقاہ، رباط یا زاویہ کا نام دیا گیا ایسے مدرسے جو قرآن کریم کی تعلیم کے لئے مخصوص ہوتے تھے دارالقرآن کہلائے اور درس حدیث کا انتظام کرتے ان کو دارالحدیث کہا جاتا تھا۔''

خدیو اسماعیل نے مشہور خطاط عبداللہ الزھدی کو مدرسہ خدیویہ میں مدرس مقرر کیا۔ احمد فواد الاول کی طرف سے ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء میں ترکیہ کے مشہور عالم خطاط عبدالعزیز الرفاعی کے ذمے مصحف کی کتابت ہوئی۔ رفاعی نے ۶ ماہ میں اس کی کتابت مکمل کی اور آٹھ ماہ اس کی تذہیب پر صرف کئے۔ (۲۷) فواد الاول نے اکتوبر ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء میں مدرسہ تحسین الخطوط الملیہ کھولا اور اس کا صدر عبدالعزیز الرفاعی کو ہی مقرر کیا اس مدرسہ میں احمد الکامل، محمد مونس آفندی زادہ اور معمار زادہ احمد علی خطاط المزحرف بھی اس مدرسہ میں خطاطی اور تذہیب کی تعلیم دیتے رہے۔ (۲۸) جب ترکیہ نے لاطینی رسم الخط اختیار کیا تو ترکی کے متعدد فنکار مصر چلے گئے جن میں حسین آفندی، رضوان آفندی، سعد آفندی، ابراہیم، فواد آفندی، خالد ارض رومی، محمد آفندی حلبی اور محمد آفندی مرزوق شامل تھے۔ ان میں سے اکثر نے قاہرہ، سکندریہ، منصورہ میں تعلیم خط کے شبینہ مدرسے کھول لیے اور پھر ۴۰ سال بعد وہی فن مصر والوں کو سکھایا۔ اس طرح یہ خطاط مصر میں فن خطاطی خصوصاً نسخ اور ثلث کی نشاۃ ثانیہ کا باعث بنے۔ (۲۹)

مقابر کے علاوہ اسلامی فن تعمیر میں غیر معمولی اہمیت کے حامل رہے ہیں۔ بادشاہوں، شاہی خاندان کے لوگوں، اعلیٰ عہدیداروں اور ان کے خاندان کے لوگوں صوفیوں اور عالموں کے مقبرے بنائے گئے یہ عمارتیں الگ الگ بھی بنائی گئیں ان میں دو یا تین کو ملا کر بھی بنایا گیا قلعوں اور خانقاہوں میں جہاں مسجدوں کا ہونا ضروری تھا وہاں مدرسوں کے ساتھ مسجدیں بھی بنائی گئیں یا اور ایسی عمارات بھی تعمیر کی گئیں جن میں مقبرہ مسجد اور مدرسہ تینوں کو یکجا کر دیا گیا۔ بعض مقبرے ایسے ہیں جن کے ساتھ صرف مسجد ہے (۳۰) ان مساجد اور خانقاہوں میں خطاطی سکھانے کا انتظام کیا گیا۔

برصغیر میں اسلامی خطاطی سکھانے کے مراکز

برصغیر میں اگرچہ اسلامی خطاطی مسلمانوں کے حملہ سندھ ۹۳ھ/۷۱۱ء کے ساتھ وارد ہوئی جو زیادہ تر کوفی آرائشی تھی جس کے نمونے ہمیں بھنبھور عجائب گھر کے مجموعہ نوادرات میں ملتے ہیں کوفی خطاطی کا یہ سلسلہ ملتان اور اس کے مضافات تک ہی محدود رہا جبکہ ۴۱۲ھ/۱۰۲۱ء میں لاہور میں اسلامی خط بذریعہ محمود غزنوی آیا۔ ظالم کوٹ سے دو زبانوں میں ملنے والا کتبہ اس کی بہترین مثال ہے۔ (۳۱) محمد بن قاسم سے قبل ۸۶ھ/۷۰۵ء میں قتیبہ بن مسلم خراسان کا والی بنا (۳۲) تو اس جگہ سے اسلامی خطاطی ترقی یافتہ شکل میں افغانستان میں غزنی سے ہوتا ہوا لاہور وارد ہوا۔ اس جگہ سب سے پہلے جو اسلامی خط وارد ہوا وہ ثلث تھا (۳۳) اس وقت لاہور میں سنسکرت کا رواج تھا۔ اس کی شہادت محمود غزنوی کے عہد کا وہ ''سکہ'' ہے جو لاہور عجائب گھر کے ذخیرہ مسکوکات میں ہے اس کے ایک طرف سنسکرت اور دوسری طرف عربی عبارت ہے بہرحال محمود غزنوی کے حملوں کے ساتھ ہی یہاں پر خطاطوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی اور یہاں پر مدرسے اور خانقاہیں قائم ہوئیں جہاں باقاعدہ خطاطی کی تعلیم دی جاتی تھی۔ غزنوی عہد میں غزنی کا باقاعدہ الحاق لاہور سے تھا جہاں غزنی اور لاہور کے علماء کی آمد و رفت جاری رہی اور اس دور میں اسلامی خطاطی کے مراکز یہاں وجود میں آتے رہے۔

"The Lahore remained the hub of floroscent artistic and building activity right from the period of the Ghaznavid." (34)

''غزنوی دور کی ابتداء ہی سے لاہور فنی اور تعمیراتی کاموں کا ایک ابھرتا ہوا مرکز بن گیا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطاطی کا لاہور سکول

خطاطی کے لاہور سکول کی بنیاد اس وقت پڑی جب سلطان محمود غزنوی نے لاہور ۴۱۳ھ/ ۱۰۲۲ء میں فتح کیا جس سے یہاں وسط ایشیائی اثرات سے لبریز خطاطی کا ورود ہوا جو اولاً خط ثلث کی شکل میں تھی۔ تمام مورخین متفق ہیں کہ محمود غزنوی (۳۸۸۔۴۲۱ھ/ ۹۹۸۔۱۰۳۰ء) علم وفن کی قدر دانی میں اپنے معاصر حکمرانوں سے آگے تھا ہر سال سلطان علماء شعراء اور کاتبوں کی امداد میں کثیر سرمایہ صرف کرتا تھا اس نے غزنی میں نہ صرف دار العلوم قائم کئے (۳۵) بلکہ اپنے زیر نگیں لاہور میں بھی مدرسے اور لائبریریاں قائم کیں اس دور میں ہر مسجد کے ساتھ کتب خانہ کا قیام لازمی امر تھا جن کی کتب زیادہ تر ماہر خطاطوں کی لکھی ہوئی تھیں۔

لاہور میں خطاطی کے اولین مدارس

سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں عروس البلاد لاہور ایک اہم فوجی اور سیاسی مرکز تھا غزنی کی علمی وادبی محفلوں میں لاہور برابر شریک رہا اس عہد میں ایک فوجی جرنیل ساروغ کے زیر انتظام لاہور میں باقاعدہ دفتر دیوانی قائم ہوا اور یہاں پر باقاعدہ کاغذ، قلم دوات میسر آنے لگا اس سے قبل یہاں کاغذ کی کمی تھی برہمن بھوج پتر ہی سے اپنا کام چلاتے تھے اس فوجی جرنیل نے دریائے اٹک سے لاہور تک باقاعدہ اسلامی تعلیم اور خطاطی کے مدرسے قائم کئے۔ بہت سی ہندی کتابوں کے فارسی تراجم ہوئے۔ اس دور میں کوفی سے ثلث کا سفر شروع ہو چکا تھا۔ جس کے نتیجہ میں ایک مکمل عمارتی خط وجود میں آیا جسے کوفی آمیز ثلث کا نام دیا گیا۔ یہ خط ۱۲۰۰ء سے ۱۵۰۰ء تک اپنی کسی نہ کسی شکل میں رائج رہا۔ عوفی نے ''لباب اللباب'' میں سید الکتاب جمال الدین لاہوری کو ابن مقلہ کی طرز کا مقلد لکھا ہے۔ (۳۶) اس کے علاوہ نجیب الدین ابوبکر الترمذی اور سید جمال الدین لاہوری اس دور کے اعلیٰ خطاط تھے ان ہر دو کاتبوں کے بیشتر شاگرد ہوئے۔ (۳۷) اسی دور میں لاہور ہی میں ابو حامد نامی کاتب نے ''کشف المحجوب'' کی کتابت کی جو غالباً اسلامی حکومت کے بعد لاہور میں تیار ہونے والا پہلا مخطوطہ ہے۔ (۳۸) سلطان ابراہیم غزنوی (۴۹۲ھ/ ۱۰۹۸ء) خود ایک اعلیٰ خطاط تھا اس نے خطاطی کی عملاً سرپرستی کی اور اپنے ہاتھ سے قرآن پاک کتابت کر کے مدینہ اور مکہ مکرمہ بھیجے۔

دوسرا مدرسہ

غزنوی دور کی معارف پروری اور علم نوازی کی کئی داستانیں زبان زد عام تھیں غزنی تو علم وفضل کا منبع تھا ہی لیکن اسی سلطنت کا دوسرا صوبہ اور پنجاب کا صدر مقام ہونے کے سبب لاہور بھی علماء اور فضلا کا مسکن بن گیا۔ ابراہیم غزنوی کے ایک وزیر ابونصر فارسی جو ادبی دلچسپیوں کی وجہ سے ادیب مشہور تھا علم وفضل کا مربی تھا اس نے لاہور میں ایک خانقاہ قائم کی جو اہل علم وہنر اور خطاطوں کی جائے پناہ تھی۔ (۳۹) یہ سلسلہ سلطان ابراہیم غزنوی سے چل کر بابر تک یعنی ۴۱۳ھ/ ۱۰۲۲ء تا ۹۳۲ھ ۱۵۲۵ء تک چلتا ہے اور پھر ۹۳۳۔۱۱۱۹ھ/ ۱۵۲۶۔۱۷۰۷ء تک اور ۱۱۱۹۔۱۲۷۴ھ/ ۱۷۰۸۔۱۸۵۷ء تک بہت سے نامور خطاطین نے اس سرزمین پر خطاطی کی خدمت انجام دی۔

اسی زمانہ میں بے شمار مسلم خاندان دوسرے ممالک سے تلاش معاش یا تبلیغی مقاصد کے لیے لاہور آ کر آباد ہونے لگے یہاں کے حکام کے درباروں میں علماء اور اہل فنون کی کثیر تعداد نظر آنے لگی۔ پنجاب ۴۹۴ھ/ ۱۱۰۰ء تک غزنوی سلطنت کے ماتحت رہا۔ غزنوی خاندان کے آخری تین حکمرانوں نے لاہور کو صدر مقام قرار دے کر یہیں اقامت اختیار کر لی اس دور میں جہاں دوسرے علماء صلحاء اور بزرگان دین لاہور آئے وہاں خطاطین اور دیگر علوم وفنون کے ماہرین کی جماعتیں یہاں آ کر آباد ہوئیں۔ خانقاہ ابونصر فارسی میں اسلامی تعلیم کے ساتھ ساتھ دیگر علوم وفنون کی تربیت بھی دی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتی تھی اس مدرسے کے ساتھ ایک عالی شان لائبریری بھی تھی یہاں بیش بہا کتابیں تیار ہوئیں۔ ابراہیم غزنوی کی وفات کے بعد علاؤ الدولہ مسعود تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے فرزند مشیر زاد کو پنجاب کا حاکم اور ابونصر فارسی کو نائب حاکم بنایا اور سپہ سالار مقرر کیا۔ (۴۰)

ایبک دور میں خطاطی کے مراکز

غزنوی خاندان کے زوال کے بعد محمد غوری نے لاہور کی حکومت حاصل کی تو قطب الدین ایبک کو فتوحات ہند کا وائسرائے مقرر کیا۔ اس کے دور میں لاہور علوم وفنون میں اس قدر ترقی کر چکا تھا کہ ایبک دور میں جب فخر مدبر نے اپنی کتاب ''شجرہ انساب'' بارہ سالہ محنت اور ایک ہزار کتب کے مطالعہ سے لاہور میں تالیف کر کے قطب الدین ایبک کو پیش کی۔ (۴۱) ایبک نے حکم دیا کہ اس کتاب کا ایک نسخہ خاص اہتمام سے شاہی کتب خانہ کے لیے تیار کرایا جائے۔ یہ واقعہ جہاں ایبک کی علم پروری کی روشن دلیل ہے وہاں یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ اس زمانہ میں لاہور میں اس قدر کتب خانے موجود تھے جہاں فخر مدبر کو اپنے مطلب کی ایک ہزار کتابیں میسر آ گئیں اور ظاہر ہے کہ اتنی لائبریریوں کے لیے مخطوطات تیار کرنے کا کارخانہ یہاں موجود ہوگا۔ (۴۲) اس کارخانے میں صدہا خوش نویس مخطوطات تیار کرتے ہوں گے۔

التمش کے دور میں خطاطی کے مراکز

التمش (۶۰۷-۶۳۳ھ/ ۱۲۱۰-۱۲۳۶ء) علماء وفضلا کا قدر دان اور مربی تھا بلکہ خود بھی ایک عالم فاضل اور نابغہ روزگار خطاط تھا اس کے دور میں نہ صرف خطاطی کی شاہانہ سرپرستی کی گئی بلکہ اس کا بیٹا ناصر الدین محمود (۶۴۴-۶۶۴ھ/ ۱۲۴۵-۱۲۶۵ء) قرآن پاک کی کتابت کے ذریعے اپنی روزی مہیا کرتا تھا۔ غیاث الدین بلبن بھی علوم وفنون کا مربی ثابت ہوا اس کا بیٹا شہزادہ محمد سلطان اور اس کے مصاحب امیر خسرو بھی اچھے خطاط تھے۔ یہ دونوں لاہور کے قریب دریائے راوی کے کنارے منگولوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے منگولوں نے شہزادہ محمد کو شہید کر دیا۔ اس دور میں لاہور اور دہلی میں اعلیٰ خطاطی کی روایات کو فروغ حاصل ہوا۔ التمش نے دو مدرسے معزیہ اور ناصریہ قائم کئے جن میں عربی فارسی قرآنی تعلیمات کے ساتھ ساتھ خطاطی کی تعلیم بھی دی جاتی تھی سلطان کی تقلید میں اس کے صوبائی گورنر بختیار خلجی نے رنگپورہ بہار میں اس قسم کا ایک مدرسہ قائم کیا۔

برصغیر میں یہ روایت جاری رہی گولکنڈہ میں سلطان محمد علی قطب شاہ ترویج علوم میں عالی مرتبہ رکھتا اس نے حیدرآباد کے وسط میں چار مینار کی عمارت اور مسجد تعمیر کی یہ ایک بہت عظیم الشان مدرسہ تھا اور اس میں مصلحین و متعلمین رہتے تھے اس کے علاوہ سلطان نے اور بھی بہت سے مدرسے اور علوم وفنون کے مراکز قائم کئے ایک مدرسہ حیدرآباد کے مضافات میں بھی تعمیر کیا ان بڑے مدارس کے علاوہ جنوبی ہند میں بے شمار ابتدائی مکاتب بھی موجود تھے۔ جو استادوں کے مکانوں میں قائم ہوتے تھے ان مکتبوں میں شاگرد آلتی پالتی مار کر بنچ یا چٹائی پر بیٹھتے تھے اور سرکنڈے یا واسطین کے قلم سے کاغذ پر لکھتے تھے (۴۳) کاغذ زیادہ تر چین سے درآمد کیا جاتا تھا۔ لیکن وہ یورپی کاغذ کے مقابلے میں اچھا نہ ہوتا یورپ کا کاغذ صاف اور پتلا تھا قرآن اور فارسی کی تعلیم زیادہ تر مسلمان حاصل کرتے تھے۔ (۴۴)

شہاب الدین غوری کے زمانے میں ایبک نے علم وفن کی جو سرپرستی کی اور یہاں پر مدارس قائم کئے۔ جس کے نتیجہ میں ایک عمارتی خط کوفی آمیز ثلث وجود میں آیا۔ یہ ۵۹۷ سے ۹۰۶ھ/ ۱۲۰۰-۱۵۰۰ء تک عمارتی خطاطی کے طور پر رائج رہی جس کی مثال دہلی میں مسجد قوۃ الاسلام، التمش کا مزار اور اجمیر شریف میں مسجد اڑھائی دن کا جھونپڑا ہے۔ ایران عراق اور مصر میں بھی یہی خط رائج تھا۔ التمش محمد تغلق ناصر الدین محمود وغیرہ نہ صرف خود اعلیٰ خطاط تھے بلکہ خطاطوں کے سرپرست بھی رہے۔ بقول مستفیض الرحمٰن۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"In medieval times all over the muslim world the art of calligraphy was taught in the educational institutions as a compulsary subject. Moreover, the prespective students could have special lessons from master calligraphers." (45)

"قرون وسطیٰ میں دنیا بھر کے اسلامی ممالک میں خطاطی کو تعلیمی اداروں میں ایک لازمی مضمون کے طور پر پڑھایا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں متوقع طالب علم فن خطاطی کے استادوں سے خاص عملی ہدایت بھی لے سکتے تھے۔"

سلطنت دور میں عمارتی خطاطی کے لیے غزنی سے لے کر قاہرہ تک عمارتی خطاطی کے لئے ایک ہی خط جسے مملوکوں اور سلجوقیوں کا نمائندہ خط قرار دیا جا سکتا ہے۔

خطاطی کے مراکز مغلیہ دور میں

سلاطین کے دور کے بعد مغلیہ دور میں بھی نہ صرف معیاری کتابوں کی کتابت کا سلسلہ جاری رہا بلکہ بہت سے خطاطین لاہور میں بس گئے بقول سری واستوا۔

"Second most important aspect of this study has been that Lahore (now in Pakistan) has emerged as a most significant nucleous of art and cultural activity as revealed from the evidence available from the manuscripts the Libraries of Indian and abroad." (46)

اس مطالعہ کا دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ لاہور (جو اب پاکستان میں ہے) آرٹ اور کلچر کا مرکز بن کر ابھرا۔ اس بات کی شہادت ان مخطوطات سے ملتی ہے جو ہندوستان اور بیرونی ممالک کے کتب خانوں میں ملتے ہیں۔

بابر سے قبل ہندوستان میں مفت تعلیم کا رواج تھا۔ طلبہ سے کسی قسم کی فیس یا اجرت نہیں لی جاتی تھی اور انہیں ابتدائی تعلیم خاص اہتمام سے دی جاتی۔ چنانچہ کوئی گاؤں ایسا نہ تھا جہاں مسجد نہ ہو اور ہر مسجد کے ساتھ مکتب ہوتا تھا اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے قصبوں میں بھی مکتب اور مدرسے تھے اور مسجد کا امام عموماً امامت کے علاوہ کتابت اور حکمت کرتا تھا۔ پنجاب کے دیہات میں یہ رواج آج بھی ہے۔ بڑے شہروں میں سرکاری سرپرستی میں مکاتب قائم تھے جن سے ہزاروں کی تعداد میں طلباء مستفید ہوتے مساجد اور صوفیائے کرام کی خانقاہیں ملک بھر میں قائم تھیں جہاں عبادت و ریاضت کے ساتھ ساتھ خطاطی اور کتب سازی پر بھی توجہ دی جاتی رہی جہاں صوفیا کے ملفوظات بڑے اہتمام سے کتابت کئے جاتے تھے۔ اس مقصد کے لیے مصارف کے طور پر بادشاہ اور امراء جاگیریں اور تعلیمی وظائف جاری کرتے۔ بابر جب ۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء میں ہندوستان پر حملہ آور ہوا تو اس کے ہمراہ وسط ایشیا بالخصوص ہرات کے فضلاء، نقاش اور خطاط بھی آئے جن کی وجہ سے لاہور میں نستعلیق کا آغاز ہوا۔ ان خطاطین میں ملا زاہد اور خود بابر قابل ذکر ہیں۔ دولت خان لودھی کی دعوت پر بابر نے دہلی پر حملہ کیا لیکن بابر کے لاہور پہنچنے پر دولت خاں اپنی دعوت سے منحرف ہو گیا اور آمادہ جنگ ہوا۔ بابر نے اسے شکست دے کر لاہور پر قبضہ کر لیا جہاں اس کے ہاتھ دولت خان لودھی کا کتب خانہ لگا جسے اس نے اپنی اولاد میں تقسیم کر دیا بابر اور ہمایوں کے عہد میں شیخ محمد منجو اور ملا سرخ کے زیر سایہ بہت سے خطاط لاہور میں کتابوں کی تیاری کا کام کرتے رہے جن کی سرپرستی اور توجہ سے فن کتابت اور کتب خانوں کی ترویج میں جن شہروں اور علاقوں کا دخل رہا ان میں لاہور سرفہرست تھا۔ یہاں بڑے بڑے علماء فضلاء اور ماہرین فن پیدا ہوئے۔ (۴۷) مولانا شہاب الدین ہروی ۹۵۲ھ/۱۵۴۵ء بابر کے عہد کے مشہور خطاط لاہور سے دہلی گئے اور حضرت نظام الدین اولیا کے مزار کے بعض کتبات لکھے۔

میرزا کامران کا دودھ بھائی محرم کوکہ کے خوبصورت نستعلیق کا مصور مخطوطہ لاہور عجائب گھر کی زینت ہے۔ (۴۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمایوں (۹۳۷ـ۹۶۳ھ/ ۱۵۳۰ـ۱۵۵۶ء) ہر وقت اپنے ہمراہ اپنا کتب خانہ رکھتا اس کے کتب خانے میں نادر کتابیں ایرانی اثرات کے تحت تیار کی گئیں جو معروف خطاطین کی خطاطی اور عظیم مصوروں کے فن کا منہ بولتا ثبوت ہیں جو آج دنیا کے عجائب گھروں کی زینت ہیں۔ دہلی میں قلعہ کہنہ کے اندر شیر منڈل کی عمارت میں اس نے ایک بڑی لائبریری قائم کی یہیں اس کی موت واقع ہوئی۔

ہمایوں کے زمانے میں (۹۳۷ـ۹۶۳ھ/ ۱۵۳۰ـ۱۵۵۵ء) میں یہاں مولانا شہاب الدین کے بیٹے کمال ابن شہاب اعلیٰ درجہ کے خطاط تھے۔ جن کی ثلث طرز میں خطاطی کا ایک نمونہ لاہور عجائب گھر کی مخطوطات گیلری کی زینت ہے۔ (۴۹) اس کے علاوہ میر منصور استر آبادی اور اس کا بیٹا مولانا قاسم، میرزا احمد حسین، مرزا حسین، خواجہ محمد مومن، مولانا شمس الدین کا شانی وابستہ رہے۔ (۵۰)

شیر شاہ سوری اور اس کے جانشین اسلام شاہ سوری کے دور میں بھی خطاطی کا عروج برقرار رہا۔ اس دور کے قلعہ رہتاس ضلع جہلم اور مسکوکات کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس خط پر بنگال کے اثرات ہیں۔ ثلث اور کوفی آمیز ثلث قلعہ رہتاس ضلع جہلم میں موجود ہیں۔ بہر حال مغلوں کی سرپرستی میں یہ فنون لاہور سے ہوتے ہوئے دہلی پہنچے۔ انہوں نے اس فن کی ترقی کے لیے بہت زیادہ اقدامات کئے اکثر مغل حکمران یا تو خود خطاط تھے یا انہوں نے ماہرین فن کو مراتب پر فائز کیا اور اساتذہ کے فن پاروں کو شاہی لائبریریوں کی زینت بنایا۔ آرائش عمارات کے لیے اس عہد میں خطاطی جس پیمانے پر استعمال ہوئی وہ اپنی مثال آپ ہے دھات، روغنی برتنوں اور روغنی ٹائیلوں، پیپر ماشی اور لکڑی کی بنی ہوئی اشیاء کے ظاہری حسن کو خطاطی کے مختلف نمونوں سے آراستہ کیا گیا۔

اکبری عہد میں لاہور میں خطاطی کے مراکز

اگرچہ اکبری دور (۹۶۳ـ۱۰۱۴ھ/ ۱۵۵۵ـ۱۶۰۵ء) میں پریس وجود میں آچکا تھا اور اس ابتدائی دور کی چند مطبوعات اکبر کے سامنے پیش کی گئیں لیکن یہاں مغلوں کی روایتی نزاکت آڑے آئی اور یہ رد کر دی گئیں دیکھا جائے تو اکبر کا فن خطاطی، نقاشی، چھوٹی تصاویر، (Miniature Painting) جلد سازی، قلمسازی، کاغذسازی، پر یہ احسان تھا اس پابندی کی وجہ سے کاتبوں کی کثیر جماعتیں ہر وقت موجود رہیں جو کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ کتابوں کی نقول مہیا کرتیں اس عہد میں ملا بلال، عنایت اللہ اور خواجہ شریف کے تحت بہت سے کاتب مخطوطات تیار کرتے۔ اکبر کو نادر کتب جمع کرنے کا جنون تھا اگرچہ وہ خود ان پڑھ تھا مگر وہ ہر رات ایک نئی کتاب، کتاب خواں سے خاص اہتمام سے سنا کرتا۔ اس کا شنیدہ علم حیرت انگیز تھا علمی مباحثوں میں بڑے بڑے علماء کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتا تھا۔ لاہور اکبر کے عہد میں ۱۴ سال دارالخلافہ رہا اور یہیں سے حکومت ہند کو کنٹرول کیا گیا اس وقت دربار شاہی لاہور میں ہونے کی وجہ سے بہت سے خطاط یہاں مقیم تھے۔ (۵۱) جو یہاں پر لائبریریوں کے لیے نادر مخطوطات تیار کرتے۔

مغلیہ سلطنت کی بنیادیں اکبری دور میں ہی مستحکم ہوئیں۔ اکبر نے ہی بچوں کے لیے کتاب خوانی کے اسباق اور لفظوں کو ملا کر پڑھنے کی طرح ڈالی اس طرح جو سبق بچے مہینوں اور سالوں میں یاد کرتے اب وہ دنوں میں ازبر کر لیتے تھے۔ قانون اکیڈیٹ (۵۲) کے اثرات کے پیش نظر مغل حکمرانوں کی دیکھا دیکھی عمائدین سلطنت نے بھی مختلف علوم وفنون کی کھل کر حوصلہ افزائی کی اکبری دور میں لاہور میں مدرسہ ہائے خطاطی قائم تھے۔ برٹش میوزیم لندن میں ایک مخطوطہ رسالہ در تاریخ خوشنویسیاں موجود ہے جس میں اکبر اعظم سے لے کر اکبر ثانی تک کے خوشنویسوں کا ذکر زمانی اعتبار سے کیا گیا ہے یہ رسالہ ۴ ابواب پر مشتمل ہے پہلے باب میں نستعلیق نویسوں کا ذکر جبکہ دوسرے باب میں شکستہ اور شفیعہ کے ماہروں تیسرے میں نساخ جبکہ چوتھا اور آخری باب شاہی مہروں کی کھدائی کرنے والے کے ذکر سے پر ہے۔ اس کے مطابق نستعلیق نویسوں میں محمد حسین کشمیری زریں قلم، میر خلیل اللہ شاہ بادشاہ قلم، جعفر علی مقید، مولانا خواجہ محمود، عبدالمجید شیریں قلم، ملا سید سمرقندی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میر فتح اللہ شیرازی، خنجر بیگ چغتائی، خان عالم، اشرف خان میر منشی، مظفر خان، عبداللہ مشکین قلم، میر صالح، میر مومن، عبدالرحیم خانخاناں، میرزا عزیز اور میرزا داراب، خواجہ سلطان علی، زین الدین کوکہ، ملا عبدالقادر، رائے منوہر، محمد شریف راجہ ٹوڈرمل، مرزا عزیز کوکلتاش، محمد یوسف کابلی حسین بن احمد چشتی میر معصوم قندھاری، حکیم رکنا، مولانا علی احمد نشانی، میر دوری اور عبدالرحیم عنبرین قلم جیسے خطاطوں کے نام مذکور ہیں۔ (۵۳)

محمد حسین کشمیری زریں قلم

اکبر کے قیام لاہور کے دوران یہ خطاط دربار سے منسلک تھا اس لیے لاہور میں موجود رہا۔ یہاں پر اس نے بہت سے شاگرد چھوڑے۔ کتبہ ہرن مینار شیخوپورہ محمد حسین نے ہی لکھا تھا۔ (۵۴) اکبر نے شاہی کاتبوں کی نگرانی میں اپنے کارخانہ جات شاہی میں ایک خاص شعبے کا اضافہ کیا جس میں کتاب سازی کے متعلق تمام جملہ فنون سکھائے جاتے تھے اس کارخانہ میں ۱۰۰ سے زائد مصور تھے اور بے شمار نقاش جو خطاطوں کے ساتھ مل کر مخطوطات تیار کرتے نتیجے کے طور پر ۱۰۵۱ھ/۱۶۴۱ء تک کتب خانہ شاہی میں چوبیس ہزار نسخے محفوظ ہو چکے تھے۔ (۵۵) محمد حسین کشمیری نے مخطوطہ ''بہارستان جامی'' لاہور میں کتابت کیا جسے بہت سے مصوروں نے مصور کیا اس کے علاوہ ''دیوان انوری'' مصور (۹۹۶ھ/۱۵۸۸ء) لاہور ہی میں تیار ہوا۔ (۵۶) جن کی نزاکت اور رعنائی لاہور میں خطاطی کی اعلیٰ روایات کی شہادت ہے۔

عبدالرحیم عنبرین قلم

محمد حسین زریں قلم کے علاوہ عبدالرحیم عنبریں قلم (۵۷) بھی اکبری دربار سے ہی منسلک تھا اس نے نہ صرف مختلف کتبات اور وصلیاں تحریر کیے بلکہ مخطوطات کی تیاری میں بھی کاتبوں کی جو جماعتیں کتابت کرتیں ان کی نگرانی کے فرائض بھی انجام دیتا تھا۔ لاہور میں عبدالرحیم الہروی عنبریں قلم کا ماحول ایک آراستہ بیٹھک تھی۔ (۵۸)

عبدالرحیم خانخانان کا کتب خانہ

مغلیہ دور میں ہر امیر کا اپنا الگ کتب خانہ ہوتا تھا۔ اکبر کے لاہور قیام کے دوران یہاں علمی، ادبی اور فنی سرگرمیاں مزید تیز ہوگئیں۔ اکبر کے اتالیق، بیرم خان کا بیٹا عبدالرحیم خانخانان جس کی فیاضی اور سخاوت نے حاتم کو بھی مات کر دیا تھا۔ لاہور ہی میں پیدا ہوا جہاں اس کے باپ کا رفیع الشان محل لاہور کے لیے باعث فخر تھا۔ (۵۹) اس نے یہاں ایک عظیم الشان کتب خانہ قائم کیا۔ جس میں سینکڑوں کی تعداد میں کاتب ملازم تھے۔ (۶۰) جو نوآموز گان کو تعلیم خط بھی دیا کرتے تھے۔ پروفیسر محمد شجاع الدین رقمطراز ہیں۔

''کتب خانہ کا ادارہ کتابت محض کتابیں تیار کرنے کا کارخانہ ہی نہ تھا۔ بلکہ اس میں نوآموز گان کو متعلقہ فنون کی تعلیم بھی دی جاتی تھی چنانچہ ہم ''مآثر رحیمی'' میں بہت سے باکمالوں کے حالات دیکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے فنون میں مہارت اسی کتب خانے میں حاصل کی۔'' (۶۱)

عبدالباقی نہاوندی میاں ندیم کے حالات میں لکھتا ہے۔

''در فن نقاشی و تصویر بعد از مانی و بہزاد او مثل او از مادر متولد شدہ بود و ایں کسب در ایں کتابخانہ و در خدمت ایں سپہ سالار نمودہ بود۔'' (۶۲)

''مصوری اور نقاشی میں مانی اور بہزاد کے بعد اس جیسا کام ماد نے کیا اور اس نے اس لائبریری اور اس سپہ سالار سے یہ کام سیکھا تھا۔''

مولانا مشفق نقاش نے یہیں سے نقاشی کی تربیت حاصل کی۔ (۶۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فن کتابت، نقاشی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصوری، جدول سازی، جلد سازی، کاغذ سازی، وصلی سازی، قلمسازی، قلمدان سازی، جیسے فنون یہاں سکھائے جاتے تھے۔ یہ لوگ متعلقہ فنون سیکھ کر اسی ادارے میں ملازمت حاصل کر لیتے تھے عبد الرحیم عنبریں قلم نے فن خطاطی یہیں سے سیکھا (۶۴) اور تکمیل تربیت کے بعد خانخاناں نے اسے ملک ملازمان شاہی میں منسلک کرا دیا۔ مزید برآں عبد الرحیم خانخاناں کے کتب خانہ میں کتابوں کی تیاری کن مراحل میں سے گزرتی اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

"The profession of a copiest being fairly profitable, literary men and scholars adopted it. Normally their daily income through copying saleable books was three to four rupees. They were also employed in libraries for transcribing books and were paid regular remuneration. They were appointed as teacher, the most reputed among them being selected for instructing princes, princesses and sons of nobles. Often the prince had more than one teacher in calligraphy each being incharge of the particular kind of hand re specialized. The calligraphists were given chart of libraries where their duty was to supervise the work of subordinate scribes engaged in copying books and look to the quality of their handwriting,the average of his mistakes and his speed, Mullah Muhammad Amin of Kashan the superintendent of library of Abdur Rahim Khan Khanan was paid monthly salery of 4 thousands rupees. In the library of Banu Ammar, at Tripoli 180 scribes worked of whom a guoup of 30 could always be seen at work day and night. In the private library of Bayasatghar, who was a calligrapher himself, 40 scribes worked under the supervision of Maulana Jafar Scribes were very often scholars of recognised status and while they served as copyists they could do their own creative work too (e.g). Ibn Saeed was a copyist of Waqdi and has written stupendous biography of Prophet." (65)

ع۔۲

چونکہ نقل نویسی کا کام نفع بخش تھا عالم فاضل لوگ اسے اختیار کرتے تھے۔ عموی طور پر قابل اشاعت کتابوں کی نقل نویسی سے بھی چار روپے روزانہ کی آمدنی ہوتی تھی۔ نقل نویسوں کو کتب خانوں میں کتب نویسی کے لئے بھی ملازم رکھا جاتا تھا۔ اور ان کا باقاعدہ مختنانہ مقرر ہوتا تھا۔ ایسے لوگوں کو بطور معلم بھی مقرر کیا جاتا تھا۔ اور ان میں زیادہ ثبوت ہے کے حامل لوگوں کو شہزادوں، شہزادیوں اور امراء کے بچوں کے لئے مختص کر لیا جاتا تھا۔ خطاطی کی تعلیم کے لئے اکثر ایک شہزادے کے ایک سے زائد اساتذہ ہوتے تھے۔ (ع۔۲) ہر استاد کا کام خاص طرز خطاطی میں تعلیم دینا ہوتا تھا۔ جس کا وہ ماہر سمجھا جاتا تھا۔ خطاط حضرات کو کتب خانوں کی ایک فہرست دے دی جاتی تھی۔ تاکہ وہ ان کتب خانوں میں کتابوں کی نقل تیار کرنے والے تحت کاتبوں کے کام کی نگرانی کریں۔ ان کی خوش خطی کے معیار کو پرکھے' ان کی رفتار اور اغلاط پر نظر رکھے' کاشانی کے ملا محمد امین' جو عبد الرحیم خان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاصب کے کتب خانے کا مہتمم تھا کہ ماہوار تنخواہ 4 ہزار روپے تھی۔ تریپولی میں ہنوعمار کے لائبریری میں 180 کاتب کام کرتے تھے۔ جن میں سے 30 کاتبوں کا ایک گروہ دن رات کام میں مصروف رہتا۔ باستغر کی لائبریری میں 40 کاتب مولانا جعفری کی نگرانی کام کرتے تھے۔ باستغر خود بھی ایک اچھا خطاط تھا۔ کتب نویس عمومی طور پر اچھی کثرت کے حامل عالم فاضل ہوا کرتے تھے۔ ایسے افراد کتب نویسی کے علاوہ وہ اپنا تخلیقی کام بھی کر سکتے تھے۔ مثلاً ابن سعید اچھا نقل نویس تھا۔ اس نے اپنے کام کے علاوہ پیغمبر اسلام کی سوانح حیات پر ایک جامع کتاب تصنیف کی۔"

جہانگیری دور کے خطاط

جہانگیر کو خطاطی اور مصوری سے اس قدر دلچسپی تھی کہ مختلف مصور اگر ایک تصویر کو بناتے تو وہ بتا دیتا کہ کون سا حصہ کس مصور کے موئے قلم کا شاہکار ہے جہانگیر کو لاہور سے دلی وابستگی تھی وفات کے بعد اس نے یہیں دفن ہونے کی خواہش کا اظہار کیا۔

پروفیسر ڈاکٹر سری واستوا لکھتے ہیں۔

"Jahangir 1605-1627 was very fond of Lahore (the second capital of the Kingdom, and , on his way to Kabul and Kashmir, held his court there." (66)

اس کے دور میں عمارات عمدہ خطاطی سے مزین کی گئیں بے شمار مخطوطات تیار کئے گئے۔ کتب خانوں میں بہت سے کاتب ملازم تھے جن میں اشرف خان اور خواجہ محمد شریف کی نگرانی میں لاہور میں کئی کاتب کام کرتے رہے جنہیں خطاطی کی تربیت دی جاتی۔ عہد مغلیہ میں چھاپہ خانوں کا رواج نہ تھا تصنیف کی کتابت کے لیے کافی کاتب میسر تھے۔ (۶۷) شاہی کتب خانوں اور امراء کے کتب خانوں میں خوشنویسوں کا مجمع رہتا۔ جن پر ایک نامور خوش نویس افسر مقرر ہوتا۔ بالکل اسی طرح جس طرح بیسویں صدی میں اخبارات کی اشاعت کے لیے ہر اخبار کے پاس سو سے زائد کاتب ملازم رہے اوران پر ایک افسر بطور ہیڈ کاتب مقرر رہتا جو ان کی قلمیں اور خطاطی چیک کر کے اخباری خطاطی کا معیار برقرار رکھتا۔ اس طرح یہ طریقہ کتب خانوں کے ملازم کاتبوں کے لیے بھی تھا۔ جہانگیر کا درباری شاعر طالب آملی لاہور کے حضرت شاہ ابو المعالی کا مرید تھا۔ شاعری کے ساتھ ساتھ خطاطی بھی کرتا۔ نور الدین لاہوری اس عہد کا نامور خطاط تھا جس کے ہاتھ کا لکھا ہوا مخطوطہ "گلستان" لاہور عجائب گھر کی مخطوطات گیلری کی زینت ہے۔ آئین اکبری کے مطابق نور اللہ، میر حسن کاتبی وغیرہ کو بھی اکبر اور جہانگیر کے عہد کا خطاط بیان کیا گیا ہے میر حسین کاتبی نے مخطوطہ فارسی رباعیات میر سید جامہ باف بقلم خفی

ع۔۳

(۹۸۳ھ/۱۵۷۵ء) میں لاہور میں لکھا۔ (۶۸) جہانگیر خود اچھا خطاط تھا اس کی لکھی ہوئی ایک وصلی باڈلین لائبریری میں موجود ہے جبکہ دوسری وصلی دہلی میوزیم میں ہے اس کی طرز تحریر کا نمونہ تحفۃ السلاطین پر بھی ہے اور انٹرنیشنل پبلک لائبریری بانکی پور میں اس کی تحریر کے نمونے موجود ہیں۔ جہانگیر نے خسرو، خرم اور پرویز کی تربیت خطاطی میں بہت اچھی طرح سے کی۔ جہانگیر سے منسوب ایک دوات میٹروپولیٹن میوزیم آف آرٹ نیویارک میں موجود ہے۔ (۶۹) (ع۔۳) جہانگیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے خواجہ شریف بن عبدالصمد شیریں قلم کو امیر الامراء کا خطاب دے کر اس کی سرپرستی کی جس کی نگرانی میں بے شمار مخطوطات تیار ہوئے۔ اس کے علاوہ مکتوب خان کی سرکردگی میں بہت سی کتابیں کتابت کی گئیں۔ (۷۰) محمود بن اسحاق شہابی الہروی عبدالکریم جہانگیری عہد کے نامور خطاط گزرے ہیں۔

لطف اللہ مہندس بن استاد احمد معمار

تاج محل آگرہ کے معمار کا تعلق لاہور سے تھا۔ اس کا خاندان بھی خطاطی میں اعلیٰ مقام کا حامل رہا ہے استاد احمد معمار کے بیٹے لطف اللہ مہندس کا ذکر خطاطان قرآن کے ضمن میں گزرا ہے۔ (۷۱) اس خاندان نے خطاطی کے فروغ کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔

شاہی قلعہ لاہور کا مکاتیب خانہ

لاہور کے شاہی قلعہ کے اندر موتی مسجد کے پاس خوشنویسوں کے لیے حجرے بنائے گئے تھے جہاں کاتب حضرات بیٹھ کر کتابوں کی کتابت کے علاوہ آنے جانے والوں کے حلیے رقم کیا کرتے تھے۔ یہ حجرے مسجد وزیر خان کے حجروں سے مشابہ ہیں ان حجروں میں کاتب اور جلد ساز بیٹھا کرتے تھے اور ان علوم کو سیکھنے کے شائقین یہاں آ کر خطاطی اور اس کے دوسرے امدادی فنون سیکھتے یہ عمارت معمور خان کے زیر اہتمام ۱۰۲۷ھ/ ۱۶۱۷ء میں بنوائی گئی تھی۔ (۷۲)

ابوالفضل کا گھر

جہانگیر ایک مرتبہ جب لاہور میں ابوالفضل کے گھر گیا تو اس نے دیکھا کہ وہاں ۴۰ کاتب قرآن و حدیث کی کتابت کر رہے ہیں۔ اس نے اکبر سے یہ شکایت کی۔ ظاہر ہے لاہور میں ابوالفضل کے گھر پر ۴۰ کاتب اعلیٰ پائے کے تھے جن کا شاگردی کا سلسلہ بھی خاصا وسیع تھا۔ یہ اکبری دور کے صرف ایک امیر کی خطاطی کے لیے سرپرستی کی دلیل ہے جبکہ دوسرے امراء علوم و فنون کی سرپرستی میں ایک دوسرے سے بڑھتے ہوئے اور لاہور میں خطاطی کی اعلیٰ روایات کے امین تھے۔

عبداللہ الحسینی کا مدرسہ

عبداللہ الحسینی ترمذ کا باشندہ تھا۔ (۷۳) اس کو دربار شاہی سے ''مشکیں قلم'' کا خطاب عطا ہوا یہ خطاط زیادہ عرصہ لاہور ہی میں رہا یہاں اس نے قلیچ خان گورنر لاہور کے لیے کئی وصلیاں کتابت کیں۔ یہ وصلیاں فقیر خانہ میوزیم اور لاہور عجائب گھر میں موجود ہیں ان کے علاوہ اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا مسجد خراسیاں لاہور کا کتبہ ۱۰۱۵ھ/ ۱۶۰۶ء جو راقم الحروف کی کاوشوں سے آج لاہور عجائب گھر کی اسلامی گیلری کی زینت ہے۔ (۷۴) ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے دو بیٹے میر مومن، میر صالح اچھے خوشنویس تھے جو شاہ جہانی دربار سے وابستہ رہے۔ جن کے علاوہ اس خطاط کے اور شاگرد یہاں موجود تھے۔ عبداللہ الحسینی کے نانا مرزا نظام الدین احمد کا قیام لاہور میں رہا بلکہ ان کا مزار بھی سوڈیوال لاہور میں اب تک موجود ہے۔ جہانگیر کے بعد شاہ جہان نے خطاطی کی سرپرستی جاری رکھی اس دور میں ایران سے معروف خطاط عماد الحسینی کا بھانجا عبدالرشید دیلمی ترکی سے ہوتا ہوا لاہور پہنچا جہاں اس کے بہت سے شاگرد ہوئے۔ (۷۵) سری داستوا کے بقول۔

''شاہ جہاں کے دور میں نہ صرف شاہ جہاں اعلیٰ خطاط تھا بلکہ اس کے چاروں بیٹے اور دو بیٹیاں جہاں آراء اور زیب النساء بلند مرتبہ خطاط تھے۔ (۷۶) ان میں سے دارا شکوہ اور زیب النساء، عبدالرشید دیلمی کے اور اورنگ زیب

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سید علی خان جواہر رقم کے شاگرد تھے۔"(۷۷)

اورنگ زیب نسخ کا عمدہ استاد تھا۔ اس نے خطاطی کو ہمیشہ دوسرے تینوں پر ترجیح دی۔ دارا شکوہ نے اکبر سے شاہ جہاں کے دور تک معروف خطاطوں کی وصلیوں کو یکجا کر کے ایک خوبصورت البم تشکیل دیا اسی طرح کا ایک اور البم اس وقت لاہور عجائب گھر کی زینت ہے۔ (۷۸) شاہ جہاں لاہور ہی میں پیدا ہوا اسے اپنی جنم بھومی سے بہت پیار تھا۔ اس شہر میں علمی و ادبی ترقی میں اس نے خاصی دلچسپی کا مظاہرہ کیا سینکڑوں چوٹی کے علماء فضلاء یہاں سے دربار شاہی پہنچے جس کی وجہ سے مدینۃ الاولیاء لاہور میں بلخ، بخارا، خراسان، ترکستان کے طالب علم کشاں کشاں یہاں پہنچنے لگے اور گلی گلی کوچے کوچے میں مکاتب قائم ہوئے ان میں سے چند اہم مکاتب مندرجہ ذیل ہیں جہاں اسلامی تعلیم کے ساتھ ساتھ دیگر اسلامی فنون کی تربیت بھی دی جاتی تھی۔

مدرسہ مائی لاڈو، درس میاں وڈا، مدرسہ میانی، مدرسہ خیر گڑھ گڑھی شاہو، مدرسہ ابوالحسن تربتی مغلپورہ، مدرسہ شیخ بہلول، مدرسہ ملا فاضل قادری، مدرسہ خواجہ بہاری۔ الغرض ۱۰۵۰ھ/ ۱۶۴۰ء میں لاہور جہاں سیاسی طور پر ایک مضبوط اور مستحکم حکومت کا دارالخلافہ تھا وہاں یہ شہر علمی ادبی اور فنون خطاطی کے اعتبار سے بھی بین الاقوامی شہرت کا حامل رہا۔

دہلی میوزیم میں شاہ جہاں کی قلمی وصلی اور چند مخطوطات رام پور سٹیٹ لائبریری میں موجود ہیں جن پر شاہ جہاں کی خطاطی کے نمونے ہیں پٹنہ میوزیم انڈیا میں شاہ جہاں کی ایام شہزادگی کی لکھی ہوئی ایک وصلی ہے جبکہ چیسٹر بیٹی لائبریری ڈبلن میں شاہ جہاں کی تحریر موجود ہے۔ "رسالہ در تاریخ خوشنویساں" میں شاہ جہاں کے عہد کے نستعلیق نویسوں کے نام درج ذیل ہیں۔

ملا باقر کشمیری۔ مقصود علی۔ محمد کاشی، حافظ عبداللہ، شکر اللہ، محمد مقیم، محمد مراد کشمیری، عبداللہ الحسینی۔ میر سید علی تبریزی، جواہر رقم، عبدالکریم، عبدالکریم القادری، عبدالرشید دیلمی اور اس کے شاگرد دارا شکوہ۔ میر حاجی سعیدائے اشرف۔ چندر بھان، شیخ بھان، خواجہ نامی عبدالرحیم فرماں نویس، شہزادی زیب النساء، جہاں آرا، جس کی تحریر "لقمان کے سو اقوال" نامی مخطوطہ پر موجود ہے جو رامپور لائبریری انڈیا میں ہے۔ (۷۹)

عبدالرشید دیلمی اور اس کا مدرسہ

عجم میں اسلامی خطاطی کی عمارت پانچ ستونوں پر کھڑی ہے یہ پانچ ستون ملا محمد حسین کشمیری، سلطان علی مشہدی، میر علی، میر عماد اور عبدالرشید دیلمی ہیں۔ (۸۰) برصغیر میں عبدالرشید دیلمی کے بعد جتنے بھی معروف خطاط گزرے ہیں ان سب کا سلسلہ تلمذ مندرجہ بالا پانچ اساتذہ پر جا کر ختم ہو جاتا ہے لاہور کے خطاطین اپنا تعلق خطاطی کے حوالے سے عبدالرشید دیلمی کی ذات سے جوڑتے ہیں برصغیر میں اس فن کے تمام مراکز یعنی لاہور، دہلی، لکھنؤ، دکن کا سلسلہ تلمذ عبدالرشید دیلمی سے ملتا ہے جس کے ماموں میر عماد کو شاہ عباس صفوی کے دور میں بوجہ تسنن و تصوف ۱۰۲۴ھ/ ۱۶۱۵ء میں ۶۳ سال کی عمر میں شہید کر دیا گیا۔ (۸۱) عبدالرشید دیلمی اپنے دیگر رشتے داروں کے ہمراہ ہجرت کر کے ترکی پہنچا۔ (۸۲) جہاں اس نے نستعلیق کو فروغ دیا وہاں سے لاہور پہنچا۔ (۸۳) شاہ جہاں میر عماد کے خط کا قدردان تھا جو کوئی میر عماد کی لکھی ہوئی وصلی شاہجہاں کو پیش کرتا تو وہ "یکصدی منصب" پاتا۔ لاہور قیام کے دوران عبدالرشید دیلمی کے متعدد شاگرد ہوئے اس طرح لاہور مرکز نستعلیق کے طور پر سامنے آیا۔ (۸۴) آج لکھنؤ سکول کے نمائندہ خطاط ہوں یا دکن یا دہلی سکول کے سب اپنا رشتہ عبدالرشید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیلمی کی ذات سے جوڑتے ہیں۔ (ع۔۴،۵) لاہور میں قیام کے بعد عبدالرشید دیلمی شاہ جہاں کے دربار سے وابستہ ہوا اور داراشکوہ اور زیب النساء کا اتالیق مقرر ہوا۔ پھر ۱۰۵۷ھ/ ۱۶۴۸ء میں مہتمم کتابخانہ مقرر ہوا۔ (۸۵) کتابوں کی حفاظت تیاری کے لیے سامان اور کاتبوں کی جماعتیں تیار کرنا اس کے فرائض میں شامل تھا (۸۶) دیلمی کے علاوہ اس عہد میں میر صالح میر مومن کتب کی تیاری پر مامور رہا۔ رشید دیلمی کی وفات بعض نے ۱۰۴۸ھ/ ۱۶۳۸ لکھی ہے۔ جو غلط ہے۔ غلام محمد ہفت قلمی نے ۱۰۸۱ھ/ ۱۶۷۰ لکھی ہے (۸۷) جو صحیح ہے عبدالرشید دیلمی کا سلسلہ تلمذ کچھ اس طرح سے ہے۔

میر سید علی — حافظ خواجہ ظہیر الدین

خواجہ میر عبداللہ

مولانا فرید الدین جعفر تبریزی

مولانا مظہر الدین اظہر

حافظ حاجی محمد

سلطان علی مشہدی

میر علی ہروی

سید احمد مشہدی — محمد حسین تبریزی

میر عماد الحسینی

عبدالرشید دیلمی

لاہور میں عہد اورنگ زیب عالمگیر کے درباری خطاط میرزا سید علی خان جواہر رقم تھے جو ہمیشہ سے رشید دیلمی سے متاثر رہے۔ اس عظیم خطاط کی وصلیوں سے آج بھی نوآموزگان خطاطی استفادہ کرتے ہیں۔ مرزا حبیب نے لکھا ہے کہ عبدالرشید دیلمی کا خط میر عماد کے پائے تک پہنچ چکا تھا۔ اور دو دانگ قلم میں عبدالرشید دیلمی کا کوئی مدمقابل نہ تھا۔ (۸۸)

مولانا ابوالبرکات منیر لاہوری کا خاندان

اسی عہد کی ایک مشہور شخصیت منشی مولانا منیر لاہوری ہیں جو ابوالبرکات منیر لاہوری کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ شخص شعروسخن یکتائے روزگار اور خوشنویسی میں باکمال تھا۔ اس کا خاندان فن خوشنویسی میں مشہور اور لاہور میں مقیم تھا۔ (۸۹) موصوف کے والد کا نام عبدالجلیل ابن حافظ ابواسحق تھا جن کی وفات (۱۰۵۵ھ/ ۱۶۴۵ء) میں ہوئی۔ ''اکبر نامہ'' کے مسودات ابوالفضل کی ہدایت پر آپ ہی نے تیار کیے۔ منیر کے دو بھائی ابوالفیض المتخلص فیضی اور ابوالفتح ضمیر تھے۔ خطاطی میں ان کے شاگردوں کی کثیر تعداد لاہور میں موجود رہی۔ (۹۰) جن میں ان کے ایک بیٹے ابوالفیض جو شاعری کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

1138

خطاطانِ لاہور کا سلسلۂ تلمذ

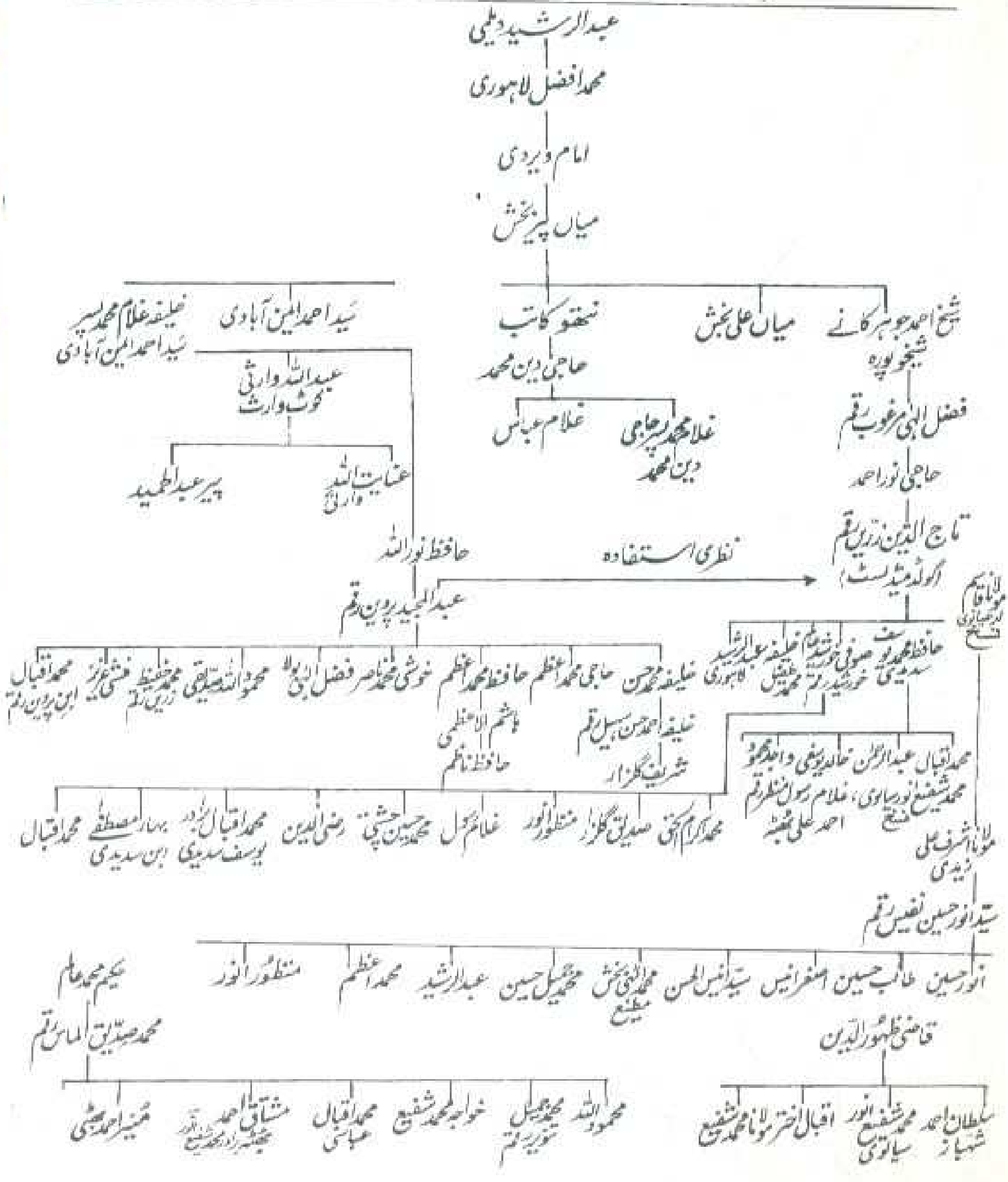

ع۔۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سلسلۂ تلمذ خطاطانِ لکھنؤ و لاہور

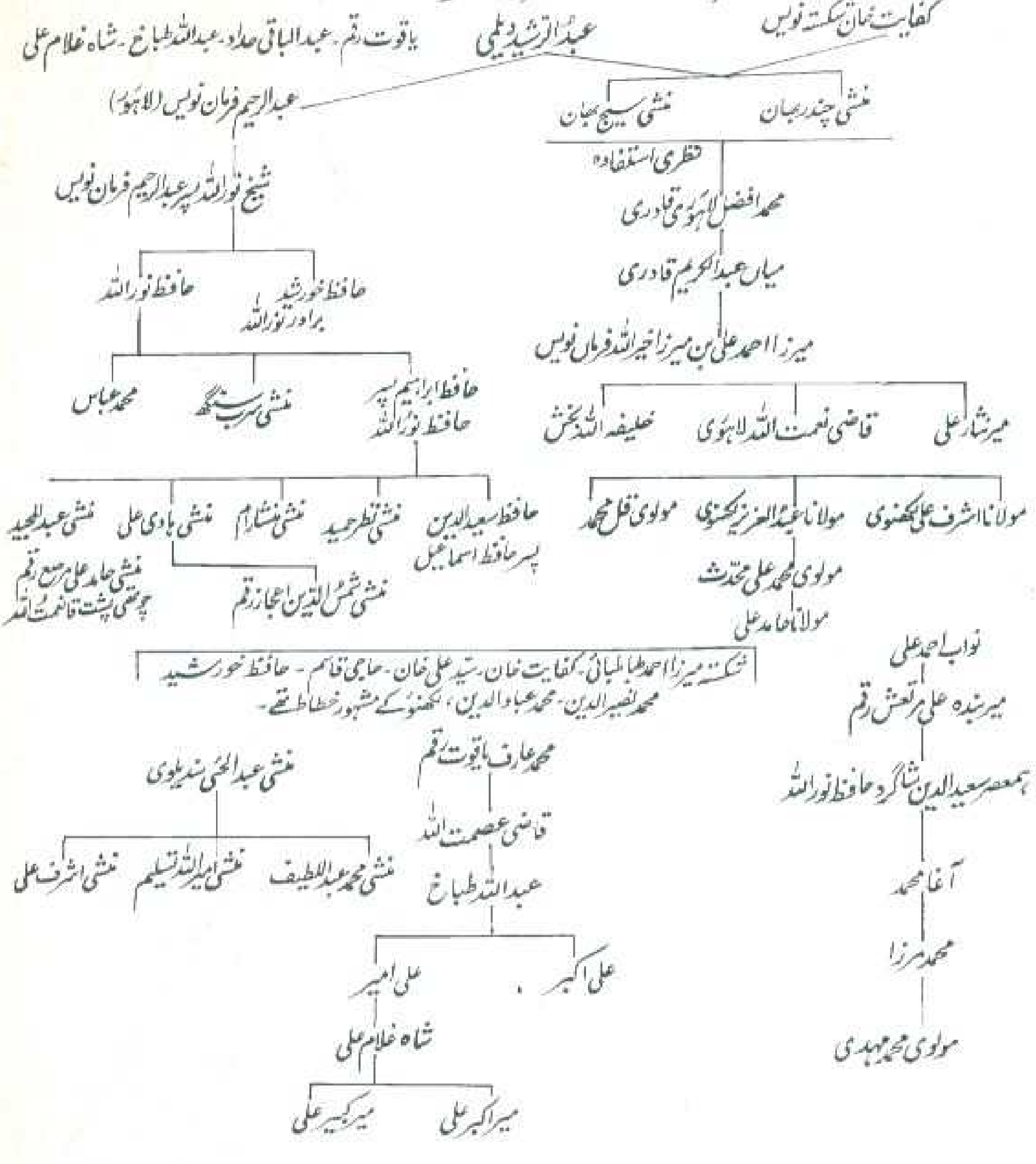

ع ۔ ۵

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ساتھ خطاطی بھی کرتے تھے۔ ان کا تخلص فیض تھا۔ جنہوں نے ایک دیوان یادگار چھوڑا خط نستعلیق نہایت عمدہ لکھتے تھے۔ ۱۰۷۰ھ/ ۱۶۵۹ء میں ان کی وفات لاہور میں ہوئی۔ (۹۱)

لاہور میں خطاطی بعہد اورنگ زیب

ع۔۶

اورنگ زیب (۱۰۶۹۔۱۱۱۸ھ/ ۱۶۵۹۔۱۷۰۷ء) علم سے بہت شغف رکھتا تھا اس نے بے شمار مکاتب و مدارس قائم کئے (۹۲) یہ شہنشاہ نہ صرف حافظ قرآن تھا بلکہ کاتب قرآن بھی تھا (ع۔۶) اس کے عہد میں لاہور میں بادشاہی مسجد سے متصل طالب علموں کی رہائش گاہ کے انتظام کے ساتھ ساتھ خطاطی سکھانے کا اہتمام بھی کیا گیا۔ اس حکمران کا وسیلہ روزگار قرآنی خطاطی رہا لاہور کا سید علی خان جواہر رقم اورنگ زیب عالمگیر کا استاد تھا۔ (۹۳) سید علی خان جواہر رقم اور ابوالفتح کامل خان کتابوں کی تیاری کے نگران بھی تھے۔ اورنگزیب نے اپنے ہاتھ سے قرآن کریم مکمل کر کے سات ہزار روپے کی لاگت سے اسے سجایا ایک نسخہ مکہ اور دوسرا مدینہ بھیجا۔ اس دور کے نسخ نویسوں میں عبدالباقی حداد، یاقوت رقم اور اس کے دو بیٹے علی اکبر اور علی اصغر اور محمد عارف شامل تھے۔'' رسالہ در تاریخ خوشنویساں میں اس کے عہد کے دیگر خطاطوں میں شمس الدین علی خان ابن سید علی، ہدایت اللہ زریں رقم، میر محمد باقر، محمد زاہد، ہدایت اللہ لاہوری، ہدایت اللہ زریں قلم جو اورنگ زیب کا درباری خطاط تھا شاہی کتابخانے کا کتابدار اور شہزادہ کام بخش کا اتالیق مقرر ہوا۔ ایک اور خطاط حاجی عصامی جسے اورنگ زیب نے روشن قلم کا خطاب دیا اسی دربار سے وابستہ تھا۔ (۹۴)

متاخر مغلیہ دور میں خطاطی

مغلوں کے دور زوال کے بعد محمد افضل لاہوری نستعلیق کے بہت بڑے استاد گزرے (ع۔۷) جن کے شاگردوں کی کثیر تعداد عبدالرشید دیلمی کی طرز نستعلیق کی مقلد تھی۔ اس عہد میں قاضی عصمت اللہ لاہوری قرآن پاک کے بے مثل خطاط تھے جو لاہور سے لکھنو چلے گئے جہاں انہوں نے دبستان لکھنو کی بنیاد رکھی۔ ان کے سکول میں میر گدائی، حافظ ابوالحسن اور میر کرم علی، حافظ مسعود، فیض اللہ خان، عنایت اللہ بروص اور میر سودا اچھے خطاط تھے ان کے علاوہ متاخر دور میں لاہور میں عباداللہ بیگ، حافظ محمد حسین لاہوری اور محمد روح اللہ لاہوری جیسے نابغہ روزگار خطاطوں نے نسخ اور نستعلیق میں کئی نامور شاگرد پیدا کئے۔ اس دور زوال میں خطاطی کی سرپرستی ختم ہوگئی اور خطاط امراء اور نوابین کے ہاں چلے گئے۔ (۹۵) اٹھارویں اور انیسویں صدی کے جو مخطوطات ہمیں ملتے ہیں ان پر عمومی طور پر پہلے کی طرح سجاوٹ نقش و نگاری سے تزئین و آرائش کا کام متروک ہوگیا مغل حکمرانوں کے دور میں فرامین، سیاحوں کے حلیے۔ روزنامچے، اخبارات، لائبریریاں جیسے ادارے کاتبوں سے بھرے ہوئے تھے کاتبوں کی جماعتیں جو یہاں ملازم تھیں نہ صرف جملہ

ع۔۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضروریات پوری کرتیں بلکہ یہاں سے عمدہ خطاطوں نے اعلیٰ شاگرد مہیا کیئے ان کتب خانوں اور دفاتر کو خطاطی کے فروغ کے لیے استعمال کیا جس سے رفتہ رفتہ اتنے خطاط پیدا ہوئے کہ مغلوں کے بعد بھی خطاطی جاری وساری رہی۔ متاخر مغل دور میں فرخ سیر کے عہد میں حاجی نامدار اچھا نستعلیق نویس تھا جس کی خطاطی کا نمونہ اورنٹیل پبلک لائبریری بانکی پور میں موجود ہے محمد شاہ کے عہد کے خطاطوں میں محمد افضل الحسینی ، محمد افضل القریشی ، محمد نعیم ۔ محمد اسلم محمد موسیٰ ۔ محمد صدیق ۔ اچھے خطاط تھے۔

احمد شاہ کے عہد کے دو معروف خطاط عماد الملک غازی الدین خان اور میرزا ارجمند معروف خوشنویس تھے۔ شاہ عالم کے عہد کے خطاطوں میں محمد عطا مرصع رقم ۔ سید اعجاز رقم خان روشن قلم ، خلیفہ سلطان ۔ شاہ عز الدین ۔ محمد عابد شاگرد عز الدین ۔ ناظم الدین شاگرد عز الدین ، شیخ نور اللہ ، حافظ نور اللہ ، حافظ خورشید میرزا محمد علی ابن مرزا خیر اللہ فرمان نویس اور اس کا شاگرد و قاضی نعمت اللہ ، خلیفہ نجات اللہ ، میر نصیر علی ، محمد علی ابن زریں رقم ، مقبول نبی خان شاگرد میرزا محمد علی ، حافظ محمد علی ۔ حافظ عبد الغنی ابن حافظ محمد علی ، حافظ ابراہیم ، حافظ بقا اللہ ابن حافظ ابراہیم ، مولوی محمد خلیل ، حکیم میر محمد حسین ، میر ابو الحسن ، میر کلن ، محمد میر غلام علی خان ۔ اکبر ثانی کے عہد کے خطاطوں میں ۔ محمد خان ، سید محمد امیر رضوی میر پنجہ کش ، آغا مرزا شاگرد میر پنجہ کش ، مرزا عباد اللہ بیگ زمرو رقم اور خواجہ غلام نقشبند خان آخری مغل تاجدار بہادر شاہ کی خطاطی کے نمونے زینت محل کے فراش خانہ اور حمام حکیم احسان اللہ خان دہلی میں موجود ہے دیگر نساخ نویسوں میں عصمت اللہ ، محمد افضل محمد عسکری مرزا فیض اللہ اور زین الدین شامل ہیں ۔ شاہ عالم کے زمانہ کے نساخوں میں عباد اللہ خان ، میر گدائی مغلپوریہ ، حافظ ابو الحسن ، میر کرم علی حافظ محمد مسعود ، عنایت اللہ ، میاں محمدی ، زین العابدین ، غلام حسین خان اور اکبر ثانی کے عہد کے نساخوں میں حکیم محمد حسین ، محمد تقی الحسینی ، میر مہدی ، میر امام علی میر جلال الدین شامل ہیں ۔ (۹۶)

مغلیہ دور زوال میں خطاطی پورے برصغیر سے سمٹ کر چار علاقوں میں اپنے علاقائی اثرات کے ساتھ برقرار رہی ۔ ان میں برصغیر میں اسلوب خطاطی کے حوالے سے لاہور سکول دہلی سکول لکھنو سکول مکاتب سامنے آتے ہیں ۔

لاہور سکول

یہ سکول زیادہ تر مغربی پنجاب سے ہی فروغ پذیر ہوئے جہاں تک خطاطی کی پرانی روایات کا تعلق تھا ۱۹۸۰ء تک پاکستان ایک واحد ملک رہ گیا جہاں خطاطی کو فروغ حاصل رہا اور یہ تمام تر یہاں سے نکلنے والے روزناموں کی وجہ سے تھا ۔ (۹۷) طلباء کو مختلف قسم کے رائج رسم الخطوط کو پڑھنا اور ان حروف کو جن کے نمونے استاد مختلف طریقوں سے حاصل کرتا ہے کو سمجھنا اور اس کی صلاحیت بھی پیدا کرنا ہوتی ہے ۔ مشترک حروف کا لکھنا دیسی تعلیم کے لیے ضروری جز تھے ۔ (۹۸) ان دیسی سکولوں میں جس منظم طریقے سے اور جتنے کم وقت میں بچوں کو لکھنا سکھایا جاتا ہے اور بڑی جماعتوں کے طالب علموں سے ان کے کسی تعلیمی نقصان کے بغیر چھوٹی جماعتوں کے کام کو جس طرح چلایا جاتا ہے وہ یقیناً قابل ستائش ہے اور انگلستان میں اس طریقہ کار کی نقل حق بجانب ہے ۔ (۹۹) انڈونیشیا اور مغرب میں یہ طریقہ نہیں ہے بجائے اس کے وہ ایک حرف کو قواعد وضوابط کے مطابق سیکھیں جو اساتذہ نے مرتب کیئے ہوئے ہیں یہاں استاد ایک مکمل لفظ لکھ دیتا ہے اور طالب علم اس کی مشق کرتے ہیں اور استاد اس وقت تک اصلاح کرتا ہے جب تک کہ وہ لفظ ٹھیک نہیں ہو جاتا ۔ (۱۰۰) جبکہ برصغیر میں مفردات کی مشق پر زور دیا جاتا ہے ۔ برصغیر میں خطاطی سیکھنے کیلئے تختی اور سلیٹ کا استعمال از منہ قدیم سے رہا ہے ۔ (۱۰۱) مغربی پنجاب کے جن علاقوں سے خطاطی کی شاخیں پھوٹ کر پورے ہندوستان کو منور کرتیں رہیں ان میں عادل گڑھ ، کوٹ وارث ، ایمن آباد ، گوجرانوالہ ، کیلیانوالہ ، سیالکوٹ ، سوہدرہ ، سمبڑیال ، جنڈیالہ ، گکھڑ ، قصور ، لاہور قابل ذکر ہیں ۔ یہ تمام علاقے مضافات لاہور میں واقع ہیں ۔ دکن ، دہلی اور لکھنو مکاتب نے بھی یہیں سے فروغ حاصل کیا ان تمام علاقوں سے کاتبوں کی اکثریت نے لاہور میں مستقلاً یا عارضی رہائش اختیار کی ۔ خطاطی کا کام لاہور سے ہی حاصل کیا جاتا جو یہ لوگ اپنے علاقوں میں جا کر کرتے ان میں سے بہت سے خطاطوں نے لاہور میں مستقلاً اخبارات کی ملازمتیں اختیار کیں جو اب تک لاہور سے بڑی تعداد میں شائع ہوتے ہیں ۔ پنجاب کے سینکڑوں کاتب مندرجہ بالا علاقوں سے متعلق ہیں جن میں غالب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ع-۸

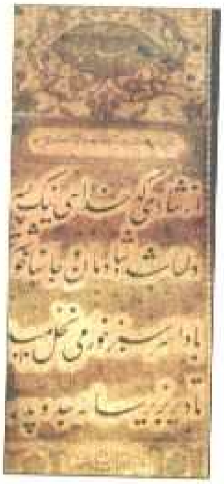

ع-۹

اکثریت ضلع گوجرانوالہ کی ہے۔(۱۰۲)

ڈاکٹر عبداللہ چغتائی اس پر مزید روشنی ڈالتے ہیں۔

''لاہور میں کاتب صاحبان کے متعدد مراکز ہیں جہاں اساتذہ سے ان کے شاگرد فن خطاطی باقاعدہ طور پر سیکھتے ہیں اور ان کی خصوصیات کو اپنی تحریروں میں پیدا کرتے ہیں۔'' (۱۰۳)

لاہور میں یوں تو بہت سے مدرسے ابتدائی غزنوی دور سے ہی خطاطی سکھانے کے مراکز کے طور پر سامنے آتے ہیں لیکن ان مدرسوں کی تفصیل سے قبل ان کے عروج کا زمانہ متعین کر لیا جائے تو یہ سمجھنے میں آسانی ہوگی کہ آج کے دبستان خطاطی نے لاہور ہی سے جڑیں پکڑیں۔ دراصل لاہور میں موجودہ وقت تک جو خطاطی جاری ہے اس کی بنیادیں ابتدائی غزنوی عہد سے پیوستہ ہیں۔ تاہم خط نستعلیق کے حوالے سے خطاطی کے لاہور سکول کا بھرپور اجراء آقا رشید دیلمی کے دور سے شروع ہوتا ہے۔(۱۰۴)

ع-۱۰

مغلوں کے دور زوال تک لاہور میں چند اعلیٰ خطاطوں نے نستعلیق کو اوج کمال تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا ان خطاطین میں آقائے ثانی محمد افضل قادری لاہوری، قاضی نعمت اللہ لاہوری، حافظ نوراللہ لاہوری (ع-۸)، مرزا عباد اللہ بیگ، ہدایت اللہ لاہوری، مولوی پیر بخش، مولوی سید احمد ایمن آبادی (ع-۹)، منشی عبدالغنی تھوکا تب (ع-۱۰)، مولوی محمد عبداللہ وارثی، شیخ احمد جوہر کانی اور منشی فضل الٰہی مرغوب رقم تھے ان میں سے قاضی نعمت اللہ، حافظ نوراللہ اور مرزا عباد اللہ بیگ نواب آصف الدولہ بہادر شاہ اودھ کے عہد میں لکھنو چلے گئے جہاں وہ ''خریطہ نگاری'' اور قاضی نعمت اللہ اور مرزا عباد اللہ بیگ شہزادوں کے اتالیق مقرر ہوئے اور اس طرح موجودہ لکھنو سکول کے بانی کہلائے۔

لاہور میں خطاطی کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز میرزا امام ویردی سے ہوتا ہے یہ عظیم المرتبت امام فن اٹھارویں صدی کے نصف آخر میں لاہور آیا جہاں امام دین گورنر کشمیر اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ع-۱۱

ع-۱۲

ع-۱۳

نوابان قزلباش کی سرپرستی میں لازوال خطاطی کے شاہکار چھوڑے۔ (ع-۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴)

یہ عظیم خطاط لاہور میں رہتا تھا۔ اور کنہیا لال کی تاریخ لاہور کی مرتب ہونے سے ۵ سال قبل اس کا انتقال ہوا۔ (۱۰۵) اس وقت اس شہر میں بڑے بڑے کاتب و خوش نویس پہلے زمانہ میں بھی تھے اور آج بھی فارسی اور عربی فارسی خط اس شہر کا ولایتوں میں مشہور تھا۔ (۱۰۶) امام ویردی کابل کا رہنے والا تھا بعض نے اسے ایرانی بھی لکھا ہے۔ جو افغانستان کے سدوزئی شاہان کے آخری زمانے میں کابل میں پیدا ہوئے اور شہزادگان میں سے ایک شہزادے شیر علی خان کی ملازمت میں رہے۔ ایوب خان نامی شخص کے ہمراہ کابل سے لاہور آئے جہاں بعض خطاطوں نے انہیں استاد تسلیم کرلیا ان خطاطوں میں منشی عبدالغنی کاتب گزرے ہیں۔ (۱۰۷) جن کا قلمی نام شیریں رقم تھا۔ قابل ذکر ہیں (۱۰۸) ہند کے ایک نواب شیر افگن جو امام ویردی کے خط کا پرستار تھا نے ایک نسخہ گلستان سعدی کا لکھوایا۔ جو کتابت کے چند سال بعد سید عثمان سید عطا محمد شاہ آغا خطاط معروف افغانی دسویں صدی کے پاس محفوظ رہا جس پر لکھا ہے۔ (۱۰۹) ''بقلم گلستان نوشتہ شدہ دارالسلطنت کابل'' اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس گلستان کی کتابت کابل میں ہوئی۔ امام ویردی امام الدین گورنر کشمیر کے وقت لاہور آئے اور ایک مسجد میں بچوں کو تعلیم خط دینے پر مامور ہوئے جہاں گورنر کشمیر کا بیٹا بھی پڑھتا تھا۔ وہیں انہوں نے ایک دن تختی پر امام ویردی سے اصلاح لی جو امام الدین کی نظر سے گزری تو انہوں نے بیٹے کو پوچھا کہ یہ اصلاح کس نے کی ہے؟ اس طرح امام ویردی کو ایک فن پرور شخص ملا (۱۱۰) پھر امام ویردی لاہور میں مرزا محمد سرور خان ولد غلام حیدر خان اور ایوب خان (۱۱۱) نامی شخص کے والد کے ہمراہ لاہور آیا۔ امام ویردی لاہور میں گورنر کشمیر نواب شیخ امام الدین کے ہمراہ رہتے تھے۔ گورنر موصوف نے لاہور میں واقعہ سوتر منڈی کی مسجد بنوائی اور اس پر امام ویردی سے لکڑی کے تختے اور درمیانی حصے پر محراب کے اوپر عین سامنے کتبات لکھوائے۔ (۱۱۲) معروف خطاط جناب سید انور حسین نفیس رقم کے پاس اس کی نقل ہے۔ (۱۳۲) یہ لکڑی کا تختہ آج بھی اس مسجد میں موجود ہے۔ سید احمد ایمن آبادی نے اپنا ایک بیٹا ان کے پاس تعلیم خط کے لیے بھیجا امام ویردی نے اس کے لیے مفردات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ع-۱۴

ابجد کی تختی لکھ دی اور سید احمد ایمن آبادی نے یہ مفردات کرنل ہالرائیڈ کے پاس ۳۰ کلدار میں فروخت کر دیئے جو اس نے انگلستان بھجوا دیں اور وہاں سے کتابچہ شائع ہوا۔ (ع-۱۵) (۱۱۳) یہ قطعات ۶ پیسہ انگریزی کے حساب سے انگلستان اور لاہور میں فروخت ہوئے۔ (۱۱۴) امام ویردی کے خط کے عشاق نے یہ کتاب دیکھی تو امام ویردی کو مطلع کیا جس سے امام مذکور سید احمد جوہر کانی سے رنجیدہ خاطر ہوئے اور ان کے بیٹے کو خطاطی سکھانے سے انکار کر دیا۔ (۱۱۵) امام ویردی کو موسیقی سے بھی شغف حاصل تھا وہ سنگساز بھی تھے۔ فارسی جلی لکھتے تھے ان کے جلی نمونے آج بھی مختلف جگہوں پر خطاطی کی تاریخ رقم کر رہے ہیں۔

امام ویردی کا انتقال لاہور میں ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء میں ہوا۔ (۱۱۶) اور مومن پورہ میکلوڈ روڈ کے قبرستان میں دفن ہوئے ان کے معاصرین میں ایک صاحب پیر بخش تھے جنہوں نے رنجیت سنگھ کے لیے کریما جلی کا نسخہ مطلا مذہب تیار کیا امام ویردی کو لاہور کے خوشنویسوں کا سرخیل کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ آج کل جتنے بھی خوشنویس لاہور میں موجود ہیں اور کام کر رہے ہیں سب کا سلسلہ تلمذ امام ویردی سے اور پھر آقائے ثانی محمد افضل قادری سے ہوتا ہوا عبدالرشید دیلمی کی ذات سے مل جاتا ہے انیسویں صدی میں امام ویردی سے بہتر خوشنویس کوئی نہ تھا اگرچہ اس دور میں پریس عام تھے مگر خوش قسمتی سے صدیوں سے یہاں خطاطی کی جو نشو ونما ہو رہی تھی قائم رہی۔ پریس کی ایجاد نے کسی قدر قدیم قسم کے کاتبوں میں تبدیلی پیدا کی اور اکثر کاتب جو بلند پائے کے تھے کام کرتے رہے ان میں دہلی میں میر پنجہ کش اور لاہور میں امام ویردی کا مقام اونچا ہے افغانستان میں امام ویردی کے قطعات اتنے میسر نہیں جتنے کہ لاہور میں ہیں افغانستان میں ایک قطعہ قلمی اور ایک قطعہ خط ناخن میں کتابخانہ مرحوم سید صدیق خان گوہری مزار شریف میں موجود ہے ایک اور قطعہ قلمی جو لکڑی کی تختی پر ہے زیارت سخی علی آباد کابل میں موجود ہے ایک قطعہ جلی کتابت میں کتابخانہ ملی ایران میں موجود ہے (۱۱۷)

ع-۱۵

لاہور میں ان کے لکھے ہوئے قطعات مساجد اور قبروں کے کتبوں کی صورت میں محفوظ ہیں جن میں مومن پورہ کا قبرستان، اور لاہور کی سوتر منڈی کی مسجد حمام والی اور بی بی پاکدامن کے احاطے میں مدفون نواب امام الدین شیخ کی والدہ کی قبر کا کتبہ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔(۱۱۸) نواب شیخ امام الدین کی قبر مزار حضرت داتا گنج بخش کے احاطہ میں تھی لیکن اب مسجد میں توسیع کے باعث وہ کتبہ ضائع ہو چکا ہے بعض اداروں اور لوگوں کی ذاتی ملکیت میں بھی ان کے لکھے ہوئے قطعات موجود ہیں لاہور عجائب گھر میں اور ڈاکٹر سیف الرحمن ڈار کے پاس دو دو قطعات ہیں۔ نیشنل میوزیم کراچی میں مخطوطہ گلستان بعض قطعات ان کے نام کی شہرت کی وجہ سے جعلی تیار کئے گئے ان کے علاوہ نوابان قزلباش کے امام باڑہ واقعہ چوک نواب صاحب میں میرزادہ صاحب کے لکھے اور کندہ کئے ہوئے لکڑی کے بڑے بڑے قطعات بھی ہیں ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی گلستان میو سکول آف آرٹس موجودہ نیشنل کالج آف آرٹس میں شاہ ایران کی آمد کے موقع پر نمائش میں رکھی گئی تھی۔ میر زادہ صاحب خود لکھتے خود ہی نقاشی کرتے اور خود ہی پتھر کھودتے تھے۔

میاں علی بخش مرحوم فرماتے ہیں کہ امام ویردی کو خطاطی کا اس قدر شوق تھا کہ وہ کابل کی ایک مسجد جو سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھی روزانہ قلم دوات لے کر چلے جاتے اور فرش اور دیواروں پر جہاں تک ہاتھ جاتا مشق کرتے اور نمازیوں کے آنے سے قبل اس جگہ کو دھو کر صاف کر دیتے لاہور میں ان کے بے شمار شاگرد ہوئے جن میں میاں علی محمد عرف میاں علی بخش مولوی شیخ سید احمد جوہر کانی منشی عبدالغنی نتھو وغیرہ قابل ذکر ہیں رائے صاحب منشی گلاب سنگھ نے اپنے چھاپہ خانہ (موجودہ گورنمنٹ پریس) میں ملازم کاتبوں کو ہدایت کر رکھی تھی کہ وہ امام ویردی سے اصلاح لیا کریں۔ وفات کے وقت موصوف کی عمر ۹۰ سال تھی ۱۸۸۰ء میں وفات کے حساب سے ان کی پیدائش کابل میں ۱۲۰۵ھ/ ۱۷۹۰ء میں ہوئی ان کی گلستان سعدی کا کتابت شدہ نمونہ آدھا حصہ کراچی کے قومی عجائب گھر میں جب کہ باقی ماندہ شاہی قلعہ لاہور میں موجود ہے اور موصوف کا مکتوبہ ''مناجات عبداللہ انصاری'' شاہی قلعہ لاہور میں موجود ہے۔

آریانہ کے مقالہ نگار میرزادہ صاحب کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ دراصل میرزادہ صاحب خود بھی نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا تھے۔ میرزادہ صاحب کی وفات کے موقع پر ۱۹ فروری ۱۸۸۰ء میں لکھنو کے اخبار اودھ نے لکھا۔

سید ناصر علی شمس رقم

پنجابی اخبار لاہور سے یکتائے زمانہ خوشنویس یگانہ امام ویردی مشہور خوشنویس میں اپنے وقت کے امام تھے اور میر پنجہ کش دہلوی کے قائم مقام تھے۔ (۱۳۹)

میرزادہ صاحب کا خاندان آج بھی لاہور کے محلہ چونا منڈی میں آباد ہے ان کے پڑپوتے کرم حسین شاہ المعروف کاظم شاہ صاحب کے بیٹے ناصر علی شمس رقم نے والد اور امام ویردی کے کتبات کو خوب سنبھالے رکھا۔ سید ناصر علی شمس رقم کے فرزند صاحبزادہ سید ظہور کاظمی بھی خطاط اور آرٹسٹ ہیں۔

مولوی سید احمد ایمن آبادی

مولوی سید احمد بڑے دیندار اور خوش پوش بزرگ تھے۔ گندمی رنگ، سرخ داڑھی، سفید عمامہ اور سفید غرارہ پہنتے تھے۔ آپ لاہور کے پہلے کاتب تھے جن کا کام سرکاری پریس سے سب سے پہلے طبع ہوا۔ (۱۴۰) (ع۔۹) میرزادہ امام ویردی کی وصلیاں جو آج بھی بعض لوگوں کے پاس موجود ہیں۔ آپ ہی کی کوششوں سے لندن سے طبع ہوئی۔ مگر یہ بات امام ویردی کو ناگوار گزری اور وہ مولوی سید احمد سے ناراض ہو گئے۔ مولوی سید احمد ساندہ کلاں لاہور کے قبرستان میں اپنے مرشد کے پہلو میں آسودہ خاک ہیں۔ لاہور میں ان کے شاگردوں کی کثیر تعداد موجود ہے۔ آپ کے دو فرزند خلیفہ نور احمد اور خلیفہ غلام محمد تھے جو بہت اعلیٰ پائے کے خوشنویس تھے۔ آپ کے ہمعصروں میں مولوی فقیر محمد، پنڈت دیا رام قاضی شمس الدین اور چراغ علی اعلے پائے کے خطاط تھے۔ (۱۴۱) موصوف کے بیٹے خلیفہ غلام محمد کے شاگرد ہوئے تو انہیں میرزادہ امام ویردی کا شاگرد کرایا اور ایک سو روپیہ پگڑی اور شیرینی پیش کی گئی۔ میرزادہ صاحب ان کو مدت تک اصلاح دیتے رہے۔ آپ نے بڑی ترقی کی اور استادوں کے مرتبے تک پہنچے۔ آپ عالم شباب میں ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء میں وفات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پا گئے۔

مولوی فضل الدین صحاف

مسجد وزیر خان کے نیچے کتابت کا کام کرتے تھے اور یہاں بابا حیات نے ان سے کتابت سیکھی ان کے ہاتھ کا کتابت شدہ نمونہ لاہور عجائب گھر کی مخطوطات گیلری کی زینت ہے۔ (۱۲۲)

میاں پیر بخش کا گھر

مہاراجہ رنجیت سنگھ (۱۱۹۴ـ۱۲۵۵ھ/ ۱۷۸۰ـ۱۸۳۹ء) کے عہد میں کشمیر کی فتح کے دوران اور بہت سے کشمیری خطاط بھی لاہور آئے جنھیں رنجیت سنگھ کے دربار میں جگہ ملی۔ ان میں پنڈت دیا رام کول طوطہ اور اس کا بیٹا پنڈت راجہ رام کول طوطہ شامل تھے جنہوں نے خطاطی میں بڑا مرتبہ پایا۔ (۱۲۳) پیر بخش (۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء) کی رنجیت سنگھ کی نظر میں خاص تقدیم تھی موصوف گھر میں خطاطی سیکھنے والے سے کوئی فیس نہ لیتے (۱۲۴) یہاں سے مولوی فضل الدین صحاف، خلیفہ بگونامی۔ مولوی غلام یٰسین مرزا امام ویردی، منشی سید احمد ایمن آبادی، مولوی فقیر محمد، غلام محمد نے کتابت سیکھی۔ اسی دور کے قاضی شمس الدین اور چراغ علی لاہور کے بہترین خطاط تھے۔

لاہور کے مسلم خطاطوں کے علاوہ یہاں کے ہندو خطاطوں کے سرخیل راجہ ٹوڈر مل، پنڈت جگن ناتھ اور منشی چندر بھان تھے۔ (۱۲۵) کنہیا لال مولوی غلام یٰسین، مولوی فقیر محمد، غلام محمد، قاضی شمس الدین اور چراغ علی کے نام گنوائے ہیں جو اس وقت نہ صرف لاہور میں مخطوطات کی تیاری میں کارفرما تھے بلکہ نوآموزگان کی خطاطی میں تربیت بھی کرتے تھے۔ پیر بخش تو اعلیٰ درجہ کا کوفت گر بھی تھا اس نے لاہور میں تیار کئے جانے والے اسطرلاب پر خطاطی کی۔ (۱۲۶) بیسویں صدی کے متاخر زمانے میں روز مرہ معمولات میں خط کی ایک عام شکل بن گئی اور فنون لطیفہ خاص طور پر خطاطی کی پابندیوں سے ہٹ کر ذرا آزاد صورت اختیار کر گیا لوگ روایات کے پابند نہیں رہے اس کے ثبوت کے طور پر اکثر کتب شکستہ میں لکھی گئیں۔ (۱۲۷) مگر اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اس صدی میں بلند پایہ خطاط موجود نہ تھے۔ دراصل یہ دور انگریزی سامراج کا دور تھا جنھوں نے اسلامی فنون کو ختم کرنے کی بے انتہا کاوشیں کیں خود انہوں نے اسلامی فنون اور خط کا مطالعہ کیا لیکن مسلمانوں کو اسلام سے پہلے کی تاریخ میں محو کر دیا۔ یہ کتب شکستہ میں اسی وجہ سے لکھی گئی تھیں کہ اس دور میں مغل بادشاہوں جیسے سرپرست نہ رہے مگر راقم الحروف کو عبداللہ چغتائی کی بات سے اختلاف ہے کہ اس عہد میں کتب شکستہ میں لکھنے کا ایک محرک یہ بھی تھا کہ خط دیوانی کی عام ضرورت نے اس امر پر مجبور کیا تھا۔ اس کے بعد ہندو انشاء پردازی نے اس طرز کو رواج دیا ان میں غیر مسلم کاسستھ لوگ زیادہ تھے جن میں پچھمی نرائن، کنول داس، کنور پریم کشور، رائے شنکر تو ساری، شنکر ناتھ وغیرہ۔ (۱۲۸) یہ بات ہرگز نہ تھی کہ ایسا لکھنا ایک ضرورت بن گیا تھا وجہ صرف یہ تھی کہ نقاشوں اور کاتبوں کی وہ قدر افزائی اور پذیرائی باقی نہ رہی جو انہیں مغل دور میں میسر رہی جس کی وجہ سے کتاب خوبصورتی اور فنی محاسن کی بجائے محض پڑھنے کے لیے تیار کی جانے لگی۔ نیز برطانوی عہد میں پریس عام ہو گئے تھے۔ جو اپنے ارتقائی منازل میں تھے اگرچہ رنگوں کی چھپائی ممکن نہ تھی۔

شیخ احمد چوہڑکانی

موصوف امام ویردی کے شاگرد تھے اور ان کی روش کے مقلد تھے۔ آپ چوہڑ کانہ حال ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے اسی نسبت سے اپنے قطعات کے نیچے ترقیمہ کے طور پر آخر چوہڑکانی لکھتے تھے۔ جلی سے جلی بے تکلفی سے لکھ جاتے تھے۔ ان کے لکھے ہوئے قطعات آج بھی لوگوں کے پاس محفوظ پڑے ہیں۔ ایک قطعہ لاہور عجائب گھر کی مخطوطات گیلری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں بھی موجود ہے۔(۱۲۹) (ع۔۱۶) میاں محمد حیات نقاش مسجد وزیر خان کے پاس ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک قطعہ موجود تھا جو انہوں نے ۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸ء میں لکھا تھا(۱۳۰) اس قطعے میں مندرجہ ذیل شعر ہے۔ جس کی مشق تاج الدین زریں رقم اور پرویں رقم کے علاوہ تقریباً تمام خوشنویسوں نے کی ہے۔

از تواضع میتوان کردن مسخر عالمے
خاتم دست سلیمانی ہمیں پست دوتا است

ع۔۱۶

موچی دروازہ لاہور کے اندر کوچہ مغل حویلی میں مرزا محمد علی مرحوم کے امام بارہ میں شیخ احمد کے لکھے ہوئے بیشتر قطعات موجود تھے۔ مگر آج یہ قطعات ناپید ہیں موصوف ابتداء میں محکمہ بندوبست کے رجسٹروں کے عنوانات لکھا کرتے تھے۔ اس سے اتنی مشق ہوئی کہ اپنے وقت کے نامور خوشنویسوں میں ان کا شمار ہونے لگا۔ آپ بھاٹی دروازہ لاہور کے اندر تحصیل بازار کے پیچھے ایک مسجد میں امامت کراتے تھے وہیں آپ نے وفات پائی۔ لاہور میں ان کے بیشتر شاگرد ہوئے۔ ان کے تلامذہ میں منشی عبدالغنی شیریں رقم المعروف تھوکا تب، مولوی محمد عبداللہ وارثی ہیں۔(۱۳۱) ان کے علاوہ ہدایت اللہ لاہوری، امام ویروی، مولوی سید ایمن آبادی، مولوی محمد عبداللہ وارثی، شیخ احمد چوہڑکانی، عبدالمجید پرویں رقم، نور احمد، تاج الدین زریں رقم، محمد صدیق الماس رقم، سید انور حسین نفیس رقم، حافظ محمد یوسف سدیدی اور صوفی خورشید عالم خورشید رقم قابل ذکر ہیں مندرجہ بالا تمام خطاط علیحدہ علیحدہ طرز تحریر کے سرخیل ثابت ہوئے۔(۱۳۲)

منشی اسد اللہ

منشی اسد اللہ اناؤ یوپی کے باسی تھے جو ۱۸۹۰ء میں لاہور آئے اور مستقلاً یہیں کے ہو رہے ۹۰ سال کی عمر میں لاہور ہی میں ان کا انتقال ہوا(۱۳۳) موصوف نے مرقع چغتائی یعنی دیوان غالب کا مصور ایڈیشن لکھا وہ کہا کرتے تھے کہ ان کا سلسلہ تلمذ میر عماد اور عبدالرشید دیلمی تک پہنچتا ہے ان کے بیٹے سمیع اللہ بھی خوب لکھتے ہیں۔(۱۳۴)

مسجد وزیر خان اور اس کے حجرے

جس طرح لاہور میں کوچہ مصوراں اندرون موچی گیٹ ہے اسی طرح لاہور میں مسجد وزیر خان کی عمارت کے نیچے کاتب اور نقاش بیسویں صدی تک بیٹھا کرتے تھے۔ ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۷۵ء تک بابا حیات نقاش یہاں موجود رہا جو امام ویردی، پرویں رقم اور تاج الدین زریں رقم کے قطعات پر نقش و نگاری کرتا رہا یہ شخص نہ صرف نقاش بلکہ بہت اچھا خطاط بھی تھا۔ ان حجروں کے بارے میں حکیم علیم الدین المقلب وزیر خان کی وصیت کے مطابق صحاف اس مسجد کے حجروں میں بے کرایہ رہا کرتے تھے(۱۳۵) یہ وصیت نامہ ''تحقیقات چشتی'' میں بھی ہے اور بھولا ناتھ ہندی کی ''تحفۃ الہند'' میں بھی مذکور ہے۔ (۱۳۶) اس مسجد کے دوسرے خدام کے علاوہ صحافوں، جلد سازوں، کتاب فروشوں کے لیے حجرے مخصوص کر دیے گئے۔ یہ حجرے ایک طرح سے مدرسے کا کام بھی دیتے تھے جہاں نادر مخطوطات تیار ہوتے۔ یہ مسجد وزیر خاں پر نقاشی کا کام آج

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ع۔۱۷

بھی خطاطی اور مصوری کے ایک سکول کا درجہ رکھتا ہے آج بھی فنون لطیفہ کے طلباء و طالبات یہاں آ کر ان فنون کی نمائش سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک مہیا کرتے ہیں اس مسجد کے ساتھ ایک مدرسہ بھی ہوا کرتا تھا جہاں کتاب فروشوں کا جمع ہونا قدرتی امر تھا۔ یہ مسجد وزیر خان کی علمی و ادبی فضا کا فیضان تھا کہ اس میں احباب جمع ہو کر ادبی مباحثے بھی کرتے۔ بھولا ناتھ ہندی نے مسجد وزیر خان کے بارے میں لکھا ہے۔ ہر جمعہ کو کتابوں کے شائق اور کتابت کے سامان آلات و دوات کے خریدار اس بازار میں آتے ہیں اور ایک میلہ سا لگ جاتا ہے۔ ایران و توران سے کتابیں یہاں آ کر بکتی ہیں۔ (۱۳۷)

''و روز جمعہ ارباب فضل و کمال فصحائے خوش بیان و شعرائے زبان و طبقہ مردم مردم، ختند ان از اہل ایران و توران و ہندوستان...... در مسجد وزیر خان کہ ضرب المثل بقاع روزگار است مجتمع گشتہ ہنگامہ سخن و سخندانی گرم می دارند و کتب بے شمار از عربی و فارسی و دیگر نسخہ ہائے معتبر از تواریخ و مثنوی و دیوان ہائے متقدمین و متاخرین و منشات و فقرات و رقعات و نوشتہ جات خوشنویسان روزگار و سائر الات و دوات مشق از ہر قسم و ہر جنس بغرض خرید و فروخت می آید۔ چون آزادی مکتب نشینان مخصوص این روز است از ہر کوچہ و کوی جوانان نو رسیدہ بیاض در دست و گل بر سر بمقتضائے عہد شباب خراماں بسیر بازاری آیند و تا انقضائے نصف النہار گرمی ایں ہنگامہ رونق افزائے دیدہ ارباب بصیرت می باشد۔'' (۱۳۸)

ع۔۱۸

حاجی دین محمد

موصوف کی پیدائش ۱۲۹۹ھ/ ۱۸۸۱ء لاہور میں ہوئی اور انتقال ۱۹ اگست ۱۹۷۱ء کو ۹۰ سال کی عمر میں لاہور ہی میں ہوا۔ (۱۳۹) (ع۔۱۷۔۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱) اور نیشنل کالج آف آرٹس کی پیشانی پر ''کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی'' اور جامعہ نعیمیہ، گڑھی شاہو، انار کلی لاہور میں کرنال شاپ جو ۳۵ فٹ لمبائی میں لکھا اور دین محمدی پریس بل روڈ کی دیواران کے زور قلم کا نتیجہ ہیں۔ موصوف میاں شیر محمد شرق پوری اور علامہ اقبال کے لیے کتابت کا کام کرتے رہے۔ سید امجد علی نے حاجی دین محمد لاہوری کے حوالے سے لکھا ہے کہ: کرنل بالرائیڈ سکول کی نصابی کتب کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ع-۱۹

ع-۲۰

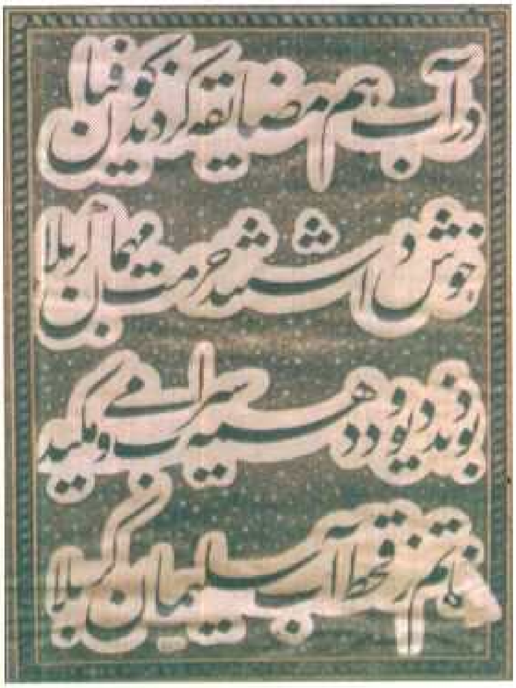

ع-۲۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتابت کے لیے کوئی سادہ طرز متعارف کرانا چاہتا تھا جو ذرا روایتی خطاطی سے مختلف ہو اور انگریزی طرز تحریر کی طرح دو متوازی لائنوں سے نکلنے نہ پائے اس مقصد کے لیے اس نے مقامی طابع گلاب سنگھ کو بلایا اور کہا کہ ملک کے معروف خطاط سے یہ کام کروایا جائے۔ (۱۴۰) اس مقصد کے لیے مطبع منشی نولکشور لکھنو سے منشی شمس الدین اعجاز رقم کو لاہور بلایا گیا کرنل ہالرائیڈ نے اپنے نقطہ نظر کو واضح کر کے منشی اعجاز رقم کو ایک نمونہ لکھنے کو کہا جب نمونہ اس کے سامنے لایا گیا تو اس نے اس پر پنسل سے دو متوازی خطوط کے باہر ''م'' کا ''الف'' اور ''ک'' کی کشش پر نشانات لگائے۔ منشی صاحب اس واقعہ کو اپنی بے عزتی گردانتے ہوئے واپس لکھنو چلے گئے۔ (۱۴۱) اور اس طرح وہ صرف تین ماہ لاہور میں رہے ان کے جانے کے بعد مقامی خطاط منشی عبدالغنی تھو کاتب کو اس مقصد کے لیے کہا گیا جنہوں نے بخوبی یہ کام انجام دیا۔ اس طرز کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں متوازی خطوط کے اندر ہونے کی وجہ سے الفاظ سمٹے ہوئے اور دائرے چپکے ہوئے ہوتے ہیں اور الفاظ کے درمیان مناسب فاصلہ رکھا جاتا ہے۔ بعد میں اس طرز میں ملک صفدر علی، خلیفہ عزیز الدین، مولوی عبدالقادر جنڈیالوی، منشی محمد چراغ، (حویلی کابلی مل) مولوی شاہ دین نورالدین وغیرہ نے مہارت حاصل کر لی اور متعدد درسی قاعدے کتابت کیے۔ اس زمانے میں لاہور میں خطاطی سیکھنے سکھانے کا رواج عام تھا۔ اور پورا شہر لاہور تشنگان علم خطاطی کے لیے ایک درس گاہ تھا۔

غلام محمد، محمد مسعود، محمد اکبر

کاتبوں نے زیادہ تر تین پیشوں کا انتخاب کیا جن میں امامت، طبابت اور کتابت ہیں۔ پرانی انارکلی لال مسجد کے خطیب غلام محمد پرویں رقم کے شاگرد تھے۔ محمد مسعود موراں والی مسجد پاپڑ منڈی کے خطیب اور خطاط تھے اسی طرح نیویں مسجد بازار ڈوگراں کے خطیب محمد اکبر بھی اچھے خطاط تھے جو نہ صرف دینی تعلیم سے طلباء کو بہرہ ور کرتے بلکہ خطاطی کی باقاعدہ تعلیم بھی دیا کرتے تھے۔ (۱۴۲)

منشی عبدالغنی شیریں رقم المعروف تھو کاتب

موصوف نے مولوی سید احمد امین آبادی اور امام ویردی سے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ ان کے شاگردوں میں حاجی دین محمد لاہوری (۱۴۳) اور خلیفہ نور احمد ہیں۔ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی لکھتے ہیں۔ انگریزی دور میں عام طور پر سکول میں خط کی تعلیم کے لیے خط نستعلیق میں لکھی ہوئی کاپیاں پہلی تین جماعتوں کے لیے مقرر تھیں اور خاص کر بیسویں صدی کے ایک کاتب ''تھو'' نامی تھے جو عام طور پر سکولوں کی کتابیں رائے گلاب سنگھ کے چھاپہ خانہ میں ملازم کی حیثیت سے لکھتے۔ (۱۴۴)

خلیفہ عزیز الدین

کاتب موصوف نستعلیق کے ماہر خطاط تھے۔ ان کا کتابت شدہ ایک درسی قاعدہ لاہور عجائب گھر کی لائبریری میں کرنل رشید کلیکشن میں موجود ہے۔ (۱۴۵) موصوف شاہ عالمی دروازہ کے اندر مسجد موراں میں کتابت کرتے تھے قبل ازیں مطبع مفید عام منشی گلاب سنگھ (موجودہ گورنمنٹ پریس) میں کام کرتے تھے بعد میں لالہ عطر چند کپور کی شائع کردہ درسی کتب کی کتابت کرنے لگے ان کے علاوہ پانڈو کی کلاں نزد علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ کے حکیم نور حسین جو مولوی صدر الدین کے بیٹے تھے ان کے ہمراہ مطبع مفید عام میں منشی گلاب سنگھ کے پاس ملازمت کرتے رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدرسہ تحسین الخطوط

لاہور کے معروف خطاط حافظ محمد یوسف سدیدی اس کے بانی تھے۔ (ع۔۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹) جو باقاعدہ فارغ ہونے والے تلامذہ کو اسناد جاری کرتے تھے۔ (ع۔۳۰) گزشتہ ۳۵ برسوں میں بڑے بڑے معروف خطاطوں نے اس مدرسہ سے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ جن میں خالد جاوید یوسفی، ظہور ناظم، علی احمد بھٹہ، رشید بٹ راولپنڈی، محمد یوسف چوہدری، محمد سلیم ساغر، محمد اقبال یوسفی، علی احمد صابر چشتی، عبدالرحمن بی کام، عبدالرحمن، محمد اقبال بھٹہ اور محمد یوسف بھٹہ ہیں۔ اسی نام کا ایک مدرسہ فواد اول نے اکتوبر ۱۹۲۲ء میں کھولا جس کا نام مدرسہ تحسین الخطوط الملیہ تھا اور اس کا صدر مدرس عبدالعزیز رفاعی مقرر رہوا۔ اس مدرسہ میں احمد کامل، محمد یونس، آفندی زادہ اور معمار زادہ محمد علی خطاطی اور تذہیب کی تعلیم دیتے رہے۔ (۱۴۶)

ع۔۲۲

ع۔۲۳

ع۔۲۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
ور حسابم را تو بینی ناگزیر
از نگاہِ مصطفیٰ ﷺ پنہاں بگیر

ع ـ ۲۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ع ۔ ۲۸

ع ۔ ۳۰

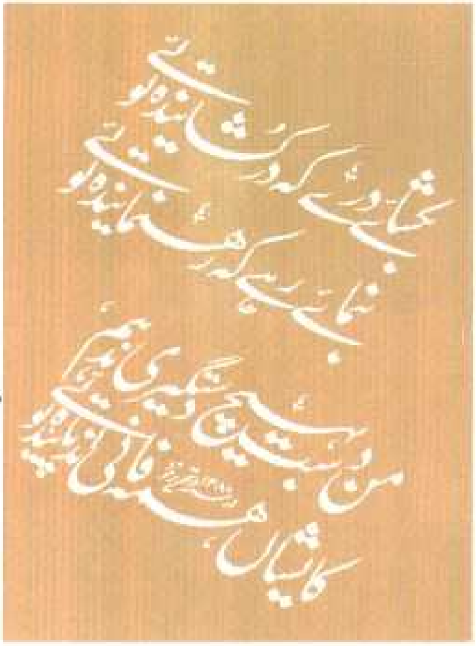

ع ۔ ۲۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتح علی ملتانی

فتح علی ملتانی (ع-۳۱)، مرزا احمد علی کشمیری (ع-۳۲) (جن کی خطاطی کا ایک نمونہ لاہور عجائب گھر کی مخطوطات گیلری کی زینت ہے۔ (۱۴۷) سے برسوں اصلاح لیتے رہے ان کو کتھے کی سیاہی سے قطعات لکھنے کا شوق تھا۔ (۱۴۸) شروع میں یہ تکیہ بھتے شاہ کے بالمقابل محلہ شعیاں میں رہتے تھے چند روز منشی عبدالمجید پروین رقم کے پاس بھی رہے۔ انہوں نے ۱۹۱۹ء میں لاہور میں وفات پائی۔ (۱۴۹) اور مومن پورہ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

ع-۳۱

ع-۳۲

ع-۳۳

ادارہ کتابت چوک دالگراں

۱۹۲۵ء میں قاضی ظہور الدین خطاط (ع-۳۳) نے ادارہ کتابت چوک دالگراں برانڈرتھ روڈ (نشتر روڈ) اور ریلوے روڈ کے سنگم پر واقع بلڈنگ میں قائم کیا۔ قاضی ظہور دین کو اپنے شاگردوں سے بہت پیار تھا۔ جو کوئی شخص بھی ان کے پاس کتابت سیکھنے گاؤں سے خالی ہاتھ آتا اس کی خوراک اور رہائش کا انتظام بھی یہی کرتے خطاطی میں ان کے اصلاح دینے اور سمجھانے کا انداز بہت شفقت آمیز تھا۔ یہ ادارہ دو رہائشی کمروں پر مشتمل تھا ۱۹۶۵ء میں یہ کمرے خالی کرا لیے گئے ان کی اپنی رہائش جو دو کمروں میں تھی آپ کے بچوں نے ادارے کو دے دی اور خود علی پور ضلع گوجرانوالہ منتقل ہو گئے۔ قاضی صاحب ادارہ میں ہی رہے اس ادارے سے بہت سے نامور خطاط نکلے جن میں محمد شفیع (معراج کے چٹھہ) نستعلیق اور قرآنی خطاطی میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ انہوں نے قاضی صاحب کے ساتھ مل کر سالہا سال ''درس قرآن'' رسالہ جو آسٹریلشیا بلڈنگ سے ادارہ ''اصلاح و تبلیغ'' کے زیر اہتمام شائع ہوتا تھا کتابت کیا۔ اس کے علاوہ عبدالقدوس روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور، عطاء اللہ بخاری، مولوی محمد فضل (۱۵۰) چراغ دین، محمد اسحاق، حکیم محمد رفیق معصوم یہیں رہائش پذیر رہے۔ قاضی صاحب کی وفات ۱۷ فروری ۱۹۷۱ء کے بعد اس ادارے کا انتظام ان کے شاگرد اور داماد اقبال اختر نے سنبھالا اور ادارے کا نام زندہ رکھا۔ (۱۵۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۹۹۰ء میں ادارہ کتابت کی بلڈنگ کی خستہ حالی کی وجہ سے مالکان نے گرانے کے لیے خالی کرالیا۔ اس طرح ۱۹۲۵ء سے ۱۹۹۰ء تک کے عرصہ پر محیط اس ادارے کا وجود ختم ہوگیا۔ اس ادارے سے قاضی ظہور الدین کے دیگر شاگردوں کی کثیر تعداد نے فن خطاطی کی خدمت انجام دی۔ جن میں محمد شفیع انور سیالوی، اقبال اختر، قصور کے شہاب الدین عبدالرشید خاکی نے شعبہ اشتہارات میں بہت نام پیدا کیا محمد صادق، حافظ نذیر احمد، محمد رفیق، مقصود، صوفی چراغ دین، بشیر احمد، محمد دین وغیرہ نامور خوشنولیس ہیں۔ اس ادارے کے ساتھ ساتھ اسی وقت لاہور میں بیٹھک کاتباں اندرون لوہاری گیٹ محمد صدیق الماس رقم حبیب بینک بلڈنگ اردو بازار لاہور، غلام یٰسین کی بیٹھک چوک متی اور خوشی محمد ناصر قادری کی بیٹھک وغیرہ خطاطی سکھانے کے مراکز تھے قاضی ظہور دین نہایت ملنسار اور ہمدرد انسان تھے۔ آپ کے والد کا نام غلام محی الدین تھا جنہوں نے بعد میں نام تبدیل کر کے مولا بخش رکھ لیا۔ آپ ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۰ء میں شہر رسول نگر ضلع گوجرانوالہ پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم حاصل کی ۱۹ سال کی عمر میں فوج میں ڈریسر بھرتی ہوئے جمرود (پشاور) تعینات ہوئے ان کی بٹالین ۳۳/۱ پنجاب رجمنٹ تھی ۲۲ اپریل ۱۹۲۰ء تک ملازمت کی۔ فوج سے فارغ ہو کر انہوں نے جنوری ۱۹۲۲ء میں محکمہ صحت گوجرانوالہ میں ملازمت کی جہاں ان کی ملاقات حکیم غلام رسول سے ہوئی۔ حکیم صاحب نے ان کو خوش خط پا کر خطاطی سیکھنے کی طرف توجہ دلائی ابتداء میں آپ نے یوسف دہلوی کے والد مولوی محمد دین جنڈیالہ ڈھاب والا (ضلع گوجرانوالہ) سے اصلاح لی۔ ۱۹۲۵ء میں لاہور آ کر ''ادارہ کتابت'' قائم کیا۔ آپ حافظ علم الدین کی بیعت تھے۔ ان کے بڑے بھائی قاضی جلال الدین طباعت کرتے تھے اور رسول نگر ہی میں مقیم تھے۔ قاضی ظہور الدین نے روزنامہ ''احسان'' اور کوہستان میں کافی عرصہ بطور ہیڈ کاتب کام کیا۔ کچھ عرصہ بعد ملازمت سے مستعفی ہو کر زیادہ وقت ''ادارہ کتابت'' میں ہی دینا شروع کر دیا۔ آپ بڑے سے بڑے پوسٹر کو اوپر سے شروع کر کے بغیر کانٹ چھانٹ کے لکھ دیتے۔ پیر عبدالحمید خطاط قرآن، قرآن مجید کا متن لکھا کرتے اور حواشی و تفسیر قاضی ظہور دین لکھا کرتے۔ قاضی ظہور الدین کے بڑے بیٹے قاضی مظفر اقبال ریلوے اکاؤنٹس میں ہیں اور دو بیٹے محکمہ ڈاک میں ملازمت کر رہے ہیں اور چھوٹے بیٹے اطہر ضمیر نے کتابت سیکھی اور آج کل بطور آرٹ ایڈیٹر روزنامہ ''نوائے وقت'' میں کام کر رہے ہیں۔ موصوف کے ہمعصروں میں پیر عبدالحمید، حاجی نور احمد، سید انور حسین نفیس رقم، محمد صدیق الماس رقم، صوفی خورشید عالم خورشید رقم، خوشی محمد ناصر قادری جو اس وقت دین محمدی پریس میں تھے۔ شریف گلزار چیف آرٹ ایڈیٹر روزنامہ ''مشرق'' محمد اقبال ابن پروین رقم، مولوی غلام رسول، غلام یٰسین چوک متی حکیم محمد عظیم، محمد دین پیسہ رقم وغیرہ تھے۔ ''ادارہ کتابت'' کا عرصہ ۱۹۲۵ء تا ۱۹۹۰ء تک محیط ہے (۱۵۲) اس دوران یہاں سے بہت لوگوں نے خطاطی سیکھ کر اخبارات میں ملازمتیں کیں اور بہت سے خطاطوں نے خطاطی میں ایک مقام حاصل کیا خطاطی سکھانے کے علاوہ اس ادارے میں خوش نویس یونین کے اجلاس بھی ہوا کرتے تھے اور خوشنویسوں کی بہبود کے لیے لائحہ عمل مرتب کیا جاتا تھا۔ آج کل بھی ''ادارہ کتابت'' کا بورڈ آویزاں ہے جو لاہور میں خطاطی کے عروج و زوال کی داستان رقم کر رہا ہے۔

تھڑا کاتباں

اندرون موچی گیٹ میں ایک مکان کے باہر صابر کاتب اور اس کے چار بیٹے کتابت کا کام کرتے تھے جن میں مولوی محمد دین، غلام فرید، غلام محی الدین ہومیو پیتھک ڈاکٹر تھے۔ یہی جگہ کوچہ کاتبان کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہاں پر خطاطی سکھانے کا اہتمام بھی تھا۔ (۱۵۳)

مرغوب ایجنسی

یہ ادارہ چوک متی میں بازار ڈوگراں کے سامنے تھا اس ادارے کے روح رواں منشی فضل الٰہی مرغوب رقم تھے ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے پاس چھوٹا پریس تھا اور ان کی بیٹھک تھی۔ موصوف نے نوآموزگان خطاطی کے لیے تختیاں بھی لکھیں جنہیں ان کی ایجنسی نے شائع کیا۔ ان کے شاگردوں میں عبدالغنی، نور احمد، محمد لطیف، ثناء اللہ، منشی فضل الٰہی مرغوب رقم کے بیٹے تھے۔ ۱۹۳۵ء میں یہاں حاجی محمد اعظم نے بھی مشق کی۔ مرغوب رقم کی وفات ۱۹۱۶ء لاہور میں ہوئی تو یہ ادارہ صرف طباعت کا مرکز بن کر رہ گیا۔

نگارستان ایجنسی

خطاط فتح علی ملتانی جو مرزا احمد علی کے شاگرد الرشید تھے منشی عبدالمجید پرویں رقم کی بیٹھک اندرون لوہاری گیٹ میں رہے اور ۱۹۱۹ء میں وہیں وفات پائی (۱۵۴) نگارستان ایجنسی سے پرویں رقم خطاط نے ۱۹۲۸ء میں ابجد لکھی اور چھاپی اور دیگر قطعات شائع کیے اس بیٹھک نے ایک ہاسٹل کی طرح کام کیا یہاں سے سیکھنے والوں کو منشی پرویں رقم کی طرف سے قیام طعام کی سہولت بھی حاصل تھی۔ عبدالمجید نارووال، غلام رسول گوجرانوالہ، محمد یعقوب اور حاجی محمد اعظم منور رقم یہاں مقیم رہے اس ایجنسی کا آغاز ۱۹۳۵ء میں ہوا اور معروف خطاط پرویں رقم یہاں ایک خاص وضع داری سے نشست کرتے اور طالب علم ان سے خطاطی کی اصلاح لیتے۔

ڈیرہ کاتباں

ڈیرہ کاتبان قیام پاکستان سے قریباً ۱۰۰ سال قبل لاہور میں خوشنویسوں کا مرکز رہا۔ (۱۵۵) ڈیرہ کاتباں مولوی سید احمد ایمن آبادی جو مرزا امام ویردی کے ہمعصر تھے اور محلہ چڑی ماراں اندرون لوہاری دروازہ میں رہا کرتے تھے۔ ان کی نشست ڈیرہ کاتبان چوک متی میں تھی وہیں کتابت کرتے۔ جہاں سے اعلیٰ خطاط تربیت پا کر نکلے لاہور ہی کے مشہور خطاط خلیفہ احمد حسین سہیل رقم کے والد خلیفہ محمد حسن جو مہاراجہ جموں وکشمیر کے درباری خطاط تھے۔ موصوف اکثر لاہور آتے اور ڈیرہ کاتباں ہی میں قیام کرتے تھے۔ (۱۵۶) یہاں آپ کے بے شمار شاگرد ہوئے جن میں حکیم مراد بخش چغتائی اور ملک علی محمد معروف خطاط تھے۔ لاہور کے ایک اور خطاط منشی محمد انور کے دو بھائی منشی محمد افضل اور منشی محمد عالم بھی ڈیرہ کاتباں میں مقیم رہے۔ پنڈت ٹھاکر دت شرما موجد امرت دھارا کے خاص کاتب تھے جبکہ ایک اور باکمال خطاط سردار محمد عالم انہی کے فیض یافتگان میں سے تھے اور ان کے شاگرد منشی رحمت علی باکمال خطاط گزرے ہیں جن کا انتقال ۴۶ برس کی عمر میں لاہور میں ہوا۔ یہ ڈیرہ چوک متی میں نانک چند پوری کے مکان کے نیچے واقع تھا۔ (۱۵۷) یہاں مندرجہ بالا خطاطین کے علاوہ غلام محمد، غلام نبی، رحمت خان، اقبال مقبول محمد شفیع (۱۵۸) ملک حسا، حیات، محبوب عالم وغیرہ خطاط بیٹھا کرتے تھے اسی ڈیرہ کاتباں سے متعلق ایک اور خطاط مولوی محمد یٰسین قریشی کوٹلی مچھراں والہ ضلع گوجرانوالہ میں ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے والد کا نام مولوی محمد دین تھا جو جید عالم اور درویش صفت انسان تھے۔ انہوں نے خط نسخ اور خط نستعلیق دونوں میں مہارت حاصل کی اور ان کے استاد مولوی محمد انور لاہوری تھے فن کتابت میں مہارت حاصل کر لینے کے بعد یہ بیسوں دوسرے خوشنویسوں کے ساتھ ڈیرہ کاتباں لاہور میں مقیم ہو گئے تھے۔ (۱۵۹)

بیٹھک کاتباں

خطاط الملک تاج الدین زریں رقم گولڈ میڈلسٹ ۱۹۲۴ء نصف صدی سے بیٹھک کاتباں (مکان نمبر D-۴۵۱) اندرون لوہاری گیٹ میں اسلامی خطاطی کی بلا معاوضہ تربیت کرتے تھے۔ موصوف نستعلیق کے استاد تھے۔ دور دراز اور غیر ممالک سے شائقین فن ان سے عظیم اسلامی ورثہ یعنی خوشخطی سے مالا مال ہوئے۔ (۱۶۰) تاج صاحب کے استاد ان کے حقیقی ماموں حاجی نور احمد تھے۔ موصوف کی ولادت ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء میں لاہور اور وفات ۱۳ جون ۱۹۵۵ء میں ہوئی (۱۶۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موصوف نے مرقع زریں کے نام سے مبتدیان خطاطی کے لیے کتاب شائع کی۔ بانی ادارہ خطاط الملک تاج زریں رقم کے شاہکار قومی عجائب گھر کراچی، عجائب گھر لاہور اور آرٹ گیلری اسلام آباد میں محفوظ ہیں۔

وزارت ثقافت حکومت پاکستان نے اس عظیم ترین درسگاہ سکول خطاطی کی اہمیت کو تسلیم کرلیا ہے اور اس مرکز خطاطی بیٹھک کا تباں رجسٹرڈ اندرون لوہاری گیٹ لاہور کے تحفظ کے لیے گزٹ نوٹیفیکیشن ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۴ء کے ذریعہ قومی ورثہ کے طور پر اپنی تحویل میں لے لیا۔ (۱۶۲) اب یہاں خطاطی کا سرکاری سکول کام کررہا ہے۔ وزارت ثقافت حکومت پاکستان کے تعاون سے اس ادارہ سے خطاطی کے شائقین آج بھی چشم فیضان زریں رقم سے فیضیاب ہورہے ہیں۔ (۱۶۳) اور باقاعدہ سند بھی دی جاتی ہے اس مرکز خطاطی کے نگران اعلیٰ جناب صوفی خورشید عالم خورشید رقم ابن مقلہ ایوارڈ یافتہ اور محمد سلیم ابن زریں رقم ہیں۔ اس بیٹھک کا مقام فن خطاطی میں بہت بلند ہے جہاں خطاطی کی ترویج و ترقی کے علاوہ خوشنویس یونین کے بنا کے لیے شاندار لائحہ عمل تیار ہوئے۔ صوفی صاحب کے شاگردوں میں اکرم الحق اور منظور رانور اعلیٰ نستعلیق نویس ہیں۔

بیٹھک منشی نرائن سنگھ

قیام پاکستان سے قبل فیصل آباد میں منشی نرائن سنگھ کی بیٹھک تھی جہاں وہ خطاطی سکھایا کرتا تھا یہ تاج الدین زریں رقم لاہوری کا شاگرد تھا۔ (۱۶۴)

خطاطی کا ایک نیا دور

لاہور میں خطاطی کا ایک مکمل دبستان ۱۹۰۱ء تا ۱۹۲۲ء کے عرصہ پر محیط ہے۔ عبدالمجید پرویں رقم جیسے عظیم خطاط نے ایرانی طرز سے ہٹ کر لاہوری طرز کی ابتداء کی اور یہ طرز نہ صرف پاکستان بھر میں بلکہ پوری اسلامی دنیا میں پسند کی گئی ۱۹۸۹ء میں ترکی میں ہونے والے بین الاقوامی مقابلہ خطاطی میں لاہوری طرز کو بے حد پسند کیا گیا۔ (۱۶۵) منشی عبدالمجید پرویں رقم نے حافظ نوراللہ اور مولوی سید احمد سے استفادہ کیا۔ (۱۶۶) لیکن بعد میں انہوں نے حکیم فقیر محمد چشتی کے ساتھ مل کر ایک نئی روش کی ابتداء کی آپ نے امام ویردی کی روش میں اجتہادی اضافے کیے۔ آپ نے اپنے جدت پسند ذہن اور حکیم فقیر محمد چشتی کے صائب مشوروں سے حروف کی ساخت اور پیوندوں میں دلکش ترامیم کرکے خط نستعلیق کو ایک نئی صورت عطا کی۔ انہوں نے مرصع قطعات اور کتابہ نویسی میں کمال حاصل کیا جلی اور خفی میں پرویں رقم کا کوئی ثانی نہ تھا۔ علامہ اقبال کی کتب کے اکثر اولین ایڈیشن آپ کی خطاطی سے مزین ہیں۔ (۱۶۷) آج لاہور بلکہ کراچی (جزوی طور پر) اسی روش کے مقلد خطاط موجود ہیں۔ انہی ایام میں لاہور میں ایک اور خطاط منشی فضل الٰہی مرغوب رقم (م ۱۹۱۶ء) تھے جن کے شاگرد حاجی نور احمد جو معروف خطاط "تاج الدین زریں رقم لاہور کے حقیقی ماموں تھے۔ تاج الدین زریں رقم نے پرویں طرز کو اپنایا اور اس قدر بہترین طریقے سے اس روش کی تقلید کی کہ ان دونوں کے لکھے ہوئے قطعات ایک جیسے سائز ایک جیسی قلم اور ایک جیسی عبارت اور طرز میں ملتی ہیں کہ ان کی شناخت مشکل ہو جاتی ہے دراصل اس کی وجہ یہ تھی کہ تاج الدین زریں رقم اور پرویں رقم ایک دوسرے پر خطاطی میں سبقت لے جانا چاہتے تھے۔ زریں رقم نے اس قدر مشق کی کہ آج دونوں خطاطین کے نام اکھٹے لیے جاتے ہیں ان خطاطوں کا نام ایک دوسرے سے لازم و ملزوم ہوگیا ان خطاطوں کی پیشہ وارانہ کشمکش کے نتیجہ کے طور پر خطاطی کے ایسے شاہکار سامنے آئے۔ جو آج بھی لاہور میں خطاط خاندانوں، فقیر خانہ میوزیم، لاہور میوزیم، شیخ شمس الحق مرحوم اور اکرام الحق خطاط کے پاس محفوظ ہیں۔

انیسویں اور بیسویں صدی میں لاہور شہر میں بے شمار خطاط سرگرم تھے۔ ان خطاطین کا شجرہ تلمذ دیا گیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ لکھنو، دہلی، کراچی، پشاور، دکن سکول، لاہور سکول سے ہی وسعت پذیر ہوئے اور برصغیر پاک و ہند میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صرف لاہور ہی ایک ایسا شہر تھا جس سے خطاطی کی کرنیں پورے برصغیر کو منور کرتی رہیں حتیٰ کہ یہ سلسلہ اتنا چلا کہ یہاں بہت سے ادارے معرض وجود میں آئے جہاں نہ صرف خطاطوں کی تربیت ہوتی بلکہ انہیں روزگار کے وسیع مواقع میسر آتے۔

بیٹھک محمد صدیق الماس رقم

آپ کو نستعلیق کے چوٹی کے خطاطوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ جامع ملیہ دہلی سے بھی وابستہ رہے۔ مختلف رسائل و جرائد کی الواح اور کتب کے سرورق آپ کے کمال فن کی گواہی دیتے ہیں۔ بیٹھک اردو بازار موجود تھی۔ (۱۲۸) جہاں مشتاق بھٹہ، محمود احمد، محمد جمیل تنویر رقم، محمد صدیق، خواجہ محمد شفیع، محمد اقبال عباسی، منیر احمد بھٹی مرحوم آپ کے شاگرد ہوئے۔

حافظ یوسف سدیدی سکول

آپ کا تعلق بھون ضلع چکوال سے ہے۔ آپ پروینی طرز کے مقلد اور تاج الدین زریں رقم کے شاگرد تھے۔ مرحوم بتایا کرتے تھے کہ میں نے پرویں رقم سے بھی اصلاح لی ہے۔ سعودی عرب میں کار کے ایک حادثہ کی وجہ سے شدید زخمی ہوئے اور لاہور میں انتقال فرمایا۔ ان کے شاگردوں کی ایک کثیر تعداد اس وقت لاہور میں موجود ہے۔ جن میں خالد جاوید یوسفی اسلام آباد (ع۔۳۴،۳۵،۳۶،۳۷،۳۸) رشید بٹ، پاکستان ٹیلی ویژن

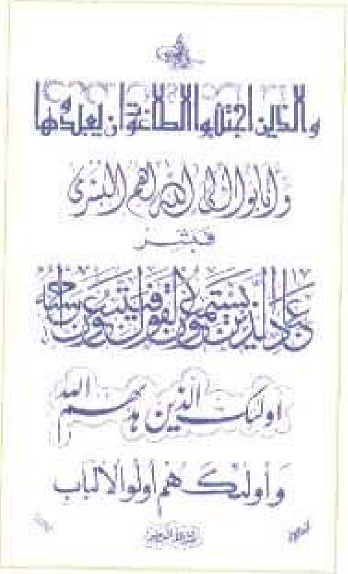

ع۔۳۴

ع۔۳۵

ع۔۳۶

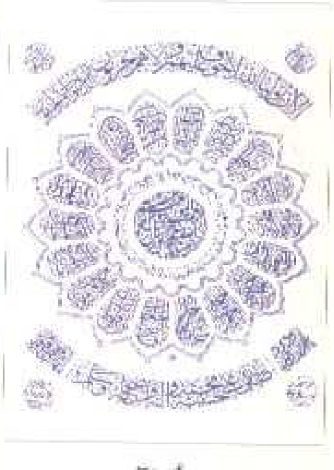

ع۔۳۷

ع۔۳۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(اسلام آباد) محمد سلیم ساغر، محمد یوسف چوہدری، (سعودی عرب) محمد اقبال یوسفی ملتانی، ظہور ناظم پاکستان ٹیلی ویژن علی احمد صابر، محمد اقبال بھٹہ (ع-۳۹،۴۰،۴۱)۔

ع-۴۰

ع-۳۹

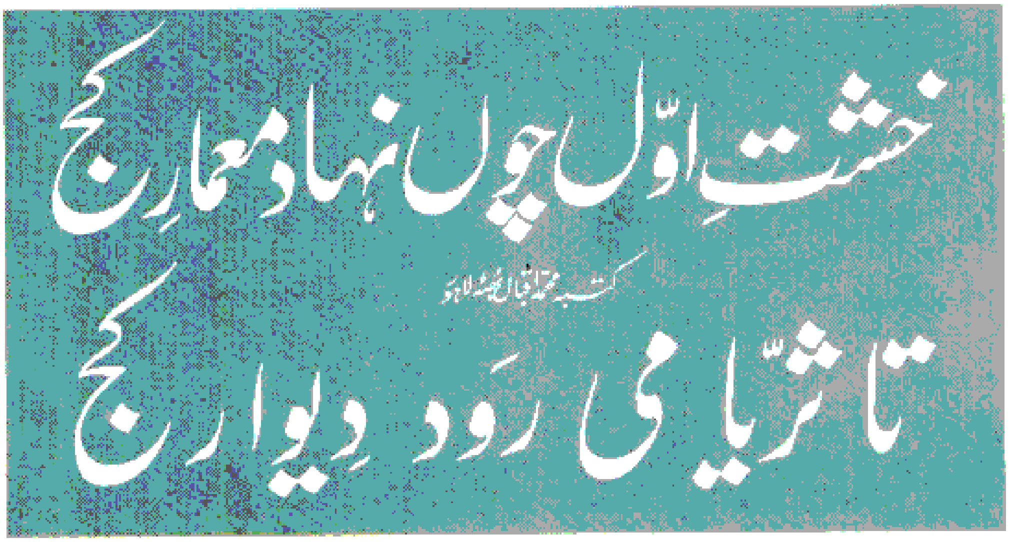

ع-۴۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور عبدالرحمٰن (پی کام) (ع-۴۵، ۴۶) موجود ہیں۔

ع-۴۵

ع-۴۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سید انور حسین نفیس رقم سکول

آپ کا تعلق سیالکوٹ سے ہے۔ موصوف کی خطاطی ایرانی اور ترکی طرزوں کا حسین امتزاج ہے۔ ان کے خط میں الماس رقم اور پروین رقم اور ایرانی طرز سے ملی جلی خوبیاں موجود ہیں۔ ان کے تلامذہ میں خوشنویسوں کی ایک کثیر تعداد ہے۔ جن میں ان کے صاحبزادے سید انیس الحسن مرحوم (ع۔۴۷، ۴۸، ۴۹) ، محمد جمیل حسن (ع۔۵۰، ۵۱) ، عبدالرشید قمر

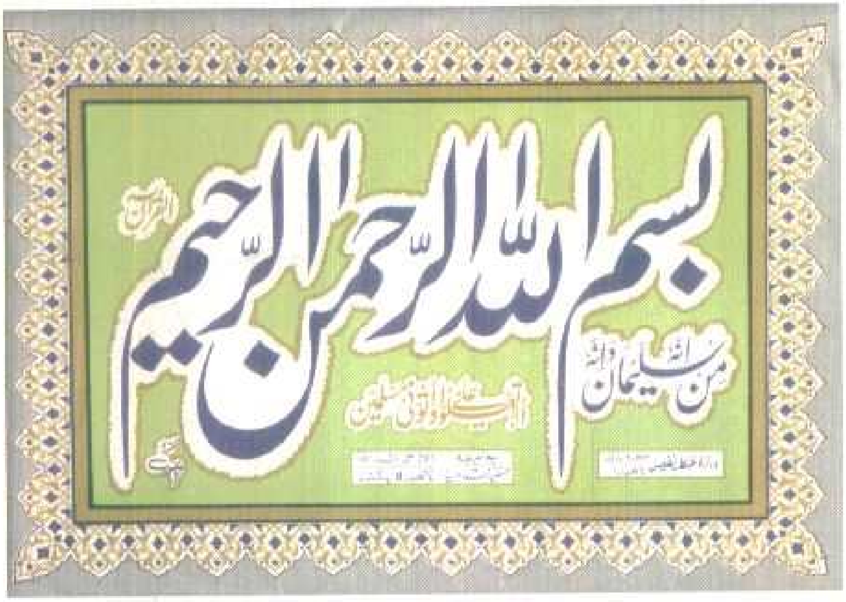

ع۔۴۷

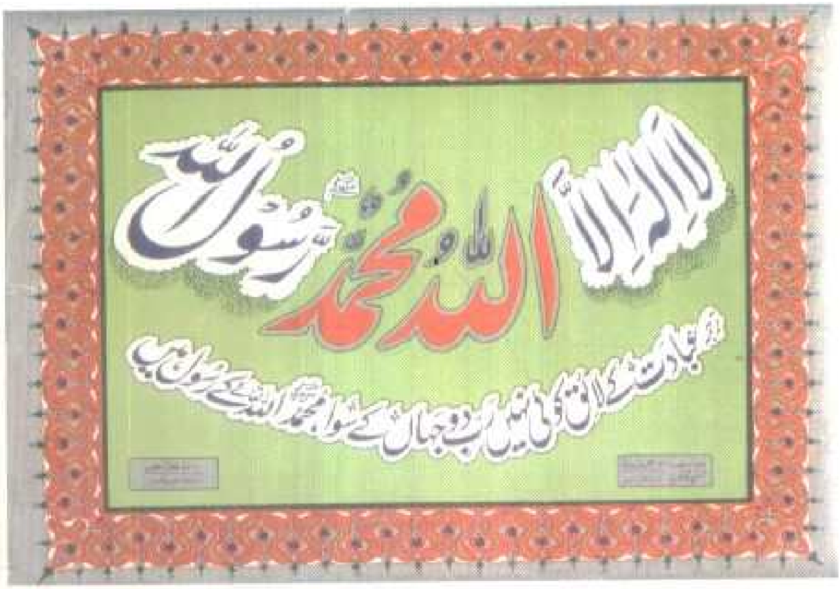

ع۔۴۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ع-۴۹

ع-۵۰

محمد جمیل حسن

ع-۵۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الٰہی بخش مطبع (ع۔۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷) نمایاں ہیں۔

ع۔۵۲

ع۔۵۳

ع۔۵۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ع-٥٦

ع-٥٧

ع-٥٥

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صوفی خورشید عالم خورشید رقم سکول

ولادت ۱۹۲۳ء کپورتھلہ میں ہوئی۔ ان کا خط نستعلیق اپنی مثال آپ ہے۔ جو پروین رقم اور تاج الدین زریں رقم کی ملی جلی خوبیاں لیے ہوئے ہے موصوف کے شاگردوں کی ایک کثیر تعداد لاہور میں موجود ہے۔ لاہور میں بعض خطاط ایسے بھی ہیں جنہوں نے مندرجہ بالا تینوں خطاطین سے مختلف طرزوں میں مہارت حاصل کی ہے۔ یوں تو مندرجہ بالا تینوں خطاط ہر روش اور ہر طرز میں باکمال لکھتے ہیں۔ مگر صوفی خورشید عالم خورشید رقم کی نستعلیق سید انور حسین رقم اور حافظ یوسف سدیدی کی تمام مروجہ اسلوب میں مہارت یکساں تھی۔

افضل الکتابت

منظور الکتابت کی طرح ''افضل الکتابت'' نام کا ایک ادارہ شیخ فضل الرحمن نے ۱۹۴۷ء میں اردو بازار لاہور میں قائم کیا۔ جہاں سے خطاطی سکھانے کے علاوہ سامان کتابت بھی میسر آتا تھا۔ (۱۶۹) شیخ فضل الرحمن ۱۹۰۰ء میں قصبہ نسبت ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے آپ کا شجرہ نسب فضل الرحمن بن محمد عثمان بن عبداللہ بن عبدالرحمن ہے آپ چھ بھائی تھے۔ موصوف ۲۰ سال کی عمر میں فن خوشنویسی سے وابستہ ہوئے۔ مولانا اشرف علی تھانوی کے پاس ۵ سال رہے جہاں خوشنویسی کا سلسلہ بھی جاری رکھا بعد میں دہلی پہنچے اور درس وتدریس سے وابستہ رہے ۱۹۲۷ء میں پھاٹک حبش خاں دہلی میں افضل الکتابت کے نام سے ادارہ مذکورہ قائم کیا۔ فن خوشنویسی کی ترویج میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ کاتب حضرات ان کے ہاتھ کے لگائے ہوئے مسطر پسند کرتے تھے۔ مبتدی حضرات اور بچوں کی رہنمائی کے لیے چھپی چھپائی تختی لکھی جس میں ان کے کتابت تختی پر چھاپ دیئے جاتے اور ہر بار دھو کر اسے دوبارہ استعمال کیا جا سکتا تھا فن کی ترویج کے لیے آخر میں ''افضل مرقع خوشنویس'' کے نام سے کتاب لکھی جس میں فن خوشنویسی کے اصول حروف تہجی کے جوڑ اور معروف اساتذہ خطاطی کے نمونے اس میں دیئے گئے تاکہ مبتدی اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکیں۔ آپ آخر عمر میں ایک حادثہ کے نتیجے میں معذور ہو گئے اور ۱۹۸۱ء میں ۸۱ برس کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے بیٹے شفیق الرحمن طالب علم انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور نے یہ کتاب فن کتابت کے فروغ کے لیے اپریل ۱۹۸۹ء میں چھپوائی۔ (۱۷۰)

دائرہ نفائس الخطوط

دائرہ نفائس الخطوط کا آغاز فیصل آباد سے ۱۹۴۸ء میں ہوا۔ اس ادارے کے بانی لاہور کے معروف خطاط سید انور حسین نفیس شاہ ہیں۔ ۱۹۵۴ء میں موصوف نے میکلوڈ روڈ لاہور میں چٹان بلڈنگ میں ایک کمرہ کرائے پر لیا۔ اس طرح یہ ادارہ فیصل آباد سے لاہور منتقل ہو گیا۔ اس دوران نفیس رقم نے جتنے بھی پوسٹر کتابت کئے ان پر اس ادارے کا نام درج ہے۔ (۱۷۱) اس کے قیام کا مقصد خطاطی کا فروغ واشاعت رہا ہے آج قائم ہوئے ۵۱ سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے یہاں بہت سے معروف خطاطوں کی موضوع خطاطی پر میٹنگز ہوئیں جن میں جناب الماس رقم، صوفی خورشید عالم خورشید رقم، منشی تاج الدین زریں رقم، حاجی نور احمد جیسے خطاط شامل رہے۔

آرٹ اینڈ کیلیگرافی سنٹر

اس ادارے کا قیام ۱۹۵۶ء میں عمل میں آیا۔ جس وقت ''مشرق'' اخبار لاہور سے نکلا اور ''کوہستان'' نزع کے عالم میں تھا۔ کتاب یا رسالہ کی بہترین طریقے سے layout اور کتابت کرنا اس ادارے کے مقاصد میں شامل تھا اس کا دفتر نسبت روڈ ''مشرق'' بلڈنگ میں ۴ سال یعنی ۱۹۶۰ء تک رہا، یہاں کتابیں اور رسائل کی کتابت کی جاتی رہی۔ جن میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسالہ ''شعور'' بھی شامل ہے یہاں خطاطوں کو نہ صرف خطاطی بلکہ اخباری layout کی تربیت بھی دی جاتی اس ادارے کی layout کو اولاً ''مشرق'' اخبار نے اور بعد میں کثیر اخباروں نے اپنایا۔ (۱۷۲)

آستانہ کتابت

اس ادارے کا نام شریف گلزار آرٹ ایڈیٹر روزنامہ ''مشرق'' لاہور نے تجویز کیا۔ غلام حسین بٹ محلہ سلامت مومن روڈ سے خوشنویسی پر ایک رسالہ ''خوشنویس'' نکالا کرتے تھے۔ جس کا دفتر دلشاد ہوٹل انارکلی کے اوپر دوسری منزل میں ایک کمرے میں تھا۔ ۱۹۵۶ء میں یہ دفتر تیسری منزل میں شفٹ ہوگیا۔ خلیفہ احمد حسین سہیل رقم بھی یہاں آئے۔ اس رسالے کے ٹائٹل پر اچھے خطاطوں کے نمونہ جات شائع کئے جاتے اس کے علاوہ مسائل تاریخ خطاطی، خطاطین کے حالات زندگی خطاطوں کی زندگیوں کے بارے لطائف وغیرہ چھاپے جاتے۔ یہ رسالہ آستانہ کتابت ہی میں تیار ہوتا تھا۔ اس کا بورڈ خلیفہ احمد حسین سہیل رقم نے لکھا۔ ان دنوں شریف گلزار ''ہلال پاکستان'' میں ملازمت کر رہے تھے۔ یہاں پر خوشنویسوں کے ماہانہ یا پندرہ دن بعد اجلاس ہوتے جن میں زیادہ تر خطاطی کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی خوشی محمد ناصر قادری، محمد صدیق الماس رقم اور دوسرے خوشنویس یہاں آئے۔ یہاں ایک دلچسپ بحث چھڑی کہ ابجد یعنی (الف) کی پٹی میں (ھجھ) کے اوپر جو (لا) لکھا جاتا ہے وہ کیوں لکھا جاتا ہے۔ جس کے جواب میں یہ کہا گیا کہ (لا) ہر پٹی میں موجود ہوتا ہے لہٰذا (ل) کی پٹی کو چھوڑ کر (ا) کی پٹی میں صرف (لا) کا اضافہ کر دیا گیا۔ غرض یہاں نستعلیق خط موضوع بحث رہتا۔ اور حروف کی پیدائش کے مختلف تصورات پر بحث ہوئی جس کے (ا) کے بارے اللہ تعالیٰ کا تصور یا درخت کا تنا۔ (ب) سے بطخ کا تصور (س) سے شیر کے پنجے کا تصور (ش) سے تلوار کا تصور (ہ) سے غار کا تصور وغیرہ۔ اس ادارے میں محمد یعقوب احمد اور شریف گلزار نے مشق کی۔ (۱۷۳)

نقش ''بیٹھک کاتباں''

اندرون بھاٹی گیٹ فقیر خانہ میوزیم سے چند قدم آگے سید بابر علی میسرز پیکجز لمیٹڈ کی زیر سرپرستی ایک عمارت خشتی بنوائی گئی جہاں پر اب خطاطی سکھانے کے لیے سید ثقلین زیدی مرحوم کے بعد محمد شفیع انور سیالوی راقم الحروف کے والد خطاطی سکھانے پر مامور تھے۔ اس بیٹھک کے زیر اہتمام فن خطاطی کے مقابلے کرائے جاتے ہیں جن کا مقصد خطاطی جیسے فن کی آبیاری ہے۔ یہ ادارہ بابر علی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام کام کر رہا ہے۔ ۱۹۹۵ء میں اسی ادارہ کے زیر اہتمام خطاطی کی ایک نمائش کا اہتمام کیا گیا جس میں ۲۶ خوشنویسوں نے حصہ لیا۔ ان تمام کے نمونہ ہائے خطاطی ایک جلد میں دسمبر ۱۹۹۵ء میں شائع ہوئے۔ (۱۷۴) محمد شفیع انور (ع۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶) کی پیشہ وارانہ مہارت کی وجہ سے یہاں مبتدیان خطاطی کی کثیر تعداد آج بھی فیض یاب ہوتی رہی۔ اسی بیٹھک کے اوپر والے حصہ میں منی ایچر آرٹ کی کلاسز بھی جاری ہیں جو منی ایچر آرٹسٹ شکیل کی زیر نگرانی ہیں۔

سدیدیہ دارالکتابت

حافظ یوسف سدیدی کے ہونہار شاگرد عبدالرحمٰن نے سدیدیہ دارالکتابت کے نام سے ذوالقرنین چیمبرز اردو بازار لاہور میں دفتر کھولا جہاں بقول ان کے ۵۰ یا ۶۰ سے زائد کاتب حضرات کتابت سیکھ چکے ہیں۔ موصوف کے شاگرد دن محمد نعیم، حافظ محمد طاہر، شاہد جہاں، وسیم، ذوالفقار، محمد اعظم، عبدالحمید معروف خطاط ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ع ـ ۵۸

ع ـ ۵۹

ع ـ ۶۰

ع ـ ۶۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ع - ۶۲

وصلی اللہ علیٰ نورے کزو شد نورہا پیدا
زمین از حب او ساکن فلک در عشق او شیدا

ع - ۶۳

ع - ۶۴

ع - ۶۵

ع - ۶۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الخطاط اسلامک آرٹ گیلری

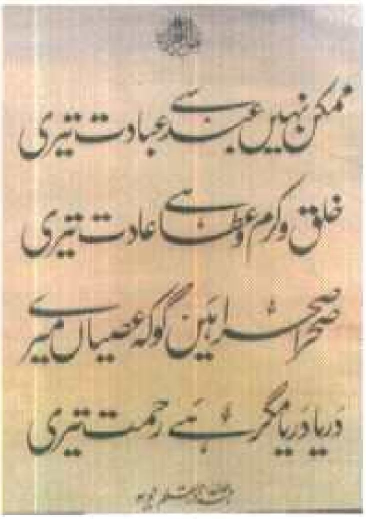

ع۔۶۷

ع۔۶۸

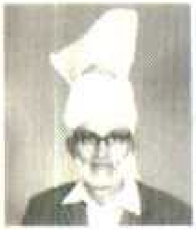

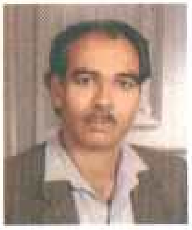

اس کا قیام ۱۹۶۰ء میں عمل میں آیا شروع میں یہ ادارہ الخطاط اسلامک آرٹ گیلری کے نام سے بال روڈ پر قائم تھا (۱۷۵) اس گیلری کے قیام کا مقصد تشنگان خطاطی کو سیراب کرنا اور خطاطی کے فن پاروں پر ایک مستقل نمائش کا اہتمام تھا۔ اس ادارے سے کم وبیش ۲۰۰ کے قریب طالب علم خطاطی سیکھ کر مختلف اخبارات، رسائل اور آزاد مارکیٹ میں کام کر رہے ہیں۔ اس گیلری میں عبدالواحد نادر القلم اور ان کے بیٹے منور الاسلام کے قریباً ۲۰۰ فن پارے، دعوت نظارہ دیتے ہیں یہ نمونے زیادہ تر آئل پینٹ سے تیار کیے گئے۔ علاوہ ازیں پوسٹر کلر سے کاغذ پر اور کینوس پر خطاطی کے نقوش بکھرے ہیں۔ نادر القلم (ع۔۶۷) قریباً ہر سال عید میلاد النبی کے موقع پر خطاطی کی نمائش کا اہتمام کرتے رہتے ہیں پاکستان کے علاوہ ترکی، ایران، عراق، سعودی عرب، لندن، امریکہ میں ان فن پاروں کی سلائیڈز دکھائی گئیں۔ آج بھی معروف شخصیات کے ڈرائنگ روم اور نیشنل بنک آف پاکستان کی مختلف برانچوں میں نادر القلم کے نمونے ہمیں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ نگار خانہ خطاطی کو جن معروف فنی اور غیر فنی شخصیات نے پذیرائی کی ان میں حافظ یوسف سدیدی، انور حسین نفیس رقم، حاجی دین محمد، صوفی خورشید عالم خورشید رقم، حاجی محمد اعظم، محمد جمیل تنویر رقم، محمد سلیم بن زریں رقم، رشید بٹ کے علاوہ دیگر ملکی وغیر ملکی شخصیات بھی یہاں آئیں آج کل یہ گیلری ۱۰۸ ایلٹن روڈ آنو سینٹر مزنگ چونگی کمرہ نمبر ۳۰ میں پہلے فلور پر قائم ہے۔ (۱۷۶)

عبدالواحد نادر القلم اس ادارے کے بانی تھے۔ ان کے والد کا نام مولوی عبدالرحیم تھا آپ ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو ضلع قصور کے گاؤں دفتوہ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے خطاطی اپنے بھائی مولوی عبدالقادر عاجز سے سیکھی نستعلیق اور نسخ، دیوانی خوب لکھتے رہے۔ نادر القلم ۱۹۳۶ء میں لاہور آئے انہوں نے ''قرطاس وقلم'' کے نام سے ایک ماہنامہ جاری کیا۔ (۱۷۷) ان کا انتقال ان کی اپنی رہائش گاہ واقع ۱۰۰/ ای گلی نمبر ۱۳ حسین آباد لاہور کینٹ میں ۷۴ سال کی عمر میں ہوا۔ ان کے دوسرے بھائی نذیر احمد ناظر بھی خوشنویس ہیں جبکہ ان کے بیٹے منور الاسلام (ع۔۶۸) اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خطاطی کا کام کر رہے ہیں۔ آپ کے خاندان میں آپ کے علاوہ عبدالقادر عاجز، نذیر احمد ناظر اور منور الاسلام کے علاوہ حکیم ملک منظور عزیز، ملک یوسف عزیز، ملک یونس عزیز، خالد محمود، مظفر طارق اسلام، زاہدہ بتول، نعمان منور اسماء، نسیم کوثر خوشنویس ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

محمد رمضان کہکشاں رقم

اندرون لوہاری گیٹ میں بیٹھک کاتباں سے تھوڑا آگے محمد رمضان کہکشاں رقم کی بیٹھک ہوا کرتی تھی۔ جہاں غلام محمد خطاط پری محل والے بھی بیٹھا کرتے تھے کچھ لوگ یہاں ان سے کتابت سیکھنے آیا کرتے تھے۔

منظور الکتابت

غلام حیدر خوشنویس نے یہ ادارہ ۱۹۶۲ء میں شروع کیا۔ انہوں نے اس ادارے کا نام اپنے بڑے بیٹے منظور احمد خوشنویس کے نام پر رکھا۔ (۱۷۸) یہاں زیادہ کتابت کے متعلق آلات وسامان ٹب، ہر قسم کی قلمیں، ہولڈر، سیاہی، مسطر، بٹر پیپر، آرٹ پیپر وغیرہ فروخت کیا جاتا تھا۔ منظور الکتابت کے بانی غلام حیدر ۱۹۴۸ء میں روزنامہ ''شہباز'' پشاور میں بحیثیت خوشنویس ملازم ہوئے اور ۱۹۵۹ء تک اس روزنامے سے منسلک رہے ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۲ء تک لاہور میں روزنامہ ''انقلاب'' سے وابستہ رہے اس ادارے میں ۱۹۶۵ء سے آج تک سامان کتابت فروخت ہو رہا ہے یہ ادارہ آج کل مسلم ماڈل سکول اور سلیم ماڈل سکول کے قریب اردو بازار میں واقع ہے۔ جس سے ملک کے نامور خوشنویس حافظ محمد یوسف سدیدی مرحوم، محمد صدیق الماس رقم مرحوم، صوفی خورشید عالم، عبدالمجید پروین رقم، گوہر قلم، عبدالرشید قمر، منظور انور اور ملک کے تمام اخبارات کے خوشنویس سامان حاصل کرتے رہے ہیں اس ادارے میں پہلے مسطر لتھو پیپر پر چھاپ کر اس پر ارا روٹ کی تہ جمائی جاتی اس کے بعد آفسٹ کا زمانہ آیا اور کتابت بٹر پیپر پر کی جانے لگی اور اس کے لیے بٹر پیپر کے نیچے صفحہ کا سائز اور مسطر بندی کے لیے آج تک ہر سائز کی مسطریں یہیں چھاپی جاتی ہیں۔ یہ مسطر ۳ قسم کی ہوتی ہیں۔ اور عمومی طور پر 23x33,30x40,23x36,20x30,17x27,20x26,18x23 سائز میں ہوتی ہیں اور ان میں مختلف سائزوں میں صفحوں کی تعداد مختلف ہوتی ہے ایک مسطر کی تیاری میں پورا ایک دن صرف ہوتا ہے۔ ۶۲-۱۹۶۰ء میں یہ مسطر لتھو مشین پر تیار ہوتا تھا آج کل آفسٹ پر چھاپا جاتا ہے اس ادارے میں طویل عرصہ سے کتابت کا کام ہو رہا ہے یہیں اس کی اشاعت کی جاتی ہے اس ادارے کے بانی سے کئی خوشنویسوں نے خطاطی کی تربیت حاصل کی۔ ان کے تین بیٹے ہیں جن میں منظور احمد خوشنویس ہیں دوسرے اعجاز احمد اور ریاض احمد ڈیزائنرز ہیں جنہوں نے بیشتر عید کارڈ ڈیزائن کئے ہوئے ہیں۔ (۱۷۹) جو ملک میں ہر جگہ دستیاب ہیں ادارے کے بانی ۲۴ مارچ ۱۹۸۷ء کو وفات پا چکے ہیں۔

نفیس دارالکتابت

اس ادارے کے بانی جناب منظور انور ہیں۔ جنہوں نے ۱۹۶۳ء میں کوہستان اخبار سے اپنی ملازمت کا آغاز کیا خطاطی صوفی خورشید عالم خورشید رقم سے سیکھی جبکہ نسخ اور ثلث سید انور حسین نفیس رقم سے سیکھی منظور انور کی خطاطی میں دو اساتذہ کے نمونوں کی جھلک ملتی ہے اور یہ دونوں سکولوں کے نمائندہ خطاط ہیں۔ نفیس دارالکتابت کا آغاز انہوں نے ۱۹۷۵ء میں بیرون موری دروازے سے شروع کیا۔ اس ادارے کا نام انہوں نے اپنے استاد اور معروف خطاط سید انور حسین نفیس رقم کے نام پر رکھا۔ انہوں نے سیالکوٹ محلہ مظفر پورہ، گلشن راوی لاہور، وزیر آباد جامعہ توحید یہ کی مساجد کے کتبات لکھے۔ (۱۸۰) موصوف نے ''امروز'' ''مشرق'' ''نوائے وقت'' ''کوہستان'' ''مساوات'' ''جمہور'' جیسے اخبارات میں کوفی، نسخ، ثلث، نستعلیق رسم الخطوط کے جوہر دکھائے۔ ان کے ادارے میں زیادہ تر گوجرانوالہ، کامونکی اور سیالکوٹ سے لوگ کتابت سیکھنے کے لیے آتے ہیں۔ یہ ادارہ ۱۹۸۰ء میں موری دروازہ سے قذافی مارکیٹ اردو بازار میں منتقل کر دیا گیا۔ سیالکوٹ کے شوکت اور ہفت روزہ ''زندگی'' کے نذیر انور ان کے بہترین شاگردوں میں سے ہیں۔ (۱۸۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انجمن فروغ خطاطی

یہ ادارہ ۱۹۶۴ء میں معروف خطاط شریف گلزار (ع ۔ ۶۹، ۷۰، ۷۱) نے قائم کیا۔ ابتداء میں صرف روزنامہ ''مشرق'' کے خطاط اس کے ممبر بنے جن میں محمد جبیب، محمد اعظم، عرفان احمد، یعقوب وغیرہ تھے۔ اس کے لیے فنڈز اکھٹے کیے گئے تاکہ بیرون ملک سے کتابیں منگوا کر اس سے استفادہ کیا جائے اور نو آموزگان کو خطاطی کے ساتھ ساتھ کاپی جوڑنے کا فن بھی سکھایا جاتا اور تحقیق کے مواقع فراہم کیے جاتے۔ لیکن کاتبوں کی بے مائیگی اور لاپرواہی سے یہ ادارہ اگرچہ جلد ہی ختم ہو گیا لیکن اپنے اثرات لاہور سے نکلنے والے تمام روزناموں پر چھوڑ گیا جو آج بھی لاہور کے روزناموں کی layout میں نظر آتے ہیں۔ (۱۸۴)

شریف گلزار

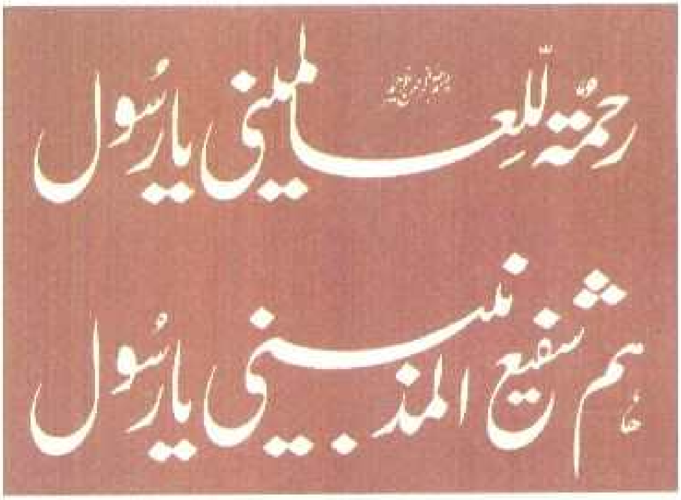

ع ۔ ۶۹

ع ۔ ۷۱

ع ۔ ۷۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادارہ پروین الکتابت

ادارہ پروین الکتابت حاجی محمد اعظم منور رقم کی زیر سرپرستی میں شروع ہوا۔ (۱۸۳) اس ادارے کا قیام ۱۴ اپریل ۱۹۶۴ء کو بزم پروین رقم کے تحت عمل میں آیا اس کے صدر رئیس القلم حافظ محمد اعظم تھے۔ اور خلیفہ احمد حسین سہیل رقم سرپرست اور خوشی محمد ناصر قادری خوشی رقم جنرل سیکرٹری اور منور رقم اس کے خزانچی مقرر ہوئے۔ اسی بزم کے زیر اہتمام ۱۹۶۴ء میں ہی ادارہ پروین الکتابت کا قیام عمل میں آیا شروع میں اس کا دفتر رائل پارک میں رہا بعد میں ذوالقرنین چیمبرز گنپت روڈ موجودہ جگہ پر منتقل ہو گیا۔ ادارہ پروین الکتابت نے وقتاً فوقتاً پروین رقم کے قطعات کی اشاعت کا سلسلہ جاری رکھا۔ (۱۸۴) اور خطاطی سیکھنے والے کے لیے تدریس خطاطی جیسی کتب شائع کیں۔ اس ادارے سے کتابت سیکھنے والوں میں محمد رفیق (راجہ جنگ) حال مقیم لاہور، محمد رفیق سکنہ نواں پنڈ لاہور، حافظ محمد طارق باغبانپورہ لاہور، محمد اشرف حال مقیم لندن، محمد یوسف بغدادی چاہ میراں، محمد شریف ڈھولنوال، محمد جمشید علامہ اقبال ٹاؤن، عبدالرشید، محمد حفیظ شاہ، احمد شہباز روزنامہ پاکستان، محمد خالد ولد دین محمد، محمد شریف والد ماسٹر عبدالرشید، محمد سلیم ولد دین محمد مستری، محمد اکرام صدیقی حال مقیم کراچی، خلیفہ محمد افضال مرحوم، صاحبزادہ پرویز رقم، حافظ عبدالرشید، محمد شہباز، محمد اعظم، محمد رزاق، محمد ریاض روزنامہ امروز، غلام رسول روزنامہ مغربی پاکستان، محمد رفیق پھالیہ، عبدالقیوم ولد محمد معصوم مغربی پاکستان اخبار، خوشی محمد پھالیہ، محمد اقبال کیلیانوالہ، مرزا محمد تحصیل آزاد کشمیر، مدثر اقبال ہاشمی چوکی، حافظ محمد ظہور بھیرہ، محمد انور چشتی فیصل آباد، محمد اعجاز ولد نور احمد میاں چنوں، امیر محمد خان ضلع گوجرانوالہ، ارشد سلیم سیالکوٹ، سید محب اللہ شاہ لاہور، قاری محمد نواز، قاری غلام حسن لاہور محمد اصغر شیخوپورہ، صغیر احمد لاہور، حافظ محمد رضا، الحق سوڈیوال، غلام مصطفیٰ شالامار ٹاؤن وغیرہ۔ (۱۸۵) محمد اعظم منور رقم وفات پا چکے ہیں۔

ادارہ علم وفن

۱۹۶۷ء میں ایک ادارہ ''علم وفن'' کے نام سے قائم کیا گیا۔ جن ۶ ملازمین کو ''کوہستان'' اخبار سے نکال دیا گیا انہیں اس ادارہ میں ملازمت دی گئی۔ ان میں ظہور ناظم پاکستان ٹیلی ویژن، منظور انور اردو بازار اور یوسف کاتب تھے۔ اس ادارے سے ذریعہ آمدنی (Earning Units) کا کام لیا گیا جس کا سربراہ عبدالوحید خان کو مقرر کیا گیا۔ موصوف کتابوں کی کتابت مذکورہ بالا کاتبوں سے کروا کر انہیں چھاپ کر فروخت کیا کرتے تھے۔ میر نور احمد کی ''مارشل لاء سے مارشل لاء تک'' اسی ادارہ سے کتابت کروائی گئی اور یہیں سے چھپی۔ اس ادارہ کو وسعت دینے کے لیے مزید دو کمرے لے کر خوشخطی کالج بنانے کا پروگرام طے پایا۔ اس سلسلہ میں مشہور خطاطین کی مشاورت بلائی گئی جس میں معروف خطاط سید انور حسین نفیس رقم، خلیفہ احمد حسین سہیل رقم، خوشی محمد ناصر قادری، حاجی محمد منور رقم، الماس رقم کو بلایا گیا اور سید نفیس رقم سے پرنسپل بننے کی درخواست کی گئی اور تمام اساتذہ سے درخواست کی گئی کہ وہ تھوڑا تھوڑا وقت دیا کریں اور یہاں ۴ سالہ خطاطی کے کورس کا سلیبس بھی مرتب ہوا تاکہ فارغ التحصیل طلباء اپنی حیثیت منوا سکیں خطاطی کے ساتھ ساتھ انہیں تاریخ خطاطی کا بھی ادراک ہو۔ اسی طرح بیٹھک سسٹم کو ختم کرنے کی کاوش ہوئی لیکن اس کی زیادہ پذیرائی نہ ہوئی کاتب پرانی روایات سے باہر نہ نکل سکے۔ شریف گلزار ۱۹۶۷ء میں ''اخبار خواتین'' کراچی چلے گئے اس طرح اس ادارے کی سرپرستی ختم ہو گئی اور کچھ عرصہ یہ ادارہ فن خطاطی کی خدمت سرانجام دینے کے بعد مرکزیت اور قیادت ختم ہو جانے کی وجہ سے ختم ہو گیا لیکن اسی دوران بہت سے نو آموزگان نے یہاں سے تربیت حاصل کی۔ (۱۸۶) یہاں کے کچھ کاتب دوسرے روزناموں سے وابستہ ہو گئے شریف گلزار مرحوم کے مطابق یہ ادارہ ایک سسٹم کے تحت وجود میں آیا تھا مقاصد اعلیٰ تھے اگر اس کی پذیرائی مناسب ہوتی تو یہ باقاعدہ کالج کا درجہ اختیار کر سکتا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مثالی آرٹ سٹوڈیو

اس ادارے نے لاہور میں ۱۹۶۸ء میں ایک روڈ پر "مرکز کتابت" کے نام سے کام شروع کیا۔ ۱۹۷۱ء میں اسے تبدیل کر کے مثالی آرٹ سٹوڈیو کر دیا گیا اس ادارے نے کمرشل خطاطی کو فروغ دیا اور قطعات وغیرہ شائع کیے ادارے کے بانی غلام سرور راہی (ع۔۷۲، ۷۳) تھے جو خود نستعلیق کے اچھے استاد تھے۔ ان کے تلامذہ میں ظہور تابش امروز ملتان، کوثر عباس رضوی جنگ کوئٹہ، یعقوب پیرس ہوٹل لاہور، فاخر، اللہ دتہ عنایت سیالکوٹی ہیں۔ غلام سرور راہی نے آزاد خوشنویس یونین کی بنیاد بھی رکھی جو اخبارات کے علاوہ کھلی مارکیٹ میں کام کرنے والے خطاطوں کی نمائندہ جماعت تھی۔ اس یونین کے قیام کے مقاصد میں الیکشن کا کام، سرکاری کام کی تقسیم اور اجرت طے کی جاتی۔ آج کل تازہ مسائل میں کمپیوٹر کے اجراء سے کتابت پر ہونے والے اثرات اور خطاطوں کے لیے بے روزگاری جیسے مسائل کے حل کے لیے کوشاں رہے۔ اس یونین کے دیگر عہدے داروں میں حاجی محمد اعظم اور عبدالقیوم شامل ہیں۔ اخبارات کے دیگر خوشنویس بھی اس یونین کے اجلاسوں میں شرکت کرتے رہے۔ (۱۸۷)

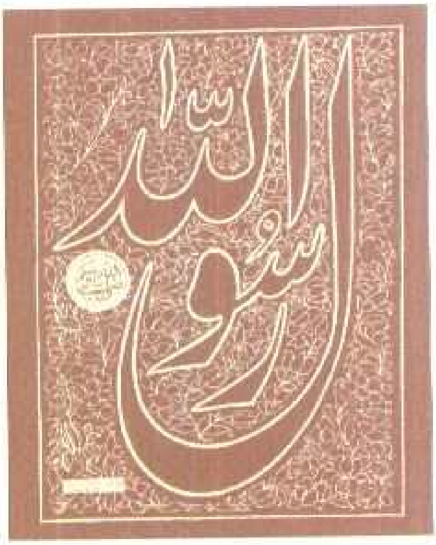

ع۔۷۲

غلام سرور راہی

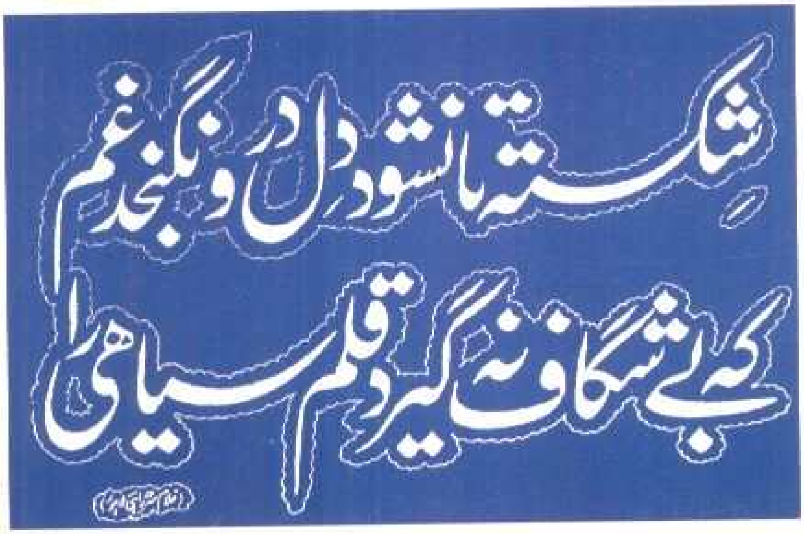

ع۔۷۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیٹھک بنسی لال

یہ بیٹھک گندا انجن گوالمنڈی میں واقع تھی یہاں قیام پاکستان سے قبل کاتب دیوان چند مونگا اور گورداس کپور بیٹھتے جو درسی کتب لکھا کرتے تھے۔

مکتبہ احیاء العلوم الشرقیہ

اس مکتبہ کی بنیاد ۱۹۲۸ء میں رکھی گئی جس کا باقاعدہ افتتاح ڈاکٹر وحید قریشی نے کیا۔ (ع-۲۷) اس ادارے نے تین معروف خطاطوں حافظ یوسف سدیدی، صوفی خورشید عالم خورشید رقم اور سید انور حسین نفیس رقم کی کتابت شدہ کتاب ''شعرناب'' کی تقسیم کاری کے فرائض انجام دیے۔ (۱۸۸) اس ادارے کے زیر اہتمام ''مرقع زریں'' ۳ اگست ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء کو شار آرٹ پریس سے چھپوائی اور جس کے چھٹے ایڈیشن کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس میں ''مرقع تاج'' جو رباعیات پر مشتمل ہے چھاپا گیا دیگر کتب کے علاوہ خطاطی پر نمائشیں منعقد کرائی گئیں۔ اس ادارہ کے بانی شیخ شمس الحق ولد عبدالحق تھے۔ جو ۲۸ جنوری ۱۹۲۸ء کو پیدا ہوئے اور ۲۰۰۱ء میں فوت ہوئے۔ اور شعرناب کے علاوہ نفائس القلم، نسخ خطی، تعلیم النسخ کے تقسیم کار بھی رہے۔ (۱۸۹)

ع-۲۷

انہوں نے معروف خطاطوں کے نمونے اکٹھے کیے جن میں انور حسین نفیس رقم، حافظ یوسف سدیدی، صوفی خورشید عالم خورشید رقم، اکرام الحق، خالد یوسفی، زریں رقم، پروین رقم اور حاجی دین محمد کے انٹرویوز ریکارڈ کیے جن کی کیسٹ حافظ یوسف سدیدی کے پاس رہی۔ ۱۹۸۳ء میں الحمراء میں ترکی کے معروف خطاط استاد حامد الآمدی کے فن خطاطی پر مبنی (۱۹۰) نمائش کے اہتمام کے علاوہ خطاطی پر شائع شدہ کتب کی نمائش کا اہتمام کیا گیا۔ اس کے علاوہ ۱۹۷۱ء میں لاہور عجائب گھر میں قرآنی خطاطی کی نمائش میں فن پارے مہیا کیے ہاشم البغدادی جیسے معروف خطاط عراق کی نمائش الحمراء میں کی گئی۔ ۱۹۸۴ء میں عجائب گھر میں ہونے والی خطاطی کی نمائش میں پروین رقم، زریں رقم، گوہر قلم اور محمد الیاس نفیس رقم، حافظ یوسف سدیدی کے قطعات نمائش کے لیے رکھے گئے۔ اس ادارے کے پاس خطاطی پر کتب کا نادر ذخیرہ موجود ہے۔ حامد الآمدی اور ہاشم بغدادی جیسے خطاطوں پر تعارفی مقالہ جات لکھے گئے جو روزنامہ امروز اور مشرق میں چھپے۔ اس ادارے کے بانی حافظ یوسف سدیدی سے خطاطی کی مشق بھی کرتے رہے۔ ۱۹۳۳ء میں جب شیخ شمس الحق پہلی جماعت میں پڑھتے تھے تو پروین رقم کا لکھا ہوا قاعدہ ان کے ذہن پر نقش ہو گیا یہ قاعدہ منشی گلاب سنگھ کے چھاپہ خانہ سے چھپا اس پر یودھشٹر کا نام تھا جو منشی گلاب سنگھ کا بیٹا تھا۔ اس قاعدے سے متاثر ہو کر شیخ موصوف نے اس ادارہ کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۹۱ء میں معروف خطاطوں کے نادر نمونہ جات کا ذخیرہ عجائب گھر لاہور کو فروخت کر دیا۔ ۱۹۷۰ء میں اس ادارے کے دفاتر ''التصویر'' چیمبرلین روڈ منتقل ہو گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادارہ خوشخطی کالج لاہور

۷۳-۱۹۷۲ء میں حکومت وقت کے فیصلہ کے مطابق خط نستعلیق کی جگہ خط نسخ رائج کردیا گیا۔ جس سے طالب علموں کے خط میں بگاڑ پیدا ہوگیا۔ محمد اکبر امین سیالکوٹی نامی خوش نویس نے ان ایام میں اس ادارہ کی بنیاد ایک تحریک کے طور پر رکھی۔ یہ ادارہ چوک اردو بازار حبیب بنک والی بلڈنگ میں قائم کیا گیا اس خطاط نے شائقین خطاطی کے لیے ''دستور خوشخطی'' کے نام سے ایک کتاب بھی مرتب کی۔ محمد امین مرحوم کاتب قرآن بھی تھے ان کا لکھا ہوا قرآن کریم ادارہ علوم شرعیہ کراچی سے انگلش ترجمہ کے ساتھ شائع ہوا۔ (۱۹۱) ادارہ کے بانی محمد اکبر امین کے والد کا نام حاجی محمد یوسف تھا جو خوشنویس تھے اکبر امین ۱۹۰۲ء میں تحصیل و ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں ''چنوں موم'' میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد میٹرک کا امتحان اسلامیہ ہائی سکول سیالکوٹ سے پاس کرنے کے بعد فن خطاطی کی اصلاح اپنے والد حاجی محمد یوسف سے لی۔ موصوف اور ان کے والد خطاط قرآن تھے۔ ۱۹۵۲ء میں سیالکوٹ سے چنگڑ محلہ لاہور منتقل ہوئے اور ادارہ ''شمس الکتابت'' کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ ۱۹۶۲ء میں چوک اردو بازار لاہور میں ملک جلال الدین وقف بلڈنگ منتقل ہوئے ۳۵ سال تک آزادانہ خطاطی کی آپ کے تلامذہ میں ۱۲ کے قریب خوشنویس لاہور میں موجود ہیں۔ یہ سلسلہ قادریہ سے منسلک رہے۔ مسجد جمال مصطفیٰ موری گیٹ میں خطبہ جمعہ دیا کرتے تھے۔ (۱۹۲) انجمن تعمیل اسلام کے رکن تھے۔ اواخر عمر آنکھوں میں موتیا اور شوگر جیسی امراض کی وجہ سے دسمبر ۱۹۸۹ء کو وفات پائی اور شاہدرہ اسٹیشن کے بالمقابل قبرستان جمیل شاہ میں دفن کیے گئے۔

ایوان خطاطان پاکستان

اس ادارے کا قیام ۱۹۷۵ء میں عمل میں آیا۔ اس کے بانی ''امروز'' کے خطاط سید محمد اکرام الحق ہیں۔ (۱۹۳) سید اکرام الحق کو ۱۹۷۵ء میں امروز خوشنویس یونین کا یونٹ چیف چنا گیا۔ اس وقت ان کے ذہن میں خطاطوں کو عوام الناس میں روشناس کرانے کا مقصد بھی تھا۔ اس سلسلے میں انہوں نے امروز کے معروف خطاط جناب حافظ یوسف سدیدی سے اظہار رائے کیا جنہوں نے اسے بہت سراہا۔ حافظ یوسف سدیدی کی اجازت سے حکیم محمد نبی خان سویدا اور آغا وزیر الحسن عابدی سے مل کر اس پروگرام کو حتمی شکل دی گئی۔

اس ایوان کے قیام کے وقت مندرجہ ذیل مقاصد پیش نظر تھے۔

(۱) خطاطوں کی فلاح و بہبود۔ (۲) خطاطی کا فروغ۔ (۳) خطاطوں کے نمونے منظر عام پر لانا۔ (۴) لاہور میں مستقل بنیادوں پر خطاطی کی گیلری کا قیام۔ (۵) خطاطی کے فن پاروں پر مشتمل نمائش۔

ایوان خطاطان پاکستان کا نام سید وزیر الحسن عابدی نے تجویز کیا تھا۔ (۱۹۴) اس ایوان کے پلیٹ فارم سے خطاطی کی نمائش کا اہتمام کیا گیا۔ جو خاصتاً اس اصول پر کی گئی کہ نمائش کا لفظ جو محض ایک روایتی فعل ہو کر رہ گیا ہے اسے عامتہ الناس کی نظر میں بامقصد کس طرح بنایا جائے۔ لہٰذا اس سلسلے میں نمائش کے اہتمام کے ساتھ ساتھ روزنامہ ''امروز'' کا خصوصی خطاطی کا ایڈیشن شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس سلسلے میں خطاطین نے مختلف اداروں سے اشتہارات اکٹھے کیے اور اس وقت ''امروز'' کے ایڈیٹر جناب ظہیر بابر نے مکمل تعاون کیا اور اس نمائش کے بارے میں اخبار کے صفحہ اول پر مفت ۳ کالمی اشتہارات چھاپے۔ خطاطی کی اس نمائش کا اہتمام ۲۸ جون ۱۹۷۸ء میں ہوا جس کا افتتاح اے کے بروہی نے کیا اور ساتھ ہی سیمینار کے افتتاحی اجلاس کی صدارت لاہور عجائب گھر کے چیئرمین بی اے قریشی نے کی۔ (۱۹۵) اس سیمینار میں ڈاکٹر عبداللہ چغتائی، حیات احمد خان، سید انور حسین نفیس رقم نے مقالے پڑھے نمائش کا افتتاح اکبر منہاس صوبائی وزیر جنگلات نے کیا۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت چوہدری اعتزاز حسن نے کی۔ اس اجلاس میں احمد ندیم قاسمی، سید قاسم محمود اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

[illegible]

گوہر اکیڈمی

[illegible]

خانہ فرہنگ ایران

[illegible] خطاطی [illegible] ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۰ء تک یہاں [illegible] (۲۰۲) [illegible] (۲۰۳)

اردو مرکزی سائنس بورڈ

[illegible]

یہاں خطاطی کی باقاعدہ [illegible] [illegible] اشفاق احمد [illegible] یہاں خطاطی کی [illegible]

دی قائرہ سکول آف کیلیگرافی

[illegible] ۱۹۸۶ء [illegible] (۲۰۴) [illegible] ۱۹۹۵ء [illegible] خطاطی [illegible]

علم و فن اکیڈمی

[illegible] ۱۹۹۹ء [illegible] (۲۰۵) [illegible] ۱۹۹۰ء [illegible] اقبال [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پاکستان کیلیگرافرز آرٹسٹس گلڈ

[illegible]

پاکستان کونسل آف کیلیگرافرز

[illegible]

پنجاب کے چند مشہور مکاتب خطاطی

[illegible]

[illegible]

کوٹ وارث سکول

کوٹ وارث میں عبدالرزاق اور ان کے بیٹے شریف احمد دین کی خطاطی کے نمونے عنایت اللہ وارثی کی کتاب مرقع خوشنویسی میں شائع ہوئے۔ اس سکول کے تعلیم یافتہ خطاطوں میں میاں حافظ محمد، مولانا فضل الٰہی (م ۱۹۰۷ء) مولانا عبداللہ وارثی (م ۱۹۰۰ء)، عنایت اللہ وارثی، عبدالرحمن، عبدالغفار، محمد اعظم، عالم خان اور رشید احمد وارثی، جیدہ کاتب، اور نوائے وقت کا ... ہے۔ (۱۴۰)

ابجد ہوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ

فتبارک اللہ احسن الخالقین الحمد رب العالمین

ایمن آباد سکول

یہاں کے مشہور خطاط سید احمد تھے جو امام ویردی کے ہمعصر تھے۔ موصوف نے لاہور آ کر بعض کتابیں بھی خطاطی کیں۔ ان کے شاگردوں میں عبدالمجید پروین رقم کے والد ... تاج دین ... تھے۔ ان کے اپنے بیٹے امام محمد ... کے شاگرد تھے۔ ... محمد حسن اور ان کے بیٹے خلیفہ احمد حسین ... عبدالمجید پروین رقم ... محمد اقبال ... پروین رقم اسی علاقے سے تعلق رکھتے تھے۔

کیلیانوالہ سکول

اس علاقے میں خطاطی کی بنیاد ایک مذہبی خاندان نے رکھی ... اس خاندان کے محمد بخش، محمد الدین، نظام الدین، عبدالحق، ... عبدالرحیم اور عبدالرحمن کیلانی مشہور خطاط ہیں۔ اس سکول کا ایک ... خوشنویس سمجھا جاتا ہے۔ محمد یوسف، غلام مصطفیٰ (۱۹۳۳ء)، محمد ... محمود ... محمد ... عبداللہ اور محمد ادریس نے اس سکول میں خطاطی میں نام پیدا کیا۔ اس علاقے نے نظام قرآن ... بھی ... ہیں۔

جنڈیالہ سکول

محمد یوسف دہلوی (ف ۔۔۔) خطاط کا تعلق اس قصبہ سے تھا۔ جنہوں نے جنڈیالہ سکول کی خطاطی کی بنیاد رکھی۔ قیام پاکستان کے بعد [illegible] سکول میں نسخ [illegible] ان سے [illegible] الدین زیادہ تر دینی کتب کی کتابت کرتے تھے محمد یوسف کی [illegible] فاطمہ الزہرا نسخ و نستعلیق کی ماہر تھیں۔ قاضی عبدالعلیم اور ان کے شاگرد منظور حسین کا تعلق بھی اس قصبہ سے تھا۔

عادل گڑھ سکول

اس سکول کے نامور خطاط مولانا عبدالرشید عادل اور مولوی محمد حسین عادل ہیں۔ عادل گڑھ سکول (ف ۱۹۔۔) کے وقت وارث علی نے ختم کیا [illegible] سکول کی ایک [illegible] کہیں تو [illegible] خطاط نسخ اور نستعلیق میں کمال مہارت کے حامل تھے۔

گوجرانوالہ سکول

گوجرانوالہ میں مولوی احمد علی [illegible] کے چند قطعات [illegible] سیف الرحمن [illegible] کے پاس ہیں جو انہوں نے اپنے والد [illegible] گوجرانوالہ [illegible] کے [illegible] تھے [illegible] نسخ اور نستعلیق اور طغریٰ میں [illegible] تھے [illegible] موجود ہیں موصوف کا بھتیجا [illegible] جنہوں نے [illegible] سکول کی بنیاد رکھی [illegible] پاکستان کے مشہور خطاط [illegible] آفتاب احمد [illegible] محمد [illegible] گوجرانوالہ کے [illegible] خطاط ہیں۔ ان کے علاوہ مولوی محمد حسین، مولوی [illegible] حافظ محمد [illegible] فضل الٰہی [illegible] عبدالحق [illegible] قاضی [illegible] الدین [illegible] محمد حسین شاہ بھی اسی ضلع سے تعلق رکھتے ہیں علاوہ ازیں [illegible] خطاطین میں تقریباً ۱۰ فیصد خطاط ضلع گوجرانوالہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

سیالکوٹ سکول

سرزمین پنجاب میں اس وقت لاہور، گوجرانوالہ کے علاوہ سیالکوٹ کی خطاطی کا مرکز چلا آ رہا ہے۔ راولپنڈی، فیصل آباد، سرگودھا، ملتان، بہاولپور میں بھی خطاطین کی ایک [illegible] لاہور کے خطاطوں کے شاگرد ہیں

کیمبل پور سکول

[illegible] فاطمہ الزہرا (۔۔۔ یوسف دہلوی) [illegible] محمد [illegible] مولوی [illegible] الدین (۲۰۰۶)

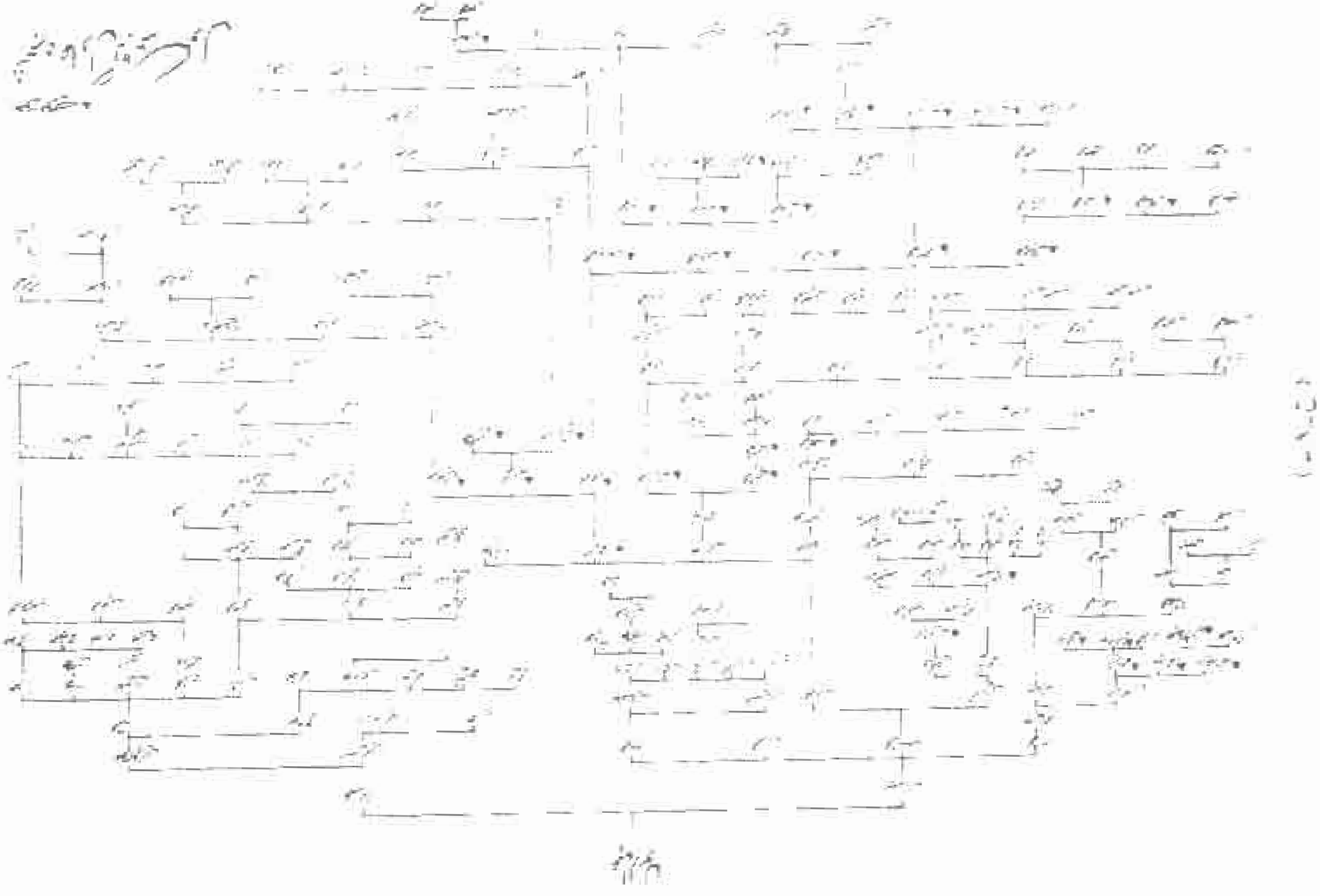

حمزہ پال ضلع سیالکوٹ کے رہائشی تھے۔ کلر یا دو ترکی میں ہے۔ ان کی قرآن کی کتابت کے نمونے لاہور میں بھی ہیں۔ آپ کے تلامذہ میں منشی رحیم اللہ اور منشی شمس الدین قرآن لکھنے میں مشہور ہوئے۔ معروف خطاط امیر عیسیٰ قمر نے مولوی محمد حسین عادل کے حوالے سے لکھا ہے کہ بقول مولوی محمد حسین عادل ہی ہے۔ مولوی غلام رسول عادل الرحمٰن اور مولوی فضل الٰہی وارثی نے حمزہ پال کے خوشنویس کے ایک مشہور خاندان سے منسوب ہے۔ (۲۰۹)

پشاوری سکول

ایم ایم شریف آرٹسٹ نے پشاور میں ایک نے طرز کی بنیاد رکھی (ن-۷۹)۔ آپ صوفی احمد علی کے بھتیجے تھے ان کا تعلق بھی گوجرانوالہ سے ہی تھا۔ (۲۱۰) آپ گوجرانوالہ سے نقل مکانی کر کے پشاور چلے گئے۔ آپ نے خطاطی میں نئی جدتیں اور طرزیں پیدا کیں۔ انہوں نے خطاطی ایجاد کیا۔ آپ کے خط کے نمونے "پرچا" کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔ آپ پشاور کے خوشنویس ... میں ... تھے۔ آج کل آپ کے بیٹے آفتاب احمد ... قدر...

ن-۸۰ ن-۷۹

ہیں (ن-۸۰)۔ اس وقت کراچی اور پشاور کے علاوہ پاکستان میں لاہور سکول کی چھاپ نمایاں ہے۔ لاہوری ... میں ایک خاص ... ہے۔ ... واقف ہے۔ ... حروف کے ... ہوتے ہیں (۲۱۱)۔ معروف خطاط ... محمد یوسف سدیدی نے ... الٰہی سے تحریک کی۔ ... لاہور سکول ... حیدرآباد ... بھی خط ... اور وہاں رہ کر ... قطعات ... بھی لکھتے رہے۔

ن-۸۱

کراچی سکول

بیسویں صدی کے آغاز میں گوجرانوالہ سے تواں خطوط ... محمد الدین مرحوم (۲۱۲) دہلی تشریف لے گئے ان کے بیٹے محمد یوسف دہلوی اپنے والد کے ہمراہ سولہ سال کی عمر میں دہلی گئے۔ اس ... فن خطاطی کی وجہ سے دہلی میں ایک خاص طرز

نستعلیق معروف ہو رہی تھی۔ (۲۱۳) ان عظیم خطاطوں سے [illegible] بی اے کیا یوسف دہلوی عبدالرشید
دہلوی خطاطی میں اپنا استاد تسلیم کرتے تھے۔ (۲۱۴) یوسف دہلوی دہلی میں [illegible] ان کے ایک مکان میں مقیم رہے
جہاں دہلی کے خطاط ان سے اصلاح لینے آتے اور دہلوی خود بھی شاعر تھے خوش نویس بھی تھے ان کے بے تکلف
دوستوں میں شامل تھے [illegible] ایک [illegible] سے ملنے [illegible] تک پہنچتا رہا۔ جب [illegible]
[illegible] اس وقت حکومت برطانیہ نے خاص [illegible] کی طرح مختلف [illegible] فن خطاطی
[illegible] دہلی والے انگلی آج موجود
[illegible] ان سے خطاطی کا کام کروایا۔

آپ تقسیم کے بعد موصوف ہجرت کر کے پاکستان آئے اور کراچی میں مقیم ہوئے پاکستانی سکوں پر حکومت
پاکستان کا نام انہی عظیم خطاط کا لکھا ہوا ہے۔ یوسف دہلوی ۳ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور ۲۱ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ کو فوت
ہوئے۔ کراچی میں قیام کے دوران محمد یوسف دہلوی نے [illegible] کی ایک خاص روش نستعلیق سے الگ
[illegible] تحقیق [illegible] دہلی شہر اس
طرز [illegible] ہاتھ کی چھاپ [illegible] اپنی اصل [illegible]
میں آپ کے تلامذہ میں عبدالمجید دہلوی [illegible] قائداعظم کے مزار پر موجود ہیں ان کے شاگرد تھے۔
ان کے علاوہ شاگردوں میں [illegible] عبدالرشید۔ [illegible] کا تعلق بھی پنجاب سے ہی
ہے [illegible] پاکستان کے [illegible] علاقوں سے [illegible] بہت سے خطاط اپنی [illegible]
یہاں سے نکلنے والے روزناموں میں کام [illegible] ان میں خاص طور پر [illegible] المعروف مستجاب رقم دہلی سے ہجرت
کر کے کراچی مقیم ہوئے [illegible] ہیں انہوں نے مختلف اسلوب میں
[illegible] کام کیا۔

لاہور کا موجودہ سکول

لاہور میں اس وقت خطاطی کے میدان میں [illegible] ان میں زیادہ تر [illegible] مرغوب رقم،
عبدالحق [illegible] تاج الدین زریں رقم، محمد صدیق الماس
رقم [illegible] خورشید عالم خورشید رقم کے تلامذہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں
[illegible] جمیل رقم فضل الٰہی مشہور نستعلیق نویس
ہیں [illegible] صوفی خورشید عالم خورشید رقم نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ جو
خطاط [illegible] ان کے علاوہ عبدالرشید لاہوری بھی معروف
خطاط ہیں جو ۱۹۹۲ء [illegible] آج کل لاہور اور مضافات لاہور میں جتنے بھی خوشنویس ہیں
وہ [illegible] جو ان کے مقلدین کی
خطاطی میں [illegible] صوفی خورشید عالم خورشید رقم کے شاگردوں میں
[illegible] محمد صدیق [illegible] محمد اقبال [illegible] نفیس الدین [illegible] مصطفیٰ [illegible] یاقوت رقم،
محمد اقبال [illegible] عبدالحق [illegible] حافظ فضل
الٰہی [illegible] محمد شریف [illegible] خوشنویس ہیں۔ [illegible] رقم
کے شاگردوں میں [illegible] عبدالرشید، محمد جمیل حسن، الٰہی بخش
[illegible] محمد صدیق الماس رقم کے تلامذہ میں ان کے بیٹے محمود احمد [illegible] محمد

ش ۔ ۸۱

صدیقی، خواجہ محمد شفیع، مشتاق احمد بٹ اور منیر احمد چشتی (مرحوم) ام فرہ کے شاگرد ہیں۔ ان کے علاوہ آرٹ کونسل لاہور میں قومی ظہور الدین، سول گھرمی نے شاگرد ہو اور اقبال بھٹ نے، محمد شفیع اختر سیالوی، اقبال اختر، شریف شاکر، کلیم خورشید احمد حسین جمیل رقم، ظہور ہاشمی (ش ۔ ۸۲) شاہد نگار، اول شریف قمر (ش ۔ ۸۳)۔

ظہور ہاشمی

ش ۔ ۸۲

شریف قمر

ش ۔ ۸۳

محمد بخش نوش رقم مرحوم، چوہدری محمد صدیق، محمد نذیر (فیصل آباد)، احمد امین خان کاشمیری، حافظ فضل الٰہی بوٹالہ، ملک علی محمد، بابا عبد الشکور، عبد الواحد قادری، نفیس الحسینی مرحوم، اور محمد دین تحسین اور محمد علی زاہد، شاکر خالد جاوید یوسفی اس ۔ ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵ اور ۹۶ میں نمونے دیئے گئے ہیں۔ مولانا آزاد نے اپنی ... میں انداز میں آداب و قواعد و اشارات کی ... جو تفصیل کا محتاج ہے۔

پیچھے صفحات میں بیان کیا گیا ... ان کو ... میں آ گئے۔

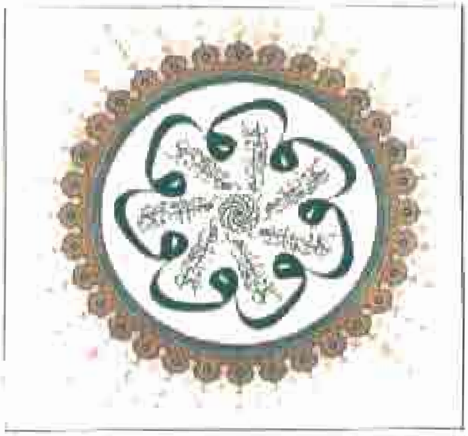

ش ۔ ۸۶

ش ۔ ۸۵

ش ۔ ۱۰۲

لو أنزلنا هذا القرآن على جبل لرأيته خاشعا متصدعا من خشية الله

وما توفيقي إلا بالله

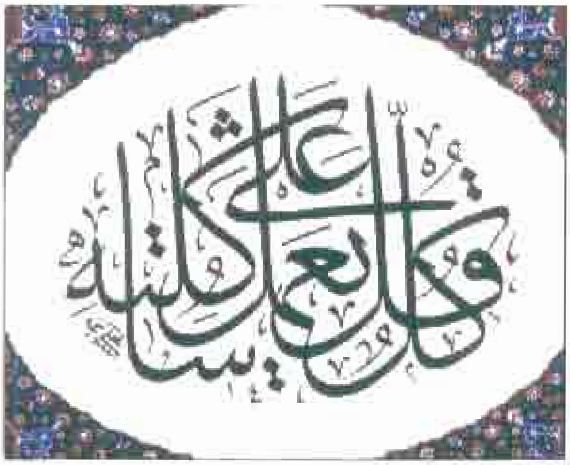

ج ۔ ۹۱

ج ۔ ۹۲

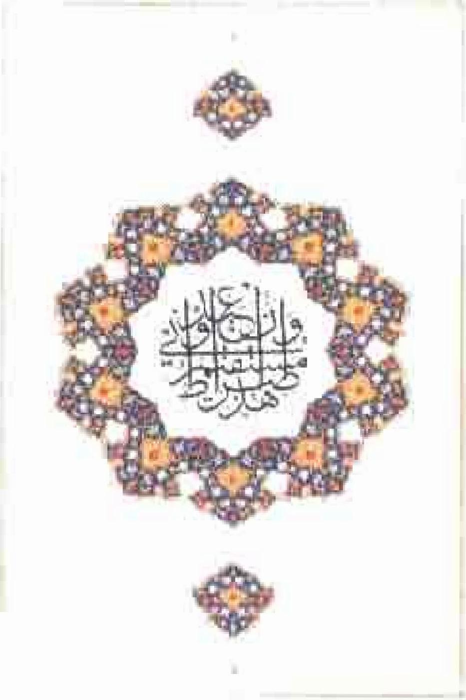

ج ۔ ۹۳

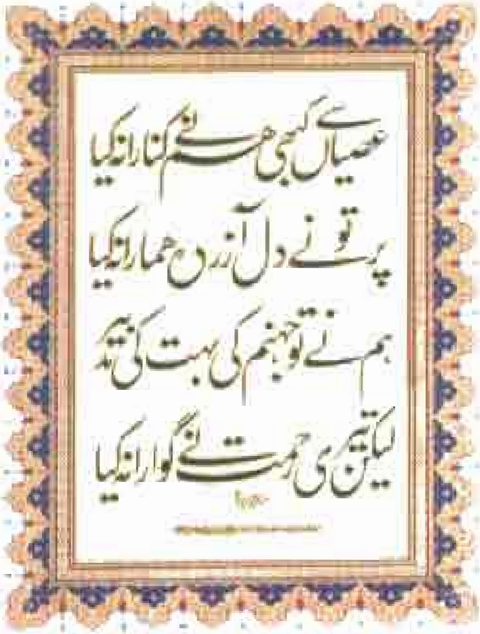

ج ۔ ۹۴

حواشی وتعلیقات

[illegible]

[illegible]

50 Mustafa[illegible] Rehman[illegible] p.28

51 R.P. Srivastava "[illegible] Contribution to the Development[illegible] [illegible] Sundeep Prakashan, Delhi 1990 p.112

[illegible]

53 Mustafa[illegible] Rehman[illegible] "Islamic Calligraphy in Medieval [illegible]" p.[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] R.P. Srivastava op. cit. p.115

[illegible]

65 Muhammad [illegible] [illegible] [illegible]

66 R.P. Srivastava Muhammad Hussain Zareen Qalam op. cit. [illegible]

[illegible]

[illegible] Mustafa[illegible] ur Rehman op. cit. p.[illegible]

[illegible]

[illegible] Dr Muhammad Iqbal Bhutta "[illegible] [illegible] [illegible] Lahore [illegible] 2005

73 Dr Muhammad Iqbal Bhutta [illegible] 1996 [illegible] p.52

[illegible] R.P. Srivastava Muhammad Hussain [illegible] Zareen Qalam [illegible] [illegible] 1990 p.112

[illegible]

79 Mustafa[illegible] ur Rehman op. cit. p.[illegible]

80 Dr Muhammad Iqbal Bhutta [illegible] [illegible] Lahore Museum op. cit. p.[illegible]

[illegible]

82 Dr Muhammad Iqbal Bhutta/Abdul Rashid [illegible] [illegible] Lahore Museum [illegible] p.[illegible]

[illegible]

88 Dr Muhammad Iqbal Bhutta/Abdul Rashid [illegible] Lahore Museum [illegible] p.[illegible]

[illegible]

94 Mustafa[illegible] ur Rehman op. cit. p.[illegible]

[illegible]

صبغة الله ومن أحسن من الله صبغة ونحن له عابدون

باب پنجم

خطابات یافتہ خطّاط

الله

محمد

جہاں تک اسلامی ممالک کا تعلق ہے ۔ ایران میں ایسے خطابات ہمیں ملتے ہیں جیسے شاہ عباس صفوی کے دور میں (۹۹۶ھ ـ ۱۰۳۸ھ / ۱۵۵۸ء ـ ۱۶۲۸ء) ہمیں میر عماد کے شاگرد مرزا ابو تراب اصفہانی نے خط میں بلند مرتبہ حاصل کیا اور رئیس الخطاطین کا لقب پایا۔ (۱) اسی طرح ایک اور ایرانی خوشنویس سید علی خان نے عالمگیر کے دور میں جواہر رقم کا خطاب پایا۔ (۲) سلطان علی مشہدی کے بارے میں حبیب اللہ فضائلی لکھتا ہے۔

سلطان علی را القاب بسیار است و از القاب او مطابق بین متقدمین و متاخرین تذکرہ نویسان متفق القب "قبلۃ الکتاب" است "تاج الکتب" "زبدۃ الکتاب" که در مکتوب سلطان حسین مرزا الکتاب به سلطان علی نوشته است "زبدۃ الکتاب" مولانا نظام الدین سلطان علی بوده اند۔ دیگر لقب "سلطان الخطاطین" است که میر علی هروی در رساله مداد الخطوط خود آورده است۔ (۳)

سلطان علی کے القاب بے شمار ہیں۔ البتہ جس پر متقدمین اور متاخرین متفق ہیں۔ وہ قبلۃ الکتاب ہے۔ زبدۃ الکتاب جو سلطان حسین مرزا نے ان کے نام سلطان علی لکھا گیا ہے۔ دوسرا لقب سلطان الخطاطین ہے جو میر علی ہروی کے مداد الخطوط میں مذکور ہے۔

اسی طرح ایک اور کاتب شاہ محمود نیشاپوری زریں قلم کے لقب سے مشہور تھا۔ (۳) ایران میں زیادہ تر خطاط اپنے نام کے ساتھ اپنے آبائی شہر یا جد کا نام بھی لکھتے۔ جیسے ابو تراب اصفہانی، رشید دیلمی، میر عماد قزوینی، شاہ محمود نیشاپوری، سلطان علی مشہدی وغیرہ۔ روایات ایران کے علاوہ عراق اور دیگر عرب ممالک کے خطاط اپنے نام کے ساتھ کنیت اور حسب نسب لکھتے تھے اور خطابات بھی استعمال کرتے۔ مثلاً ابوعلی محمد بن علی بن حسن بن عبداللہ المقلب ابن مقلہ (۲۷۲ـ۳۲۸ھ / ۸۸۵ـ۹۳۹ء) اسی طرح حضرت علی کے شاگرد خالد بن محمد بن ہیاج تابعی (م ۶۹ھ / ۶۸۸ء) کا خطاب ابوالاسود دولی تھا۔ (۵) اس نے کئی مرتبہ عربی کے حروف کو تحریر کیا ہے۔ مشہور قدیم خطاط ابوالحسن علی بن ہلال (۳۵۰ھ / ۹۶۱ء) کا باپ ہلال ایک بویہ (۳۲۰ـ۴۲۳ھ / ۹۳۲ـ۱۰۵۵ء) کے دروازے پر چوکیدار (بواب) تھا۔ (۶) اسی نسبت سے بیٹا ابوالحسن ابن البواب کے نام سے مشہور ہوا۔ ترکی میں اسلامی ثقافت، خطاطی، تحقیق و تدوین نے بہت ترقی کی۔ استنبول میں ۱۲۸۷ھ / ۱۸۷۰ء میں اسماعیل حقی التونبزر (Altumbzer) کے بارے میں مسعود اکمل لکھتا ہے۔

"Beside his being excellent calligrapher he was skillful painter and a talenled sculper. He changed his surname to "Altumbzer" which means "Gilder" because of his first trainer in this area of fine arts. Then he became a discipie of the famous gilder Baba Bey."(7)

ایک شاندار خطاط کے علاوہ وہ ایک عمدہ مصور اور ایک ماہر بت تراش بھی تھا۔ اس نے

اپنے sarname تبدیل کر کے الطیف صرف اپنے استاد سے فن کی بابت سے رعایت سے
اس نے یہی لکھا تھا۔ اس کے بعد اس نے مشہور خطاط [illegible] کی شاگردی اختیار کی۔
امتیاز ایک اور کاتب حافظ مصطفیٰ راقم آفندی کے بارے رقمطراز ہے۔

"منح لقب قاضی و شغل عدۃ مناصب فی القضاء فی ازمیر [illegible] عبد المحسن [illegible] وفی عام ۱۳۳۵ھ ۱۸۱۹ء منح لقب شیخ العلماء المطلقہ الی اسطنبول و شغل عدۃ المناصب فعام ۱۳۳۸ھ (۸)

انہیں قاضی کا لقب عطا ہوا اور ازمیر اور دیگر کئی شہروں اور استنبول ۱۳۳۵ھ/۱۸۱۹ء میں محکمہ قانون میں کئی مناصب پر فائز رہے ناظموں میں انہیں شیخ العلماء کا لقب عطا ہوا اور وہ ۱۳۳۸ھ تک اس منصب پر فائز رہے
عبد اللطیف آفندی الملقب بالتوقی، محمد شفیق بیگ رئیس المعلمین، الشیخ محمود جلال الدین آفندی، شیخ الخطاطین، شیخ الخطاط الشیخ حمد اللہ (آقا اور آقا سے ثانی کی طرف) اسماعیل حقی [illegible] الراقم علی، کامل آفندی رئیس الخطاطین (۹)

نجم الدین آفندی کے بارے صاحب "فن الخط العربی" لکھتا ہے۔

"He was generally known with his "Uskudari" later, he used Okyay as a family name he was the most famous master of 20th Cent and teacher of contemprary "(10)

"عموماً طور پر اسے اسکوداری سے جانا جاتا اس کے بعد [illegible] کے نام سے جو کہ ان کا خاندانی نام تھا پکارا جاتا وہ بیسویں صدی کا ایک نامور خطاط تھا۔"

ترکی میں بیسویں صدی کے ایک مشہور خطاط حامد آمدی [illegible] دنیائے خطاطی میں مقبول ہوئے ان کی خطاطی کے نمونے پاکستان میں کثیر تعداد میں ملتے ہیں اور ہمارے معروف خطاط محمد یوسف سدیدی مرحوم کا نام آتا ہے ان سے فیض کے متمنی رہے ان کے بارے میں مصنف "فن الخط العربی" لکھتا ہے۔

"The famous Turkish calligrapher Hamid Aytac. His real name was Sheikh Musa Azmi that is why a great number of his works were known by his real name but he was known by his nickname Hamid and the family name Aytac "(11)

"مشہور ترکی خطاط حامد ایتاق ان کا اصلی نام شیخ موسیٰ عزمی تھا یہی وجہ ہے کہ ان کے بیشتر کام ان کے اصلی نام سے جانے جاتے ہیں لیکن ان کا عام نام حامد اور خاندانی نام ایتاق تھا۔"

باقی رہا سوال دنیائے اسلامی خطاطی کا تو اس میں بھی کسی شک کی گنجائش نہیں ہے [illegible] ہر ملک میں جس طرح ادیبوں شاعروں اور دوسرے اہل فنون نے قلمی نام یا بادشاہوں کی طرف سے دیئے گئے خطابات و القابات استعمال کئے بعض تاریخ فنون میں اپنے قلمی نام یا القاب یا خطاب کی وجہ سے ہی مشہور ہوئے۔ ان میں ایران، عراق اور ہندوستان میں "رئیس الخطاطین" کا خطاب قدر مشترک ہے۔ جو ایران میں مرزا [illegible] اصفہانی یا [illegible] میں حافظ محمد مظہر ترکی میں کامل آفندی کے ناموں کے ساتھ ملتا ہے۔ (۱۲)

مثلاً عہد ہمایوں پاک و ہند میں خطاطی کے [illegible] خطاطوں نے جو خطابات استعمال کئے ان کے بارے میں محمد یوسف [illegible] بشیر [illegible] لکھتے ہیں۔

"خطوط کے استعمال کے لیے جو [illegible] استعمال [illegible] اصطلاحات [illegible] تک [illegible]

خوشنود ہو جاتا ہے۔ مخصوص شخصیتوں کے یہ القابات کتنے بولتے ہوئے تجربے ہیں اور فنِ خطاطی کی ترقی کی جہتوں کا سراغ دیتے ہیں جیسے: روشن رقم، اعجاز رقم، زریں رقم، جواہر رقم، بادشاہ رقم، مشکیں قلم، مرصع رقم، مصحف رقم، معجز رقم، نادر رقم، یاقوت رقم، پرویں رقم، جادو رقم، شیریں قلم، صنعت رقم، عنبریں قلم، شکریں قلم، روشن رقم، مرقع رقم، مبارک رقم، شہریار رقم، جمیل رقم وغیرہ ہیں۔ (۱۳)

یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خطابات قلمی نام یا القابات خطاطوں کے لیے استعمال کرنا کیوں ضروری ہے۔ اس کی کیا وجوہات ہیں جن کی وجہ سے یہ القابات و خطابات استعمال کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ خطاط اپنے خط کو اجاگر کرنے کے لیے قلمی نام استعمال کرتا ہو جو صرف اور صرف اس کی ہی پہچان ہو۔ بعض القابات و خطاب ایسے ہیں جو مختلف خطاطوں کے استعمال سے اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے پیش رو کے خط سے متاثر تھے اور انہوں نے کاوش کی کہ وہ اپنے خط کو اپنے پیش رو کے خط سے ملا لیں۔ جن کاتبوں کو بادشاہِ وقت کی طرف سے ایسے خطابات و القابات ملے وہ ان کے استعمال کو باعثِ فخر خیال کرتے تھے۔

چونکہ ترقیمے کے پیچھے کاتب کا قلمی نام استعمال کر لیتے تھے آہستہ آہستہ جب طباعت کا دور آیا تو بعض حضرات نے کاتبوں کی ترقیمہ (Colophone) کے لیے اتنی جگہ دینا مناسب خیال نہ کیا۔ بعض جگہ صرف "رقم" یا "محمد رقم" لکھا ہوا ملتا ہے جس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ نام کس نے استعمال کیا ہوگا۔ چھوٹے خطاط اپنے نام کے ساتھ حروف کے اعداد اور ستاروں کی گردش سے توڑ جوڑ کرتے تھے اور فلکیات سے ابجد سے اپنا قلمی نام رکھتے تاکہ ان کا نام ہمیشہ جلد ہی اپنا مقام حاصل کر سکیں۔

خطابات عموماً اچھے کاتبوں نے ہی استعمال کیے اور انہوں نے بڑی تعداد میں قطعات اور کتب کے نام اور القابات و مرقعوں کی پیشانیاں وغیرہ لکھیں اور قطعات و ان پیشانیوں کے نیچے جلی کی لحاظ سے جلی حروف کے نیچے خفی خط میں پروین رقم، زریں رقم، روشن رقم وغیرہ قلمی نام ملتا ہے۔ ان القابات و خطابات کا رواج خصوصاً انیسویں اور بیسویں صدی میں بہت زیادہ ہوا۔ بیسویں صدی کے معروف خطاط عبدالمجید پروین رقم انہوں نے پہلے پہل "زریں رقم" کا خطاب استعمال کیا تھا جس کا ثبوت ان کی تحریروں میں ملتا ہے۔ پھر انہوں نے پروین رقم (۱۴) کا خطاب کے استعمال کیا اس بارے میں ان کے بیٹے اور معروف خطاط محمد اقبال مرحوم ان کو پروین رقم لکھتے تھے۔

جب سا لگتے بھی آپ الوقی خطاط "زریں رقم" یا "الماس رقم" وغیرہ سے وہ خطاط مشرق عبدالمجید "پروین رقم" ہی ہاتھ سے خاندان کے تلامذہ میں سے ہوگا۔ (۱۵) ایسا ادیب لکھتے ہیں۔

یاد رہے کہ خطاط الملک اور پروین رقم کے خطابات دو ہیں جب خاندان میں مغل دور کے اس شائستہ ترین اور مقدس تعلق کی روشن نشانیاں ہیں۔ جن کا انداز مطلب یہ ہے اپنی تصنیف "رقعات عالمگیری" میں کیا ہے۔ (۱۶)

انتقال پروین کی وضاحت کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں۔

"پچھلی صدی کے اس نصف سے خط نستعلیق کی جو طرز ایجاد کی وہ یہ تھی۔ الغرض اور حسن و جمال کی وجہ تھی جیسے آسمان پر ستاروں کا جھرمٹ ہوتا ہے اور جس پر آدمی اداروں بھی سی خوبصورتی وہ اس نام سے منسوب کرتے اپنے ذوقِ سلیم کی تسکین کرتی ہے۔ (۱۷)

پروین رقم کے خطاب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء میں جناب پروین رقم نے خط نستعلیق کی طرز میں حروف ابجد تہجی (الف سے ے تک) بصورت قطعہ مبارک زیب قرطاس کے تاریخی خطاطی سے آراستہ کرنے والے اس کے مستحق ہو گئیں تو کئی دو ہزار آراستہ تھے ان کی جلد بندی وغیرہ کی گئی۔ یہ وہ قلم تھا جو ایک شاہکار قلم تھی۔ ان کی تاریخ سے داد دی

اور دوامیوں کی یکساں حیثیت اور رقابت نے مرحوم کے حلقۂ احباب کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ عبدالمجید خوش رقم سے بڑھ کر کوئی اور اچھوتے اور بلند پایہ خطاب کا انتخاب کیا جانا لازمی ہے۔ اس خطاب کے لیے حلقۂ احباب جن جلیل القدر شخصیتوں پر مشتمل تھا اس کا تصور بھی آج کے نوجوان نہیں کر سکتے۔ اس دور کے نامور اور یگانۂ روزگار حضرات پروین رقم کے مخلص دوست ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے فن کے پرستار بھی تھے اور ذہنوں اس بات کے منتظر رہتے کہ پروین رقم کے قلم سے کسی نئے اعجاز سے لطف اندوز ہوں جن میں حکیم فقیر محمد چشتی، مولانا غلام قادر گرامی، مولانا ظفر علی خان، علامہ اقبال، میر عبدالقادر، مولانا عبدالمجید سالک، مولانا صلاح الدین احمد، ڈاکٹر تاثیر، آغا طاہر دہلوی، حکیم احمد شجاع، غلام رسول مہر، آغا حشر، میر عثمان علی والی دکن اور نواب محمد صادق عباسی والی بہاولپور شامل تھے۔ پروین رقم کے اس پُرشکوہ حلقۂ احباب میں سے مشیت ایزدی نے غلام رسول مہر کی سوچ کو شرف امتیاز بخشا۔ مہر صاحب کی نگاہ انتخاب نے اپنی تابناک شعاعوں کی روشنی میں ارادتمندی سلطنت سماوی میں سے "پروین" کو ان کے حسن و جمال کے حوالے سے منتخب کیا اور یوں پروین رقم جیسا محبوب لقب والا گرامی قدر سے منسوب ہوا اور سچ پوچھیے تو یہ تمام Credit صرف مہر صاحب کی ذات کے لیے ہے۔ (۱۸)

موجد طرز جدید پروین رقم کے نام کے ساتھ عوامی الفاظ پر "شاعر مشرق" کے خطاب کی طرح "خطاط مشرق" کا خطاب بھی استعمال کیا گیا۔ (۱۹) بہرحال پھر بھی ہو جن خطاطوں نے یہ خطابات و القابات استعمال کئے ان کی خطاطی میں ان کے قلمی نام کی جھلک بھی ملتی ہے۔ جس قسم کا قلمی نام ہوگا اس قسم کے مطالب اور جھلک ان کی خطاطی میں نظر آئے گی مثلاً پروین رقم بطور پروین کے تاثر کے تحت کی جن کے دل آویز "تعلیق" متعارف کرانے کا ہے۔

یہ خطابات و القابات اپنے حوالے سے خطاط کی طرز، روش اور اسلوب تقلید کی طرف روشنی ڈالتے ہیں۔ اس حوالے سے کم و بیش ۶۰ خطاط ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے اپنے اصلی نام کے ساتھ قلمی نام یا خطاب یا لقب استعمال کئے۔ ذیل میں ان خطاطین کے حالات اور القابات، خطابات کی نوعیت کی تفصیل حروف تہجی کے مطابق دی جاتی ہے۔

آفتاب رقم۔ محمد اشرف

آپ عبدالمجید پروین رقم کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ۱۹۱۰ء میں عالی گڑھ میں پیدا ہوئے۔ خطاطی کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی بعد میں انہوں نے اللہ آباد تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ میں رہائش اختیار کر لی۔ نستعلیق، ثلث، جندی اور نسخ خوب لکھتے تھے۔ لاہور میں حجازی پرنٹنگ پریس اردو بازار، آفتاب عالم پریس جیسے تحت خوشخط چھپنے والے اداروں سے وابستہ رہے جو قرآن پاک کی طباعت بڑے اہتمام سے کرتے تھے۔ آپ کے تلامذہ میں عبدالمتین خان، عبدالمجید روزنامہ امروز اور سیالکوٹ کے محمد شفیع کے نام قابل ذکر ہیں۔ آفتاب رقم نے ۱۹۷۹ء میں ۶۹ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (۲۰)

آقا۔ عبدالرشید دیلمی

برصغیر میں عبدالرشید دیلمی کو خطاطی کا پائیدار ستون قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ مشہور ایرانی خطاط میر عماد کا بھانجا اور خط نستعلیق میں اعلیٰ مقام کا حامل تھا۔ (۲۱) حمید شاہ اصفہانی میں ترکی سے ہوتا ہوا لاہور پہنچے۔ جہاں شہزادہ دارا شکوہ اور شہزادی زیب النسا کا استاد بنا۔ ۱۰۵۸ھ/ ۱۶۴۸ء میں شاہ جہاں کی لائبریری میں بطور ناظم لائبریری مقرر ہوا۔ (۲۲) اس عہد کے اساتذہ عبدالرشید دیلمی کی طرز کے مقلد ہیں۔ نظام معرفت قلمی نے لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی شاعر نے عبدالرشید دیلمی کی شان میں قصیدہ لکھ کر اسے پیش کیا انعام کے طور پر اس نے وہی قصیدہ واپس کر دیا۔ شاعر کو دکھ ہوا کیونکہ شاعر کسی بیش بہا انعام کی امید میں تھا اس لیے مایوس ہوا۔ مگر جب رشید دیلمی کے خط کے شائقین کو اس قصیدے کا علم ہوا تو انہوں نے شاعر کو

اس کی توقع سے زیادہ رقم ادا کر کے خرید لیا۔ رشید دیلمی عوامی طور پر احتراماً "آقا" کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ رشید دیلمی کی روش پر چلنے والے بعد کے خطاط آج بھی لاہور میں کثیر تعداد میں موجود ہیں اس کے تلامذہ میں دارالشکوہ، شہزادی زیب النساء، سعید اشرف، عبدالرحیم فرمان نویس، امیر حاجی اور چندر بھان مصنف "چہار چمن" شامل ہیں۔ حکیم محمود علی خان ماہر کے مطابق اس عظیم خطاط کے لاہور میں طویل مدت قیام سے یہ شہر نستعلیق کا بہت بڑا مرکز بنا۔ (۲۳) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دیلمی کے لاہور میں آنے سے پہلے ہی لاہور میں نستعلیق رائج ہو چکا تھا۔ راقم الحروف نے اس خطاط کے لاہور میں آنے سے قبل اندرون لوہاری گیٹ میں نستعلیق میں لکھا ہوا ایک کتبہ تلاش کیا جو ۱۰۱۵ھ/۱۶۰۶ء میں لکھا گیا۔ لاہور سے اس خطاط کی جذباتی وابستگی تھی۔ اس کا ثبوت شاہ جہاں و اورنگ زیب کی معتبر دلیل درخواست سے ملتا ہے جو بیاض خدمت کے لیے دی گئی تھی۔ (۲۴) اس میں اس خطاط نے آخری عمر لاہور رہنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔

خفیف الحرکاتی صاحب قرآن ثانی

عرضداشت بندہ قدیمی عبدالرشید

بجا آوردہ بعد از تقدیم رسانیدہ بعرض حجاب بارگاہ عرش اشتباہ میرساند کہ نعمت حلقہ ملازمت خلد و دولت قرار یافتن میسر نیست چنانچہ از خویشان و عشیرہ زادہ ہائے در ملک روم توطن اختیار نمودہ و بندہ از آن جہت تیرہ روزی امیدوار کہ خلاقی درآوردہ بعنایت ایزدی این سعادت نصیب بندہ شد کہ مدت بیست و سہ سال بخاکروبی این آستان سعادت نشان سرفرازی داشت در این ایام بجہت پیری ہائے متعدد امراض را ضعیف نمودہ از نجات تقصیر خدمت ملاحظہ می نماید اگر رضا فرمان اقدس بودہ باشد در خانہ حضرت دار لاہور یا اکبر آباد بیاد حضرت تعلیم اندوزی رفتہ باشد در آن حضرت بعد کوئی دولت ابد قرین مشغول باشد امید آن حاجات بندہ باشد سرفراز شود (۲۵)

"ظل سبحانی سے قبول ہو۔ آپ کی بارگاہ عرش مرتبت میں عرض ہے کہ قبولیت کی صورت میں میرے بھائی ولایت کی وسعت میسر نہیں چنانچہ اسی وجہ سے اس نے اکثر رشتے دار اور بھتیجے بھتیجیاں ملک روم (ترکی) میں اقامت کر کے پیرا بستی تیرہ روزی ہے۔ اللہ کی خاص عنایت سے یہ سعادت اس غلام کو ہوئی کہ ۲۳ سال تک اس آستان کی خاکروبی کرتا رہا مگر حاضری سے ان ایام میں کئی متعدد بیماریوں نے مزاج کو کمزور کر دیا اور خادمی خدمت سے معذور ہو گیا۔ اگر آپ کی رضا شامل حال ہو تو آپ کی سلطنت عدل میں لاہور یا اکبر آباد جہاں بھی آپ کا حکم ہو گوشہ نشین ہو کر آپ کے نادار، ادھوں کے ساتھ آپ کی سلطنت کے دوام کی دعا میں مصروف رہوں اور اسی امید حاجات کا عطا اس غلام کے لیے سلامت رہے۔"

شہزادی زیب النساء کی سفارش پر اسے لاہور میں رہنے کی اجازت مل گئی۔

آقائے ثانی۔ محمد افضل قادری

محمد افضل قادری محمد شاہ رنگیلا (۱۱۳۱۔۱۱۶۱ھ/۱۷۱۹۔۱۷۴۸ء) کے عہد میں معروف خوشنویس تھا اس لیے اس کو عوامی طور پر "آقائے ثانی" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کی ایک وصلی دہلی میوزیم میں محفوظ ہے۔ دوسری وصلی لاہور عجائب گھر میں مخطوطات گیلری کی زینت ہے۔ (۲۶) اس خطاط نے نستعلیق میں اپنے خط و اتقان میں بہم پہنچائی کہ عبدالرشید دیلمی کے خط کی صداقت کو پہنچنے لگا۔

افضل رقم ۔ شیخ فضل الرحمن

شیخ فضل الرحمن ۱۹۰۰ء میں قصبہ ۔۔۔۔ ضلع مظفر گڑھ میں پیدا ہوئے (۴۰) موصوف کے والد کا نام محمد عثمان تھا تیس سال کی عمر میں خوشنویسی سے وابستہ ہوئے۔ آپ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی صحبت میں دس سال رہے جہاں خوشنویسی کی تعلیم بھی جاری رکھی۔ ۱۹۳۲ء میں دہلی میں "افضل المطابع" کے نام سے ادارہ خوشنویسی قائم کیا۔ تقسیم ہند تک دہلی رہے۔ ۱۹۴۸ء میں لاہور آگئے اور ادارہ "افضل المکاتب" کے نام سے ساماں کتابت کا ادارہ قائم کیا۔ کاتب حضرات آج بھی ان کے ہاتھ کے چھپے ہوئے مسطر بہت پسند کرتے ہیں۔ جو کتابت اور کاپی جوڑنے کے نقطۂ نظر سے معیاری تھے۔ نوآموز کاتب خطاطی کے لیے چھپی چھپائی کتابیں دستیاب تھیں ان سے کتابت چھاپی گئی۔ ان کی وہ بارہ بارہ دوبارہ استعمال کیا جا سکتا تھا۔ آخری عمر میں "افضل مرقع خوشنویسی" کے نام سے کتاب لکھی جس سے کتابت کے بنیادی اصول مختلف حروف تہجی کے جوڑ اور معروف استادان فن کے قطعات نستعلیق اور نسخ تعلیق میں دیئے گئے۔ اس کتاب میں ابتدائی مشق کے لیے حروف تہجی کے تبادلات کے درمیان خالی جگہیں بھی دی گئیں تاکہ مبتدی حضرات اس پر ابتدائی حد میں لکھنے کا اہتمام ہے تاکہ وہ خود بھی لکھ کر خط کو پختہ کر سکیں۔ مبتدی حضرات کے لیے ایک اور کتاب جس میں ایک ہی صفحہ پر ہر حرف تہجی کی مشق جلی قلم سے کی جا سکتی ہے۔ موصوف کی وفات ۱۹۸۱ء میں ۸۱ برس کی عمر میں ہوئی۔

اعجاز رقم ۔ منشی شمس الدین

منشی ہادی علی لکھنوی کے شاگرد تھے ان کا قلمی نام "اعجاز رقم" اور وطن لکھنؤ تھا۔ (۴۸) بروایت صوفی ابن محمد لاہوری موصوف نے لاہور میں منشی گلاب سنگھ کے چھاپہ خانہ میں ملازمت اختیار کی اور صرف ۳ برس یہاں قیام رہا۔ ان کے لکھے ہوئے قطعات میں جب سکھ بال راشد ترمیم کر دی گئی تو یہ ناراض ہو کر واپس لکھنؤ چلے گئے ان کے لاہور میں قیام کے دوران منشی عبدالغنی نقوی جب نے آپ سے استفادہ کیا۔ منشی شمس الدین اعجاز رقم کے ہاتھ کا لکھا ہوا پنج سورہ خوشنویسی مرقع نگارین، گلدستہ پنجاب اور اعجاز رقم چھپ چکے ہیں جو خطاطی کے طلبہ کے لیے مستند مرقعات ہیں۔

الماس رقم ۔ محمد صدیق

موصوف جونکے چیمہ میں ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں پیدا ہوئے (۴۹) ان کے بڑے بھائی مولوی محمد اعظم جو اچھے خوشنویس تھے انہیں حکیم محمد عالم کے پاس گوجرانوالہ لے گئے جہاں انہوں نے مشق خطاطی کی پھر لاہور آ کر روزنامہ "زمیندار" کے بیڑ کاتب مولوی محبوب عالم کے پاس قیام پذیر رہے جہاں انہوں نے حاجی دین محمد اور عبدالمجید پروین رقم کی خطاطی سے استفادہ کیا اور ان دنوں سامنے رکھ کر مشق جاری رکھی۔ الماس رقم کا خطاب انہیں روزنامہ "زمیندار" کا پورا

لکھنے پر مولانا ظفر علی خان کی تجویز پر "زمیندار" کے نامور ایڈیٹر اختر امرتسری نے دیا اور یہ خطاب ان کے نام کا ایسا جزو بن گیا کہ لوگ ان کے بغیر ان کی شخصیت کا تصور تک نہیں کر سکتے۔ (ن۔ن) ۱۹۳۲ء میں جب علامہ اقبال اور پروین رقم میں اختلاف پیدا ہو گئے

[illegible]

امانت خان۔ عبدالحق شیرازی

[illegible] (Eye Q level) [illegible]

بہار قلم۔ حافظ بہار مصطفیٰ ابن حافظ محمد یوسف سدیدی

[illegible]

[illegible]

پروین رقم، عبدالمجید

موصوف ۱۹۰۱ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ (۳۳) آپ کے والد عبدالعزیز کا تعلق راجپوت خاندان سے تھا۔ آباؤ اجداد اکبر آباد ضلع گوجرانوالہ میں مقیم تھے ان میں سے سب سے پہلے مولوی پیر احمد لاہور آئے۔ (۳۵) انہوں نے بعد میں اپنے بڑے بھائی مولوی جان محمد کو بھی اپنے پاس بلا لیا۔ اور لاہور ہی میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آپ کے والد نے خطاطی کی تربیت اپنے تایا مولوی پیر بخش سے لی [illegible] حافظ نور احمد خوشنویس سے [illegible] آپ نے حافظ نور احمد سے [illegible] کی جس میں مسلسل ۸ برس مشق کی۔ (۳۶) ان کے خاندانی شجرہ کے مطابق فن خطاطی کا سلسلہ کئی پشتوں سے چلا آ رہا ہے۔ (۳۷)

مولوی امان اللہ خوشنویس

مولوی پیر بخش خوشنویس

مولوی جان محمد خوشنویس	مولوی جان محمد	مولوی پیر احمد خوشنویس
مولوی پیر بخش	اولاد	حافظ نور احمد خوشنویس
مولوی عبدالعزیز		مولوی غلام محمد
صوفی عبدالمجید پروین رقم		حنیف محمد [illegible]
محمد اقبال ابن پروین رقم		حنیف [illegible] ابن پروین رقم

آپ نے نستعلیق کی فنی طرز کی ابتدائی تعلیم [illegible] سے باقاعدہ حاصل کی۔

آپ کی کتابت پر علامہ [illegible] کی [illegible] نے بھی [illegible] (۳۸)

آپ [illegible] شریف پیدا ہوئے تھے جس کا نام [illegible] ان کی ایک بیٹی [illegible] آپ نے چھوڑے۔ [illegible] میں [illegible] آپ کے دو [illegible] موجود ہیں۔ موصوف نے [illegible] آپ [illegible] صاحب کے [illegible] قطعات [illegible] قیام آپ [illegible] کی [illegible] کے بعد آپ لاہور تشریف لے آئے۔ [illegible] آپ نے [illegible] استعمال کیا [illegible] ان کے ایک [illegible] محمد [illegible] نے استعمال کیا [illegible] موصوف نے علامہ اقبال [illegible] کی [illegible] علامہ کے پاس [illegible] آپ [illegible] علامہ اقبال [illegible] تصوف [illegible] تجلیات اور [illegible] کے [illegible] اطراف [illegible] اشعار [illegible] قطعات [illegible] محمد [illegible] الدین [illegible] صاحب [illegible] قرآن [illegible] اسلام [illegible] قرآن پاک [illegible] مسجد [illegible] تعلق [illegible]

منقبت

[illegible] آپ کے تلامذہ میں [illegible]
قمر فضل الٰہی [illegible] محمد صدیق [illegible] قمر
[illegible] اقبال [illegible] وغیرہ کا نام [illegible]

[illegible] ۱۹۲۶ء میں آپ [illegible] ۱۹۳۲ء میں [illegible]
[illegible] اقبال بہت اعلیٰ [illegible]
[illegible] علامہ اقبال کے مزار پر [illegible] فارسی اشعار [illegible]
[illegible] ۱۹۵۴ء [illegible]
[illegible] (۳۹)

سید قمر حکیم محمد [illegible]

[illegible]

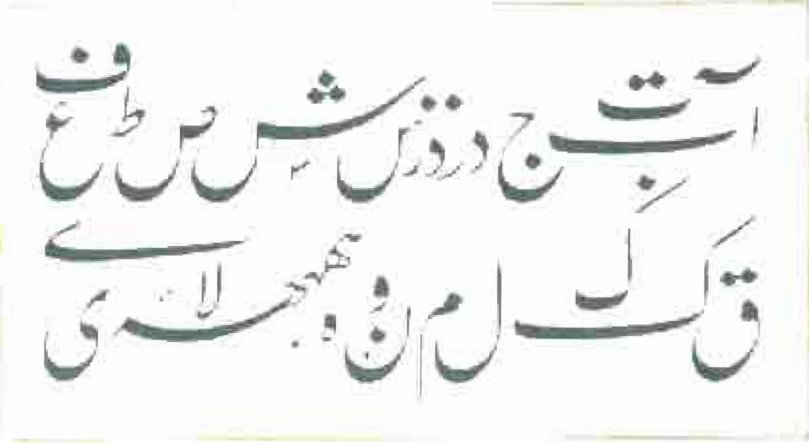

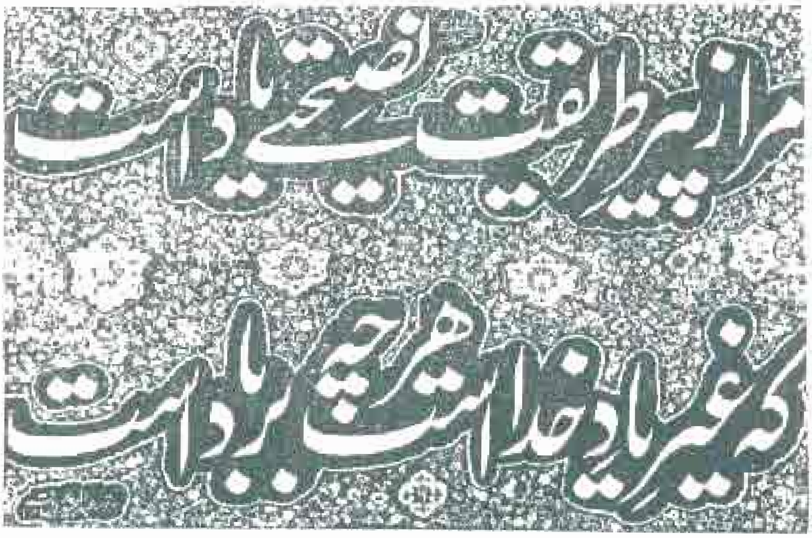
مرا پیر طریقت نصیحتی یاد است
که غیر یاد خدا هر چه هست بر باد است

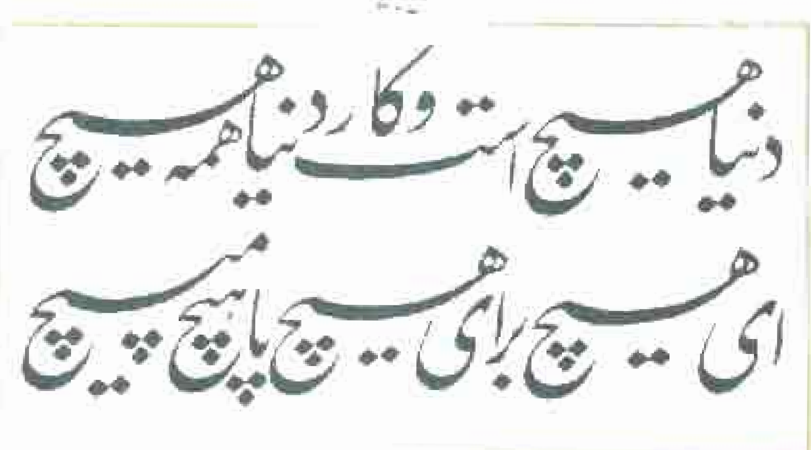
دنیا هیچ است و کار دنیا همه هیچ
ای هیچ برای هیچ بر هیچ مپیچ

[illegible]

[illegible]

تاج رقم۔ راؤ خورشید احمد

راؤ خورشید احمد تاج رقم

[illegible]

تاج رقم۔ خلیفہ محمد طفیل

[illegible]

تنویر رقم۔ محمد جمیل

[illegible]

محمد جمیل تنویر رقم ش-۱۰

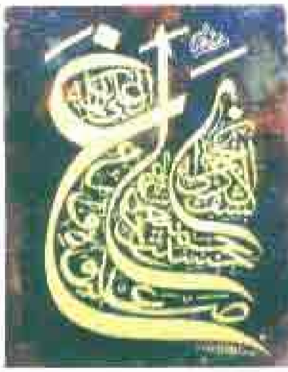

محمد جمیل تنویر رقم ش-۱۱

الماس رقم سے بھی ۱۹۵۳ء میں [illegible] ۱۹۰۲ء سے ۱۹۵۵ء تک [illegible] (ش-۱۰،۱۱) [illegible] ۱۹۹۵ء میں لاہور میں وفات پائی۔

جمیل رقم۔ محمد بخش

اصل نام محمد بخش، خطاب جمیل رقم ہے۔ (۳۵) خطاطی میں حاجی دین محمد لاہوری کے تلامذہ سے ہیں۔ [illegible] ۱۹۶۰ء میں [illegible] (۳۶) آپ نے ثلث اور نستعلیق میں [illegible] (ش-۱۲،۱۳) موصوف نے قطعات [illegible] مختلف اسالیب [illegible] خطاطی [illegible] ہیں۔

جواہر رقم۔ غلام مرتضیٰ

موصوف ۱۹۵۰ء سے مختلف اخبارات کے شعبہ [illegible] میں کام کرتے آ رہے ہیں۔ [illegible]

جہانگیر رقم۔ منشی غلام محمد ابن حاجی دین محمد

۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے۔ [illegible] (۴۹) [illegible] ۱۹۳۹ء [illegible] (۵۰) محمد بخش جمیل رقم [illegible] (۵۱)

حیات رقم۔ محمد اسلم

موصوف [illegible] ۱۹۲۶ء میں پیدا ہوئے [illegible] (۵۲)

خورشید رقم۔ صوفی خورشید عالم

اصل نام خورشید عالم (۵۳) [illegible] ۱۹۲۲ء میں [illegible]

تجمیل رقم محمد بخش ب ح ۱۲۰

تجمیل رقم محمد بخش ب ح ۱۳۰

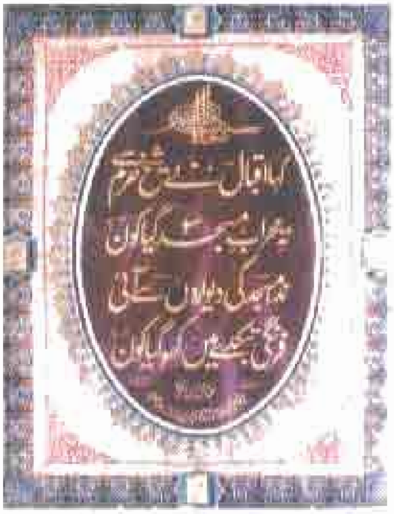

ب ح ۱۳۰

تجمیل رقم محمد بخش

صوفی خورشید عالم خورشید رقم

ہوئی۔ اور شاعری میں احسن دانش مرحوم سے اصلاح لی۔ آپ
نے [illegible] معین الدین کی [illegible] مجموعہ [illegible] اور انہی سے خلافت
بھی پائی۔ خطاطی میں پروین رقم سے اصلاح و مشق [illegible]
یہیں ان کی ملاقات محمد صدیق الماس رقم سے ہوئی جب انہوں نے
الماس رقم سے اچھا لکھنے لکھانے کے بارے میں بات کی تو انہوں
نے جواب دیا کہ پہلوان کو کشتی لڑتے دیکھ کر خود کوئی پہلوان نہیں
ہو جاتا ہے آپ اسی طرح اچھا خط دیکھ کر خود اچھا لکھنے لگ جائیں
گے۔ آپ نے چودہ برس کی عمر میں خطاطی شروع کی۔ صوفی
خورشید عالم، سید نفیس رقم اور حافظ محمد یوسف سدیدی کے ہم عصروں
میں سے ہیں ان کے تلامذہ میں [illegible]
چشتی، منظور [illegible] محمد اقبال [illegible] محمد صدیق، عبدالرحمن،
مولوی [illegible] نذیر احمد صدیقی، رضی الدین، محمد صدیق [illegible]
[illegible] محمد اقبال برادر خورد حافظ یوسف سدیدی اور [illegible] حافظ محمد یوسف سدیدی [illegible]
حافظ محمد یوسف سدیدی [illegible] سب سے پہلے اپنے [illegible] صوفی خورشید عالم خورشید رقم کی شاگردی میں
[illegible]

صوفی صاحب نے ترکی، ایران، عراق، شام میں خطاطی کی نمائشوں میں حصہ لیا اور عراق [illegible]
وہ وہیں پر [illegible] رمضان المبارک ۱۹۸۰ء میں [illegible] عراق میں معروف خطاط [illegible]
اور عراق کی مساجد پر ان کی [illegible] خطاطی کے [illegible]

صوفی صاحب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] صوفی صاحب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] صوفی خورشید عالم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

گئے۔ موصوف تاج الدین زریں رقم کے جانشین مقرر ہوئے۔

جانشینی کے بارے میں سید نفیس رقم لکھتے ہیں۔

زریں رقم مرحوم کی ذات ایک مدت تک مرجع فن رہی اس ادارہ عام کو جاری اور حلقہ تلامذہ کو مربوط رکھنے کے لیے کسی موزوں شخص کا انتخاب ضروری تھا۔ چنانچہ زریں رقم کی وفات کے تیسرے روز ۱۵ جون ۱۹۵۵ء وہاں کے تلامذہ اور احباب نے مرحوم کی بیٹھک کا تالیا اندرون لوہاری دروازہ جمع ہو کر اس مسئلے پر غور و فکر پر حافظ یوسف سدیدی نے خورشید رقم کا نام تجویز کیا سید نفیس رقم نے اس کی تائید کی منشی اقبال احمد خاں زاد زریں رقم مرحوم نے بھی تائید کی مجلس کے سرپرست محمد شفیع اور منشی اقبال نے خورشید رقم کو ہار پہنائے اور جانشینی عمل میں آگئی۔ (۵۵) (خ۔ ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹) صوفی صاحب لاہور میں ۳۰ مئی ۲۰۰۳ء وفات پائی۔

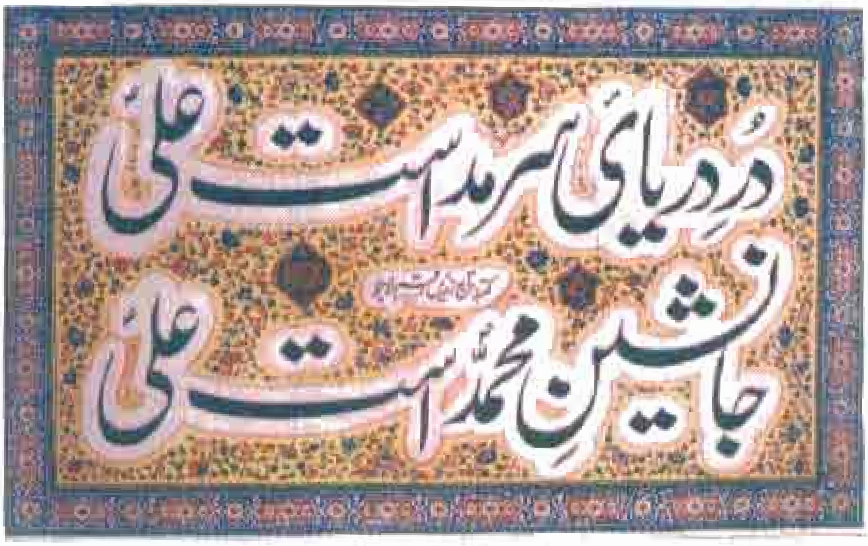

صوفی خورشید عالم خورشید رقم ۔ خ۔ ۱۵

خوش رقم۔ خوشی محمد ناصر قادری

اصل نام خوشی محمد (۵۹) والد کا نام کرم بخش تھا۔ ۸ مارچ ۱۹۱۸ء موضع کالا سنگھ ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ (ے د) بلک ڈونٹی ٹیمن آباد میں رہائش پذیر رہے۔ خطاطی میں حنیف عبدالمجید پروین رقم کے تلامذہ سے ہیں خط نستعلیق خوب لکھتے تھے۔ (خ۔ ۳۰) انہوں نے روزنامہ "انقلاب" میں ساڑھے چار سال کام کیا۔ آپ ۱۹۳۱ء میں لاہور آئے پیر مہر علی شاہ کی تصانیف کی کتابت ۱۹۵۲ء میں فیروز سنز والوں کے لیے قرآن کی کتابت کی آپ کے تلامذہ میں محمد رفیق غزالی، شیخ محمد اشرف، عبدالواحد نادم کلر، کراچی، محمد عظیم، عبدالرشید، حافظ عبدالرحمان، انوار الحق، محمد افضل، محمد عنایت، محمد اشرف، محمد شفیع، محمد حنیف، محمد علی ہیں۔ روزنامہ "انقلاب" میں ان کے معاصرین میں محمد شفیع گوجرانوالہ، محمد اسماعیل سیالکوٹ، عبدالعزیز بھیکے وال ضلع سیالکوٹ، محمد اعظم چشتی نعت خواں، محمد حسین شاہ گوجرانوالہ، ظہور احمد کامونکی اور حافظ محمد اعظم بہترین کاتب تھے۔ انہوں نے قلمی نام "خوش رقم" استعمال کیا یہی نام پہلے ان کے استاد صوفی عبدالمجید پروین رقم نے استعمال کیا۔

صوفی خورشید عالم خورشید رقم ش ۔ ۱۷

سرودِ رفتہ باز آید کہ ناید
نسیمے از حجاز آید کہ ناید
سر آمد روزگارِ این فقیرے
دگر دانائے راز آید کہ ناید

صوفی خورشید عالم خورشید رقم ش ۔ ۱۹

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

صوفی خورشید عالم خورشید رقم ش ۔ ۱۹

ہے آدمی بجائے خود اک محشرِ خیال
ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو

صوفی خورشید عالم خورشید رقم ش ۔ ۱۹

طلیل رقم۔ منشی طفیل احمد

۱۹۲۳ء میں ملتان میں پیدا ہوئے۔ موصوف منشی منظور احمد نگینہ تاج الدین زریں رقم کے شاگرد ہیں۔ (۵۸) اور ملتان خوشنویس یونین کے سیکرٹری رہے۔

رئیس القلم۔ حافظ محمد اعظم

زریں رقم کے شاگرد تھے۔ (۵۹) ان کے والد کا نام امام بخش تھا۔ آپ ۱۹۱۰ء میں بمقام اکھوکھری قریب آباد ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ حافظ محمد اعظم ۱۹۳۲ء میں لاہور آئے۔ ۱۹۹۵ء میں لاہور میں ۸۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔ ان کی رہائش مسجد القدس محلہ میں تھی آپ شیخ ... تعلق رکھتے تھے "انقلاب"، "شہباز" اور "نوائے وقت" میں ... ان کے صاحبزادے حافظ محمد ناظم "انقلاب" روزنامہ "امروز" سے وابستہ رہے اور آج کل روزنامہ "پاکستان" لاہور سے وابستہ ہیں۔ ان کے بیٹے حافظ محمد ناظم روزنامہ "مشرق" سے وابستہ رہے اور تیسرے بیٹے بھی ایل ڈی اے میں بطور خوشنویس ملازمت کر رہے ہیں۔ فیلڈ مارشل ایوب خان کے دور میں سونے کی تاروں سے لکھا جانے والا قرآن جو آج کل بادشاہی مسجد میں موجود ہے۔ ان کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ آپ کو "رئیس القلم" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کے نام کا کوئی کاتب ان سے پہلے نہیں گزرا البتہ ان کے شاگرد ... کے لیے رئیس الخطاطین کا لقب استعمال ہوتا ہے۔

زرتاج رقم۔ حافظ محمد یوسف سدیدی

موصوف ۱۹۲۷ء میں جہلم تحصیل چکوال کے ایک اعوان خاندان میں پیدا ہوئے۔ (۹۰) آپ کے والد بزرگوار کا نام محمد تھا۔ آپ نے ... ابتدائی تعلیم گاؤں ہی میں حاصل کی حافظ عبدالرحمٰن سے پانچ پارے اور حافظ ... سے پورا قرآن پاک حفظ کیا۔ ... دارالعلوم میں داخل ہوئے اور ابتدائی فارسی اور ۲۳ پارے ... قاری محمد طفیل الطیب ... سے قرآن پاک حفظ کیا اور ساتھ ہی تجوید کے ساتھ قرآنی آیات ... "سلطان الخطاطین"، "امام الخطاطین" کے خطابات سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ موصوف نے منشی محمد شریف ... ملتان کے ... القلم منشی قاسم احمد ... اور استاد ... الدین زریں رقم ... سے ۱۹۳۲ء میں پھر ۱۹۴۴ء میں ... ایم شریف ... تک صدیقی ... عبدالغنی ... ۱۹۵۹ء میں منشی تاج الدین زریں رقم سے تعلق ... اور محمد یوسف سے ... مولانا ... قاری محمد ... ایام ... خوشنویسی کے ... کے مزار پر ... قطعات جن ... تاج الدین زریں رقم کا ... حافظ یوسف سدیدی کے زور قلم کا نتیجہ ہیں ... مزارات پر منظوم ... میں ۱۰۰ قطعات ... ان کے استاد تاج الدین زریں رقم کا نام ... (۹۱) حافظ صاحب ... جن کی وجہ سے موصوف نے اپنی ابتدائی تحریروں میں "یوسف ... یا "یوسف نظامی" بھی لکھا ... عربی خطوط میں مہارت کے لیے ... مقالات، مزارات اور ... شائع شدہ ... رسائل ان کے زیر مطالعہ رہتے ہیں۔ آپ ... عبدالعزیز ... فارسی ... حامد الامدی ... محمد حسنی اور سید ابراہیم ... سے ... آپ کی خطاطی کے نمونے جابجا ... (ج۔ ۲۱، ۲۲)

روزنامہ "امروز" کی شہ سرخیاں ۱۹۴۸ء سے ۱۹۸۳ء تک ... بے شمار کتابوں کے سرورق ... اخبارات و رسائل کی پیشانیاں ... مساجد مقابر اور عمارات ... مسجد، مزار اقبال (۲۴) مینار پاکستان ... مزار

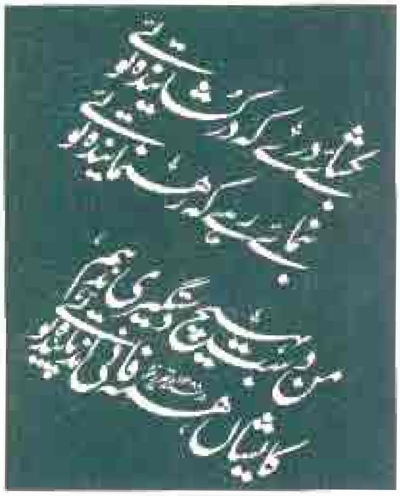

حافظ محمد یوسف سدیدی ش۔ ۴۱

داتا گنج بخش (کلام محمد افضل فقیر) جامعہ اشرفیہ، جامع مسجد منصورہ، مزار وارث شاہ جنڈیالہ شیر خان اور میاں میر صاحب کے اور میانی صاحب کے قبرستانوں میں متعدد قبور کے کتبے ان کے فن کا شاہکار ہیں۔

آپ کے شاگردوں کی تعداد کثیر ہے جن میں خالد جاوید یوسفی، عاصم اقبال، اورنگزیب، بشیر احمد، عقیل احمد، محمد یوسف چوہدری، عبدالرحمن، محمد اقبال سعید، محمد یوسف کے علاوہ ادارہ "امروز" کے تمام حضرات نے ان کی خطاطی سے استفادہ کیا۔ آپ نے ۱۹۸۲ء میں سعودی عرب میں ادارہ ... میں ملازمت اختیار کی۔ ۱۹۸۳ء میں جدہ سے ریاض جاتے ہوئے کار کے حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے۔ دو سال صاحب فراش رہنے کے بعد ۹ محرم الحرام ۲۰ ستمبر ۱۹۸۶ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔

فنِ خطاطی کا استاد دل صفت قلم

چل دیا حضرتِ استاد محمد یوسف

آپ میانی صاحب کے قبرستان میں مدفون ہیں۔ ۱۹۸۰ء میں گورنر پنجاب نے خطاطی کی خدمات کے اعتراف میں صوفی خورشید عالم خورشید رقم کے ساتھ ... قلم سے نوازا۔ (۹۳) آپ نے بعض پوسٹروں پر "سدیدی" کے ساتھ "ہمدم" قلمی نام بھی استعمال کیا۔ (۹۴) آپ تمام مروجہ اسالیب خطاطی میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ خطاطی کی پوری تاریخ میں صرف چند نام ہی ایسے نظر آتے ہیں جنہیں تمام مروجہ اسالیب خطاطی پر دسترس حاصل رہی۔ "زریں رقم" کے بعد صرف یہی کاتب تھے جنہیں "سلطان الخطاطین" اور "امام الخطاطین" اور "ذات قلم" جیسے القاب ان کے لیے استعمال ہوا ہے۔

حافظ محمد یوسف سدیدی ش۔ ۴۲

زریں رقم۔ تاج الدین

تاج الدین زریں رقم نے خوشنویسی اور فن کے لیے اتنا کام کیا اور ایسا انجام دیا کہ ان کے لیے خوشنویس برادری نے انہیں "خطاط الملک" کا خطاب دیا۔ (۶۵) جو آج تک میانی صاحب میں ان کی قبر پر لکھا ہے۔ موصوف ۱۹۰۶ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ (۶۶) آپ کا تعلق خوشنویسی سے متعلق خاندان سے تھا ان کے مورث اعلیٰ ... سکھوں کے عہد میں مسلمان ہوئے۔ (۶۷) ان کا خاندان ... لاہور میں آ کر آباد ہوا تھا۔ ان کا پیشہ ... ان کے والد کا نام چوہدری محمد الدین تھا جن کے دو بیٹے ایک تاج الدین اور ... عبدالوہاب تھے۔ والد کی رحلت کے بعد ان کے ... اچھے خوشنویس اور منشی فضل الٰہی مرغوب رقم سے خطاطی سیکھی ... تاج زریں رقم کو خطاطی ... ۱۹۲۹ء میں زریں رقم نے الف ابجد کی پہلی وصلی لکھی جو شائع ہوئی۔ ۱۹۳۰ء میں لاہور میں "آل انڈیا ..." کے سالانہ جلسہ ... انہی کے قلم کا شاہکار تھا۔ موصوف نے نوآموزان خطاطی کے لیے مرقع زریں تحریر کیا ان کی لکھی ہوئی ۲۰×۳۰ سائز میں ... حافظ محمد یوسف سدیدی نے

محمد پرواز رقم الدین نے بھی موصوف معروف خطاط پروین رقم کے ہمعصر تھے۔ جو چیز پروین رقم لکھا کرتے وہ کسی طرح چھپنے سے قبل تاج زریں رقم کے پاس پہنچ جاتی اور وہ اتنی زیادہ مشق بہم پہنچاتے کہ بالکل ویسا ہی لکھ لیتے۔ (ن۔ ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷) ان کے خط میں پروین رقم جیسی رعنائی تو نہیں لیکن ان سے دوسرے درجے پر انہی کا خط تھا اور اتنا ہی جلی اور خوبصورتی لیے تھے۔

۱۵ اکتوبر ۱۹۳۹ء میں خوشنویسوں کی یونین کا قیام عمل میں آیا اور تاج الدین زریں رقم اس کے پہلے صدر بنے۔ اس سے قبل خوشنویس یونین حالی کی زندگی بسر کرتے تھے دوسری تحریکوں کی طرح خوشنویس یونین جو کہ ایک تحریک تھی کی ابتداء بھی لاہور ہی سے ہوئی۔ آپ نے خوشنویسوں کو متحد کرنے کی خاطر امرتسر، جالندھر، لدھیانہ، بہاولپور، کراچی، ملتان، راولپنڈی، پشاور، سیالکوٹ، فیصل آباد، سرگودھا، جہلم، بمبئی اور حیدر آباد دکن وغیرہ کے دورے کیے۔ تاج صاحب نے

تاج الدین زریں رقم ن۔ ۴۲

تاج الدین زریں رقم ن۔ ۴۳

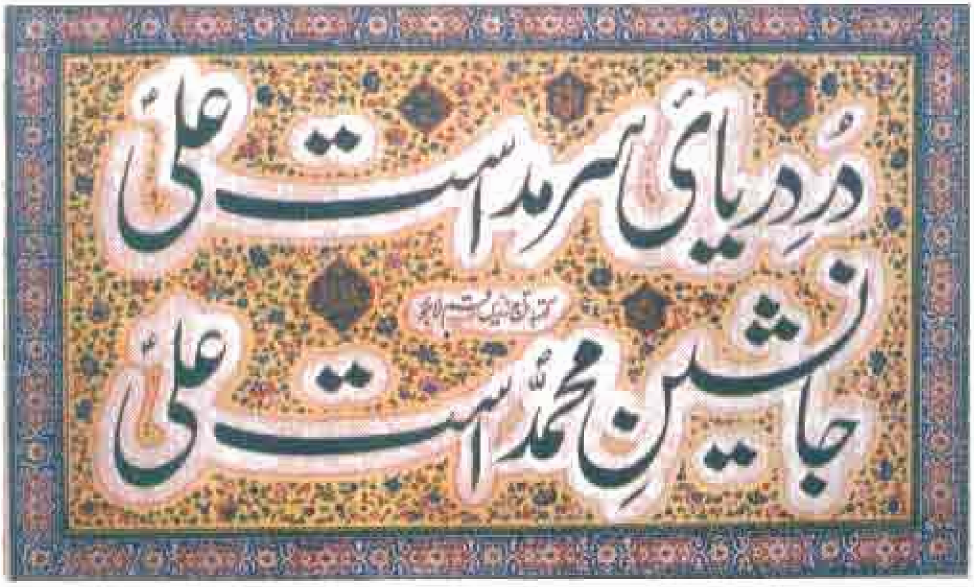

تاج الدین زریں رقم ت ۔ ۲۵

تاج الدین زریں رقم ت ۔ ۲۷

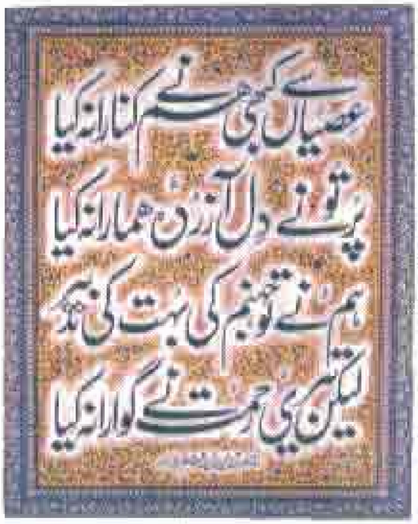

تاج الدین زریں رقم ت ۔ ۲۶

صرف چودہ ان تھے بلکہ دہلی میں بھی انہوں نے پاندوں میں شہزادوں کا حق ادا کیا ان کے لکھے ہوئے بورڈ لوگ اپنے گھروں کے جاتے اور ان سے مشق کرتے۔ رنگوں کے اشتہارات کا مضمون اور ڈیزائن بڑے اہتمام سے تیار کرتے۔ زریں رقم کا فن مساجد و عمارات کے کتبات اور رنگ مرمری ایوان کی شکل میں بے شمار کتبات موجود ہیں۔ مسجد دارالقرآن یا خانیوال کے کتبات قابل دید ہیں۔ زریں رقم کے لکھے ہوئے بے شمار قطعات انہیں ملتے ہیں آپ نے وفات تک ۳۰۰ قطعات لکھے (۶۸) ان کے لکھے ہوئے قطعات بہاولپور آرٹس کونسل کی جانب سے خطاطی کی نمائش میں رکھے گئے اس کے علاوہ جنوری ۱۹۶۳ء میں ٹوکیو جاپان میں ان کے قطعات کی نمائش ہوئی۔ مئی ۱۹۵۵ء میں آخری دنوں میں اختلاج قلب کی بنا پر میو ہسپتال داخل رہے۔ ہفتہ کی صبح ساڑھے نو بجے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ رحلت کے وقت زریں رقم کی عمر ۵۵ سال تھی

معروف خطاط جناب سید انور حسین نفیس رقم نے یہ تاریخ نکالی ہیں۔

ہائے تاج الدین زریں رقم ۱۳۸۱ھ ۔ق

ان کا مزار اسلامیہ پارک کے قریب مسجد ... کے بائیں جانب واقع ہے۔ جس پر ''خواجہ خطاط الملک''
۲۳ اپریل ۱۹۵۵ء لکھا ہے۔ ان کے بیٹے محمد حلیم خوشنویس ہیں۔ آپ کے تلامذہ میں حافظ یوسف سدیدی، صوفی خورشید عالم،
خورشید رقم، شیخ مجید، خلیفہ محمد الفضل، تاج قلم نصیر الدین لاہوری، محمد امین لاہوری، عبدالرشید امرتسری، محمد عظیم مرحوم صلاح الدین،
ضیاء صابری، محمد فضیل، اقبال اشرف اور خورشید قابل ذکر ہیں۔

زریں رقم۔ عبدالحفیظ

شاہ عالمی دروازے کے اندر لوہاری کی طرف ایک مسجد ہے جس کے امام مولوی نورالدین خوشنویس تھے جو
منشی کاتب تھے اور پھر خانقاہ میں ملازم تھے اور کاتب میاں محمد کے شاگرد تھے انہوں نے اپنے بیٹے عبدالحفیظ کو بھی زریں رقم کی
شاگردی میں دیا جو نہایت اچھا لکھنے لگا چونکہ یہ تاج الدین زریں رقم کا ہم مکتب اور ہم جماعت تھا۔ (۶۹) یہ دونوں
اکٹھے ... جماعت میں اکٹھے پڑھتے ... ایک ہی جماعت سے رقابت کی وجہ سے تو وہ ''زریں رقم'' لکھنا
شروع کر دیا۔ پیشہ ... خوشنویس چند ایام جوانی ہی میں وفات پا گیا۔ وفات کے وقت اس کی عمر مشکل تیس برس
تھی۔ ... زریں رقم کا خطاب انجمن ... خطاط محمد ... زریں قلم اور ... کے دور کے خطاط ہدایت اللہ
زریں قلم اور محمد باقر ... کے مصحف ... زریں قلم نے استعمال کیا۔

زریں قلم۔ محمد حسین کشمیری

موصوف کو ''زریں قلم'' کا خطاب شہنشاہ اکبر نے دیا۔ (۷۰) زریں قلم کے معنی سونے کے قلم کے ہیں۔ محمد حسین
کشمیری جو کہ نستعلیق نویس تھے، تمام ہندوستانی خطاط ان کا اس وقت تعلیم کرتے تھے۔ (۷۱) ابوالفضل نے انہیں آئین
اکبری میں ''زریں قلم'' ... لکھا ہے۔ ''زریں رقم'' کے ... اور عالمگیر کے عہد میں ہدایت اللہ نے اور
... تاج الدین نے استعمال کیا۔ ... لکھتے ہیں

> مولانا محمد حسین کشمیری خطاب زریں قلم مشہور آفاق تھا۔ مولانا عبدالعزیز نظر استادی
> نوشت ... (۷۲)

> مولانا محمد حسین کشمیری کا خطاب زریں قلم تھا ... مشہور آفاق خطاط مولانا عبدالعزیز کی
> طرز پر لکھتے تھے اور ... ان کا رنگ رکھتے تھے۔

اکبر کے عہد ... کاتب ... میں مشہور مصوروں نے تصاویر بنائیں یہ نسخہ
آج کل ... میں موجود ہے (۷۳) ... شعر مخطوطات
علی گڑھ میں ہے۔ ... محمد حسین کشمیری کے زریں قلم کا نتیجہ
ہے۔ (۷۴) ... (۹۶۳ھ–۱۰۱۴ھ / ۱۵۵۶ء–۱۶۰۵ء) سے جہانگیر کے عہد (۱۰۱۴ھ–۱۰۳۷ھ / ۱۶۰۵ء–۱۶۲۷ء)
... (۷۵) محمد حسین کشمیری رئیس الخطاطین
... محمد حسین کشمیری ... دیوان حسن دہلوی، دیوان
حافظ ... (۷۶) ... دارالخلافہ تھا یہاں متعدد
مخطوطات تیار ہوئے ... (۷۷) محمد حسین کشمیری نے کتابت شدہ ان
مخطوطات میں ... جیسے مصوروں کی خدمات حاصل کی گئیں۔ (۷۸)

اسی کاتب نے ''دیوان انوری'' ۹۹۶ھ/۱۵۸۸ء میں لاہور ہی میں لکھا جو جیبی سائز میں ہے اور اس میں ۱۶ عدد تصاویر ہیں۔ یہ دیوان ۱۹۸۷ء میں پروفیسر شیورٹ کیری ویلچ اور این میری شمل نے مرتب کر کے چھاپ دیا ہے۔ (۷۹)

ح ۔ ۲۸

زمرد رقم۔ بشیر راہی

بشیر راہی روزنامہ ''نوائے وقت'' کے خوشنویس منیر انس کے بڑے بھائی ہیں۔ آپ نستعلیق جلی اور خفی میں ماہر تھے۔ زیادہ تر کتب کی کتابت ہی کرتے۔ زود نویس تھے۔ بقول اقبال اختر کاتب۔ (۸۰) زود نویسی کا یہ عالم تھا کہ روزانہ ۲۰ تا ۳۰ یا دو کاپیاں لکھ دیتے تھے۔ وفات پا چکے ہیں۔ ''زمرد رقم'' کا خطاب ان سے قبل میر پنجہ کش دہلوی کے شاگرد عباد اللہ بیگ نے انیسویں صدی میں استعمال کیا۔

زینت رقم۔ مولوی غلام محی الدین انصاری

موصوف عربی فارسی اور طب کی تعلیم سے بہرہ ور تھے اور فن کتابت میں منشی ممتاز علی ''زینت رقم'' دہلوی کے شاگرد تھے۔ (۸۱) اور خود کو ''زینت رقم'' لکھتے تھے۔ (۸۲) موصوف گوالیار اور بمبئی بھی رہے ۱۹۰۲ء میں بغرض ملاقات دوست احباب لاہور آئے اور یہیں کے ہو رہے کئی برس تک مسجد وزیر خان میں ان کا مطب تھا۔ (۸۳) مولوی صاحب ۱۱ ذی الحجہ بروز اتوار ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء کو رحلت پا گئے آپ کا مزار حضرت طاہر بندگی کے جوار میں جانب مشرق ہے لوح مزار انتہائی خوبصورت ہے اور بجائے خود اعلیٰ خطاطی کا نمونہ ہے (ح ۔ ۲۹) یہ موزوں خط نستعلیق عبدالمجید پروین رقم لاہوری نے ان کے مکتب کی طرح سجایا اس لوح کے آخر میں انتہائی خوبصورت ''در جنت رفت'' ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء لکھا ہے ان کے ساتھ ہی ان کے بھائی حکیم غلام جیلانی مدفون ہیں جن کی قبر پر کوئی کتبہ نہیں ہے۔ (۸۴)

ح ۔ ۲۹

ستار رقم۔ محمد طارق رانا

آپ مولوی عبدالمجید شیریں رقم کے پوتے اور محمد اشرف آفتاب رقم کے بیٹے ہیں۔ (۸۵) فن خطاطی وراثت میں پایا۔ آپ ۳ جولائی ۱۹۵۲ء میں بمقام ''بھنی'' تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ پیدا ہوئے۔ فن خطاطی اپنے بڑے بھائی رانا محمد عثمان سے سیکھی۔ نستعلیق میں مہارت ہے ''صداقت'' لاہور میں کام کیا۔ موصوف ۱۹۸۰ء میں لاہور آئے۔ آج

کل ملٹری اکاؤنٹس لاہور میں آفیسر ہیں۔ یہ نام ان سے قبل کسی نے استعمال نہیں کیا۔

سلطان القلم۔ مولوی محمد قاسم لدھیانوی

آپ کے والد کا نام الہ دین ولد محمد مولوی صاحب محلہ اقبال گنج لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ خط نسخ میں سید امیر الدین دہلوی اور مولوی ممتاز علی نزہت رقم سے کسب فیض کیا۔ نستعلیق میں مولوی سید احمد ایمن آبادی اور منشی شمس الدین اعجاز رقم سے بھی استفادہ کیا۔ ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں ایک قرآن پاک اپنے مطبع قاسمی سے ہفت رنگ میں طبع کیا۔ انجمن حمایت اسلام کی دعوت پر لاہور آ کر کلی تقسیم ہند تک لاہور میں مقیم رہے۔ یہاں انہوں نے انجمن حمایت اسلام کے لیے قرآن پاک کی کتابت شروع کی جو مکمل نہ ہو سکی۔ آپ ۱۳ محرم الحرام ۱۹۳۲ء میں بروز جمعہ ستر برس کی عمر میں لاہور میں فوت ہوئے۔ ان کے دو فرزند منشی محمد شفیع اور منشی محمد شریف بھی بہت اچھے خطاط ہیں۔ (۸۶)

جب امیر حبیب اللہ خان والی افغانستان سیاحت ہند کے موقع پر مولوی محمد قاسم لدھیانوی کا لکھا ہوا ایک پارہ مطلا ہفت رنگ پیش کیا گیا تو اسے دیکھ کر انہوں نے پورا قرآن کریم چھپنے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ مولانا قاسم لدھیانوی نے اپنے گھر میں پریس قائم کیا اور خود ہی اہتمام سے چھاپ کر تیار کیں اور نہایت ذوق و شوق سے اسے شائع کیا جب یہ قرآن پاک والئی افغانستان کو دیا گیا تو انہوں نے خطاط کو "سلطان القلم" کا خطاب اور ایک تلوار مرحمت فرمائی۔ (۸۷)

سہیل رقم خلیفہ احمد حسین

خلیفہ احمد حسین سہیل رقم

۱۹۱۰ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ (۸۸) والد کا نام خلیفہ محمد حسین تھا جو مہاراجہ جموں و کشمیر کے درباری خوشنویس اور خلیفہ نور احمد اور خلیفہ سید احمد کے شاگرد رشید تھے جو اسلامی آرٹ کے بانی تھے۔ خلیفہ احمد حسین سہیل رقم کا گھر محلہ سید مٹھا بازار اندرون لوہاری گیٹ تھا۔ موصوف نے خطاطی اپنے والد سے ہی سیکھی صرف نستعلیق طرز خطاطی کے ماہر تھے۔ خصوصاً نستعلیق میں طغریٰ نویسی میں انہیں کمال حاصل تھا۔ (ت۔۳۰) ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء میں مسلم ماڈل ہائی سکول میں ڈرائنگ ٹیچر رہے۔ پنجاب یونیورسٹی نے جب شعبہ فائن آرٹس میں خطاطی کی کلاسوں کا اجرا کیا تو موصوف ہی پہلے استاد مقرر ہوئے اور تادم آخر اسی شعبہ سے منسلک رہے۔ مشہور خطاط زریں رقم ان کے بھانجے تھے۔ خلیفہ صاحب ۱۹۳۶ء میں لاہور آئے اور پشتنی پیشہ اپنایا اور بازار والوں کا قاعدہ کتابت یا دوستی بجائے دو لکھائی کے بروقت تحریر وغیرہ لکھا کرتے تھے۔ آپ کو خطاطی ورثے میں ملی جس نے مستقبل سے بیدار خاطر رکھے اور ادارے کے شائع کیا۔ روزنامہ "مشرق" کے ان کا کوئی باقاعدہ شاگرد نہیں ان کی خطاطی میں وارث بیٹوں تھے۔ سہیل رقم کا قلمی نام استعمال کرتے رہے۔ (۸۹) سہیل ایک مشہور ستارے کا نام ہے جو مبارک ستارہ سمجھا جاتا ہے۔ کسی کی شعاعوں سے یمن میں چمڑا بہت عمدہ تیار ہوتا ہے اور عقیق بہت پیدا ہوتے ہیں۔ (۹۰) سہیل رقم کی وفات ۱۹۸۱ء میں لاہور میں ہوئی۔ (۹۱)

سیف رقم۔ سیف اللہ

عرصہ دراز تک نقوش کی کتابت کرتے رہے۔ (۹۲)

۳۰

سید القلم ۔ سید محمد اشرف علی

ممدوح کے والد کا نام سید بدر الحسن شاہ تھا۔ آپ ۱۹۰۱ء میں ضلع [illegible] میں پیدا ہوئے۔ آپ معروف خطاط سید انور حسین نفیس رقم کے والد محترم تھے۔ انہوں نے اپنے تایا زاد [illegible] عالم (۱۹۳۱) سے خطاطی سیکھی۔ آپ نے ۱۹۲۲ء میں [illegible] کا آغاز کیا۔ [illegible] نستعلیق لکھنے میں اعلیٰ مہارت رکھتے تھے۔ ۱۹۹۵ء میں لاہور میں قرآن کی کتابت میں مصروف رہے۔ (۱۹۸۱) [illegible] آپ نے [illegible] قرآن پاک کی خطاطی کی وجہ سے ان کا "سید القلم" نام [illegible] کاتب ہیں۔

شیریں رقم ۔ مولوی عبد المجید ۔

ممدوح کے والد کا نام [illegible] محمد تھا۔ آپ ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء میں [illegible] ضلع [illegible] میں پیدا ہوئے۔ [illegible] الہ آباد [illegible] نستعلیق [illegible] کی کتابت [illegible] مولوی عبد المجید [illegible] ۱۹۵۱ء [illegible] قرآن پاک کی کتابت [illegible] خطاطی [illegible] ۱۹۳۶ء میں ۶۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ [illegible] شیریں رقم کا خطاب استعمال کیا۔

شیریں رقم ۔ منشی عبد الغنی المعروف تھو کاتب

منشی کاتب تھو نے چھاپہ خانہ کا [illegible] اس وقت [illegible] منشی تھو کاتب [illegible] ممدوح کا اصلی نام عبد الغنی تھا [illegible] ۱۹۰۵ [illegible] خطاطی میں منشی [illegible]

الدین اعجاز رقم اور مولوی سید احمد اشتیاق آبادی اور حافظ نور احمد کے شاگرد تھے۔ (۹۸) موصوف کوچہ چابک سواراں اندرون لوہاری دروازہ رہتے تھے۔ (۹۹) ان کے شاگردوں میں منشی عبدالغنی، منشی فرزند علی، اور منشی شہباز رقم حاجی دین محمد قابل ذکر ہیں۔ (۱۰۰)

شہباز رقم۔ محمد عباس

عبدالمجید شیریں رقم کے بیٹے اور محمد اسلم "حیرت رقم" کے برادرِ خورد تھے۔ (۱۰۱) ۱۹۳۰ء میں عادل گڑھ پیدا ہوئے۔ رہائش اسد آباد، فرید آباد ضلع گوجرانوالہ تھی۔ خطاطی میں اپنے والد کے تلمیذ تھے۔ نستعلیق، نسخ، ثلث، ہندسی کے علاوہ خط قرآنی تھے۔ انہوں نے قرآنی خطاطی کے علاوہ دری اور ملیٹری جرائد کا کام کیا اور [illegible] میں لاہور آئے۔ ۱۹۴۲ء تک یہاں کام کرتے رہے پھر واپس اسد آباد تحصیل وزیر آباد چلے گئے۔ تجارت کے علاوہ پلاسٹک سائن بورڈ اور پینٹنگ کا کام بھی کرتے رہے۔ آپ نے ۱۹۸۰ء میں آبائی قصبے میں وفات پائی۔

عروج رقم۔ منشی سید احمد

منشی سید احمد اصل نام اور عروج رقم قلمی نام تھا۔ مشہور خطاط عبدالمجید پرویں رقم کے استاد تھے۔ ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ اخبار فیروز سنز لاہور کے لئے کام کرتے تھے۔ ان کے بیٹے امتیاز احمد کا مرکز [illegible] ہے۔ ان سے قبل یہ قلمی نام کسی نے استعمال نہیں کیا۔ موصوف مطبع کا کاتب خط نسخ میں بھی کتابت کرتے تھے۔

عنبریں قلم۔ عبدالرحیم

اکبری دور کا یہ ہنرمند خطاط ہے جو خراسان سے اوائل عمری میں ہندوستان آیا اور یہاں آکر عبدالرحیم خان خاناں کے کتب خانہ میں ملازمت پائی۔ جہاں ساٹھ سال تک کام کرتا رہا اور نستعلیق نویسی میں مہارت حاصل کی۔ خان خاناں نے اسے اکبر کے حضور پیش کیا۔ (۱۰۲) جہاں سے دربار کی خطاطی کے حوالے سے پذیرائی ملی۔ اس کی خطاطی تک ماسوائے محمد حسین کشمیری کے کوئی نہ پہنچ سکتا تھا۔ اکبر کے بعد جہانگیر کے دربار سے وابستہ رہا۔ خطاطی کے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دینے کی وجہ سے "روشن قلم" اور "عنبریں قلم" کے خطابات حاصل کئے۔ (۱۰۳) آخر الذکر خطاب (عنبریں قلم) جہانگیر نے اسے ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء میں دیا اور اس کے بعد وہ یہی خطاب اپنے نام کے ساتھ لکھتا رہا۔ (۱۰۴)

ڈاکٹر عبداللہ چغتائی نے سرگذشت خط نستعلیق میں ایک دستاویز نقل کی ہے جس میں اس نے عبدالرحیم روشن قلم لکھا ہے لہٰذا "عنبریں قلم" سے قبل اکبری دربار سے اسے "روشن قلم" کا خطاب دیا گیا۔ جیسا کہ ایک دستاویز میں جو اس کی ملازمت کی درخواست کی گئی ہے "روشن قلم" لکھا گیا ہے۔ اکبری دربار میں محمد حسین کشمیری کے بعد یہی خط نستعلیق کا استاد تھا۔ عبدالرحیم نے تیار کردہ مخطوطے برٹش میوزیم لندن میں ہیں اس خطاط کی تصویر دی گئی ہے۔ (۱۰۵) یہ مخطوطہ "انوار سہیلی" سے نقل کی گئی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ تصویر عبدالرحیم عنبریں قلم کی ہے اس نسخے کو اس نے لاہور میں ۱۰۰۵ھ/۱۵۹۶ء میں لکھا۔ عبدالرحیم عنبریں قلم کا تذکرہ رضیہ ندوی صاحبہ نے "مآثر رحیمی" سے بھی کیا ہے۔

کاتب کن فیکون۔ دین محمد لاہوری

حاجی دین محمد لاہوری "مجمع الخطوطین" (۱۰۶) یا "کاتب کن فیکون" کہلاتا ہے۔ (ن۔۳۱) آپ کا انتقال لاہور میں ۹۴ برس کی عمر میں ۲ اگست ۱۹۷۱ء میں ہوا۔ (۱۰۷) اس طرح آپ ۱۸۷۹ء میں پیدا ہوئے۔ موصوف لکھنے میں ناتواں تھے مگر قوت نہایت قوی اور ہاتھ قوی تھی۔ لاہور میں ایک دیوار پر انہوں نے "کن فیکون" لکھا جس کی پیمائش ۴۵ فٹ

دین محمد کاتب

تک بھی تھی ان الفاظ کو لاہور میں بڑی دیر تک پذیرائی رہی۔ (بہ روایت محمد شفیع اور سیالوی خطاط) علامہ اقبال نے ۱۹۲۹ء میں لیکچر دینا تھا۔ (۱۰۸) اس لیکچر کے جلسے میں پوسٹر لکھوانے کی ضرورت پڑی تو انہوں نے مضمون بنا کر دین محمد کاتب کو بلوایا جو اس وقت پوسٹر نویسی کے امام تھے۔ دین محمد کاتب نے صرف ایک رات میں دو پوسٹر لکھا بلکہ دیوار پر لگوا بھی دیے۔ اس کمال فن پر علامہ اقبال نے انہیں "کاتب بن مقلون" کا خطاب دیا۔ (۱۰۹) حاجی صاحب بازار سے سودا سلف لینے گئے تو ۴ سال بعد حج کر کے لاہور واپس لوٹے۔ ان دنوں تو قافلے پیدل جایا کرتے تھے۔ حج کے وقت آپ کی عمر ۲۳ برس تھی۔ آپ نے مدینہ منورہ میں قیام کے دوران حضور ﷺ کے روضہ اقدس پر سونے کے حروف میں لکھی ہوئی تحریروں کو ۴۲ سو سال کے بعد ہوئے قلم سے روشن کیا۔ جس کے بعد عالم اسلام میں ان کے فن کی دھاک بیٹھ گئی۔ دو سو سے زیادہ مصر، عراق، ایران گھومے جہاں انہوں نے انبیا، اولیا کرام اور مشائخ کے مقابر اور بڑی بڑی مساجد پر کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات تحریر کیں۔ مسجدوں پر خطاطی کا معاوضہ نہیں لیتے تھے۔ میاں شیر محمد شرقپوری کے لیے ایک مرتبہ مسجد پر کتابت کی تو میاں صاحب نے ان کی اجرت پوچھی تو جواب دیا کہ بدلے میں قدموں میں جگہ دے دی جائے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ میاں صاحب مسکرا دیے اور انہیں ایک سونے کا چاول اور طاقت عطا کی۔ ان کے ایک شاگرد میاں صاحب بتاتے ہیں کہ ان کے گھر پر ہی ان کی بیماری کی وجہ سے انتقال ہوا۔ (۱۱۰) آپ کے بیٹے غلام محمد جو ایک وقت نقاش، مصور، خطاط، تھے کی موت کے بعد دین محمد اکثر بیمار رہنے لگے۔ راقم الحروف نے ان کو ۱۹۵۰ء میں دیکھا، اس وقت نہایت ضعیف تھے۔ لاہور میں آپ کی خطاطی کے کئی نمونے ملتے ہیں۔ [illegible] دین محمد کی [illegible] مزار شاہ چراغ، تحریر ان کی [illegible] متعدد قبروں کے کتبات اور [illegible] صاحب [illegible] کتبات ان کے فن کی روشن مثالیں ہیں۔ موصوف کے نام پر [illegible] دین محمد [illegible] کی بیٹی کی شادی نوکھر بازار کے ایک مشہور [illegible] کے ساتھ ہوئی۔ آپ خوش خط اور [illegible] جلی قلم استعمال کرتے۔ ملک دین محمد، ملک دین محمد کی پرانی کے بڑے بھائی تھے ملک دین محمد [illegible] اپنے ہمراہ [illegible] ہوتے [illegible] کتاب چھپنے [illegible] کتابت ملک دین محمد ہی کرتے۔ ایک مرتبہ ان کتاب کی کتابت میں [illegible] ملک دین محمد نے ۸۰ صفحات ایک ہی رات میں لکھ دیے جو [illegible] کی کتابت کر دی۔ (۱۱۱)

کہکشاں رقم۔ محمد رمضان

کہکشاں رقم کے شاگرد [illegible] بہت مشہور ہیں [illegible] دین بھائی [illegible] کی رہائش کے متعلق میں روایات ملتی ہیں اور باقاعدہ خطاطی بھی کرتے رہے ہیں۔ تاج الدین زریں رقم کی [illegible] کہکشاں محمد رمضان کی منتخب تھی۔ (۱۱۲) بہاں پر خطاطی سکھائی جاتی رہی۔

گلزار رقم۔ منشی نصیر الدین

منشی نصیر الدین بھوپال (بھارت) سے ہجرت کر کے لاہور آئے اور ۱۹۵۰ء میں احسان اخبار میں کتابت کرتے رہے۔ (۱۱۳)

گوہر قلم۔ خورشید عالم

اصل نام خورشید عالم (۱۱۳) اور قلمی نام "گوہر قلم" ہے۔ ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ خطاطی حافظ محمد یوسف سدیدی سے سیکھی اور مشہور خطاط خورشید عالم خورشید رقم نے نام پر ان کا نام رکھا گیا۔ قبل ازیں انہوں نے "گوہر رقم" کا قلمی نام کچھ عرصہ استعمال کیا۔ اس کے بعد خورشید عالم خورشید رقم کے کہنے پر "گوہر قلم" کا نام استعمال کیا۔ ثلث، ریحان، دیوانی، کوفی، طغریٰ میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ ابتدائی تعلیم دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ سے حاصل کی۔ پیر کرم شاہ الازہری نے خطاطی کی طرف توجہ دلائی۔ خورشید عالم گوہر قلم نے روزنامہ "حیات" میں ۱۹۷۶ء میں راقم الحروف کے ساتھ کام کیا۔ (ح۔۳۲،۳۳،۳۴)

لطیف رقم۔ صوفی عبدالرشید لاہوری

موصوف ۱۹۳۰ء کے لگ بھگ میں صوفی عبدالمجید پروین رقم کی شاگردی میں آئے۔ اس کے بعد تاج الدین زریں رقم سے کسب فیض کیا۔ ان دنوں فیض مجید، الماس رقم، حنیف نقیل، امین بٹ، محمد رشید قریشی، لطیف چغتائی زریں رقم کے تلامذہ میں شامل تھے۔ (۱۱۵) بعد میں یہ سب اساتذہ فن مشہور ہوئے۔ انہوں نے ۴ برس تک مشق کی اور قلمی پوسٹر نویسی کا کام شروع کیا جس میں ان کی رہنمائی محمد رشید قریشی نے کی۔ اس کے بعد انہوں نے مشہور مصور بشیر چغتائی کی شاگردی اختیار کی اور قلمی چہرے بنانے شروع کیے۔ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد اپنا آبائی کام زرگری شروع کر دیا۔ ۱۹۵۷ء میں کویت چلے گئے اور تیس سال وہاں گزارے۔ ۱۹۸۹ء میں لاہور آ گئے۔ موصوف نے میاں شیر محمد شرقپوری کے لفظ "سبحان اللہ" کی اصلاح کی۔ (۱۱۶) طویل عرصہ فنی تجربات سے اکتساب کرتے رہے۔ ۴۵ سال بعد خطاطی میں بھرپور انداز سے آئے۔ ثلث اور نسخ میں بغداد کے استاد ہاشم البغدادی کے شاگرد ہیں ان سے بذریعہ ڈاک اصلاح لیتے رہے۔ گذشتہ ۴ سال سے مسجد [illegible] ۱۹۹۱ء میں انہوں نے ۲۰۰ قطعات لکھے اور "[illegible] القلم" کے نام سے مرقع شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کی خطاطی میں اتنی نفاست ہے کہ یہ خطاطی کے بلند پایہ استادوں سے کم نہیں۔ [illegible] راقم الحروف کی ان سے ملاقات ۱۹۸۸ء میں فیصل مسجد میں ان کی [illegible] روزنامہ "پاکستان" سے [illegible] شائع ہوئے [illegible] آج کل [illegible] ہیں۔

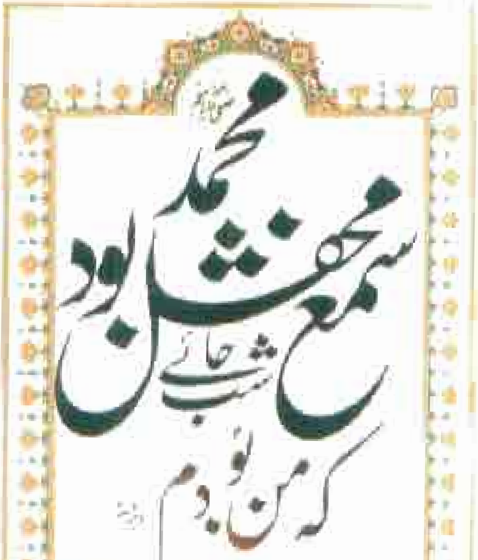

خورشید عالم گوہر قلم ح۔۳۲

مبارک رقم۔ مبارک علی

اصل نام مبارک علی ہے۔ محمد اللہ صدیقی سے [illegible] ۱۹۶۹ء میں [illegible] موصوف ادارہ "مشرق" [illegible] طریقے سے [illegible] محمد اللہ صدیقی سے [illegible] آج کل روزنامہ "مشرق" کراچی کے [illegible] ۱۹۷۶ء میں "مشرق" لاہور سے ان کا قلمی نام [illegible] استعمال کیا۔ (ح۔۳۵)

خورشید عالم گوہر قلم ع-۳۳

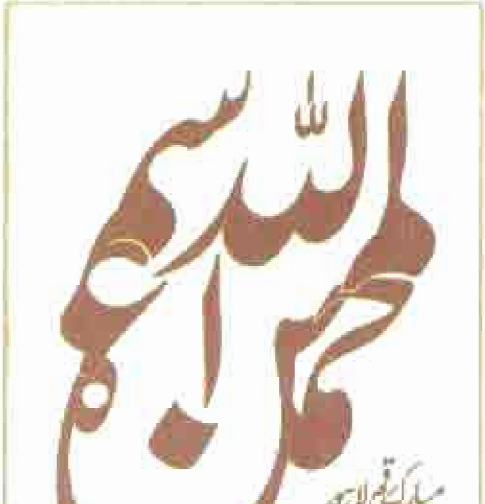

مبارک علی مبارک رقم ع-۳۵

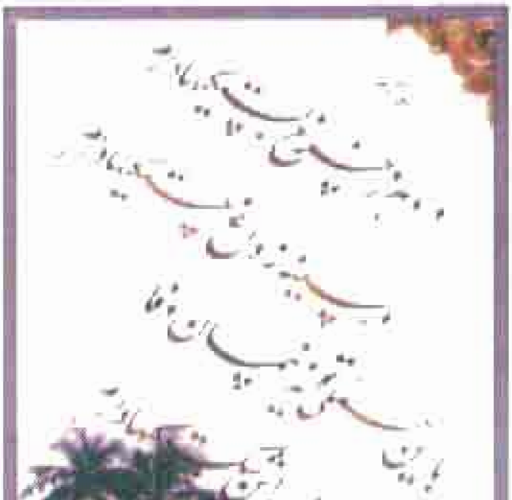

خورشید عالم گوہر قلم ع-۳۴

مبارک رقم ـ محمد حسین عادلی

[illegible]

محبوب رقم ـ مولوی عبدالرشید عادلی

[illegible]

محمود رقم ـ محمود اللہ صدیقی

[illegible]

ماہتاب رقم ـ منشی عبدالجلیل

[illegible]

(١٢٠)

مراد رقم ـ حکیم مراد بخش چغتائی

[illegible]

حکیم مراد بخش

ادیب فاضل کے امتحانات پاس کئے اور طبیہ کالج سے سند یافتہ طبیب اور نستعلیق فنی کے ماہر تھے فیروز سنز کا کام کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ۲۶ دسمبر ۱۹۸۱ء کو لاہور میں وفات پائی اور میانی صاحب مدفون ہوئے۔ ان کی قبر کا کتبہ خلیفہ احمد حسین سہیل رقم کے شاگرد شریف گلزار نے کتابت کیا ان کے ایک بیٹے شریف اصغر مرزا بہت عرصہ روزنامہ ''مشرق'' میں آرٹ ایڈیٹر رہے آج کل عابد مارکیٹ مزنگ چونگی میں ایڈورٹائزنگ ایجنسی کے مالک ہیں۔ دوسرے بیٹے شہوار جاوید مرزا ''امروز'' کے شعبہ کتابت میں کام کرتے رہے ہیں۔ ''مرزا رقم'' کا قلمی نام صرف انہوں نے ہی استعمال کیا۔

مرغوب رقم۔ منشی فضل الٰہی

منشی فضل الٰہی کا تعلق چنا کے گاؤں سے دو میل دور ضلع ''سیالکوٹ'' کے گوجرانوالہ سے تھا۔ پروفیسر امامت اللہ سابق پرنسپل ایم اے او کالج لاہور کے نانا تھے۔ انہوں نے ''مرغوب رقم'' کا تخلص استعمال کیا اور اس نام سے خوب مقبول ہوئے بہت کم لوگ ان کے اصلی نام کو جانتے ہیں۔ مرغوب کے معنی الفت کے ہیں چونکہ ان کی بیٹھک مرغوب ایجنسی کے نام سے تھی جہاں انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسوں میں مولانا حالی، مرزا ارشد گورگانی، میر ناظر حسین، ناظم لکھنوی اور خان احمد حسین خان، آغا حشر کاشمیری، غلام بھیک نیرنگ، خواجہ دل محمد اور دوسرے بلند پایہ شاعروں کی نظمیں پڑھی جاتیں جو ان کے ادارے مرغوب ایجنسی میں چھاپی جاتی تھیں اور موصوف ان کی کتابت خود کرتے۔ (۱۲۲) مرغوب رقم نے ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء میں لاہور میں وفات پائی ان کی قبر کی تختی اسی جناب پروفیسر محمد اسلم نے راقم الحروف کو دی۔ (۱۲۳) موصوف کے ہمعصر مولوی عبدالمجید مرغوب رقم عادل گڑھی تھے جنہوں نے ۱۹۳۹ء میں وفات پائی۔ مرغوب ایجنسی کے مالک مرغوب رقم لاہور میں معروف پیشہ ور تھے ایس سنت سنگھ کے مقابلے میں مسلم ناشر تھے۔ چونکہ آپ لاہور میں بیٹھک کاتبان کے بانی بھی تھے علامہ اقبال سے ان کے ذاتی مراسم تھے اور علامہ جب انجمن حمایت اسلام میں نظم پڑھتے تو یہ نظم ذاتی نمائندگی کی شکل میں مرغوب ایجنسی سے تحت طبع ہوتی اور جلسے میں خوب بکتی۔ علاوہ ازیں موصوف نے علامہ اقبال کے کلام کی کتابت بھی کی جس میں مثنوی اسرار خودی جسے حکیم فقیر محمد چشتی نظامی کے یونین سٹیم پریس لاہور سے طبع کیا جس کا ترقیمہ کاتب یوں ہے۔ (ش۔ ۳۶، ۳۷)
العلم مرغوب رقم منیجر مرغوب ایجنسی لاہور۔ (۱۲۴)

ش۔۲۰

منشی فضل الٰہی مرغوب رقم ش۔۲۰

موصوف کا مرقع خوشخطی آج ناپید ہے جس سے بہت سے اساتذہ و متقدمین نے اکتساب کیا۔ (۱۲۵)

مشکیں قلم۔ عبداللہ الحسینی

عبداللہ الحسینی ترمذ سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ شہر آج کل جمہوریہ ترکستان میں افغانستان کی سرحد کے قریب واقع ہے باپ کی طرف سے شاہ نعمت اللہ ولی اور ماں کی طرف سے

[illegible] نظام الدین [illegible] سے تھا مرزا نظام الدین کا تعلق بھی لاہور سے ہی تھا۔ جس نے ۹۹۵ھ ۱۵۸۶ء میں لاہور ہی میں وفات پائی اور یہیں مدفون ہوئے۔ (۱۲۹) [illegible] "تاریخ الفی" [illegible] [illegible] قلم شتالی میں [illegible] [illegible] لاہور ہی میں [illegible] لاہور کے علاوہ [illegible] [illegible] (۱۳۰) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (۱۳۱) [illegible] شاہجہاں [illegible] (۱۳۲)

معجز رقم۔ حکیم محمد عباس

موصوف ۱۹۳۵ء [illegible] لاہور [illegible] پیدا ہوئے۔ (۱۳۴) آپ نے والد [illegible] کے ساتھ [illegible] آپ کے والد [illegible]

حکیم محمد عباس معجز رقم

[illegible] ۱۹۵۴ء [illegible] ۱۹۵۲ء [illegible] ۱۹۵۶ء [illegible] ۱۹۵۵ء [illegible] ۱۹۹۰ء [illegible]

اپنے قلمی دوست کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"[illegible]"

(۱۳۱)

[illegible]

ممتاز رقم۔ محمد یوسف

[illegible]

منظر رقم۔ غلام رسول

[illegible]

عقل و دل و نگاہ کا مرشدِ اولیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدۂ تصورات
صدقِ خلیل بھی ہے عشق صبرِ حسین بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

منور رقم۔ حاجی محمد اعظم

محمد اعظم منور رقم ۱۹۱۹ء میں [illegible] ضلع [illegible] میں پیدا ہوئے۔ پیشہ کتابت ۱۹۳۲ء میں محمد شریف کاتب سے سیکھی۔ پھر ۱۹۳۳ء میں [illegible] امام [illegible] تاج الدین کے شاگرد ہوئے۔ عبدالحفیظ زریں رقم کو [illegible] ان کے والد تاج الدین [illegible] تھے۔ [illegible] افضل [illegible] رقم نے [illegible] کر دیا یہاں منشی عبدالحق [illegible] انہیں اصلاح دیا کرتے تھے۔ [illegible] ان کے بعد آپ نے باقاعدہ [illegible] کی [illegible] مصوف نے [illegible] "مسلم لیگ" "احسان" "نوائے وقت" "منشور" "[illegible]" "امروز" "انقلاب" "[illegible]" "[illegible]" "[illegible]" اور "[illegible]" جیسے [illegible] مختلف [illegible] کے اشتہارات کتابت کئے۔ (۱۳۳)

مشہور ادیب [illegible] غلام رسول [illegible] کے [illegible] تھے [illegible] رقم کے [illegible] تھا۔ ان کا انتقال ۱۹۹۲ء [illegible] ہوا۔ موصوف [illegible] ان کی [illegible] خطاطی کی [illegible] کرتے تھے۔ [illegible] رقم نے [illegible] مستقل [illegible] سے [illegible] مختلف [illegible] آپ کے شاگردوں میں محمد [illegible] اور [illegible] ہیں۔ آپ نے ۱۹۷۵ء میں [illegible] خطاطی کے نام سے [illegible] خطاطی سے [illegible] ایک کتاب [illegible] شائع کی تھی۔

منور رقم۔ مولوی منظور احمد

تاج الدین زریں رقم کے شاگرد تھے اور منشی [illegible] رقم مولوی منظور احمد کے شاگرد تھے۔ (۱۳۴)

نادر القلم ۔ عبدالواحد

عبدالواحد اور قلمی نام نادر القلم ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۲ء کو قصور کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اب وفات پا چکے ہیں۔ ۱۹۹۰ء میں بہاولپور میں آل پاکستان خطاطی نمائش میں شریک ہوئے (۱۳۵) ۱۹۹۲ء میں جشن بہاولپور کے موقع پر اول انعام حاصل کیا۔ ۱۹۷۲ء میں لاہور میوزیم میں موتی بلیچ کے موقع پر نمائش ترتیب دی۔ محرم ۱۹۷۷ء میں کراچی میں ... ۱۹۷۵ء میں نیشنل کالج آف آرٹس لاہور میں ان کے قطعات کی نمائش کا اہتمام کیا گیا۔ ۱۹۷۶ء میں خانہ فرہنگ ایران لاہور اور ۱۹۷۷ء میں علامہ اقبال کے جشن صد سالہ ولادت کے موقع پر پنجاب پبلک لائبریری اور شاہی میوزیم میں ان کے فن پاروں کی نمائش ہوئی۔ (۱۳۶) عبدالواحد نادر القلم نے اسلامک آرٹ گیلری کے نام سے ایک آرٹ گیلری ترتیب دی ہے ...

"مجھے نادر القلم کی خطاطی منظر کشی اور تصویری شکل میں خیال آفرینی دیکھ کر دلی مسرت ہوئی ہے۔ (۱۳۷)

امین دانش نے ان کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے کہا

عبدالواحد نادر القلم حسن کی تخلیق کے قائل ہیں وہ ایک مصوف خطاط بھی ہیں اور مصور بھی ان کی جدت پسندی ان کے فن میں رچی بسی ہے انہوں نے مصوری اور خطاطی سے قرآنی مطالب کو مصوری میں ڈھالا اور اس خوبصورتی سے ڈھالا کہ خطاطی ایک منفرد رنگ سے سامنے آئی انہوں نے خطاطی کے مروجہ اسالیب کو نئی جہتیں عطا کی ہیں۔

نفیس رقم ۔ سید انور حسین

سید انور حسین نفیس رقم ش ۔ ۳۱

نفیس رقم کے قلمی نام سے معروف ایک ہی خطاط ہیں ان سے قبل اب تک کسی خطاط نے یہ خطاب استعمال نہیں کیا اس خطاب کے علاوہ ان کو زبدۃ الخطاطین خطاطوں میں سے معتبر خطاطوں میں سے منفرد خطاط کہے ہیں۔ (ش ۔ ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶)

آپ ۱۴ ذوالقعدہ ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۳۳ء میں موضع گھوڑیالہ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اپنے والد ماجد سید محمد اشرف علی "سید القلم" سے خطاطی کی تعلیم حاصل کی۔ موصوف نے ۱۹۴۷ء میں مڈل پاس کیا۔ ۱۹۴۸ء میں فیصل آباد سے میٹرک پاس کرنے کے بعد باقاعدہ خطاطی کا آغاز کیا۔ ۱۹۴۹ء میں ایف اے کیا۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۵۱ء کو لاہور منتقل ہوگئے۔ یہاں سے کچھ عرصہ تاج الدین زریں رقم کے ساتھ ادارہ ... "نوائے وقت" میں ملازمت کی۔ ۱۹۵۴ء سے ۱۹۵۷ء تک روزنامہ نوائے وقت میں خطاط اعلیٰ کی حیثیت سے رہے۔ ۱۹۵۷ء میں ۲۴ سال کی عمر میں پاکستان خوشنویس یونین کے آپ صدر منتخب ہوئے اور اسی سال "نوائے وقت" کی ملازمت سے مستعفی ہوگئے۔ ۱۹۵۷ء میں برصغیر کے مشہور روحانی پیشوا عبدالقادر رائے پوری کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ خطاطی میں عراق، مصر، ترکی کی قدیم و جدید تحریروں سے خاطر خواہ استفادہ کیا۔ اور نستعلیق کی ... پاکستانی، ہندی اور ایرانی نستعلیق کا بہترین امتزاج ہے۔ (۱۳۹) خطاطی کے ساتھ ساتھ آپ ایک محقق بھی ہیں متعدد

سید انور حسین نفیس رقم ح ۔ ۶۳ء

سید انور حسین نفیس رقم ح ۔ ۶۳ء

سید انور حسین نفیس رقم ح ۔ ۶۳ء

سید انور حسین نفیس رقم ع ۔ ۲۵

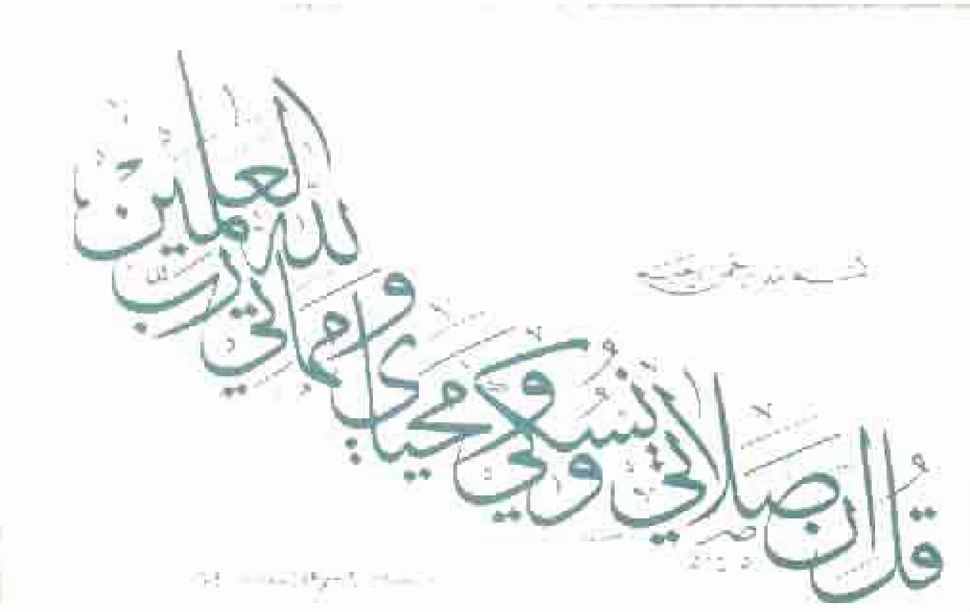

سید انور حسین نفیس رقم ع ۔ ۲۰۲

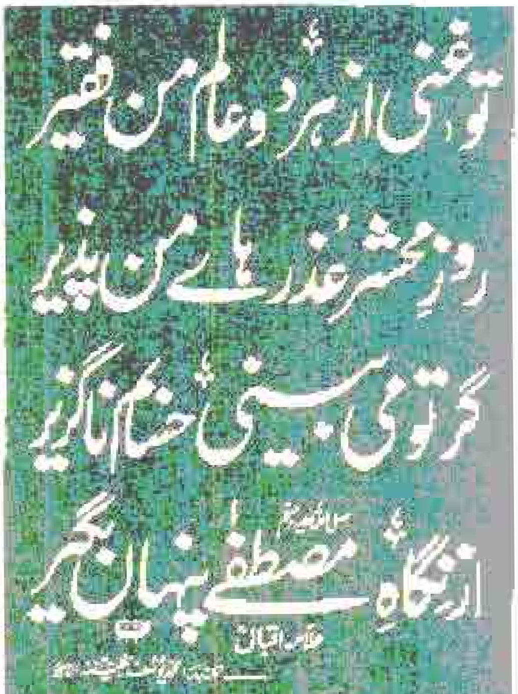
تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو می بینی حسابم ناگزیر
از نگاہِ مصطفیٰ پنہاں بگیر
علامہ اقبال

عبدالغفار غفاری نے بھی کی ان کے بیٹے یوسف "تمیز" لکھے۔ چنانچہ اس وقت سے تمیز ان کے نام کا جزو بن گیا۔ موصوف "نوائے وقت" اور "مشرق" اخبارات میں شہ سرخیاں لکھتے رہے۔ "نوائے وقت" کی پیشانی ... رقم ... صوفی خورشید عالم خورشید رقم، محمد حسین ذوقی، عبدالرشید قمر اور یوسف تمیز نے مختلف اوقات میں لکھی۔ مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب "بہشتی زیور" یوسف تمیز اور حافظ یوسف سدیدی مرحوم نے مل کر کتابت کی۔ کتابوں کے سرورق بہت زیادہ تعداد میں لکھے۔ ان کے تلامذہ میں نذیر صدیقی، محمود جنگ، ... وغیرہ شامل ہیں۔ ... آپ بچپن ہی سے کتابت کا کام کرتے رہے ... جماعت ... ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ... یوسف تمیز ... کل مصطفیٰ آباد (... پنجاب) ... میں ... کا ایک نقاش ہے۔ اس وقت ان کی عمر ۹۶ سال ہے۔

یاقوت رقم۔ واجد محمود

نام واجد محمود، قلمی نام یاقوت رقم ہے۔ ان کے والد کا نام محمود حسن ہے۔ یاقوت رقم ۱۱ مئی ۱۹۲۶ء کو ... میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۸۱ء میں لاہور آ گئے۔ حافظ محمد یوسف سدیدی اور صوفی خورشید عالم خورشید رقم سے خطاطی میں اصلاح لی۔ کوفی، نستعلیق، ثلث، نسخ، دیوانی اور رقاع میں مہارت رکھتے ہیں۔ ۱۹۵۰ء میں خطاطی ... ۱۱ ... میں ... کا اجرا کیا ... "انعم علیہ" کا اجرا ... خطاطی کے علاوہ ... میں "یاقوت رقم" کا خطاب انہیں ان کے استاد صوفی خورشید عالم نے ۱۹۸۸ء میں دیا۔ ... عبدالباقی حداد بغدادی نے ان سے پہلے ... استعمال کیا ... یہ خطاب واجد محمود نے استعمال کیا۔

ن والقلم وما يسطرون

حواشی و تعلیقات

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

12. W.E. Begley, Monumental Islamic Calligraphy from India, Islamic Foundation, New York, [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

(26) Dr. Muhammad Iqbal Bhatty, Epigraphy of Masjid ... in Khanqah ... Lahore Museum Bulletin vol. [illegible] No. 2 1990, p.p. 75-73

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

(31) W.E. Begley, Monumental Islamic Calligraphy ... [illegible]
(32) Ibid ... op. cit., p.p. [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

(۳۵) [illegible]

(۳۶) [illegible]

(۳۷) [illegible]

(۳۸) ایضاً

(۳۹) [illegible]

(۴۰) [illegible]

(۴۱) [illegible]

(۴۲) [illegible]

(۴۳) [illegible]

(۴۴) [illegible]

(۴۵) [illegible]

(46) Syed Amjad Ali: Calligraphy in Pakistan, Pakistan Quarterly, Karachi vol X No.4 1962, p.16

(۴۷) [illegible]

(۴۸) [illegible]

(۴۹) ایضاً

(۵۰) [illegible]

(۵۱) [illegible]

(۵۲) [illegible]

(۵۳) [illegible]

(۵۴) ایضاً

(۵۵) [illegible]

(۵۶) [illegible]

(۵۷) [illegible]

(۵۸) [illegible]

(۵۹) [illegible]

(۶۰) [illegible]

(۶۱) [illegible]

(۶۲) [illegible]

(۶۳) [illegible]

(۶۴) [illegible]

(۶۵) [illegible]

(۶۶) [illegible]

(۶۷) [illegible]

(۶۸) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

72-Dr. R.P. Srivastava Muhammad Hussain ZareenGalm. Art and Archaeology of Punjab Sundeep Parksahan. Dehli. 1990 p 164

(73) Ibid

[illegible]

[illegible]

(76) Dr.R.P. Srivastava Muhammad Hussain ZareenGalm. Art and Archaeology of Punjab Sundeep Parksahan. Dehli. 1990-162

(77) Ibid. p 168

(78) Ibid. p. 167

(79) Ibid. p. 169

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(102) Mustafeez-ur-Rehman. Islamic Calligraphy in Medieval India. University Press Ltd. Bangladesh 1979 p 80

(103) Ibid

[illegible]

(126) Muhammad Iqbal Bhutta, Biography of Masud & ... p. ...

[illegible]

اللهم إني أسألك الجنة وأعوذ بك من النار

باب ششم

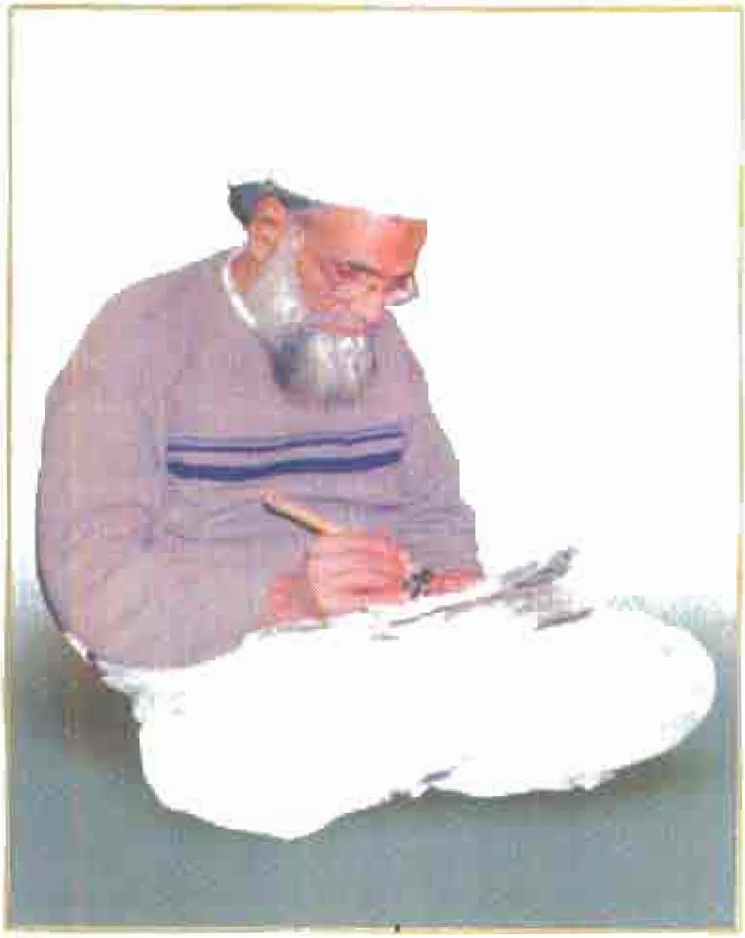

اخباری خطّ

الله اکبر

ان اقوام نے کہا:

''قلم [illegible] وقت [illegible] ملتا ہے اور ہر زبان میں اس کا ترجمہ ہو جاتا ہے [illegible]
زبان کا [illegible] ہوتی ہے اور [illegible] سب لوگوں کے لیے عام نہیں ہوتا اگر [illegible] ہوتی تو
[illegible] لوگوں کی [illegible] مختلف ہو جاتیں اور ان کی [illegible] کا [illegible] منقطع ہو جاتا۔ زبان حاضر کے لیے
ہے اور قلم ان کے لیے بھی ہے جو غائب ہے، [illegible] کے لیے بھی اور مستقبل کے لیے بھی [illegible] ان کے متعلق
[illegible] معاملات [illegible] مصحفوں [illegible] کے تحفظ اور معاملات
کی [illegible] اور [illegible] کے ذریعے ہی اصلاح پا سکتے ہیں اور اگر قلم نہ ہوتا تو تدبیر [illegible]
پاتی اور امور مستقیم نہ ہوتے۔'' (۱) [illegible]

''جہاں تک [illegible] روایت کا تعلق ہے ہمارے خیال میں اس وقت پاکستان ایک واحد ملک رہ گیا ہے
جہاں [illegible] اور [illegible] یہاں [illegible] ہزاروں کی
تعداد میں چھپتے ہیں ان میں سے جو اخبار [illegible] معلوم ہوگا کہ کاتب نے ان کے اندر تمام
[illegible] ضرورت کے اعتبار سے [illegible]
[illegible] استعمال کیا جاتا ہے [illegible] ان اخباروں میں عنوان [illegible] سے دلکش
ہوتے ہیں [illegible] کا مطالعہ کرتے ہیں [illegible] اخبار کے اپنے خاص کاتب ہیں جو ان کی
اخبار کے عنوان لکھتے ہیں [illegible] اس قسم کی کتابت کا اب
[illegible] عام رواج ہے۔'' (۲)

اخبار نویسی کا آغاز

برصغیر میں صحافت کا آغاز ان قلمی خبروں سے ہوا جو مسلمان حکمرانوں کے عہد میں سرکاری وقائع نگار مرتب کرتے
تھے۔(۳) [illegible] چھاپے خانے [illegible] قلمی [illegible]
[illegible] اس وقت جو اخبار (قلمی) [illegible] تیار [illegible] ''اخبار [illegible]'' کا نام دیا گیا [illegible] انگریزوں کی [illegible]
[illegible] اخبار نویسوں [illegible] قلمی [illegible] لوگوں [illegible]
[illegible] ہندوستان میں انگریزوں [illegible] ۱۸۵۲ء [illegible] ۱۲/۱۶ [illegible] کے مقام پر [illegible]
[illegible] پہلا مطبوعہ اخبار [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] (۵) [illegible] زبان میں [illegible]
[illegible]
[illegible] ۱۸۳۲ [illegible]

شروع ہوتی ہے۔ جب دہلی سے مولانا محمد حسین آزاد کے والد مولوی باقر نے ۱۸۳۶ء میں اخبار جاری کیا۔ اس کے بعد ہفتہ میں کئی دن
اخبار نکل آئے۔

لکھنؤ کا دور

۱۸۳۶ء کے بعد ہی لکھنؤ صحافت کا رواج ہوا اور اردو کا دور آیا۔ چونکہ اب چھاپہ خانے قائم ہو گئے۔ (۱) اخبار اس دور سے
مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر اردو صحافت نے ترقی کی۔

(۱) ۱۸۳۶ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے فیصلہ کیا کہ بجائے فارسی زبان کے سرکاری زبان اردو ہو گی جس سے اردو
کی اس سے اردو کی اہمیت بڑھ گئی۔

(۲) ۱۸۳۵ء میں صحافت آزاد ہوئی اور حاکموں کے خوف سے جو کچھ نہیں ہو رہا تھا اب نئے نئے اخبار نکل آئے۔

عام طور پر اخبارات ٹائپ میں چھپتے تھے اور ان کی قیمت زیادہ تھی اور یہ عام لوگوں کی دسترس سے باہر تھے۔ ان کی چھپائی پر لاگت
زیادہ آتی تھی اس لیے اخبار کی قیمت بھی زیادہ ہوتی تھی۔ ۱۸۳۶ء میں پتھر کی چھپائی کا سلسلہ شروع ہوا جس سے خوش نویس
کتابت کرتے تھے جو انتہائی خوب صورت تھی۔ اس کا طریقہ آسان تھا اور چھپائی پر لاگت بھی بہت کم آتی تھی اور اس طرح سے
خیالات کو جہاں عروج حاصل ہوا وہاں اس کی چھپائی بھی آسان ہو گئی۔

چونکہ حکومت وقت چاہتی تھی کہ مغربی علوم کو ترقی دی جائے جو کہ اردو اخبارات کی ترقی سے ہی ممکن تھے اس لیے
حکومت نے بعض اخباروں کی ایک خاص تعداد خریدنی شروع کی اور جو اخبار ان کے لیے مفید تھے ان کو اعانت دی جاتی تھی
کی جاتی تھی۔ یہ وجوہات تھیں جن کی بنا پر اردو صحافت کو مزید فروغ حاصل ہوا اور ترقی ہوئی۔ لکھنؤ کے مشہور اخبارات
اودھ پنچ، طلسم لکھنؤ، آفتاب عالم تاب اور لکھنؤ اخبار تھے جو کافی مقبول تھے اور بعد میں بہت سے اخبارات نکل آئے۔ یہ بات قابل ذکر ہے
کہ لکھنؤ کے بڑے مراکز لاہور اور دہلی تھے۔ اس لیے لاہور میں ہندوؤں کے اخبار اردو میں بہت زیادہ تھے جو اردو اور ہندی
خط میں شائع ہوتے تھے ان میں نمایاں "پنجاب" اور "ہندو" تھے جن کی اشاعت بہت تھی۔ اس کے علاوہ اخبارات کے نام
"اخبار عام" "کوہ نور" اور "پیسہ اخبار" تھے جن کا شمار اس دور کے مشہور اخبارات میں ہوتا ہے۔ اخبار کی اشاعت زیادہ
ہوتی تھی۔ (۸)

لاہور میں اخبار نویسی ۱۸۴۹ء تا ۱۹۰۰ء

۱۸۴۹ء میں لاہور انگریزوں کے قبضے میں آیا اور اس وقت سے اخبار اور رسائل کی اشاعت شروع ہوئی۔ اس سے پہلے
فارسی کی بجائے اردو اور انگریزی کو فروغ حاصل ہوا۔ انگریزوں نے پنجاب پر اپنا تسلط قائم کیا اور لاہور کو دارالحکومت بنایا۔ یہاں کی زبان
بھی اردو اور فارسی تھی۔ انگریزوں نے ۱۸۴۹ء سے فارسی کی جگہ اردو کو دفتری زبان بنایا۔ اس سے پہلے فارسی سرکاری زبان تھی۔
اسے ہندوستان بھر میں عدالتی زبان بنانے کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے بعد پنجاب کا الحاق ہوا تو یہاں سے بھی
فارسی کو ختم کر کے اردو زبان کا رواج عام ہوا۔ ۱۸۵۷ء سے ۱۹۰۰ء تک ۴۳ سال کا عرصہ پنجاب میں اردو اخبارات
و رسائل کا انتہائی دور کہا جا سکتا ہے۔ اس دور میں پنجاب میں کل ۴۵۲ اخبارات و رسائل شائع ہوتے تھے جن میں سے
ایک سو چھیاسی ہفت روزہ، ایک سو آٹھ ماہنامے، ۱۲ پندرہ روزہ، ۳ سہ روزہ، ایک سہ ماہی اور اس وقت پنجاب میں
صحافت کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ ۲۹۳ اخبارات و جرائد میں سے ۱۲۱ صرف لاہور سے جاری ہوئے۔ ان اخبارات کی
کتابت باریک خط میں ہوتی تھی اور ایک سے زیادہ کالم میں پیش کیا جاتا تھا۔ (۹)

کوہ نور

لاہور میں صحافت کی ابتدا کی ایک کا آغاز "کوہ نور" سے ہوا جو منشی ہرسکھ رائے نے ۱۴ جنوری ۱۸۵۰ء ہفت روزہ کے طور پر نکالا۔ ۱۸۹۹ء میں روزنامہ بن گیا۔ (۱۰) ۱۸۹۰ء تک [illegible] منشی ہرسکھ رائے سکندر آباد (یو پی) کے ایک کائستھ خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور انگریزوں کے معتمد تھے اور انگریز ان پر بے حد اعتماد کرتے تھے یہ اخبار اردو میں نکلتا تھا اس وقت اخبارات میں [illegible] ایک باقاعدہ [illegible] تھا جو [illegible] کی آمد سے [illegible] نے آدھ [illegible] سے فراغت [illegible] اس کے مقاصد میں [illegible] شامل تھے۔ (۱۱) [illegible] تھے [illegible] صدی کی تیسری دہائی کے [illegible] میں [illegible] دیوان [illegible] اور [illegible] میں [illegible] کے [illegible] لاہور [illegible] میں [illegible] مولوی [illegible] الدین [illegible] تھے [illegible] میں [illegible] لاہور میں [illegible]

> [illegible] سے [illegible] قلم سے نکلے ہوئے اس کے [illegible] ہوتی [illegible] تھے۔ [illegible] "کوہ نور" [illegible] سرکاری [illegible] میں [illegible] اب [illegible] گئی ہے۔ (۱۲)

"کوہ نور" سے [illegible] پنڈت [illegible] رام تھے جو ۱۸۳۰ء میں کشمیر میں پیدا ہوئے [illegible] سال کی عمر میں لاہور پہنچے آپ [illegible] سے [illegible] ذاتی شوق اور محنت سے انگریزی فارسی اور سنسکرت پر عبور حاصل [illegible] پنڈت [illegible] رام [illegible] پنڈت [illegible] باصلاحیت تھے۔ پنڈت [illegible] رام نے اپنے اس [illegible] سے [illegible] اخبارات جاری کئے ان میں "[illegible] پنجاب" یکم اپریل ۱۸۷۰ء کو جاری ہوا اور ایک [illegible] اخبار "[illegible]" [illegible] جاری [illegible] ۱۸۹۱ء میں [illegible] ہو گیا ان کے بیٹوں نے اخبار کا [illegible] سنبھالا۔

لاہور کا پہلا علمی ماہنامہ "[illegible] پنجاب" تھا جو ۱۸۵۲ء میں [illegible] جاری ہوا۔ (۱۳) مولوی [illegible] الدین [illegible] تھے جو ۱۸۲۶ء [illegible] میں پیدا ہوئے [illegible] غالب [illegible] شعر و شاعری سے شغف تھا مرزا غالب کے شاگرد تھے [illegible] سے [illegible] میں "[illegible]" نکالا۔ [illegible] خوش [illegible] تھے [illegible] (۱۴) موصوف نے جون ۱۸۹۱ء میں [illegible] حاصل تھی۔ چند سال بعد "[illegible]" جاری [illegible] ۱۸۵۹ء [illegible] لاہور میں [illegible] ۱۸۵۸ء [illegible] "[illegible] اخبار" [illegible] جاری [illegible] محمد حسین آزاد بھی [illegible] ۱۸۶۹ء [illegible] ۱۸۷۳ء [illegible] "[illegible]" [illegible] اخبار" کے نام سے نکالا۔ [illegible] "اخبار [illegible]" کے بانی تھے۔

سراج الاخبار

لاہور سے [illegible] اخبارات کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہا ان

میں سے اہم اخبار "سراج الاخبار" جہلم سے مولوی فقیر محمد خان نے جاری کیا۔ (۱۴) موصوف ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۴ء میں ضلع جہلم کے موضع چکوال میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام حافظ محمد تھا۔ عربی فارسی کی تعلیم کے علاوہ طب کی بھی تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۶۱ء کے بعد لاہور آ کر خوشنویسی کا فن سیکھا۔ (۱۵) اس بات میں ابہام ہے کہ ۱۸۸۰ء جو اس وقت جو ملک میں قیام پذیر تھے نے شرکت کی ہے بھی اس کے ایک شاگرد صوفی غلام محی الدین انجمن حمایت اسلام ۔۔۔ کاتب ۔۔۔ سے ۔۔۔ ۱۸۹۶ء سے آفتاب پنجاب لاہور میں قانونی کتب کا کام شروع کیا۔ (۱۶) رسالہ "انوار الشمس" کی ادارت ۔۔۔ مارچ ۱۸۷۵ء کو آفتاب پنجاب کے ایڈیٹر مقرر ہوئے اور ۹ سال تک اخبار کی ادارت کے فرائض انجام دیے۔ مولانا فتح محمد ۔۔۔ سراج الدین نے انتقال کی مدت کا ۔۔۔ ۱۹۱۶ء میں انتقال کر گئے۔

جدید اردو صحافت کا آغاز

لاہور میں جدید اردو صحافت کا آغاز دو اخباروں سے ہوا۔ اول "اخبار عام" اور دوم "پیسہ اخبار"

اخبار عام

یہ اخبار کم جنوری ۱۸۷۱ء میں جاری ہوا اس کے ایڈیٹر گوپی ناتھ ولد پنڈت مکند رام تھے۔ ۱۹۲۰ء میں یہ روزنامہ ہوا اور ۱۹۳۰ء میں بند ہو گیا۔ پنڈت مکند رام پیشے کے اعتبار سے کاتب تھے اور کوہ نور میں کتابت کیا کرتے تھے جب اخبار جاری کرنے کا ارادہ کیا تو کتابت ترک کر دی۔ (۱۷) اور پنڈت گوپی ناتھ کے نام سے "اخبار عام" نکالا اس کا سالانہ چندہ ڈھائی روپے اور قیمت فی پرچہ ایک پیسہ تھی۔ اس اخبار میں اصلاحی مضامین ۔۔۔ ۱۸۹۱ء اس وقت یہ اخبار پنڈت ۔۔۔ سکھوں کی زیر ادارت نکلتا تھا۔

پیسہ اخبار

اس کے بانی مولوی محبوب عالم تھے یہ اخبار ۱۸۸۷ء میں فیروز والا سے نکلا اور ۱۸۸۸ء میں لاہور منتقل ہوا۔ (۱۹) مولوی محبوب عالم خود ہی اس کے مدیر منتظم کاتب ۔۔۔ تھے۔ ۔۔۔ یہ اخبار اپنے مقابل "اخبار عام" سے بازی لے گیا۔ ۔۔۔ اخبارات ۔۔۔ قاضی غلام محمد ۔۔۔ حکیم محمد ۔۔۔ سراج الدین، عبد اللطیف، محمد ۔۔۔ میاں محمد ۔۔۔ جالونی تھے۔ (۲۰) علاوہ ازیں مولوی محبوب عالم نے بچوں کا اخبار ۱۹۰۲ء میں جاری کیا جو خادم التعلیم ۔۔۔ پریس لاہور میں چھپتا تھا۔ (۲۱)

۱۸۹۳ء میں الحاق پنجاب کے بعد لاہور علم و ادب کے مرکز کی حیثیت سے اہمیت حاصل ہونے لگی اور دہلی اور لکھنؤ میں ۔۔۔ اہمیت ۔۔۔ مولانا الطاف حسین حالی اور مولانا محمد حسین آزاد ۔۔۔ لاہور میں جمع ہو گئیں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لاہور علم و ادب اور صحافت کا ایک اہم مرکز بن گیا۔ (۲۲)

ڈاکٹر مسکین حجازی رقمطراز ہیں۔

"پنجاب کا دارالحکومت لاہور صحافت کا بہت بڑا مرکز بن گیا اور دہلی اور آگرہ ۔۔۔ بھی پیچھے چھوڑ گیا۔ (۲۳)"

منشی محبوب عالم لکھتے ہیں۔ ۱۸۵۷ء میں اخبار "کوہ نور" ۔۔۔ لاہور جاری ہوا۔ ۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۵ء تک ہندوستان میں ۶۱۹ اخبارات و جرائد شائع ہوئے ان میں لاہور ۔۔۔ ہے جہاں سے ۱۹۵ اخبارات و جرائد جاری ہوئے۔ (۲۴) اسی دور میں آل انڈیا ۔۔۔ ۱۸۸۵ء میں ۔۔۔ ادارت نادر علی ۔۔۔ کے سپرد تھی۔ اسی سال خواجہ احمد حسن ۔۔۔ پنجاب کے نام سے ایک اخبار نکالا ۔۔۔

"امپیریل پنچ" ۲۰ مارچ ۱۸۸۲ء کو منظر عام پر آیا یہ اخبار مزاحیہ صحافت پر مشتمل تھا اس کے مالک رجب علی شاہ اور مہتمم سید حمایت علی شاہ تھے۔ "امپیریل پنچ" کے شائع شدہ منظوم اشتہارات سے اندازہ ہوتا ہے کہ ظرافتی صحافت میں کیا اہمیت حاصل تھی۔

حیرت کے مقام ہے اب سرکار عالی ہے ۔ اس موقع پر کرتا عرض اس پرچے کا منشا ہے

عبارت شستہ چاقو تیز خوشخط خوشنما چھاپہ ظرافت اس قدر جتنا نمک کھانے میں ہوتا ہے

اس کے علاوہ اس اخبار کی خصوصیات کی تعریف "رفیق ہند" نے بھی کی ہے۔ محرم علی چشتی نے ۵ جنوری ۱۸۸۳ء کو لاہور سے ہفت وار "رفیق ہند" جاری کیا جو ۱۹۰۲ء میں بند ہو گیا۔ ۱۸۸۶ء میں مولوی سیف الدین ایڈیٹر "شفیق ہند" نے دو اور روزنامے "صبح صادق" اور "شام وصال" جاری کیے۔ ۱۸۹۵ء میں "زبدۃ الاخبار" ہفت روزہ غلام نبی نے جاری کیا اور "لاہور پنچ" ہفت وار ۱۸۹۹ء میں عبدالغنی کی ادارت میں جاری ہوا۔ یہ اخبار رفاہ عام پریس لاہور سے چھپ کر مطبع لاہور سے شائع ہوتا رہا۔ ۱۸۹۵ء میں منشی محبوب عالم نے ... کی ادارت میں ہفت وار "انتخاب لاجواب" نکالا ... ۱۹۰۴ء میں "ہندوستان" جاری کیا اور ۱۹۰۷ء میں ... "انڈیا" نکالا۔ ان اخبارات میں لاہور کے مقامی کاتبوں نے کتابت کے فرائض انجام دیے۔

لاہور میں صحافت ۱۹۰۱ء سے ۱۹۲۰ء تک

بیسویں صدی کے آغاز میں شیخ عبدالقادر نے ۱۹۰۱ء میں "مخزن" کے نام سے ماہوار ادبی رسالہ نکالا یہ خادم التعلیم پنجاب پرنٹنگ ورکس لاہور سے شائع ہوتا تھا اس کے پرنٹر منشی عبدالعزیز تھے۔(۲۵) "مخزن" کی کتابت اور طباعت عمدہ تھی۔(۲۶) نومبر ۱۹۰۱ء میں ہی لاہور ہی سے ایک ہفت وار "پیسہ" ... جو ... پریس لاہور میں چھپتا تھا۔(۲۷) ۱۹۰۲ء میں "ذخیرۃ الفکر" کے نام سے ہفت وار کا آغاز ہوا جس کے مالک اور ایڈیٹر حافظ ... احمد خوشنویس تھے۔(۲۸) یکم اگست ۱۹۰۲ء کو "تائید و اشاعت" کے نام سے پندرہ روزہ مولوی سید ممتاز علی کی زیر ادارت رفاہ عام اسٹیم پریس لاہور میں چھپتا تھا جس کی طباعت اور کتابت معیاری تھی۔(۲۹) ہفت وار ... مولوی کی ادارت میں ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۳ء میں جاری ہوا۔ اسی دور میں سید ممتاز علی نے دو اعلیٰ پایہ کے ہفت وار اخبار جاری کیے ایک عورتوں کے لیے جس کا نام "تہذیب نسواں" اور دوسرا بچوں کے لیے جس کا نام "پھول" تھا۔ سید ممتاز علی کے صاحبزادے سید امتیاز علی تاج بھی اس کی ادارت کرتے رہے بعد میں امتیاز علی تاج نے "کہکشاں" کے نام سے نہایت اعلیٰ درجے کا ادبی رسالہ نکالا اور پھر دو سال بعد "خیابان اردو" جاری ہوا۔ ۳ جنوری ۱۹۱۱ء میں مولوی انشاء اللہ خان نے "وطن" جاری کیا جو پیسہ پریس لاہور سے چھپتا تھا ... سے یہ اخبار ... انشاء اللہ خان کے انتقال ۱۹۳۰ء کے ... بعد ۱۹۳۵ء میں بند ہوا۔

زمیندار

جون ۱۹۰۳ء میں مولوی سراج الدین احمد خان نے لاہور سے ہفت روزہ "زمیندار" جاری کیا جو زمیندار پریس لاہور میں چھپتا تھا۔ ۱۹۰۹ء میں اس کی ادارت سراج الدین کے بیٹے مولانا ظفر علی خان نے سنبھالی۔ قیام پاکستان کے وقت "زمیندار" لاہور کے اخباروں میں سب سے زیادہ اشاعت رکھتا تھا اس کی یہ پوزیشن ۱۹۵۳ء تک رہی۔ تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں لاہور میں مارشل لا کے دوران "زمیندار" کو ایک سال کے لیے بند کر دیا۔ مولانا ظفر علی خان علیل تھے اور ان کے فرزند مولانا اختر علی خان قید ہو گئے ... منصور علی خان نے "آفاق" کے نام سے ایک اور روزنامہ جاری کیا۔ زمیندار کے ... سے زیادہ ... پائی۔(۳۰) اس دور میں ... احمد ... حمید اللہ ... رحمت اللہ ضیاء اللہ عنایت اللہ خوشنویس اس ادارہ سے منسلک رہے۔ ... سید امام حسین رضوی جو ۱۹۴۰ء میں امروہہ بھارت میں پیدا ہوئے تقسیم کے بعد پاکستان آ گئے اور ایک مدت تک روزنامہ "زمیندار" سے وابستہ رہے ... محمد اعظم (۳۱)

"زمیندار" کے بھی کاتب تھے۔ موصوف روزنامہ "انقلاب" لاہور اور "وقت" سے بھی وابستہ رہے۔ ان کے علاوہ منشی محمد الدین کلیمی اور منشی غلام حسین کاتب بھی "زمیندار" سے وابستہ رہے۔(۳۲) ۱۹۱۱ء میں مولانا ظفر علی خان نے سیاسیات میں حصہ لینے کے علاوہ ماہنامہ "ستارۂ صبح" کے نام سے ایک مذہبی سیاسی رسالہ (۱۹۱۵ء) ... جنگ ... "زمیندار" کا ... یہ اخبار ۱۹۳۲ء تک مخلف ادوار کا تجربہ کرتا رہا۔ مگر اس سے پہلے جیسا عروج نصیب نہ ہوا۔ ۱۹۳۲ء سے "زمیندار" ... لگا۔ اس دور میں اردو شاعری نے "زمیندار" کے ذریعے عروج پایا۔ اس اخبار کا لیبرٹی اور انداز جیسا تھا اس اخبار کی ایک اور معروف خطاط محمد ... تھے۔ مولانا ظفر علی خان کی تحریک پاکستان سے متعلق ... نظمیں ... تھیں ... (۳۳) مولانا ... کے دور سے ... مولانا اختر علی خان ... بعد بیٹے اختر علی نے کاتب "زمیندار" ... اختر علی نے مطابق ... ایک ... کتابت نے ایک ... کے لیے ... ایک ... "زمیندار" کے ایک خوشنویس حکیم محمد دین کے مطابق ہڑتال ختم کرانے کے لیے مولانا ظفر علی خان نے ... لکھا کہ

"میں حروف کی قوت سے واقف ہوں ... اور ... میں اس وقت ... کے ... ہوں اور ایک ... ساتھ ... جاتے ..."

اس ہڑتال کی دوران خوشنویس ... حسین ... منشی ... عطا ... کی ... رہے۔(۳۴) اس دور کے کاتبوں میں منشی محمد رمضان، منشی رشید احمد، منشی تاج دین، منشی عبدالمجید، منشی محمد صادق، منشی محمد ... اور منشی عبدالرحیم وابستہ رہے۔(۳۵)

"اردو اخبار" و دیگر اخبارات

منشی محمد ... ۱۹۰۳ء، ۱۹۰۲ء میں ... "اردو اخبار" ... موصوف ... مہتمم تھے۔ اس کے ایڈیٹر مشہور مورخ محمد الدین فوق تھے۔ ... اخبار ... مولوی ... کی زیر ادارت ... (۳۶) اس کے خوشنویس ... تھے۔ ۱۹۰۲ء میں ... "... " آزاد ... ۱۹۰۸ء میں لاہور سے ... ۱۹۱۵ء تک ... کے نام سے ایک روزنامہ جاری ہوا جو ... اور "اخبار ہندوستان" بھی ۱۹۱۹ء میں ختم ہو گیا ... کے نام سے ایک اور ... ۱۹۲۳ء ... ان کی ادارت میں ... بھی ... رہا۔

۱۹۱۰ء سے ۱۹۳۰ء کے دوران ... اس وقت اردو صحافت ... "... " (۳۷) "... " میں ... ۱۹۲۲ء ... ۱۹۱۹ء میں مولانا سید حبیب نے "سیاست" ... ۱۹۳۰ء تک باقاعدہ نکلتا رہا۔ (ش۔۱) اس اخبار کے خوشنویس ... منشی عبداللہ ... منشی ... رہے۔(۳۸) ... کرتے ہوئے ... لکھتے ہیں۔

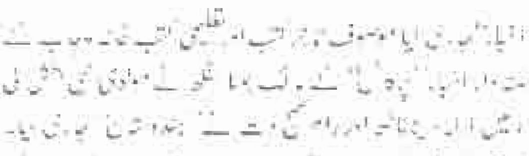

(ش۔۱)

"یہ ایک عام سا اخبار تھا ... کی اہمیت زیادہ نہیں تھی میں نے اس کا ۱۲ ... ۱۹۳۰ء کا شمارہ دیکھا ہے اس کی کتابت ... اور ... ناقص ہے۔ ایک صفحہ ۶ کالموں میں تقسیم ہے اور صفحہ اول سے شروع ہونے والے مضامین ... کے ... ہیں۔(۳۹)

آہستہ آہستہ اس کی کتابت ... بہتر ہوتی ... (۴۰) اس اخبار ... کی پیشانی ... قلم ...

۱۹۳۰ء سے ۱۹۴۷ء تک روزنامہ "انقلاب"

۲ اپریل ۱۹۲۷ء کو "انقلاب" کا آغاز ہوا۔ اس کے بانی مولانا غلام رسول مہر اور عبدالمجید سالک تھے۔ یہ اخبار ۲۲×۲/۳۶ کی تقطیع پر شائع ہوتا تھا اور اپنے آغاز سے ۱۹۴۹ء تک باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔ (۳۱) "انقلاب" کے خوشنویسوں میں منشی اللہ دتہ، غلام فرید، منشی غلام ربانی، یوسف منصوری، منشی محمود احمد لدھیانوی، مولوی عبدالحلیم گیلانی، [illegible] اور منشی محمد اسماعیل وغیرہ شامل تھے۔ (۳۲) انقلاب کی پیشانیاں پروین رقم نے تحریر کی۔ (ش-۲)

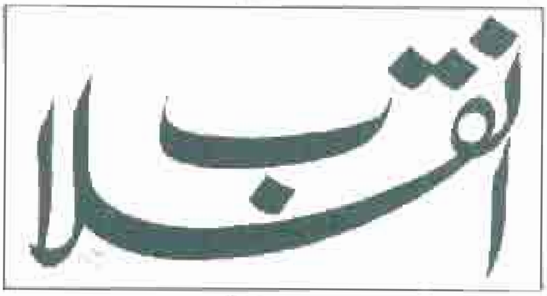

ش-۲

روزنامہ "انقلاب" تیس سال تک جاری رہا۔ انقلاب کے دور کے خطاطوں میں منشی عبدالقادر، منشی عبدالغفور، محمد دین، عبدالرحمٰن، رحمت اللہ شاکر تھے۔ "انقلاب" کے اجراء کے بعد جن مسلم اخبارات کا اجراء ہوا ان میں "آزاد"، "جمہور"، "پاسبان" اور "ترقی" تھے جو بعد میں بند ہو گئے مگر "احسان" اخبار جاری رہا۔ اس کے چار دور تھے۔ روزنامہ انقلاب کی کتابت میں ۱۱ افراد حصہ لیتے تھے۔ منشی قلعہ گجر سنگھ کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۵۳ء میں تقسیم کے بعد جنگ اور پاکستان ٹائمز میں ملازم رہے۔ [illegible] اس کے کاتبین میں خوش نویس محمد ناصر قادری (۳۳)، محمد شفیع، عبدالواحد، محمد رمضان، عبدالعزیز، جمیل [illegible]، محمد اللہ بخش، [illegible] محمد حسین شاہ (گوجرانوالہ)، ظہور احمد صوفی، [illegible] حافظ محمد اعظم تھے۔

۱۹۳۰ء میں لاہور سے "[illegible]" جاری ہوا۔ [illegible] کے لحاظ سے ایک معیاری رسالہ تھا۔ ۱۹۳۱ء میں عبدالباقی اور صدیق صاحب نے "احسان" کے عنوان سے [illegible] جاری کیا۔ [illegible] لاہور سے شائع [illegible] ۱۹۳۳ء میں "[illegible]" کی بندش کے بعد خواجہ عبدالرحمٰن غازی نے "مساوات" امرتسر جاری کیا۔ (۳۴) (ش-۳) ۱۹۳۳ء میں ملک نور الٰہی نے روزنامہ "احسان" جاری کیا۔ ۱۹۳۴ء میں مرتضیٰ احمد خان میکش، مولانا چراغ حسن حسرت، باری علیگ اور اشرف عطا نے "احسان" سے علیحدہ ہو کر "شہباز" جاری کیا۔ [illegible] ۱۹۳۶ء میں جاری ہوا جبکہ عبدالمجید [illegible] نے ۱۹۴۰ء میں روزنامہ "[illegible]" جاری کیا۔

ش-۳

"احسان" اخبار سولہ سال اور "شہباز" آٹھ سال تک جاری رہا۔ آخر میں "نوائے وقت" تھا جو روزنامے کی حیثیت سے [illegible] سال چلتا رہا۔ ان سب میں زیادہ اشاعت "احسان" کی رہی۔ دوسرے نمبر پر "نوائے وقت" اور تیسرے نمبر پر "انقلاب" اور "احسان" تھے۔ "شہباز" کی اشاعت بہت کم تھی۔ (۳۵)

ح۔۳

محمد شفیع انور ح۔۹

محمد شفیع انور ح۔۱۰

روزنامہ احسان

اس اخبار کے خوشنویسوں میں (تاج الدین زریں رقم کے شاگرد) الطاف محمود، محمد اشرف اور راجا نذیر سعودی (عبدالرشید عادل کے بھائی) محمد شفیع (معراج دین کے فرزند علی پور چٹھہ) محمد شفیع انور (ح۔۲،۵،۷،۸،۹،۱۰،۱۱) شامل اور حافظ ظہور دین تھے۔ حکیم محمد رفیق قریشی، سلطان احمد شہزاد، محمد عزت اللہ سیالکوٹی، محمد بشیر، بھاجا اکا موتی، محمد موتی، سیال تمیم دین کوٹ دین مالک اقبال روڈ لاہور اور معروف خطاط انور حسین نفیس رقم نے ملازمت کی ابتدا "احسان" اخبار سے ہی کی (ش۔۱۲) ان خطاطوں سے قبل اس اخبار میں رشید وارثی (ش۔۱۳) محمد صادق، مولوی رشید، ظہور احمد اور محمد حسین بھی ملازمت کرتے رہے۔ حافظ ظہور دین اس اخبار کے ہیڈ کاتب تھے۔ جب کہ کاتبوں میں منشی محمد شریف، منشی نصیر الدین، منشی محمد یوسف، منشی محمد رفیق، منشی محمد نواز، قاضی نذیر حسین شامل تھے۔

(۳۰) "احسان" میں تحریک پاکستان کے بارے میں شائع ہونے والی نظمیں قاضی ظہور دین کتابت کرتے۔ "احسان" اور "زمیندار" کا دفتر دہلی دروازہ سے باہر حجازی بلڈنگ میں تھا۔ "شہباز" اخبار ۱۹۴۹ء میں یونینسٹ پارٹی کا طرف دار تھا اور خضر حیات کی حکومت اس کی پالیسی تھی۔ جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو اخبار ملک نور الٰہی نے خرید لیا۔ [illegible] پرنٹر رہے۔ ملک صاحب نے یہ اخبار پشاور منتقل کر دیا جس کے ایڈیٹر شریف فاروقی تھے۔ اس کے کاتبوں میں قاضی محمد صادق، منشی محمد صادق، محمد طفیل اور منشی غلام حیدر منشی اور حسین، قاضی محمد شفیع، منشی فضل [illegible] منشی عنایت علی، منشی نیاز الحق، منشی اقبال احمد شامل تھے۔ (ح۔۲) اس کے بعد حمید نظامی، مسرت اور "وفاق" شہباز سے الگ ہو گئے اور روزنامہ "شہباز" نکال لیا جس کی پالیسی "انقلاب" اور "احسان" سے ملتی تھی۔ روزنامہ "احسان" بھی اچھی اشاعت کا حامل تھا چند سال خوب چلا لیکن تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں مارشل لا سے [illegible]

محمد شفیع انور ش۔۷

محمد شفیع انور ش۔۸

محمد شفیع انور ش۔۹

محمد شفیع انور ش۔۱۰

محمد شفیع انور ش۔۱۱

پابندی کا شکار ہوا۔ پابندی اٹھنے کے بعد دوبارہ [illegible] ۔ [illegible] اور اس کے ساتھی
جناب شریف فاروق نے اخبار کے [illegible]
''شہباز'' بھی خرید لیا تھا مگر اس کی اشاعت [illegible] ۔ (۴۹)

لاہور میں ہندوؤں اور سکھوں کے اخبارات

پرتاپ

پہلی جنگ عظیم کے بعد ہندوؤں کے [illegible] لاہور سے نکلنے والے [illegible] (۴۹) نے
مہاشہ کرشن نے ۳۰ مارچ ۱۹۱۹ء میں جاری کیا۔ (۵۰) ''پرتاپ'' [illegible]
[illegible] (۵۱) [illegible] (۵۲) [illegible]
[illegible]
میں ہوتا ہے [illegible] ''پرتاپ'' دہلی اور [illegible] ۔

ملاپ

''پرتاپ'' کی طرح [illegible] ''ملاپ'' [illegible] ۱۹۲۳ء [illegible] (۵۳)
[illegible]
[illegible]
تھے [illegible] تھے۔

ویر بھارت و دیگر اخبارات

ان اخبارات کے مقابلہ میں [illegible] ۱۹۲۸ء
میں [illegible] ''ویر بھارت'' جاری کیا۔ (۵۴) [illegible]
تک ۱۹۲۸ء میں [illegible] (۵۵) [illegible]
میں [illegible]
[illegible] ۱۹۳۵ء [illegible]

اجیت

لاہور میں سکھوں کے اخبارات میں ''اجیت'' ۱۹۴۳ء [illegible]
[illegible]
[illegible]
لاہور سے جاری ہوا اور [illegible]
ان کے [illegible]
اور [illegible] ان اخبارات [illegible]
سے [illegible]

[illegible] کے ایڈیٹر لالہ رام چند تھے اور [illegible] زبان کا [illegible] رہا [illegible] کے کاتب [illegible] تھے۔

بھارت ماتا

[illegible] ایڈیٹر [illegible] اور دیوان چند [illegible] تھے [illegible] مولوی [illegible] تھے۔ [illegible] ان کے خوشنویسوں [illegible] عبدالمجید، حکیم محمد دین [illegible] غلام رسول [illegible] جیسے خوشنویس وابستہ رہے۔

ماتری بھومی

[illegible] تھے [illegible] خوشنویس [illegible] محمد دین اور منشی عبدالقادر تھے۔ [illegible] اور [illegible] کے کاتب تھے۔

خوشنویس یونین کا قیام

[illegible] تاریخ خوشنویسی میں ایک اہم [illegible] میں کام کرنے والے خوشنویس ایک [illegible] ۱۵ [illegible] ۱۹۳۵ء [illegible] خوشنویس یونین کا قیام [illegible] یونین کے پہلے صدر [illegible] منتخب ہوئے [illegible] اور [illegible] لاہور [illegible] تھے [illegible] کے خوشنویسوں [illegible] پنجاب [illegible] کے خوشنویسوں نے [illegible] اضافے کا مطالبہ پیش [illegible]

[illegible] اور [illegible] مطالبات [illegible] خوشنویسوں [illegible] اضافہ [illegible] ۱۹۵۱ء [illegible] ۱۹۲۸ء [illegible] محمد صدیق الماس رقم صدر منتخب [illegible] ۱۹۴۷ء [illegible] ۱۹۳۴ء [illegible]

یونین کے عہدیداروں کے علاوہ معزز شہریوں نے شمولیت کی۔ سب سے پہلے جوائنٹ سیکرٹری [illegible] نے یونین
نامہ میں زریں رقم کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے پڑھا۔ (ص ۱۳۲) منشی تاج الدین زریں رقم نے فن
خطاطی کو جس معیار پر پہنچایا اور اسے ایک جدید فن کی حیثیت دی، یونین اعتراف کرتی ہے۔ [illegible]
کی خدمت انجام دی ہے آپ نے خوشنویسوں کے حقوق کی [illegible] ہے اور [illegible]۔
جس کا یونین اعتراف کرتا ہے۔ بعد میں جوائنٹ سیکرٹری منشی محمد الدین نے اپنی تقریر میں منشی تاج
الدین زریں رقم کے اقدامات کو سراہا۔ خواجہ محمد شفیع نے ایک نظم پڑھی۔ بعد ازاں خوشنویسوں کی طرف
سے آپ کی خدمت میں ایک طلائی تمغہ اور [illegible] پیش کیا گیا۔ [illegible] میں نظام العصر کے خطاب کی
خوشخبری دی گئی۔" (۵۷)

۱۹۵۱ء کے بعد یونین کے حالات [illegible] زریں رقم [illegible] ہوئی سے آخر تک یونین کی صدارت سے
منسلک رہے [illegible] ان کی شخصیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ وہ ہمیشہ خوشنویسوں کی فلاح و بہبود کے لیے [illegible]
رہتے رہے۔

فیڈرل کونسل

۱۹۵۱ء میں میاں محمد شفیع مدیر "اقدام" سابق [illegible] نے خوشنویس یونین [illegible] کی
ایک مشترکہ "فیڈرل کونسل" بنانے کی تحریک کی۔ اس تحریک پر اتفاق ہوا اور فیڈرل کونسل کا قیام عمل میں آیا۔
"[illegible]" کے مالک راشدی صاحب نے اخبار کے [illegible] ملازم [illegible] کیا [illegible] زریں رقم کی قیادت
اخبارات میں [illegible]۔ انہوں نے خوشنویسوں [illegible] اخبار کے دفتر کے سامنے ایک عظیم الشان احتجاجی جلوس کی
قیادت بھی کی [illegible] اور ایک جلسہ [illegible] اخبارات کا ایک دن
بند ہونا [illegible] اس کا بہت برا اثر ہوا [illegible] پاکستان میں [illegible]
بھی اس واقعہ کا بہت [illegible] راشدی صاحب نے [illegible] خوشنویسوں کے [illegible] حصول
آزادی کے بعد بھی یونین [illegible] زریں رقم [illegible] پہلے دسمبر ۱۹۵۲ء میں [illegible] ستمبر ۱۹۵۴ء
[illegible] ان کا شاندار استقبال ہوا [illegible] آل انڈیا خوشنویس یونین نے جناب زریں رقم کے اعزاز میں
ستمبر ۱۹۵۴ء کو [illegible] دہلی میں [illegible] پارٹی دی [illegible]۔

"[illegible] دہلی ۵ ستمبر آل انڈیا خوشنویس یونین کی طرف سے نظام العصر منشی تاج الدین زریں رقم کے اعزاز میں
ایک پرتکلف [illegible] دہلی میں [illegible] نظام العصر کی [illegible] ملاقات سے [illegible] خوشنویس
یونین [illegible] کے زندگی کا ثبوت [illegible] یونین کی طرف سے [illegible]
صدر یونین اور [illegible] نے [illegible] اور [illegible]
[illegible] نظام العصر نے اس [illegible]
یونین کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ [illegible] دہلی آئے تھے آج
کل پاکستان جا رہے ہیں۔" (۵۸)

یونین کا یہ عہد [illegible] ۱۹۴۶ء سے ۱۹۵۸ء تک پاکستان خوشنویس یونین اور [illegible] یونین سے
منسلک رہے [illegible] حسین نفیس رقم رہے۔

خواجہ شفیع تاج الدین زریں رقم [illegible] ۱۹۳۲ء میں [illegible] تھے۔ ان کا [illegible]
معیاری ہوتا تھا اچھے خوشنویس تھے ان کے بیٹے [illegible] کا انتقال [illegible] ۱۹۹۳ء [illegible]

خوشنویس تھے جو روزنامہ "امروز" ملتان سے ہیڈ کاتب بھی رہے۔ انہوں نے "[illegible] پاکستان" میں بھی کام کیا۔ ان کے بیٹے سلطان حیدر "امروز" میں بحیثیت خوشنویس رہے۔ (59) ان دو ادوار میں قمر نے ذاتی محنت اور کاوش سے محض فن خطاطی اور وضع [illegible] ۱۹۶۹ء میں انہیں خوشنویس یونین کا صدر چنا گیا۔ (۶۰) اس حیثیت سے انہوں نے اخبارات میں کام کرنے والے خوشنویسوں کی تنخواہوں میں اضافہ کرایا۔ ان کے حالات کار بہتر بنائے اور ان کی معاشی حیثیت بلند کرنے کی کوشش کی۔ ۱۹۶۲ء میں جب [illegible] کے لیے وضع [illegible] کا قیام عمل میں آیا [illegible] قمر نے [illegible] خوشنویسوں [illegible] میں بھی [illegible] کی اور اس سے ثابت کیا کہ خوشنویس اخبار کی صنعت میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کے بغیر اردو صحافت کا تصور ممکن نہیں۔

[illegible] قمر اور الماس قمر نے [illegible] اخبارات میں کام نہیں کیا بلکہ بالواسطہ انہیں ان سے گہرا تعلق رہا۔ ان سے تعلق کی [illegible] تعداد اخبارات سے وابستہ رہی اور ان کی خطاطی کا چرچا رہا۔ تعلق کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ ان اساتذہ فن نے متعدد اخبارات کی پیشانیاں تحریر کیں۔ پروین قمر مرحوم کی لکھی "انقلاب" "سیاست" اور "نوائے وقت" کی پیشانیاں ایک عرصہ تک ان سے وابستہ [illegible] حاصل رہی۔ اسی طرح الماس قمر نے بھی بہت سے اخبارات کی پیشانیاں لکھیں (ش ۱۵، ۱۶) جن میں "تسنیم" "آفاق" "آغاز" "مغربی پاکستان" "سلطان" "روزنامہ" "غالب" قابل ذکر ہیں۔ پاکستان کے کاتب منشی عطاء اللہ بخاری [illegible]

ش ۔ ۱۵

ش ۔ ۱۶

[illegible] روزنامہ "تسنیم" سے ہیڈ کاتب [illegible] عام سے [illegible] انہیں اس وقت کے ممتاز خوشنویس [illegible] سے متعارف کرایا اور آپ منشی صاحب کی [illegible] کے ساتھ ان کے کام کرتے رہے۔ [illegible] آپ نے اخبارات کے لیے خوشنویسی کا [illegible] ۱۹۶۱ء میں پہلا وضع [illegible] ادارہ [illegible] کی صدارت میں قائم ہوا [illegible] مرحوم نے "تسنیم" "احسان" "شہباز" "نوائے وقت" "کوہستان" "آفاق" "امروز" "انصاف" "چٹان" "[illegible]" "تسنیم" [illegible] کے علاوہ بہت سے اخبارات کی پیشانیاں لکھیں۔ [illegible] خوشنویس [illegible] کے صدر کی حیثیت سے [illegible] خوشنویس [illegible] حاصل کیا جاتا رہا [illegible] کی بنا پر الماس قمر کی ۱۹۶۳ء میں [illegible] میں [illegible] کے باہر [illegible] لیک کی گئی۔

[illegible] "تسنیم" کے خوشنویس میں کاتب [illegible] منشی [illegible] محمد [illegible] ہیڈ کاتب تھے "نوائے تسنیم" کے ایڈیٹر [illegible] عام [illegible] تھے جن کا [illegible] عبداللطیف [illegible] شامل رہے۔ (۶۱) "[illegible]" کے کاتب منشی عطاء اللہ [illegible] تھے۔

قیام پاکستان کے بعد لاہور میں صحافت

[illegible] صحافت کو [illegible] حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے یعنی قومی صحافت اور سنجیدہ صحافت [illegible] صحافت کی

نمائندگی تمام ہندو اخبار (ماسوائے اخبار "ہند" کے) اور "زمیندار" کرتے تھے۔ "زمیندار" کی اشاعت تیس ہزار تھی جبکہ ہندو اخبارات کی اشاعت خاصی تھی۔ سنجیدہ اور معتدل صحافت کے نمائندہ اخبار "انقلاب"، "احسان"، "شہباز" اور "نوائے وقت" تھے۔ قیام پاکستان کے بعد پنجاب میں روزنامہ اردو صحافت نے بہت ترقی کی [illegible] صحافت ایک منظم اور تنظیمی انقلاب سے دوچار ہوئی۔ اخبارات نے صحافت کی قدروں کو زیادہ روشن بنا دیا [illegible] اور [illegible] اشتہاروں کا رواج چل نکلا۔ پوری اردو صحافت مصور صحافت بن چکی تھی [illegible] بدل گیا۔

ویڈانگ آفسٹ طریق طباعت

اب اکثر اردو اخبارات لیتھو کی بجائے ویڈانگ آفسٹ طریق طباعت سے شائع ہونے لگے۔ [illegible] ترقی یافتہ ملک کے اخبارات سے [illegible] اس طریق کے مطابق [illegible] بدلتی [illegible] کی چھپت [illegible] اخبارات کی اشاعتیں بہت [illegible] پنجاب [illegible] پاکستان میں اردو [illegible] (۶۲) [illegible] اخبارات [illegible] (۶۳) [illegible] اور [illegible] "اتحاد" [illegible] اور لاہور [illegible] "نوائے وقت" ان کے علاوہ [illegible] ۱۹۴۷ء [illegible] (۶۴) [illegible] محمد صدیق [illegible] محمد [illegible] صحافت [illegible] مفتی محمد حسین [illegible] مفتی محمد معصوم [illegible] مفتی [illegible] (۶۵) شریف حسین [illegible] "مغربی پاکستان" [illegible] محمد [illegible] "مسلم لیگ" [illegible] اللہ [illegible] عبدالرشید [illegible] محمد یوسف [illegible] عبدالقادر [illegible] حافظ [illegible] الدین [illegible] قاضی عبداللطیف [illegible] "ادب لطیف" [illegible] "ملت" [illegible] "مغربی پاکستان" [illegible] "نوائے پاکستان" [illegible] "نوائے وقت" [illegible] محمد صدیق [illegible] "پاکستان" [illegible] (۶۶)

قیام پاکستان کے بعد لاہور سے "زمیندار"، "انقلاب"، "احسان" اور "نوائے وقت" میں "زمیندار" [illegible] اشاعت تھا [illegible] ۱۹۵۳ء [illegible] "زمیندار" [illegible] عنایت اللہ شامل تھے [illegible] "احسان" کی اشاعت [illegible] اس اخبار [illegible]

لاہور سے ۱۹۴۹ء کو بند ہو گیا اور اسی سال "انتخاب" [illegible] کی بجائے [illegible] نے "شہباز" نکالا جو ایک متوسط اخبار تھا۔
قیام پاکستان سے ۱۹۵۷ء تک پنجاب میں مختلف ادوار میں جو اخبارات و جرائد شائع ہوتے رہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

روزنامے	تعداد	ہفت روزہ / سہ روزہ	پندرہ روزہ
پنجاب	۳۷	۹۷	۱۵۷

پنجاب سے چار روزنامے اردو شائع ہوتے۔ روزنامہ "خاتون" برصغیر میں عورتوں کا واحد روزنامہ تھا جس کی ادارت فاطمہ بیگم کرتی تھیں۔ قیام پاکستان کے بعد مشہور صحافی مولانا [illegible] کی ادارت میں "آفاق" کے نام سے روزنامہ نکالا یہ اخبار [illegible] "نوائے وقت" [illegible] سے اس کی اشاعت بڑھی۔ "نوائے وقت" کی دوبارہ اشاعت سے اس کی اشاعت [illegible] اسے [illegible] نے خرید لیا اس کے چیف ایڈیٹر ظہور عالم شہید اور ایڈیٹر نور احمد سابق [illegible] پنجاب مقرر ہوئے۔ اس کے علاوہ [illegible] میں اخلاق احمد [illegible] مولانا غلام حسین [illegible] ہدایت اللہ [illegible] محمد اشرف [illegible] رہے۔ [illegible] کے بعد [illegible] قیام پاکستان کی بعد کئی الاشاعت اخبارات میں روزنامہ "امروز" [illegible] کا حامل اخبار تھا۔ [illegible] مولانا چراغ حسن حسرت کی زیر ادارت [illegible] ادیب [illegible] کے علاوہ [illegible] احمد ندیم قاسمی اس کے ایڈیٹر تھے۔ [illegible] کے دوران اس کی اشاعت خاصی بڑھ گئی۔ ۱۹۵۶ء میں لاہور سے شائع ہونے والے اخبارات میں "آفاق" "آزاد" "احسان" [illegible] "امروز" "جدید نظام" کے علاوہ ملتان میں [illegible] اور [illegible] شامل ہیں۔ [illegible] "ملت" "مجاہد" کے علاوہ [illegible] ہدایت اللہ [illegible] تھے (۲۸) "نوائے شمع" "نوائے پاکستان" "نوائے وقت" "تحفہ" "تعمیر" "تیر" "وقت" "زمیندار" "مغربی پاکستان" [illegible] "آفاق" [illegible] "احسان" "غریب" "سعادت" [illegible] کے علاوہ [illegible] "ہلال" اور "پیام" کے خطوں نے اپنی قسموں سے ان اخبارات نے [illegible] اور پنجاب کے [illegible] ۱۴۳ [illegible] شائع ہوتے رہے۔ (۲۹) اس میں پنجاب کا [illegible] رہا ہے۔

روزنامہ امروز

[illegible] مولانا ابوالکلام آزاد [illegible] روزنامہ "البلاغ" [illegible] صحافت کی تاریخ میں [illegible] کے ایک نئے دور [illegible] ۱۹۴۷ء میں امروز [illegible] اپنے [illegible] "امروز" [illegible] آپ نے [illegible] ۱۹۴۷ء [illegible] امروز [illegible] شائع [illegible] روزنامہ [illegible] مشکل [illegible] انداز [illegible] صحافتی [illegible] [illegible] اور صحافتی استعداد کے اعتبار سے عظیم

شخصیت کی خدمات حاصل کی گئیں وہاں پاکستان کے [illegible] کی صلاحیتوں [illegible] اور [illegible]
پاس [illegible] امروز [illegible] حاصل [illegible] کی [illegible] ارتقاء [illegible] خوشنویسی [illegible]

یادوں سے [illegible] کو متعارف کرانے اور انہیں [illegible] منتقل کرنے [illegible] میں [illegible] کے بعد [illegible] امروز کی اشاعت اس وقت [illegible] ۱۹۵۳ء میں [illegible] ایک سال کے لیے [illegible] امروز [illegible] رہنماؤں کی [illegible] سے [illegible] بہت سے [illegible] طرف متوجہ کیا۔ چنانچہ اس طرح اردو امروز نے اپنے [illegible] "امروز" کے [illegible] خوشنویسی [illegible] طرح [illegible] "امروز" کے [illegible] ۱۹۲۹ء میں [illegible] حافظ یوسف سدیدی [illegible] مہمانوں کو [illegible] میں [illegible] (۲۱،۲۰،۱۹،۱۸) "امروز" میں بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ حافظ صاحب [illegible] جاتے۔ [illegible] اخبارات کی اشاعت [illegible] ایک [illegible] "الہلال" کے بعد برصغیر کی تاریخ صحافت میں پہلا [illegible] ایسا تھا جس کا [illegible] علمی تحقیقی [illegible] اور [illegible] مضامین کا مجموعہ ہوتا [illegible] پر پہنچے ہیں کہ واقعہ اردو امروز اسلامی تہذیب و ثقافت کا [illegible] اپنے دل و [illegible] فنون لطیفہ کے [illegible] اور [illegible] صلاحیت

حافظ یوسف سدیدی [illegible]

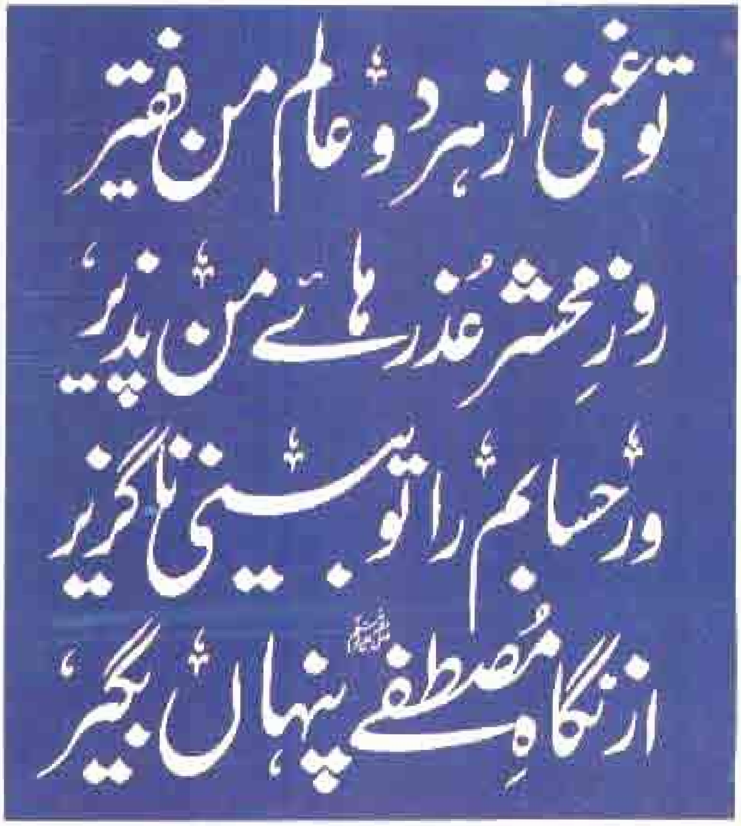

حافظ یوسف سدیدی ش ۱۹

حافظ یوسف سدیدی ش ۲۰

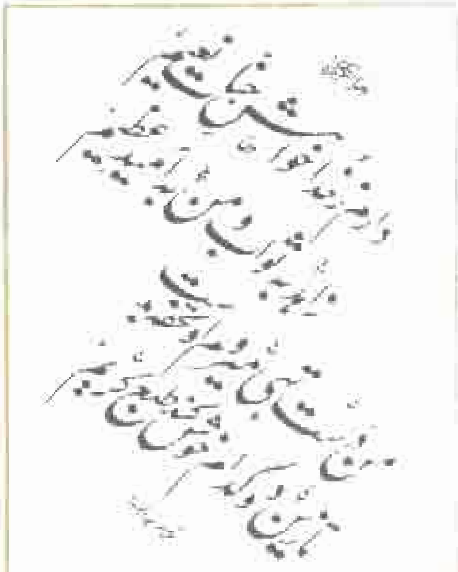

حافظ یوسف سدیدی ش ۲۱

فنکاروں کی حوصلہ افزائی کے سلسلہ میں [illegible] یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ روزنامہ "امروز" نے پاکستان کی اردو صحافت میں خطاطی اور خوشنویسی کو جو مقام دیا [illegible] جس نے فن خطاطی [illegible] "امروز" پاکستان میں فن خطاطی کا [illegible] میں ایک مشعل کی حیثیت رکھتا ہے۔

روزنامہ "امروز" جو نظریاتی صحافت [illegible] کے چوٹی کے خطاطوں [illegible] ۱۹۹۲ء میں [illegible] "امروز" کے شعبہ کتابت سے منسلک خطاطین [illegible] جن کے [illegible] حافظ محمد یوسف سدیدی جیسے [illegible] قلم تھے۔ (۳۰ ط) (حافظ صاحب کے شاگردوں میں [illegible] لکھتے ہیں)

"آپ نے فن خطاطی کے لیے جس شوق [illegible] نظر سے [illegible] وقت [illegible] آپ نے [illegible] حالات میں [illegible] اس وقت [illegible] تعارف بھی موجود نہ تھا [illegible] حافظ صاحب نے [illegible] مختلف [illegible] ۳۱ [illegible] آپ کے معاصرین اور بعد میں آنے والے خطاطوں نے [illegible] دراصل آپ کی [illegible] ۱۹۵۳ء سے ۱۹۵۹ء [illegible] خطاطی کے لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے۔"

حافظ صاحب ۱۹۵۸ء میں اپنے [illegible] روزنامہ "امروز" سے وابستہ [illegible] تعلق [illegible] اس وقت کے [illegible] "امروز" [illegible] ۱۹۷۱ء میں [illegible] حافظ یوسف سدیدی سے [illegible] "آفاق" [illegible] (۵۷ ط) اور [illegible] "امروز" سے [illegible] "امروز" اخبار [illegible] (۹۰ ط)

امروز سے وابستہ دیگر خطاط

پہلے دور میں منشی عبدالمجید [illegible] منشی محمد شفیع [illegible] منشی [illegible] زاہد حسین، منشی بشیر احمد، منشی دولت علی شامل تھے۔ [illegible] "آئین" اور "آفتاب" [illegible] کتابت [illegible] ۱۹۷۰ء [illegible] خطاطی میں [illegible] حنیف [illegible] ۱۹۶۲ء [illegible] ۲۳ اپریل ۱۹۶۲ء [illegible] گجرات میں پیدا ہوئے [illegible]

''تصور'' ''امروز'' میں کام کر چکے ہیں۔ [illegible] ۱۹۳۳ء [illegible] میں پیدا ہوئے۔ خطاطی
میں محمد حسین [illegible] کے شاگرد ہیں۔ قاضی مختار احمد [illegible] ۱۹۳۰ء [illegible] میں پیدا ہوئے۔ [illegible] محمد
شریف [illegible] سے بھی [illegible] روزنامہ ''امروز'' سے وابستہ رہے۔ محمد یوسف [illegible] ۱۹۵۲ء [illegible]
میں پیدا ہوئے۔ خطاطی میں حافظ محمد یوسف سدیدی کے شاگرد ہیں۔ [illegible]
[illegible] سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ [illegible] روزنامہ ''امروز'' [illegible] ''نوائے وقت'' سے
وابستہ رہے۔ محمد [illegible] ۱۹۴۹ء [illegible] میں پیدا ہوئے۔ خطاطی میں [illegible]
روزنامہ ''امروز'' کے علاوہ ''شباب'' اور ''تقریب'' میں کام کر چکے ہیں۔ [illegible] ۱۹۴۳ء [illegible] پیدا ہوئے
خطاطی صوفی ممتاز سے سیکھی۔ [illegible] ۱۹۴۳ء [illegible] میں پیدا ہوئے۔ [illegible]
وابستہ رہے۔ [illegible] ۱۹۴۷ء [illegible] میں پیدا ہوئے۔ خطاطی [illegible] سے سیکھی۔ [illegible] روزنامہ ''امروز''
سے وابستہ رہے۔ [illegible] ۱۹۳۶ء [illegible] میں پیدا ہوئے۔ [illegible]
[illegible] سے سیکھی ہے۔ [illegible] ۱۹۴۳ء [illegible] میں پیدا ہوئے۔ خطاطی [illegible]
[illegible] روزنامہ ''پاکستان'' سے بھی وابستہ رہے۔ [illegible] ۱۹۵۹ء [illegible] میں پیدا ہوئے۔ [illegible]
میں صوفی خورشید عالم خورشید رقم کے شاگرد ہیں۔ روزنامہ ''پاکستان'' [illegible] کام کر چکے ہیں۔ [illegible]
روزنامہ ''آفاق'' فیصل آباد [illegible] فیصل آباد [illegible] روزنامہ [illegible] سے
وقت'' اور ''امروز'' سے وابستہ رہے۔ قاضی ظفر اقبال [illegible]
[illegible] ۱۳ اپریل ۱۹۴۰ء [illegible] میں پیدا ہوئے۔ خطاطی
میں صوفی خورشید عالم خورشید رقم کے شاگرد ہیں۔ روزنامہ
''امروز'' [illegible] سے وابستہ رہے۔ آج کل [illegible]
[illegible] عبدالمجید [illegible] مارچ ۱۹۳۹ء میں
فیصل آباد پیدا ہوئے۔ محمد اشرف [illegible]
فروری ۱۹۲۹ء [illegible] (گجرات) میں پیدا ہوئے۔
خطاطی میں حافظ [illegible] کے شاگرد ہیں۔ روزنامہ ''نوائے
وقت'' اور ''پاکستان'' میں کام کر چکے ہیں۔ محمد خالد جاوید یوسفی
والد چوہدری [illegible] حافظ یوسف سدیدی کے [illegible]
[illegible] ۲۲، ۲۳، ۲۶، ۱۹۲۵ [illegible] حافظ یوسف سدیدی سے
[illegible] ۲۵
اپریل ۱۹۵۶ء میں فیصل آباد میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدا
میں [illegible] صدیقی سے [illegible] ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۳ء تک
حافظ محمد یوسف سدیدی سے [illegible]
[illegible] روزنامہ ''امروز'' [illegible] ''پاکستان'' اور [illegible]
[illegible] سے [illegible] روزنامہ ''امروز'' سے وابستہ ہوئے۔ آج
کل علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد میں کام کر رہے ہیں۔
محمد شفیع انور [illegible]

محمد خالد جاوید یوسفی [illegible]

محمد خالد جاوید یوسفی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

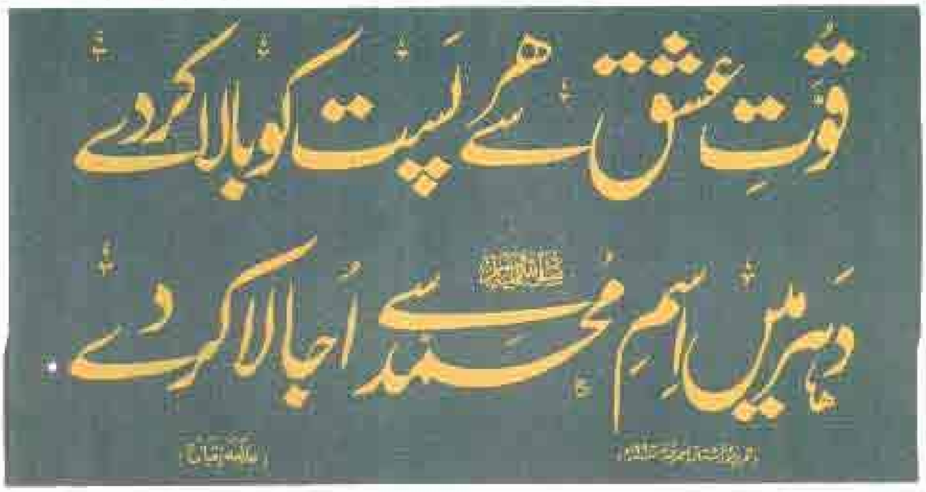

[illegible]

روزنامہ کوہستان

[illegible]

باد رحمت سنک سنک جائے
وادیٔ جاں مہک مہک جائے
جب چھڑے بات نطق حضرت کی
غنچۂ فن چٹک چٹک جائے

[illegible]

روزنامہ مشرق

[illegible]

اخبارات میں آرٹ سیکشن

[illegible]

1-Contrast of colour 2- Contrast of tone 3- Contrast of size 4- Contrast of direction

[illegible]

> [illegible]

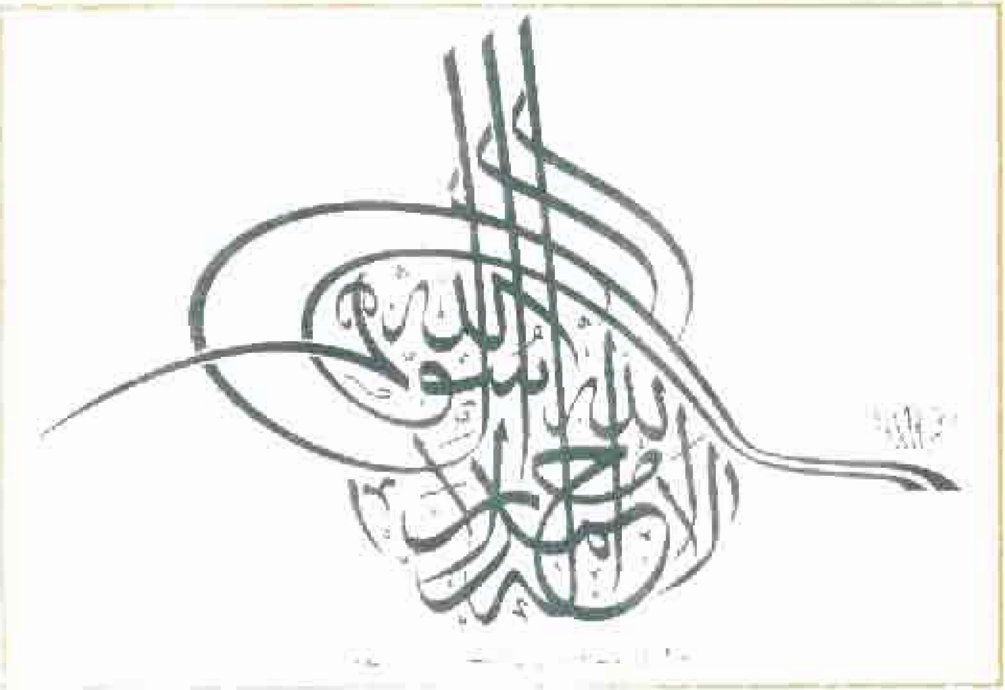

[illegible] ... کی نسبت خاصی باریک ہوتی [illegible]
[illegible] ... [illegible]
[illegible] ... [illegible]
[illegible] ... [illegible]
[illegible] ... اخبارات [illegible]
پاکستانی اخبارات [illegible] ... یہ بات پورے وثوق سے
[illegible] ... اخبارات [illegible] ... خطاط موجود ہیں جن کے فنی حالات [illegible]
[illegible] ... پاکستانی خطاطوں [illegible]
[illegible] (۸۳)

نئے رسم الخط کا رواج

[illegible] ... "مشرق" [illegible] ... کی طرح [illegible]
[illegible] ... "مشرق" [illegible]
[illegible] ... اصول" [illegible]
[illegible] ... خطاطی [illegible]
[illegible] ... مشرق [illegible]
[illegible] ... عام [illegible]
[illegible] Saving of space [illegible] ... ۱۹۳۱ء [illegible]
[illegible] ... ۱۹۵۳ء [illegible] ... خطاطی میں
[illegible] ... "مشرق" [illegible]
[illegible] ۱۹۵۳ء [illegible] ... ۱۹۶۳ء [illegible]
[illegible] ۱۹۹۰ء [illegible]
[illegible] ... "مشرق" اخبار [illegible]
Display [illegible]
[illegible] (۸۵) [illegible] ... انجام دے چکے ہیں۔

روزنامہ مشرق کے دیگر خطاط

روزنامہ مشرق [illegible] ... ۵ جولائی ۱۹۳۴ء [illegible] ... پیدا ہوئے۔ خطاطی
[illegible] ... "مشرق" [illegible]
[illegible] ... ۱۹۳۵ء میں [illegible]
[illegible] ... "مشرق" میں آنے سے پہلے [illegible] ... اخبار
[illegible] ... ۱۹۴۳ء [illegible] ... میں پیدا
[illegible] ... ۱۹۳۹ء [illegible] ... سیالکوٹ پیدا
ہوئے۔ خطاطی [illegible] ... پاکستان [illegible] ... ۱۸ اپریل ۱۹۳۹ء

[illegible] ص ۳۱

شاہ جی ۔ ش ۔ ۳۲

عرفان احمد ۔ ش ۔ ۳۳

آباد میں پیدا ہوئے خطاطی مولوی احمد حسین سے سیکھی "المشرق" کے علاوہ "نوائے وقت" "مغربی پاکستان" "کوہستان" "مشرق" کے شعبہ ہائے کتابت سے منسلک رہے (ش ۔۳۳،۳۴) ۱۹۵۸ء میں لاہور آئے اور ۱۹۵۹ء میں خطاطی سیکھی۔ محمد قمر فاروقی ولد محمد عالم فاروقی ۱۵ جون ۱۹۳۱ء میں لاہور میں پیدا ہوئے خطاطی میں سید احمد دین قمر انشاء آبادی کے تلامذہ سے ہیں۔ روزنامہ "مشرق" کے علاوہ "آفاق" "فیصل آباد" "سعادت" "عوام" "غریب" اور "ڈیلی بزنس" فیصل آباد "نوائے وقت" لاہور "کوہستان" میں کتابت کے شعبہ سے وابستہ رہے۔ محمد حسین ولد عبداللطیف لاہور میں پیدا ہوئے "مشرق" میں دیہاڑی دار کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ محمد دین ولد خوشی محمد لاہور میں ۹ نومبر ۱۹۳۶ء میں پیدا ہوئے۔ خطاطی ۱۹۵۶ء میں شروع کی اور حافظ محمد اعظم سے خطاطی سیکھی ۱۹۶۴ء سے نقشہ نویسی کر رہے ہیں۔ حافظ محمد ناظم ولد حافظ محمد اعظم لاہور اور شبیہ الظفر ولد بشیر احمد شاہ بھی "مشرق" لاہور سے وابستہ رہے۔ نذیر احمد بیگ ولد رشید احمد "مشرق" سے وابستہ رہے اور برکت علی ولد محمد دین گجرات میں پیدا ہوئے خطاطی میاں غلام حسین سے سیکھی روزنامہ "کوہستان" "احسان" سے بھی وابستہ رہے۔ رانا محمد نواز ولد حاجی عنایت اللہ ۱۹۲۸ء میں کامونکی میں پیدا ہوئے خطاطی ظہور احمد سے سیکھی۔ روزنامہ "کوہستان" "جنگ" "اردو ڈائجسٹ" "ہفت روزہ "زندگی" ہفت روزہ "پاک جمہوریت" روزنامہ "جمہور" سے وابستہ رہے ۱۹۶۳ء سے کتابت کر رہے ہیں۔ محمد سعید ولد معراج دین بھی روزنامہ "مشرق" سے وابستہ رہے۔

روزنامہ "مشرق" لاہور کے علاوہ کراچی میں بھی لاہور سے متعلق خطاطوں کی ایک کثیر تعداد ملازمت کرتی رہی۔ "مشرق" کراچی کے عملہ میں محمد زبیر ولد محمد شریف ۱۹۴۳ء میں حضرت کیلیانوالہ میں پیدا ہوئے۔ موصوف کے والد اور دادا قیوم محمد بھی خطاط تھے۔ آپ یکم جنوری ۱۹۶۷ء میں روزنامہ "مشرق" سے وابستہ ہوئے۔ محمد اسلم ولد عبدالرشید خطاطی میں محمود اللہ صدیقی کے شاگرد ہیں بہاولپور کے "رحیم" اخبار میں کچھ دیر کام کیا اس کے علاوہ موصوف "سنگ میل" پبلی کیشنز کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔ ۱۹۶۸ء سے کراچی میں مقیم ہیں محمد اسلم

عرفان احمد ص ۔ ۳۳

لاہور حاجی یونس کو ہوا تو انہوں نے "مشرق" کراچی سے وابستہ رہے۔ عبدالرحیم نے سیالکوٹ ۱۹۶۶ء میں کتابت شروع کی جامعہ رحیمیہ سے فارغ التحصیل ہیں "کوہستان" ملتان میں شریف گلزار سے خوشنویسی سیکھی مشرق لاہور کے بعد اخبار خواتین کراچی چلے گئے۔ علاوہ ازیں "مشرق" کراچی کے خوشنویسوں میں مرزا امیر بیگ، علی ملتان، اسحاق گجراتی، محمد صدیق کمبی لاہور، محمد منیر تبسم حافظ آباد، منور بخت ملتان، محمد یونس خوشنو سیالکوٹ، سلیمان گجرات، خان محمد شاہد سرگودھا، محمد اقبال قریشی، محمد اشرف لاہور، نفیس رضا، اشفاق جاوید فیصل آباد، محمد سلیمان گجرات، محمد راشد سرگودھا، منظور حسین گجراتی، نسیم احمد ایاز سیالکوٹ، محمد زبیر کے نام لیے جا سکتے ہیں۔ رشید شاہد طفیل نذر گوجرانوالہ، عبدالرحمن، محمد سعید دونوں بھائی "مشرق" کراچی سے وابستہ رہے۔ ان دنوں نقوش ادب "طیبہ" کے سارے ٹائٹل ان دونوں بھائیوں کے ہاتھ سے بنے ہوتے ہیں۔

روزنامہ مشرق کے خوشنویس دیگر شہروں میں

لاہور سے "مشرق" پشاور میں جانے والے خطاطوں میں صدیق ہزاروی اور نذیر شاہد شریف گلزار صاحب کے شاگرد تھے۔ مشرق میں جانے والے خوشنویسوں میں محمد یعقوب، نذیر شاہد، رشید شاہد، محمد اسماعیل، عرفان یوسف سلیم اور عبدالرحمان اور مشرق کوئٹہ میں عرفان، حبیب الرحمان شریف گلزار، اور راست خوشنویس شامل ہیں قاضی مقصود (اخبار وطن) حافظ ضیاء اور ہمایوں اقبال "مشرق لندن" نجیب شاہ بیگ میں آج سے ان خوشنویسوں اور "ملت" میں اچھے ہی خوشنویس کام کرتے رہے ہیں "ملت" ۱۹۸۴ء میں بند ہوا شریف، حبیب الرحمن اور شریف گلزار نے "نظارہ ڈائجسٹ" کے نام سے ایک ماہنامہ نکالا اس سلسلے میں شہریار حبیب الرحمان نے شریف گلزار کی معاونت کی اس کی کتابت مشتاق احمد بھٹہ مصنف کے چچا اور محمد اقبال بھٹہ (راقم الحروف) اور محمد اختر کرتے رہے یہ ڈائجسٹ ۱۹۸۱ء میں بند ہو گیا۔

روزنامہ نوائے وقت

"نوائے وقت" مارچ ۱۹۴۰ء میں پندرہ روزہ کے طور پر ۱۹۴۲ء میں ہفت روزہ ہو گیا اور ۲۲ مارچ ۱۹۴۴ء کو روزنامہ بن گیا۔ (۸۷) یہ اخبار مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کا ترجمان تھا اس اخبار کے بانی حمید نظامی تھے۔ "نوائے وقت" کے ہیڈ کاتب بالترتیب سید انور حسین نفیس رقم، غلام نبی، محمد اشتیاق بھٹہ، محمد شفیع انور سیالوی اور رشید احمد وارثی رہے ۱۹۵۳ء سے ۱۹۵۶ء تک دور خطاطی کے لحاظ سے اہم رہا۔ "آفاق" میں صوفی خورشید عالم اور "امروز" میں حافظ یوسف سدیدی "نوائے وقت" میں سید نفیس رقم اخبارات کی سرخیاں لکھتے۔ جو شائقین خطاطی کے لیے مکاتیب کا کام دیتیں۔ مرحوم حمید نظامی فن خطاطی کو خوب سمجھتے اور اخبار کی کتابت کی بہتری کے لیے جو قلم کار تھے انہوں نے اپنے ہیڈ کاتب کو دیے۔ ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ معیاری کتابت کے کس قدر خواہاں تھے۔

"نوائے وقت" کے دیگر خطاطین

ابتدائی دور میں منشی غلام نبی، منشی عبدالرحمن، منشی محمد اخلاق، منشی شفیع ملک، منشی سراج دین، منشی انتظار الرحیم، منشی محمد امین، منشی نثار احمد دہلوی، عنایت اللہ، منشی محمد اسحاق، منشی سعید احمد، منشی تاج محمد وابستہ رہے۔ (۸۸) محمد افتخار بھٹہ ولد غلام محمد جنوری ۱۹۱۸ء میں موچی گیٹ لاہور پیدا ہوئے۔ خطاطی محمد یوسف ممتاز رقم الہ آبادی (وزیر آبادی) اور حکیم محمد چراغ (نقوش کاتب کے معاصر) سے

نیمی۔ حکیم محمد یوسف حسن کا اپ ٹو ڈیٹ چھاپہ خانہ تھے۔ والد صاحب روزنامہ "انقلاب"، "احسان"، "نوائے وقت" اور "امروز"
"ملاپ" میں کام کر چکے ہیں۔ موصوف کے خاندان میں پہلا اخبار نوائے وقت بانی حمید نظامی۔ قریشی محمد اقبال
۱۹۳۵ء میں چک نظام ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ ذریعہ تعلیم بی اے۔ مختلف اخبارات میں کام کرتے رہے۔ روزنامہ
روزنامہ "مغربی پاکستان"، "تعمیر"، "کوہستان"، "امروز" اور "نوائے وقت" میں ۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۰ء تک کام کیا۔
"نوائے وقت" کے بیورو چیف رہے۔ نوائے وقت کے حوالے سے ان کی خدمات قابل قدر ہیں۔ ۱۹۳۱ء میں ملتان میں پیدا ہوئے۔
نظامی سید محمد علی (اقبال) سے بھی "نوائے وقت"، "تعمیر"، "چٹان" اور "کوہستان" سے منسلک رہے۔ موصوف کے
والد بھی صحافی تھے۔ ملتان میں ۱۹۴۳ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے ایک بیٹے بھی صحافت سے وابستہ ہیں۔
(کشمیر) کے نظامی بھی ان کے خاندان میں سے ہیں۔ روزنامہ "مشرق" کے بانیوں میں سے تھے۔
شہر کے بھائی عبدالحمید بھی "نوائے وقت" سے وابستہ رہے۔ ان کے بیٹے بھی صحافی ہیں۔
مولوی حمایت اللہ (ریکارڈ کیپر) وزیر آباد میں ایک اخبار چلاتے تھے۔ روزنامہ "مشرق" سے وابستہ رہے۔
شیر علی، ولی اللہ محمد عبداللہ ۱۹۳۲ء سے صحافت میں ہیں۔ ان کے ساتھی مولوی میاں اللہ دتہ بھی صحافی تھے۔
موصوف کے بیٹے جاوید بشیر بھی صحافی ہیں۔ ۱۹۵۵ء میں پیدا ہوئے۔ روزنامہ
"نوائے وقت"، "امروز"، "تجارت" میں کام کر چکے ہیں۔ محمد افضل، محمد مجید ۱۹۳۳ء میں صحافت میں آئے۔
پہلے روزنامہ "نوائے وقت" سے وابستہ رہے۔ سید محمد اشرف، محمد اسلم اور محمد عارف بھی صحافی ہیں۔
نظامی محمد اکمل علوی نے بھی صحافت میں کام کیا۔ روزنامہ "نوائے وقت"، "مشرق"، "امروز" اور "انقلاب"،
"انقلاب" اور "حریت" سے وابستہ رہے۔ ۱۹۳۵ء میں پیدا ہوئے۔

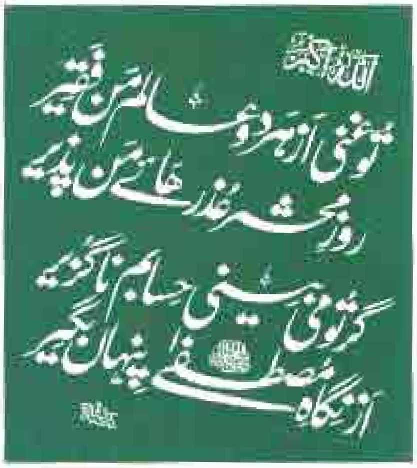

روزنامہ "نوائے وقت" کے صحافی ہیں۔ ۲۵
دسمبر ۱۹۴۲ء کو پیدا ہوئے۔ روزنامہ "مغربی پاکستان"،
"تعمیر"، "مشرق"، "امروز" اور "نوائے وقت" سے وابستہ رہے۔
کام کیا۔ نظامی صاحب اچھے شاعر بھی ہیں۔
بھی۔ ۱۹۹۱ء

روزنامہ "نوائے وقت" کراچی سے وابستہ صحافیوں میں پنجاب
کے متعدد صحافی شامل ہیں۔ غلام رسول،
حبیب اللہ انصاری، گوجرانوالہ، محمد صدیق،
سید الوانی تحصیل وزیر آباد، محمد حسین وارثی، مقام،
ملازم تحصیل وزیر آباد، محمد اشرف، تحصیل وزیر آباد،
ریاض احمد، تحصیل وزیر آباد، محمد اعظم،
وارث گوجرانوالہ، محمد صادق، محمد موسیٰ،
احسان معروف، محمد نعیم، میاں غلام علی،
ذوالفقار احمد، تحصیل پھالیہ ضلع گجرات، عبدالرزاق
ملتان، شیخ نعمت اللہ، حضرت، ضلع گوجرانوالہ، محمد
علی، لیاقت علی شاہدرہ لاہور، شبیر احمد کوٹ آدو،
افتخار مرزا، روزنامہ "جسارت"، محمد رفیق سیال تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

عبدالرشید قمر

[illegible]

صداقت

[illegible]

روزنامہ وفاق

[illegible]

روزنامہ سادات

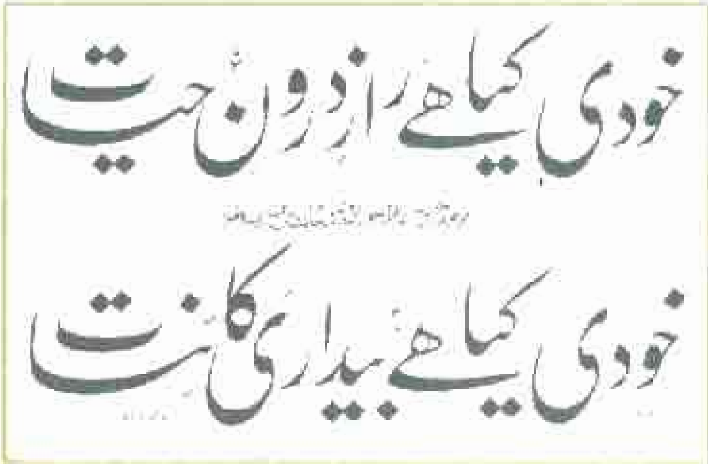

[illegible]

خورشید عالم خورشید رقم، ن۔۳۸

"آفاق"، "کوہستان"، "آزاد" اور "ندائے ملت" سے وابستہ رہے۔(۹۰) انور حسین باجوہ (ن۔۳۹،۴۰) ولد اسماعیل باجوہ ۲۔ فروری ۱۹۴۳ء کو ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ خطاطی سید انور حسین نفیس رقم سے سیکھی۔ روزنامہ "کوہستان"، "نوائے وقت" اور "مساوات" میں کام کر چکے ہیں۔(۹۱) غلام رسول طاہر تلمیذ صوفی خورشید عالم خورشید رقم "کوہستان"، "ندائے ملت" اور "مساوات" سے منسلک رہے۔(۹۲)

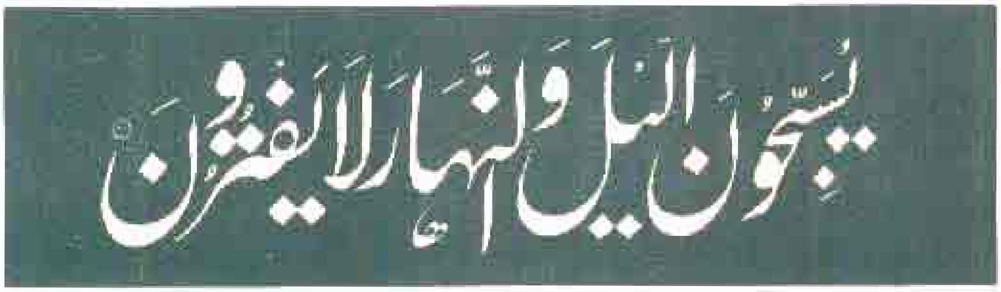

انور حسین باجوہ، ن۔۳۹ — انور حسین باجوہ، ن۔۴۰

مساوات کے دیگر خطاط

عبداللطیف ولد غلام نبی ۱۹۴۲ء میں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ خطاطی عبدالمجید [illegible] سے سیکھی۔ "امروز" کے بعد "مساوات" میں کام کرتے رہے۔ طارق محمود ولد حاجی دوست محمد ۱۲ اپریل ۱۹۴۹ء میں [illegible] ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ خطاطی کی تعلیم حافظ محمد یوسف سدیدی سے حاصل کی۔ "مشرق"، "جنگ"، "نوائے وقت"، "مساوات" میں کام کیا۔ محمد زمان ولد اللہ دتہ ۱۹۵۰ء میں گجرات میں پیدا ہوئے۔ خطاطی خورشید عالم گوہر قلم سے سیکھی۔ "صداقت"، "قلب"، "نوائے تجارت"، "وفاق"، "مساوات"، "کوہستان" میں کام کیا۔ محمد ریاض انجم ولد [illegible] محمد ۱۹۴۹ء میں جہلم میں پیدا ہوئے۔ خطاطی الحاج خورشید عالم سے سیکھی۔ "کوہستان"، "مساوات"، "جنگ"، "مشرق" میں کام کر چکے ہیں۔ [illegible] ولد عبدالغفور سیالوی ۳ مئی ۱۹۵۲ء میں گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ خطاطی اپنے والد سے سیکھی۔ روزنامہ "مساوات" کے علاوہ "نوائے وقت"

میں بھی کام کر چکے ہیں۔ ثاقب محمود شاہد ولد الطاف حسین ۱۲ اگست ۱۹۹۹ء قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے خطاطی محمود علی (قلعہ دیدار سنگھ) سے سیکھی ماہنامہ "آنچل" کراچی میں بھی کام کیا ہے۔ شوکت علی ولد محمد بخش ۸ اکتوبر ۱۹۶۲ء میں [illegible] میں پیدا ہوئے خطاطی حفیظ الرحمن سے سیکھی روزنامہ "مساوات" کے علاوہ روزنامہ "تقاضے" میں کام کر چکے ہیں۔ رانا محمد خالد ولد محمد اشرف ۱۹۶۱ء میں فیصل آباد میں پیدا ہوئے خطاطی مولوی محمد اشرف ہلال لاہوری سے سیکھی۔ روزنامہ "کوہستان" "آفاق" "نوائے وقت" "جنگ" "مساوات" لاہور میں کام کر چکے ہیں۔ محمد یعقوب ولد محمد ابراہیم ۱۹۲۲ء میں لدھیانہ (بھارت) میں پیدا ہوئے خطاطی منشی چوہدری محمد علی سے سیکھی۔ روزنامہ "احسان" "تعمیر" "ڈیلی پاکستان" "امروز" "نوائے وقت" اور "مساوات" میں کام کر چکے ہیں۔ غلام رسول ولد عبدالغفور ۲۱ جون ۱۹۳۸ء شیخوپورہ میں پیدا ہوئے خطاطی صوفی خورشید عالم خورشید رقم اور سید انور حسین نفیس رقم سے سیکھی۔ روزنامہ "کوہستان" "نوائے وقت" "جنگ" اور "مساوات" کے علاوہ روزنامہ "زندگی" اور "نئی نسلیں" میں کام کر چکے ہیں۔ محمد اسحاق ولد محمد ابراہیم ۱۹۳۳ء میں بھارت میں پیدا ہوئے خطاطی آغا افضال احمد اور محمد جمیل قریشی تاج رقم سے سیکھی روزنامہ "مساوات" کے علاوہ "نوائے وقت" میں کام کر چکے ہیں۔ امتیاز حق ولد نیاز دین ۱۹۳۸ء میں لاہور میں پیدا ہوئے خطاطی [illegible] سے سیکھی۔ "تعمیر" "کوہستان" "دی پنجاب" "نوائے وقت" ملتان اور لاہور میں کام کر چکے ہیں۔ ارشاد حسین ولد حسین بخش [illegible] ۱۹۲۹ء لاہور میں پیدا ہوئے خطاطی اپنے والد سے سیکھی روزنامہ "نوائے وقت" "مساوات" "تجارت" "قومی" [illegible] "چٹان" میں کام کر چکے ہیں۔ غلام محمود ولد عنایت علی ۱۹۳۲ء میں [illegible] بھارت میں پیدا ہوئے صوفی خورشید عالم خورشید رقم کے بھائی ہیں اور انہی سے خطاطی سیکھی۔ "آفاق" "مساوات" میں کام کر چکے ہیں۔ محمد اشرف ثاقب ولد محمد علی ۱۹۴۲ء میں شیخوپورہ میں پیدا ہوئے خطاطی ارشد جاوید شیخوپوری سے سیکھی روزنامہ "تعمیر" "امروز" "مشرق" "پاکستان" "حریت" "مساوات" لاہور میں کام کر چکے ہیں۔ غلام مرتضیٰ ولد نوشی محمد ۱۹۵۰ء میں [illegible] میں پیدا ہوئے خطاطی امام دین [illegible] سے سیکھی روزنامہ "تعمیر" راولپنڈی اور روزنامہ "مساوات" لاہور میں کام کر چکے ہیں۔ بشارت علی ولد [illegible] ۱۹۹۰ء میں [illegible] ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے خطاطی ارشد جاوید شیخوپوری سے سیکھی روزنامہ "مساوات" کے علاوہ "تجارت" "پکار" "حریت" "تعمیر" راولپنڈی "جنگ" لاہور اور "حسرت" "زندگی" لاہور میں کام کر چکے ہیں۔ محمد اقبال ولد شیر محمد ۱۹۹۱ء میں [illegible] ضلع فیصل آباد میں پیدا ہوئے خطاطی محمد صدیق فیصل آبادی اور صوفی خورشید عالم خورشید رقم سے سیکھی۔ "مساوات" کے علاوہ روزنامہ "امروز" سے بھی وابستہ رہے۔ مشتاق احمد ولد یار محمد ۱۷ اگست ۱۹۴۸ء میں قلعہ دیدار سنگھ میں پیدا ہوئے خطاطی محمود علی (قلعہ دیدار سنگھ) سے سیکھی۔ روزنامہ "مساوات" کے علاوہ "آفتاب" "تہذیب" "جنگ" لاہور "حیات" لاہور سے وابستہ رہ چکے ہیں۔ محمد رفیق بٹ ولد معراج دین ۱۹۳۱ء میں لاہور میں پیدا ہوئے خطاطی صوفی خورشید عالم خورشید رقم سے سیکھی۔ روزنامہ "کوہستان" "مساوات" سے وابستہ رہے۔ سید مختار احمد ولد سید محمد [illegible] ۱۹۳۶ء لاہور میں پیدا ہوئے خطاطی شیخ محمد صدیق الماس رقم سے حاصل کی علاوہ ازیں "مساوات" کے علاوہ "نوائے وقت" اور "جاوداں" میں بھی کام کر چکے ہیں۔ محمد شفاعت اللہ ولد محمد الطاف خان ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۲ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ روزنامہ "آفتاب" "تجارت" "وفاق" "سیاست" "مساوات" اور ہفت روزہ "چٹان" سے وابستہ رہ چکے ہیں۔ محمد [illegible] ولد محمد بخش ۲۱ اپریل ۱۹۴۰ء میں [illegible] میں پیدا ہوئے خطاطی میں سید نفیس رقم کے صاحبزادے سید انیس الحسینی شاہ سے استفادہ کر چکے ہیں روزنامہ "مساوات" کے علاوہ "قومی" میں بھی کام کرتے رہے۔ محمد اشرف گل ولد چوہدری میاں خان گل ۱۹۵۵ء میں فیصل آباد میں پیدا ہوئے خطاطی سید انور حسین نفیس رقم سے سیکھی اور روزنامہ "مساوات" کے علاوہ "جنگ" اور "نوائے وقت" [illegible] میں بھی کام کرتے رہے آج کل لاہور ہائی کورٹ کے خطاط ہیں۔ خالد جاوید ولد عاشق حسین ۱۵ جنوری ۱۹۶۵ء گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے خطاطی صوفی خورشید عالم خورشید رقم، غلام رسول اور سید انور حسین نفیس رقم سے سیکھی ماہنامہ [illegible] کے علاوہ "مساوات" میں کام کر چکے ہیں۔ ارشاد اللہ ولد حسن دین ۱۹۴۳ء میں گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے خطاطی مولانا محمود احمد سے سیکھی روزنامہ "پاکستان ٹائمز" اور "نوائے وقت" "جاوداں" اور

[illegible]

"مساوات" میں کام کر چکے ہیں۔ محمد یاسین ولد غلام رسول ۱۵ مارچ ۱۹۶۵ء میں
ضلع گجرات میں پیدا ہوئے [illegible] روزنامہ
"مساوات" کے علاوہ روزنامہ "امروز" روزنامہ "وفاق" اور روزنامہ "آفتاب"
سے بھی وابستہ رہے۔ محمد اشرف چوہدری ولد چوہدری محمد ۱۹۶۱ء میں [illegible] ضلع
فیصل آباد میں پیدا ہوئے صحافتی استاد محمد صدیق (مرحوم) [illegible]
فیصل آباد سے [illegible]
"تعمیر" راولپنڈی روزنامہ "مساوات" لاہور سے وابستہ رہے۔ [illegible]
[illegible] ۱۹۵۹ء میں لاہور میں پیدا ہوئے صحافتی [illegible]
حسین چشتی سے تربیت لی [illegible]
"مساوات" اور روزنامہ "[illegible]" میں کام کر چکے ہیں [illegible]
[illegible] ۱۹۵۳ء میں [illegible] سیالکوٹ میں پیدا ہوئے صحافتی
[illegible] روزنامہ "مساوات" سے وابستہ رہے۔ [illegible] ۱۹۶۱ء میں [illegible] پیدا ہوئے صحافتی
استاد محمد صدیق سے [illegible] روزنامہ "عوام" [illegible] فیصل آباد [illegible]
"تعمیر" راولپنڈی "مساوات" لاہور سے وابستہ رہے۔ [illegible] ۱۹۶۳ء میں [illegible] میں پیدا ہوئے
صحافتی [illegible] "مساوات" اور [illegible]
[illegible] ۱۹۵۳ء [illegible] میں پیدا ہوئے صحافتی [illegible]
[illegible] لاہور [illegible] "مساوات" لاہور [illegible]
میں کام کر چکے ہیں۔ [illegible] ۱۹۵۸ء میں فیصل آباد میں پیدا ہوئے صحافتی [illegible]
[illegible] روزنامہ "مشرق" [illegible] "صداقت" [illegible] "مساوات" [illegible]
[illegible] ۱۹۶۵ء [illegible]
[illegible] "مساوات" [illegible]
[illegible]
[illegible] "مساوات" [illegible] ۱۹۶۹ء [illegible] پیدا ہوئے صحافتی [illegible]
[illegible] "صداقت" [illegible] "مشرق" [illegible] "مساوات" [illegible]
[illegible] ۱۹۵۷ء [illegible] پیدا ہوئے صحافتی [illegible] "مساوات" [illegible]
[illegible] ۱۹۶۸ء [illegible]
[illegible] پیدا ہوئے صحافتی [illegible] "مشرق" "مساوات" [illegible]
[illegible] ۱۹۶۲ء [illegible]
[illegible] "مساوات" "صداقت" [illegible]
[illegible] "مساوات" [illegible]
[illegible] ۱۹۶۵ء [illegible] پیدا ہوئے [illegible]
[illegible] "مساوات" [illegible]
[illegible] "مساوات" [illegible]

تحریک ... ۱۹۵۵ء ... ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ خطاطی ... سید انور حسین نفیس رقم سے سیکھی۔ روزنامہ [illegible]
جنگ ... روزنامہ ... نوائے وقت ... میں کام کر چکے ہیں۔ خواجہ احمد عبدالغفور ... ۲۷ جنوری [illegible]
۱۹۵۹ء ... میں پیدا ہوئے۔ خطاطی ... سے سیکھی۔ روزنامہ "نوائے وقت" "وفاق" لاہور سے [illegible]
... ۳۰ ستمبر ۱۹۵۱ء ... میں پیدا ہوئے۔ خطاطی میں صوفی خورشید عالم خورشید رقم سے [illegible]
... روزنامہ "نوائے وقت" اور ... میں کام کر چکے ہیں۔ [illegible]

روزنامہ پاکستان

روزنامہ پاکستان ۱۹۹۰ء میں ... [illegible] ... ۱۹۹۱ء میں ... [illegible]

[illegible] ... روزنامہ "نوائے وقت" ... "قومی" ... میں کام کر چکے ہیں۔ ... [illegible] ... "نوائے وقت" "پاکستان" ... [illegible] ... روزنامہ پاکستان ... [illegible] ... ۱۹۲۸ء ... [illegible] ... "نوائے وقت" "پاکستان" میں کام کر رہے ہیں۔ ... [illegible] ... "قومی ڈائجسٹ" ... [illegible] ... ۱۹۵۳ء ... میں پیدا ہوئے ... خطاطی ... محمد یوسف ... سے سیکھی۔ ... "نوائے وقت" ... "پاکستان" ... [illegible] ... روزنامہ "پاکستان" راولپنڈی ... [illegible] ... "قومی ڈائجسٹ" ... میں کام کر چکے ہیں۔ ... [illegible] ... "نوائے وقت" ... ۱۹۳۵ء ... میں پیدا ہوئے۔ خطاطی ... [illegible] ... "نوائے وقت" ... "پاکستان" میں کام کر رہے ہیں۔ ... [illegible] ... روزنامہ "پاکستان" ... [illegible] ... روزنامہ ... "پاکستان" ... [illegible]

روزنامہ جنگ

قیامِ پاکستان کے بعد روزنامہ جنگ دہلی سے کراچی آیا [illegible] کاتب [illegible] چند ایک میں رشید رستم قلم وہاں ملازم ہوئے۔ (ح-۴۳) جنگ نے دہلوی طرز [illegible] کو فروغ دیا۔ لاہور سے [illegible]

نہرو نے یوجین بلیک کو ثالث بنانے کی تجویز مسترد کردی

اشاعت کے [illegible] بعد [illegible] لاہور میں جنگ سے [illegible] کاتبوں میں اشتیاق احمد [illegible] محمد عثمان [illegible] محمد اقبال [illegible] حافظ یوسف سدیدی [illegible] شامل ہیں۔

روزنامہ مغربی پاکستان

روزنامہ [illegible] شریف حسین سہروردی اور شیخ شفاعت احمد کے اشتراک و تعاون سے [illegible] ۱۹۴۷ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ ابتدائی خوشنویسوں میں منشی محمد بشیر، منشی نظام الدین توکلی، منشی محمد صادق، محمد اعظم، ارشد محمود، منشی [illegible] قاضی مہدی حسن، منشی محمد اکرم، قاضی عطاء اللہ، حافظ محمد امین، مولوی حسین احمد، منشی احمد رفیق [illegible] منشی سلطان احمد، مولوی عبدالرزاق، منشی محمد رضا شامل رہے۔ (۹۳) [illegible] ۱۹۹۲ء [illegible] لاہور میں پیدا ہوئے خطاطی محمد قیوم سے سیکھی "مغربی پاکستان" اور "تجارت" میں کام کر چکے ہیں۔ [illegible] صدیقی [illegible] ۱۹ نومبر ۱۹۵۶ء میں گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے خطاطی [illegible] محمد شفیع مرحوم (گوجرانوالہ) سے سیکھی۔ روزنامہ "مغربی پاکستان" [illegible] "جمال نو"، ماہنامہ [illegible] میں کام کر چکے ہیں۔

ماہنامہ حکایت سے وابستہ خوشنویس

طارق محمود ولد شیر احمد ۱۹۴۹ء میں [illegible] میں پیدا ہوئے [illegible] سے سیکھی ۱۹۶۰ء میں لاہور آئے۔ ان کے چھوٹے بھائی [illegible] اقبال [illegible] ۱۹۵۱ء [illegible] لاہور میں پیدا ہوئے خطاطی عبداللطیف [illegible] سے سیکھی۔ آج کل ماہنامہ "حکایت" سے وابستہ ہیں۔ [illegible] ۱۹۶۵ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے خطاطی [illegible] محمد صدیق [illegible] سے سیکھی ۱۹۶۱ء [illegible] روزنامہ [illegible] اور ماہنامہ "حکایت" میں کام کر رہے ہیں۔ [illegible] فاروق [illegible] ۱۹۶۵ء میں [illegible] ضلع [illegible] میں پیدا ہوئے خطاطی [illegible] محمد عباس (مشرق) سے سیکھی [illegible] ۱۹۸۰ء سے لاہور میں مقیم ہیں [illegible] ۱۹۹۳ء میں [illegible] روزنامہ "مغربی پاکستان"، [illegible] "تہذیب" اور "ہلالِ پاکستان" میں کام کر چکے ہیں [illegible]

آج اسی وقت سے بہتر کاتب ہو چکے ہیں اور ان کے والد عبدالوہاب بھی کاتب تھے۔

متفرق خوشنویس

عارف حمید اللہ ولد محمد حمید ۱۹۵۳ء میں فیصل آباد میں پیدا ہوئے خطاطی خورشید عالم گوہر قلم سے سیکھی۔ روزنامہ مشرق، جنگ، لاہور میں کام کر چکے ہیں آج کل روزنامہ [illegible] میں کام کر رہے ہیں۔ حفیظ اللہ ولد حافظ حمید اللہ رحیم یار خان پیدا ہوئے خطاطی اپنے والد سے سیکھی۔ روزنامہ مغرب [illegible] لاہور میں کام کر چکے ہیں۔ آج کل مزنگ مارکیٹ میں کام کر رہے ہیں۔ عبدالرحمن ولد عاصم [illegible] ۱۹۵۹ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ خطاطی میں حافظ محمد یوسف سدیدی کے شاگرد ہیں۔ صوفی خورشید عالم خورشید رقم سے بھی مشق اصلاح لی۔ [illegible] پنجاب میں [illegible] ثلث اور نستعلیق ثلث کوفی میں مہارت رکھتے ہیں (ش ۳۵-۳۶) عبدالرحیم [illegible] روزنامہ آزاد، لاہور [illegible] روزنامہ اسلامی جمہوریہ سے وابستہ ہے

عبدالرحمن ش ۳۵

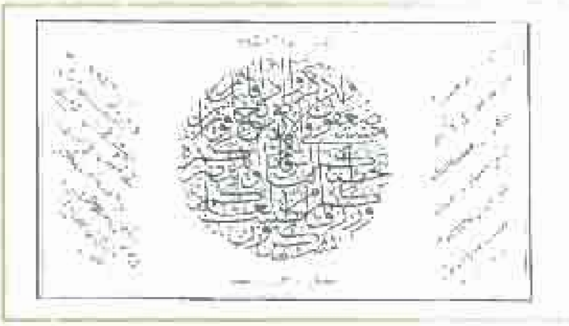

عبدالرحمن ش ۳۶

عبدالرحیم ش ۳۷

عبدالرحیم ش ۳۸

(ش ۳۷-۳۸) موصوف حافظ یوسف سدیدی کے شاگرد ہیں محمد اشرف [illegible] کے بھائی ہیں۔ منظور احمد قریشی ولد غلام حیدر ان کی عمر اس وقت ۴۲ سال ہے لاہور میں کتابت کا کام کر رہے ہیں۔ یوسف ظفر ولد حاجی شیخ محمد مخدوم پور ملتان میں پیدا ہوئے۔ خطاطی میں حافظ یوسف سدیدی کے شاگرد ہیں اور نستعلیق بہت اچھی لکھتے ہیں ان کی عمر ۳۵ سال ہے۔ محمد یوسف ارشد ولد حاجی شیخ محمد ۲۱ نومبر ۱۹۵۵ء میں پیدا ہوئے یوسف ظفر کے چھوٹے بھائی ہیں۔ خطاطی میں حافظ یوسف سدیدی کے شاگرد ہیں روزنامہ "صداقت" "سیاست" لاہور سے وابستہ رہے آج کل [illegible] میں مارکیٹ کا کام کر رہے ہیں۔ محمد اکرم ولد غلام محمد ۱۹۵۸ء میں چوپالی والا [illegible] میں پیدا ہوئے روزنامہ "مساوات" "انجمن" "شباب" "آفتاب" "مشرق" لاہور سے وابستہ رہے آج کل مزنگ مارکیٹ لاہور میں کتابت کا کام کر رہے ہیں۔ عبداللطیف ولد اللہ [illegible] ۱۹۳۶ء میں [illegible] میں پیدا ہوئے خطاطی محمد [illegible] سے سیکھی روزنامہ "جمہور" "آزاد" "سیاست" لاہور میں کام کر چکے

پاکستان ٹیلی ویژن کے خطاط

کتابت کی وراثت

[illegible]

محمد شفیع انور بھٹہ سیالوی

[illegible]

[illegible] کے بعد وہ ضلع [illegible] میں مقیم تھے۔ [illegible] بعد آپ [illegible] ملتان [illegible] لاہور سے
[illegible] ان کو فن خطاطی [illegible] روزنامہ "احسان" [illegible] تھے۔ موصوف
۱۹۳۹ء میں روزنامہ "احسان" [illegible] ۱۹۶۶ء [illegible] خطاطی کا اول
انعام حاصل کیا۔ (۱۰۱) آپ روزنامہ "نوائے وقت" [illegible] شعبہ کتابت کے صدر رہے ہیں۔ [illegible] سے
منسلک ہونے [illegible] آپ نے [illegible]

[illegible]

[illegible] ان کے ہاں [illegible] وقت [illegible] اخبارات [illegible] روزنامہ [illegible] سے ہی [illegible] اپنے [illegible] (۱۰۲) [illegible] حافظ محمد یوسف سدیدی سے اکتساب فیض کیا۔ اپنے [illegible]
[illegible] روزنامہ "احسان" [illegible] ایک [illegible]
[illegible] محمد صدیق الماس رقم [illegible] سے صدر
[illegible] محمد یوسف [illegible]

مشتاق احمد [illegible] محمد شفیع [illegible] ۱۹۳۱ء میں [illegible] ضلع جہلم
[illegible] پیدا ہوئے۔ خطاطی محمد صدیق الماس رقم [illegible] موصوف نے ۱۹۵۹ء میں [illegible]
[illegible] محمد یوسف [illegible] محمد شفیع [illegible] ۱۹۵۸ء [illegible] خطاطی [illegible] یوسف سدیدی
سے سیکھی۔ [illegible] محمد اقبال [illegible] محمد شفیع [illegible] ۹ [illegible] ۱۹۳۰ء [illegible] میں

[illegible]

پیدا ہوئے۔ خطاطی میں مولانا محمد یوسف سدیدی اور صوفی خورشید عالم خورشید رقم کے شاگرد ہیں [illegible] روزنامہ "حیات" [illegible] "صداقت" "مشرق" اور "نوائے وقت" میں کام کر چکے ہیں۔ ۱۹۷۹ء سے ۱۹۹۱ء تک پنجاب [illegible] میں خوشنویس [illegible] کے طور پر کام کر چکے ہیں۔ موصوف کی کتابت [illegible] "کافیاں بلھے شاہ" مرتبہ شریف صابر، [illegible] وارث شاہ" مرتبہ شریف صابر کا فرہنگ [illegible] عارفی [illegible] ۱۹۵۲ء [illegible] قرآن مجید [illegible] مرتبہ
شاہد محمود [illegible] موصوف آج کل [illegible] پاکستان کے
[illegible] ۱۹۹۸ء میں پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ سے [illegible] خطاطی [illegible]

کا مصدقہ موضوع پر تحقیقاتی مقالہ لکھ کر پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ مصنف کو پاکستان آرٹسٹ اینڈ کیلیگرافر کلب کی جانب سے فنِ خطاطی کی ریسرچ میں نمایاں خدمات کے اعتراف کے طور پر گولڈ میڈل دیا گیا۔

محمد نعیم بھٹ ولد مشتاق احمد بھٹ ۱۹۵۹ء میں مصطفیٰ آباد لاہور میں پیدا ہوئے روزنامہ ''مساوات'' سے وابستہ رہ چکے ہیں۔ عبدالرحمان بھٹ ولد غلام احمد بھٹ ۱۹۵۹ء میں میلوانہ تحصیل منڈی شاہ ضلع حافظ آباد خطاطی زاہد حسین بھٹ اور علی محمد بھٹ سے سیکھی لاہور آکر مارکیٹ سے کتابت کا کام لے جاتے ہیں۔ زاہد حسین بھٹ ولد غلام احمد ۱۹۵۳ء میں میلوانہ ضلع حافظ آباد میں پیدا ہوئے خطاطی محمد شفیع انور سیالوی سے سیکھی روزنامہ ''صداقت''، ''مغربی پاکستان''، ''مساوات''، ''کوہستان'' سے وابستہ رہے۔ مصنف کے خاندان میں محمد شفیع انور سیالوی، مشتاق احمد بھٹ، فیض رسول بھٹ، محمد نعیم بھٹ، منیر احمد بھٹی، زاہد رسول، محمد یوسف بھٹ اور محمد اقبال بھٹ تاشی مختار احمد نثار انجم خوشنویس ہیں۔ علی محمد بھٹ ولد غلام نبی بھٹ میلوانہ ضلع حافظ آباد میں پیدا ہوئے خطاطی اپنے بھتیجے محمد شفیع انور سے سیکھی ہفت روزہ ''الاعلان'' شاہ عالم مارکیٹ سے وابستہ رہے ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۵ء تک لاہور میں رہے آج کل لدھیکے ڈوگراں ضلع شیخوپورہ میں مقیم ہیں لاہور سے کتابت کا کام لے جا کر مکمل کر کے واپس لاتے ہیں۔ عبدالرشید ولد محمد ہاشم ۱۹۴۰ء میں [illegible] تحصیل چونیاں ضلع [illegible] میں پیدا ہوئے محمد ادریس گیلانی سے خطاطی سیکھی لاہور سے آکر کتابت کا کام لے جا کر وہاں سے مکمل کر کے واپس لاتے ہیں اسی خاندان کے عبدالرشید بھٹ ولد محمد شریف بھی خوشنویس ہیں۔ فیض رسول بھٹ ولد محمد صادق بھٹ ۱۹۶۰ء میں [illegible] ضلع فیصل آباد پیدا ہوئے خطاطی اپنے چچا مشتاق احمد بھٹ سے سیکھی روزنامہ ''امروز''، ''نقیب''، ''پاکستان ٹائمز'' سے بھی وابستہ رہے۔ احمد حسن بھٹ ولد محمد صادق بھٹ فیض رسول بھٹ کے بڑے بھائی ہیں۔ ۱۹۵۵ء میں [illegible] ضلع فیصل آباد میں پیدا ہوئے خطاطی حافظ محمد یوسف سدیدی سے سیکھی تمام مروجہ اسالیب خطاطی پر دسترس ہے روزنامہ ''نوائے وقت'' اور ''چٹان'' سے بھی وابستہ رہے۔

ارشد حسین ولد ظفر حسین ہفت روزہ ''حیات نو'' سے وابستہ رہے۔

محمد [illegible] ولد [illegible] ۱۹۲۶ء میں [illegible] ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے خطاطی قاضی مختار احمد سے سیکھی روزنامہ ''آفتاب''، ''امروز'' سے وابستہ رہے۔ [illegible] ولد محمد اکرم ۵ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں پیدا ہوئے خطاطی اپنے والد سے سیکھی [illegible] ۱۹۴۸ء میں محمد صدیق [illegible] ۱۹۵۳ء میں روزنامہ ''آفاق'' لاہور ۱۹۶۳ء سے ۱۹۶۵ء تک [illegible] سے منسلک رہے مصنف ایرانی طرز کے مقلد تھے۔

[illegible] یاقوت رقم [illegible] ۱۱ نومبر ۱۹۴۲ء کو شیخوپورہ میں پیدا ہوئے۔ خطاطی میں حافظ محمد یوسف سدیدی اور [illegible] خورشید رقم سے استفادہ کیا۔ خط [illegible] کے مروجہ اسالیب بطریق احسن لکھ سکتے ہیں۔ (ح-۵۳) خطاطی پر ایک [illegible]

ح ۵۳

[illegible]

پنجاب سے متعلق رہے۔ علم حدیث کے عالم [illegible] اور بلند پایہ مصور بھی تھے۔ فن [illegible] میں منشی عبدالمجید پروین رقم
آپ کے [illegible] ہے۔ [illegible] نسیم صاحب [illegible] اور قلم [illegible] تھے ۱۹ اکتوبر
۱۹۳۷ء [illegible] میں انتقال کیا۔ ملتانی صاحب [illegible] حافظ انجم محمود اس وقت گورنمنٹ کالج [illegible]
میں تعلیم [illegible] (ش ۵۲، ۵۵، ۵۷، [illegible] ۶۵) حافظ آباد کے محمد اشرف ہیرا
(ش ۶۶ ـ ۶۹) لاہور کے محمد علی زاہد (ش ۶۸، [illegible] ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶) شجیع (ش ۷۷ ـ ۷۹) [illegible]
(ش [illegible]) [illegible] (ش ۷۸) محمد [illegible] (ش [illegible] ۸۰، ۸۱) [illegible] (ش ۸۲) محمد اقبال [illegible]
(ش ۸۳) [illegible] ہے۔

[illegible] ۱۹۵۶ء میں ملتان میں پیدا ہوئے۔ فن خطاطی اپنے والد [illegible] غلام محمد سے [illegible] محمد اشفاق [illegible]
۱۹۹۰ء میں لاہور میں منعقدہ [illegible] خطاطی میں [illegible] انعام [illegible] لاہور سے [illegible] اخبارات کی
[illegible] ۱۹۸۱ء [illegible] ۲۵ سال ملازمت کی [illegible]
[illegible] اقبال [illegible] ہیں۔

حافظ انجم محمود (ش ۵۵)

حافظ انجم محمود (ش ۵۷)

حافظ انجم محمود (ش ۵۵)

حافظ انجم محمود ۔ ح ۔ [illegible]

حافظ انجم محمود ۔ ح ۔ [illegible]

حافظ انجم محمود ۔ ح ۔ [illegible]

حافظ انجم محمود ۔ ح ۔ [illegible]

حافظ انجم محمود ۔ ح ۔ [illegible]

حافظ انجم محمود ش ن ۹۱

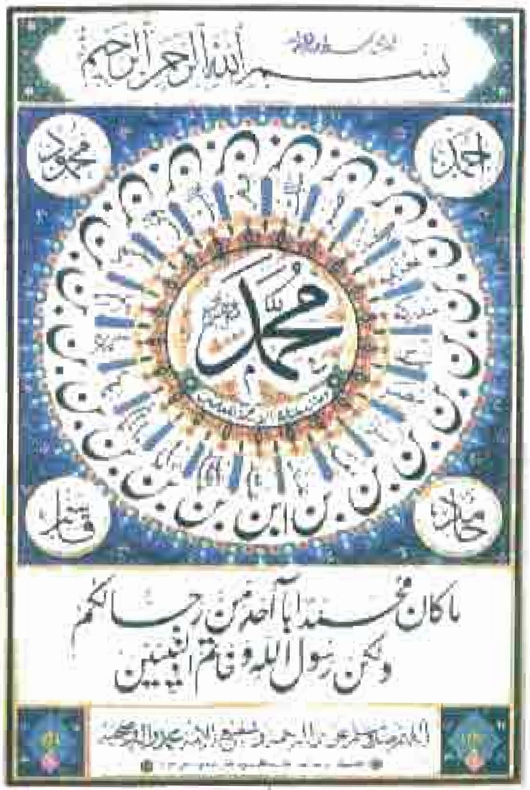

حافظ انجم محمود ش ن ۹۲

حافظ انجم محمود ش ن ۹۳

حافظ انجم محمود ش ن ۹۴

حافظ انجم محمود ش ن ۹۵

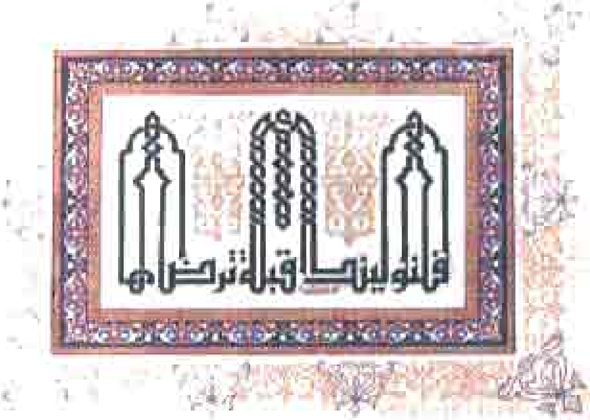

اشرف ہیرا ش ۔ [illegible]

اشرف ہیرا ش ۔ [illegible]

محمد علی زاہد ش ۔ [illegible]

محمد علی زاہد ش ۔ [illegible]

[illegible]

محمد علی زاہد ش ۔ [illegible]

محمد علی زاہد ش ۔ [illegible]

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
صدق رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

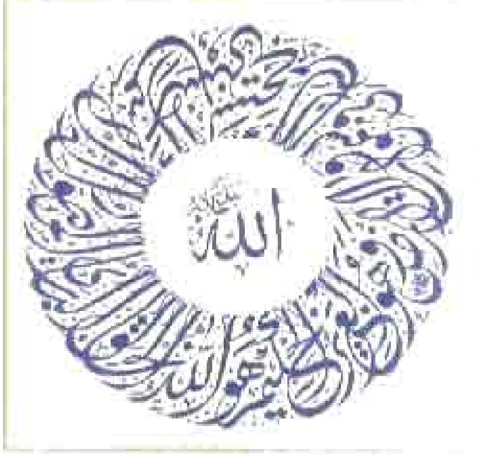

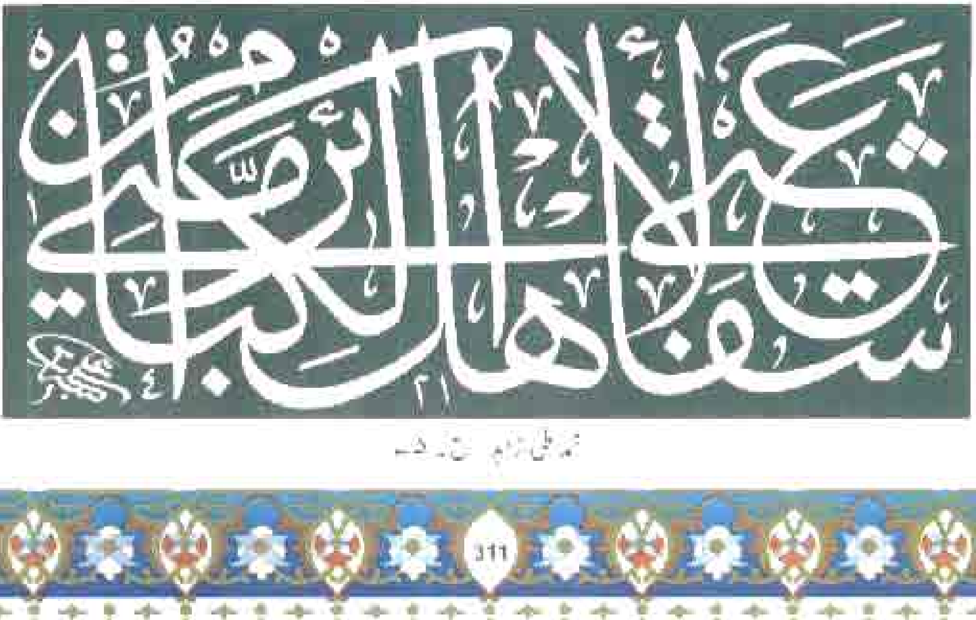

لا اله الا الله محمد رسول الله

شبلی ح ۔۷۶

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
الرحمن الرحيم مالك يوم الدين
اياك نعبد واياك نستعين
اهدنا الصراط المستقيم
صراط الذين انعمت
عليهم غير المغضوب عليهم
ولا الضالين

حسبي الله لا اله الا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم

محب اشرف (ت۔ ۸۲ء)

محمد اسماعیل حقی۔ ت۔ ۹۱ء

محمد اقبال۔ ت۔ ۸۳ء

حواشی وتعلیقات

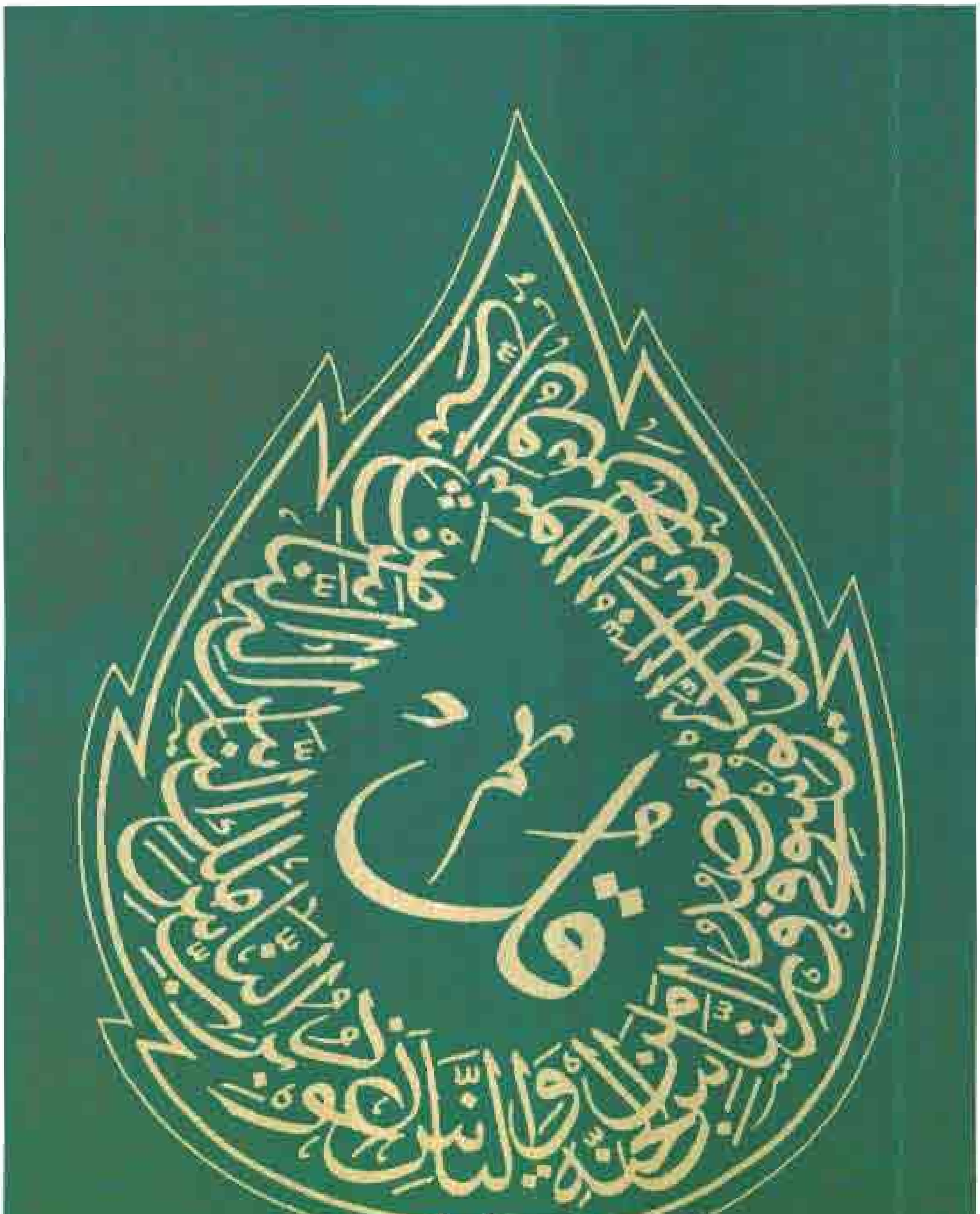

باب ہفتم

کتابہ نویسی

لوح بھی تُو قلم بھی تُو تیرا وجُود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرّۂ ریگ کو دیا تُو نے طلوعِ آفتاب

شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جُنیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمال بے نقاب

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب!

مختلف رسم الخط ہونے کی بنا پر آیات کی صحیح ادائیگی [illegible] ہوتی ہے اور مدت تک وہاں کی طرح کی [illegible] عمارتی
کی دلکشی ہماری بصیرت [illegible] ذوقِ جمالیات کی تسکین کا باعث بنتی ہے ان خطوط میں پیچ در پیچ کی سبک رفتاری اور محبوب سے سراپا
کی ساختیں [illegible] نستعلیق میں [illegible] کی صف بندی کا نظارہ نظر آتا ہے تو خطِ ریحان میں گل [illegible]
کی [illegible] ہوتے ہیں اور تحقیق میں [illegible] کی طرح [illegible] کی تشکیل تو خطِ طغریٰ کی [illegible] کی صورت میں
[illegible] ہوتے ہیں [illegible] رسم الخط و فنِ تعمیر میں وہ حیثیت حاصل نہیں جو عربی رسم الخط کو
[illegible] ہے جس رسم الخط میں کئی آیات [illegible] مقصد یا عبارت [illegible] پر نقش قرآنی و
[illegible] سے جو اصول [illegible] ہوئے ہیں اسلامی فنِ تعمیر میں ان کا بڑا پہلو اور تجریدکاری کو غیر معمولی اہمیت حاصل رہی اس
کی وجہ قرآن مجید سے [illegible] کی وابستگی اور ان کا [illegible] اسلام قبول کیا ان میں ایسے خطوں کی تعداد
[illegible] جہاں عربی زبان [illegible] قرآن [illegible] سے اس لیے مسلمانوں نے اس کو خطاطی کے لیے
استعمال کیا عمارات کو [illegible] زبان میں [illegible] آرائش کے لیے تمام قرآنی آیات استعمال ہوئیں جو خط کوفی
[illegible] میں [illegible] مقصدی [illegible] خطِ نستعلیق استعمال ہوا
[illegible] ہے [illegible] عمارتوں [illegible] پر بطورِ آرائش استعمال کیا گیا۔ [illegible]
آرائش سے اسلامی [illegible] کے بارے میں خوبصورت [illegible] کا اظہار کیا ہے۔

"This is a significant deviation from the Iranian fashion where the inscription are mostly employed to adorn the domes or around the portals like jewelled necklace."(2)

"یہ [illegible] ایرانی طریقے سے ایک [illegible] ہے جب ایرانی فیشن کے مطابق کتبے
زیادہ تر [illegible] اور [illegible] کی چوکھٹوں کو سجانے کے لیے اسی طرح
استعمال ہوتے تھے جیسے ہار میں موتی [illegible] جاتے ہیں۔"

ایک اور جگہ تحریر [illegible] ہے۔

"Besides being an art itself calligraphy also played an important role in architectural decoration and in the enrichment of the decorative arts. If we were to remove all writing from building and work of art they would present a very jejune appearance."(3)

"ایک فن کے [illegible] اسلامی خطاطی نے عمارتی [illegible] اور [illegible] فنی [illegible] میں بھی ایک
اہم [illegible] ادا کیا ہے [illegible] خطاطی کو نکال دیا جائے تو یہ عمارتیں محض
[illegible] ہو کر رہ جائیں [illegible] کا منظر پیش کریں گی۔"

ایسے ہی خیالات کا اظہار [illegible] نے کیا ہے

[illegible] میں [illegible] جو اس کا [illegible] امر ہے [illegible]
[illegible] مادی [illegible] تاریخ جہاں [illegible] (۴)

ایک امریکن اسکالر پروفیسر بوگلے (Bogly) رقمطراز ہیں۔

"Caligraphic inscriptions consitute the most important decorative element in Indian Islamic architecture through their well-defined vertical and horizontal bands and friezes, the caligraphic inscriptions dramatically articulate the building, and in the process, writing took on a profundity and beauty unknown in any other religion or civilization (5)

"خوشخطی سے لکھے گئے کتبے ہندوستانی اسلامی فن تعمیر کا ایک اہم آرائشی جز ہیں عمودی اور افقی تختیوں پر لکھے گئے خطاطی کے یہ نمونے عمارتی حسن کو ڈرامائی انداز میں دوچند کر دیتے ہیں اسی بات نے (اسلامی) تحریروں کو ایک ایسی گہرائی اور حسن عطا کیا ہے جو دنیا کے کسی اور مذہب یا تہذیب کو میسر نہیں آیا۔"

W E Bogley مزید لکھتے ہیں۔

"Aside from their obvious bearing on the history of Islamic Architecture in India, Inscription also provide useful information for the assessment fo the literary contribution made by Indo-Pak to Persian Language and literature in both the sultanate and Mughal periods."(6)

ہندوستان کے اسلامی فن تعمیر کی تاریخ پر ان ظاہری اثرات کے علاوہ ان پر لکھے گئے کتبے سلطنت اور مختلف ادوار میں فارسی لٹریچر کی علمی خدمات کو جانچنے میں بھی مدد دیتے ہیں۔

ظہور اسلام کے بعد مسلمانوں کی پہلی باقاعدہ عمارت مسجد نبوی ہے جس کا سنگ بنیاد آنحضورﷺ نے خود رکھا اور تعمیر کی نگرانی حضرت عمار یاسر کو سونپی گئی۔ (۷) ۸۶ھ/۷۰۵ء میں ولید بن عبدالملک نے دمشق میں تعمیرات کیں۔ بنو امیہ اور بنو عباس کے دور میں عمارتوں پر کافی محنت کی گئی۔ قاسم بن ابراہیم نے جو ولید بن عبدالملک سے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور تک موجود تھا نے مسجد نبوی میں آب زر کے ساتھ کوفی میں سورۃ والشمس تا الناس کو صحنوں کے گرد لکھا (۸) آرائش کے طور پر نقش نگاری کا قدیم ترین نمونہ یروشلم میں قبۃ الصخرہ میں ملتا ہے جو شفاف شیشے سے مزین ہے۔ جو عہد میں لکھا گیا۔ مسلمانوں سے قبل عمارتوں میں مجسمہ سازی اور مصوری کے ذریعے آرائش کی جاتی تھی جبکہ مسلمانوں نے آرائش کے مختلف طریقے اختیار کئے۔ انہوں نے خطاطی اور گلکاری میں وہ مہارت حاصل کی جو کسی اور قوم کو نصیب نہ ہوئی۔ (۹)

جہاں تک اسلامی کتبات کا تعلق ہے سب سے پہلا قدیم کتبہ فلسطین میں بیت المقدس سے ملا ہے جس کی تعمیر مروان بن عبدالملک کے دور میں ہوئی اس وقت کوفی کی متعدد اقسام عمارتی خطاطی کے لیے مروج تھیں۔ عباسی دور اور فاطمی دور میں عمارتی خطاطی کو مزید فروغ ملا اور عمارتوں پر خطاطی کے اہتمام کو مزید تقویت ملی جس کے لیے [illegible] کے اوپر پھول دار کوفی اور چوکور یا مستطیل کوفی میں کتبات لکھے گئے۔ تیسری صدی ہجری کے وسط میں پھول دار کوفی نے مصر میں عمارتی خطاطی کے طور پر نمایاں مقام پایا جس کی ایک مثال [illegible] کی جامع مسجد کے ۱۳ کتبات ہیں۔ جو ۲۹۳ھ/۹۰۶ء میں لکھے گئے۔ (۱۰) تاہم angular طرز خطاطی میں اسلامی کتبات عموماً دو اقسام طریقوں سے لکھے گئے۔

مصری طرز

اس طرز میں حروف کی ہیئت و ہموار شکل ہوتی ہے۔ مصر کے کتبات اسی طریق سے لکھے گئے۔

گولائی دار اور زاویہ دار رسم الخطوط (Cursive&Angular Scripts)

جہاں تک عربی خطاطی کی ابتدائی شکل کا تعلق ہے وہ گولائی دار Cursive اور یادگاری Monumental تھا اور یہی خط سے نکلا۔ جس کی خطاطی ابتدائی شکل قدیم ترین ہے یہاں آٹھویں صدی تک میں ملتی ہے۔ اسلام سے قبل اس خط کو علاقائی نسبت سے حیری خط کہا گیا اس خط میں جو عبارت ہے وہ محفوظ ہیں اور درختوں کی شکلیں روایتی طرز میں کندہ کی گئی ہیں (۱۲) اس کے بعد کوئی خط معرض وجود میں آیا۔ تب اس میں Angular ہو گیا اس خطاطی پہلی سے دسویں صدی ہجری تک کئی صورتیں سامنے آئیں۔ کچھ عرصے کے بعد اسے پتھر کا خط قرار دیا گیا۔ Monuments یعنی یادگاری عمارتوں اور میناروں کے لیے مخصوص تھا۔ (۱۲)

چھٹی صدی عیسوی / پہلی صدی ہجری میں نسخ خط اور کوفی خط عام اسلام میں ساتھ ساتھ چلتے رہے تیسری اور دوسری صدی ہجری میں عام کوفی (Simple Kufic) اور تیسری صدی ہجری میں پھولدار کوفی (Floral Kufic) عروج پر رہی۔ اس میں شک نہیں کہ اسلام کے ابتدائی دور میں زاویہ دار کوفی خط عروج پر تھا جو مختلف ادوار میں اپنی ہیئت تبدیل کرتا رہا یا آٹھویں صدی ہجری تک یہ پروان چڑھا۔ یہ زاویہ دار کوفی خط کی مختلف اقسام عمارتوں پر کندہ ملتی ہیں۔ (۱۳)

پہلے مورخین خط کے زاویہ دار اور گولائی دار خطوط پر بحث کی ہے کوفی خط کے بارے میں مورخین کا خیال ہے کہ یہ کوفہ شہر کے نام سے ایک صدی قبل بھی موجود تھا کیونکہ اس شہر میں اس کا باقاعدہ استعمال تھا اسی وجہ سے کوفی کہا گیا بعد میں اسے مکی اور مدنی خط کی نسبت سے [illegible] اور نسخ کو تیز خط قرار دیا۔ بہر حال اس بات پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ کوفی نسخ سے نکلا۔ (۱۴)

ابن مقلہ سے ساتوں خطوط کی ایجاد منسوب کی جاتی ہے۔ لیکن بعض مورخین اس سے انکار بھی کرتے ہیں۔

"This has completely demolished the traditional theory that Ibn-e-Muqla invented the six styles known as *Thuluth, Naskh, Rehan, Mohaqqaq, Tauqi and Riqa*"(15)

اس بات نے اس روایتی خیال کو باطل قرار دیا ہے جس کے مطابق ابن مقلہ کو چھ خطوط (ثلث، نسخ، ریحان، محقق، توقیع اور رقاع) کا موجد قرار دیا جاتا ہے۔

کوفی آمیز ثلث

دسویں صدی عیسوی میں خط کوفی اور کوفی آمیز ثلث جو کہ کوفی سے قبل بھی موجود تھی کا استعمال محدود پیمانے پر رہ گیا۔ اور قرآنی خطاطی کے لیے نسخ مروج ہو گیا۔ خطاطوں کی نظر میں بھی زاویہ دار کوفی کی اہمیت کم ہو کر رہ گئی اور اس کی جگہ نسخ نے لے لی۔ (۱۶) تیرہویں صدی عیسوی میں گولائی دار خط عمارتوں پر بھی چھا جانے سے نظر آنے لگا۔

ایک محقق نے اس زاویہ دار اور گولائی دار خط پر بحث کو یوں سمیٹا ہے۔

"An angular cursive script is Known as *Kufic*, while a rounded cursive is called *naskhi* and an early subdivision of this is called thuluth. Ornate styles of lettering Known as *floriated* and *braided* Kufic were widely used in the Seljuk period."(17)

"زاویہ دار گولائی دار خط کوفی کہلایا جاتا ہے جبکہ مدور گولائی دار خط "خط نسخ" کے نام سے جانا جاتا ہے اس کی ایک قدیم شکل "ثلث" کہلاتی ہے۔ مزین طرزیں جن کو پھولدار طرز اور زلف دار طرز کہا جاتا ہے سلجوقی عہد میں وسیع پیمانے میں استعمال ہوتی تھیں۔"

کوفی رائے یہ ہے جس کا اظہار [illegible] نے کیا ہے کہ کوفی چونکہ زاویہ دار (angular) تھا

سے جو پہلی سے تیسری صدی ہجری یا آٹھویں صدی عیسوی سے ۱۰ویں صدی عیسوی تک ملتا ہے۔ پہلا ہی ہے جیسے ہی فن تعمیر میں مسلمانوں نے ترقی کی عمارات میں اسلامی رنگ نمایاں ہو گیا۔ اس دور میں محراب (arch) وغیرہ کا آغاز ہوا اور خطاطی اور ارابیسک (arabesquo) سے عمارتوں کو سجایا جانے لگا۔ خط کوفی اور ارابیسک و ہندسی اشکال کا آپس میں جو تعلق تھا وہ اسلام سے قبل بھی موجود تھا۔ یونانی میں یہ زیادہ تر دائروں کی شکل میں سامنے آتے ہیں(۱۸) اس سے ہم خط اور ہندسی اشکال کا آپس میں تعلق جان سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہندسی اشکال کوفی سے وجود میں آئے ہوں۔ ہندسی اشکال کی پہلی مثال ہمیں [illegible] کے راستے میں بیت المقدس کے ایک کتبے پر ملتی ہے جس میں کوفی اور ارابیسک ایک جگہ نظر آتے ہیں۔(۱۹) اس پر [illegible] تحقیق کرنے کے لیے ہمیں ہندسی اشکال کی تاریخ جاننا پڑے گی۔ ہندسی اشکال کا فن ساتویں صدی عیسوی سے [illegible] شروع ہوا اور یہ دو صدیوں تک ارتقا پذیر رہا۔ مسلمانوں کی پہلی تعمیر مسجد [illegible] (۹۹۶ء-۱۰۱۲ء) میں ہندسی اشکال کا پہلی بار استعمال ہوا۔ ارابیسک کے فن میں اگر کوفی [illegible] چلتی ہے تو دونوں سمتوں کو پھیلتی ہے [illegible] اور قطعے استعمال ہوتے ہیں کہ ان میں بال برابر فرق نہیں آتا۔(۲۰) ہندوستان میں [illegible] صدی عیسوی میں [illegible] کی تعمیرات میں ہندسی اشکال سے مزین جالیاں ملتی ہیں جیسا کہ مغل دور [illegible] سٹکو (Stucco) سے [illegible] کی جانے [illegible] میں اپنی خوبصورت جالیاں اور چھوٹے گنبدوں میں ارابیسک اور خطاطی کا امتزاج اس طرح قائم کیا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ بارہویں صدی عیسوی تک عمارتی خطاطی کے طور پر خط کوفی کا رواج رہا۔ [illegible] دور میں یہ محسوس ہونے لگا کہ کوفی اور ارابیسک کے باہمی اشتراک سے کوفی خط اور ارابیسک آپس میں خلط ملط ہو کر اپنی اہمیت کھو بیٹھے ہیں۔ کوفی و ارابیسک کی بیلوں سے بھرا ایک وقت میں کئی سمتوں [illegible] اس وجہ سے [illegible] خط کی ضرورت عمارتوں سے یہ محسوس کی جانے لگی اور اس مقصد کو عملی [illegible] ہے عمارتی خطاطی میں نسخ کو اپنا لیا گیا۔ اس خیال کی تائید مختلف مورخین نے بھی کی ہے۔ بقول پروفیسر [illegible]:

"As in the case of the transition from angular Kufic to cursive naskh there was fairly long period of chronological overlap when both irregular naskhi and standared *thulth* were used on Indian momumonts"(21)

"جس طرح کے زاویہ دار کوفی خط اور مخروطی نسخ کے درمیان وقت کا فاصلہ ہے اسی طرح ہندوستانی عمارتوں پر بے قاعدہ نسخ اور عام ثلث کا [illegible] پیچھے ہونے کے باوجود کافی عرصہ ساتھ ساتھ چلتے رہے"

پروفیسر [illegible] مزید لکھتے ہیں:

"Naskhi is a round script distinct from Kufic which is angular gradually it became popular and by the 12th Cent. A.D replaced Kufic."(22)

"نسخ ایک مدور خط ہے جو کوفی جو ایک زاویہ دار خط ہے سے مختلف ہے آہستہ آہستہ یہ مقبول عام ہوا اور بارہویں صدی عیسوی تک اس نے خط کوفی کی جگہ لے لی"

زاویہ دار کوفی کے زوال کے بارے میں W E Begley لکھتے ہیں۔

"The primary reason for the decline of the angular *Kufic* was that it was replaced in popularity by monumental cursive script. Outside India, the use of cursive style in architectural inscriptions began in 12th Cent."(23)

"زاویہ دار کوفی خط کے زوال کا بنیادی سبب یہ تھا کہ مقبولیت میں اس کی جگہ [illegible] خط [illegible]

سے لے لی تھی۔ ہندوستان کے وہ آثار جن میں کوفی اور طغرائی خط استعمال ہوا ہے وہ گوری دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ عمارتی خطاطی کی ابتداء ۱۲ویں صدی عیسوی میں ہوئی۔

ش۔۱

کوفی کے بعد عمارتی خطاطی کے لیے جو خط معرض وجود میں آیا اس میں کوفی اور ثلث کے شے جلے اثرات تھے۔ (ش۔۱،۲،۳) بعض مؤرخین نے اس خط کو کوفی اور بعض نے نسخ لکھا ہے (۲۴) لیکن مصنف کی رائے میں یہ کوفی آمیز ثلث ہے۔ بقول ضیاء الدین جب کوفی اور ثلث مل کر ایک خط کی شکل اختیار کر گیا تو اس کا نام کچھ نہ پڑ گیا۔ (۲۵) بعض کے نزدیک یہ خط کوفی سے قبل بھی موجود تھا۔ بہر حال یہ طے ہے کہ یہ عمارتی خط بارھویں صدی سے پندرھویں صدی عیسوی تک جاری رہا۔

ش۔۲

۳۳۰-۵۹۱ھ/۱۰۸-۱۱۹۴ء میں بغداد کے علاوہ مصر شام ایران پاک و ہند میں جو کتبے بنے وہ وقت آئے اور اپنے ساتھ یہ خط کوفی آمیز ثلث لائے۔ یہ ان ملکوں کے دور دراز علاقوں میں بارھویں صدی سے پندرھویں صدی عیسوی میں تقریباً تمام عمارتوں پر موجود ہے۔ اگرچہ یہ خط جمالیاتی مظہر ہے فنی اعتبار سے زیادہ قابل توجہ نہیں لیکن اپنی ۳۰۰ سالہ تاریخ کی وجہ سے انتہائی اہم ہے اس کا باقاعدہ تحقیق آئندہ ہے اس سلسلے میں W F Begley کتبات بھارت سے ایک کتبے پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"Though its calligraphy is not of high quality the panel is an interesting late specimen of the bold naskh script that was widly used in North India for more than three hundred years from about 1200 to 1550, after which it disappeared for ever from architectural inscription. Aside from its dynamic sense of movement, the chief visual charactensitic of this script is its use of thick vertical with florid tops."(26)

ش۔۳

اگرچہ اس کی خطاطی اعلیٰ معیار کی حامل نہیں تحریر جرا ایک جلی کی خط کے آخری نمونے کا ایک ایسا دلچسپ نمونہ ہے جو شمالی ہندوستان میں تین سو سال

(۱۲۰۰ تا ۱۵۰۰ء) تک وسیع پیمانے پر استعمال ہوتا رہا ہے اور یہ متعدد قلموں سے لکھا جاتا ہے۔
اپنی طاقت اور نفاست کے اعتبار سے علاوہ اس کی کشش سب سے بڑی خوبی اس کے عمودی
عمودی خطوط اور ان خطوط کی چوڑائی میں پنہاں ہے۔

اس خط کی اصل بغداد اور وسعت اناطولیہ سے شروع ہوئی جہاں ۴۰۰ سال تک سلجوقیوں کے دارالحکومتوں سے بھی بڑی ہے۔ (۲۷) اس طرح سلجوقی طرز خطاطی کی عمر بھی ۴۰۰ سال تک ہے۔ اس دوران بغداد میں خط پر تجربات جاری تھے۔ سرکاری خط و کتابت کے لیے طومار کا استعمال پہلے ہی ہو چکا تھا [illegible] (۲۸) [illegible] ابن مقلہ اور ابن البواب نے اسے مزید بہتر بنایا۔ ابراہیم الشجری جو اسحاق کے شاگردوں میں سے تھے۔ انہوں نے قلم ایجاد کیا جس میں دو تہائی حصہ طومار کا تھا ثلثین کا نام دیا گیا اور تیسرا حصہ ثلث کہلایا گیا۔ یوسف الشجری (جو ابراہیم الشجری کا بھائی تھا) نے ۸۲۰ء میں [illegible] ایجاد کیا جو بعد میں توقیع کا نام دیا گیا۔ ابراہیم الشجری کے ایک شاگرد احمد الاحول نے قلم النصف ایجاد کیا جو نصف طومار تھا اور [illegible] خفیف مثلث جو کہ ثلث اور نصف کی انتہائی خوبصورت شکل تھی۔ مسلسل اور معماة اور [illegible] بھی الاحول سے منسوب ہیں۔ تمام خطوط قلموں کی بناوٹ کا [illegible] آٹھویں صدی سے آج تک خطاطی کے [illegible] اور ان میں [illegible] اس دور میں جن خطاطوں نے خطاطی کو عروج پر پہنچایا ان میں اسحاق بن ابراہیم الاحولی کا شاگرد اور ان کے بھائی ہیں۔ خطاط ابو علی ۹۴۰ء اور ابو عبداللہ ۹۳۹ء جو وزارت کے عہدے پر فائز تھے [illegible]۔ [illegible] خطوط کے [illegible] مقرر کیے۔ اسے خط منسوب کا نام دیا گیا جس کا مطلب (Harmonious Calligraphy) ہے۔ اس وقت یہی خط قرآن کی کتابت کے لیے مشہور تھا۔ جو مختلف علاقوں میں علاقائی اثرات کے تحت مختلف تھا۔ [illegible] میں اسے مغربی خط کہا گیا۔ یا جو لوگوں نے اسے مشرقی کوفی کے نام سے پکارا۔

گیارہویں صدی کے آغاز میں محقق، ریحان، نسخ [illegible] میں آئے۔ (۲۹) ابن البواب کے ایک شاگرد یاقوت المستعصمی نے تیرہویں صدی عیسوی میں اس خط کو انتہائی بلند مقام تک پہنچایا۔ اس خط کو شیخ حمد اللہ نے مزید خوبصورت بنایا۔ ثلث کی جو شکل یاقوت المستعصمی نے وضع کی شیخ حمد اللہ کے ہاتھوں میں آ کر وہ مکمل طور پر [illegible] انداز اختیار کر کے مزید خوبصورت ہو گئی۔ (۳۰)

کوفی آمیز ثلث کو بعض مورخین نے [illegible] اور بعض نے ثلث [illegible] اس خط کے لیے کوئی بھی نام استعمال کیا جائے حقیقت یہی ہے کہ [illegible] کوفی خطاطی کے لیے [illegible] استعمال ہوتی ہیں [illegible] ایک [illegible] ہے۔ جس کی خصوصیات میں حروف کی شکل اور بلندی میں [illegible] قاعدے [illegible] سے عبارت میں expressionistic اور frenzied کیفیت کا احساس ہوتا ہے۔ بہت سے [illegible] الفاظ [illegible] کی شکلوں (elongated triangles) کا گمان ہوتا ہے۔ [illegible] کوفی ثلث بہت [illegible] ہے۔ اس کے حروف اپنی موٹائی سے بلندی میں [illegible] تناسب کے حامل ہوتے ہیں۔ (۳۱) [illegible] بعد کوفی کا استعمال محدود ہو چکا تھا۔ عام سادہ کوفی میں لکھی جانے والی عبارتیں خوبصورت نہیں تھیں۔ چونکہ کوفی [illegible] آرائش کی [illegible] کی [illegible] کوفی خطاطی میں کلمہ طیبہ [illegible] صرف آرائش کا ایک نمونہ [illegible] لکھوایا۔ (۳۲) [illegible] جمال پیدا ہوا اور اب خطاطی کا مقصد [illegible] آرائش اور [illegible] حروف کی اصل شکل [illegible] ہوتے ہوئے بھی جمال پیدا کیا جا سکتا ہے [illegible] (۳۳) [illegible] کوفی خطاطی کی ضرورت [illegible] میں آیا اس کے تشکیلی نام میں [illegible] بعض مورخین نے اس [illegible] اور [illegible] طرزوں کی درمیانی شکل [illegible] بیان [illegible]۔ (۳۴)

یاقوت مستعصمی کے ثلث اور [illegible] کے [illegible] سے [illegible] اضافہ ہوا۔ [illegible] کوفی [illegible] سے

ساتھ ہی اپنی انفرادیت کھو بیٹھا تھا اب ثلث خط ارابیسک پر حاوی ہونے لگا۔ اس خط کو بھی لکھنے کی پہلی کوشش یاقوت نے قرآنی صفحات کی پہلی دو سطریں اور آخری سطر جلی قلم میں خط ثلث کو بڑے شاندار طریقے سے مقبروں اور عمارتوں کی جالیوں پر لکھا گیا۔ پندرھویں اور سولہویں صدی عیسوی میں ایرانی اور برصغیر کی عمارتوں پر ایک نیا خط نستعلیق نظر آنے لگا۔ (۳۵) اس نئے خط نستعلیق کی حیثیت کوفی آمیز ثلث کو زوال آیا لیکن ساتھ ہی ساتھ یاقوت مستعصمی کے ثلث نے عمارتی خطاطی کے طور پر نیا مقام حاصل کیا۔ نستعلیق کی اپنی تہذیبی خوبصورتی کے علاوہ اس میں تعمیراتی صلاحیت سے فارسی اشعار کے لکھنے کا مکمل ذریعہ مہیا کیا۔ اشعار کے روایتی کتابت خطاطی (نستعلیق) میں اس طرح ظاہر ہوتے جس طرح اشعار کا تعین کیا جاتا ہے ادا کئے جا رہے ہیں۔ (۳۶) ایسے اشعار عمارتوں کی عمارتوں پر لکھے گئے۔ جس سے عمارتی خطاطی میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔

پہلے خطاطی عمارتوں کی حد تک سلطنت مغلیہ تک قدیم خطاطی کی حد سے پیچھے تھی بہر حال جہاں جہاں قرآنی آیات کے لکھنے کی ضرورت تھی وہاں ثلث خط کے قدم قائم رہے۔ (۳۷)

مغل حکومت کے قیام کے بعد خطاطوں نے کوفی خطاطی کا استعمال صرف قرآنی خطاطی کے طور پر جاری رکھا مگر عمارتی خطاطی کے لیے ثلث اور نستعلیق کو ترجیح دی۔ (۳۸) اکبر کی دور میں فتح پور سیکری کی مسجد کے کتبے محمد معصوم قندھاری نے لکھے۔ اس مسجد کے علاوہ اس مسجد کے محراب اور ستونوں پر خطاطی جو تیرہ سو سال پرانی ہے اور بڑی خوبصورتی سے راجپوتانہ میں بعض نستعلیق کے کتبات اس کے بعد میر حسن نے لکھے۔ چشمہ نور کی دیوار پر نستعلیق کا کتبہ عبداللہ مشکین قلم نے لکھا درویش محمد الحاقی نے اندرونی احمد میں سو سال کی مسجد کا کتبہ نستعلیق میں لکھا۔ (۳۹) عمارتی خطاطی موجود کی کتاب میں خط ثلث اور نستعلیق کے ساتھ ساتھ ارابیسک کا امتزاج خصوصی شاہجہان کے عہد میں عروج پر رہا۔ (۴۰) ماحصل کلام یہ ہے کہ کتبات کی تیاری میں ابتدا خط کوفی کا استعمال پھر کوفی آمیز ثلث نستعلیق اور طغریٰ جیسے خطوط اپنی اپنی ضرورت کے تحت استعمال ہوئے۔

دیواری خطاطی (Mural Calligraphy)

دیواری خطاطی کے میدان میں کوفی میں اگرچہ بعض اہم تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ کوفی میں کوفی عہد کی عمارتوں میں کتبات پر کوفی خطاطی کی ذیل اقسام ملتی ہیں۔

ا۔ کوفی ساده (Foliated) ب۔ پھول دار (Floriated) ج۔ جوڑ دار یا معقل (Interlaced)

د۔ حاشیہ دار (Bordered) ہ۔ لہریے دار (Undulating Scroll)

ان میں سے بعض کتبات عام اور آرائشی قسم کی ہیں کوفی مصر کی اس خطاطی کے بعد میں فارسی اور ترکی خطاطی پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ ہندوستان کی خطاطی پر کوفی خطاطی کے اثرات اور بھی دوچند ہیں۔ (۴۱)

کوفی کی پہلی پانچ صدیوں کے عروج کے بعد کوفی آمیز ثلث خاص طرز کے طور پر سامنے آیا جو برصغیر میں یہ طرز غوری سلاطین کے عہد حکومت میں متعارف ہوئی اور ملتان سے دہلی تک پہنچی اور انہی کی حد تک اپنی ہیئت میں بعض معمولی تبدیلیوں کے ساتھ جاری رہی۔ لاہور میں اس طرز کی نمایاں مثال شیخ اسمٰعیل کے مزار سے منسوب کتبے جو لاہور میں ہے جو کہ اسلامی طرز کی نمائندگی کرتے ہیں (ن ۱۲۰۳ء) اور قطب الدین ایبک کے کتبات (۴۲) مزار ہوتی آسحی گڑا ودیا پتن میں مصلی محراب

ش۔۵

اور ملتان میں شاہ رکن عالم کا مزار، اجمیر شریف میں التمش اول کا مجھوٹا دہلی میں التمش کا مزار (۴۳) کرتے ہیں۔ (ش۔۵) شیر شاہ نے دورِ حکومت میں بھی یہی خط اپنایا گیا۔ مقبرہ شیر شاہ سوری کے مزار کے کتبے سے ابتدائی عہد سلطنت کی خطاطی کی رعنائی اور جاذبیت و جمالی عیاں ہیں۔ (۴۳)

مسلمان جب ہندوستان آئے تو یہاں کی تعمیرات میں پتھر کا استعمال ہوتا تھا اس لیے ہندوستان میں مسلمانوں کی ابتدائی عمارتوں میں بھی پتھر ہی استعمال کیا گیا اور پتھر میں قرآنی آیات کندہ کر کے آرائش کا کام لیا گیا لیکن بہت جلد مسلمانوں نے اپنی عمارتوں میں اس علم اور فن کا استعمال شروع کر دیا جو انہوں نے ہندوستان آنے سے قبل سیکھا تھا۔ پکی اینٹوں پتھروں اور چونے کے مرکب مسالے کے استعمال سے انہوں نے عمارتیں تعمیر کرنا شروع کیں پہلے وہ پتھروں میں قرآنی آیات کندہ کرتے تھے اب انہوں نے اینٹوں کی دیواریں بنائیں اور ان کے پلستر پر قرآنی آیات اور گل بوٹے بنائے چینی کاری، کاشی کاری، مرصع کاری، مینا کاری، پرچین کاری جیسے فنون مسلمانوں نے دوسری اقوام سے سیکھے اور انہیں اپنی توجہات کے ساتھ پھیلایا۔ (۴۵) غزنویوں نے پنجاب میں حکومت قائم کی تو وسط ایشیا کے فنون لاہور تک آ پہنچے۔ پنجاب کی فتح کے بعد غزنوی فنون کو یہاں تک پہنچنے کا راستہ مل گیا۔ (۴۶) اس دور میں سلجوقی فن تعمیر اور طرز خطاطی نمایاں رہے جن کے کتبات ایسے نمونے ہندوستان میں ملتے ہیں جو بہ صرف خطاطی بلکہ ترقی فن کا مظہر ہیں۔ (۴۷) پاکستان کے بعض حصوں میں غزنویوں سے پہلے بھی عرب یہاں پر مقیم تھے۔ اس لیے غزنویوں کا ہندوستان کے عرب آرٹ اور سلجوقی آرٹ پر اثرات کا مسئلہ سمجھ میں آ جاتا ہے۔ جہاں تک سلجوقیوں کے فن تعمیر میں ہندوستانی عناصر کا تعلق ہے جو وسط ایشیا سے ان تک منتقل ہوئے تھے اسی طرح غزنی کی تعمیرات میں سنگ مرمر کا زیادہ استعمال ہوا جو ہندوستان کے معماروں سے حاصل کیا گیا ہندوستان سے جو ہندی عناصر کا سراغ فاطمیوں کے آخری زمانے اور ایوبیوں اور مصریوں کے ملوک فن سے لگایا جا سکتا ہے اور وہ اس لیے کہ چھپے ہوئے پارچہ جات (Calico Printed Cloth) گجرات سے مصر درآمد کئے جاتے تھے۔ (۴۸) مٹی کے برتنوں (سرامک) پر مصوروں نے سلجوقی طرز خطاطی کو جاری رکھا تھا احمد بن طولون جس نے مصر میں اپنی خوانی بڑی مسجد بنایا کو سب سے طویل کتبہ قائم کرایا۔ جس کی لمبائی ۲ کلومیٹر ہے صلاح الدین ایوبی نے ۵۶۷ھ/۱۱۷۱ء میں فاطمی خلافت کو ختم کیا اس دور میں پتھروں کی عمارتوں کی بجائے اینٹوں کی عمارات تعمیر کی گئیں اور خطاطی کے لیے مختلف سائز کی اینٹوں کو تراش کر استعمال کیا گیا اسی طرح برصغیر میں بھی اس طرز کی ایک مثال کیہ ۱۱۱ ملتان میں خالق ولی کے مقبرہ کی محراب پر ملتی ہے جو بارہویں صدی عیسوی غوری عہد سے متعلق ہے۔ (ش۔۶،۷)

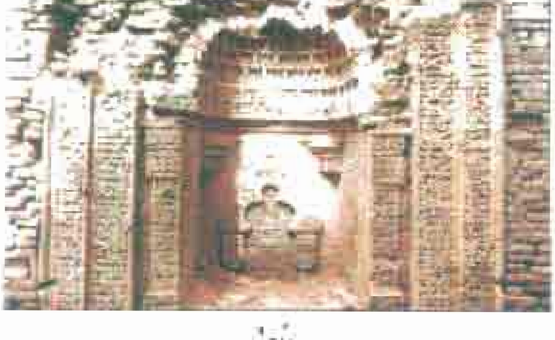

ش۔۶

لاہور میں مسلم فن تعمیر کا دو قاعدہ

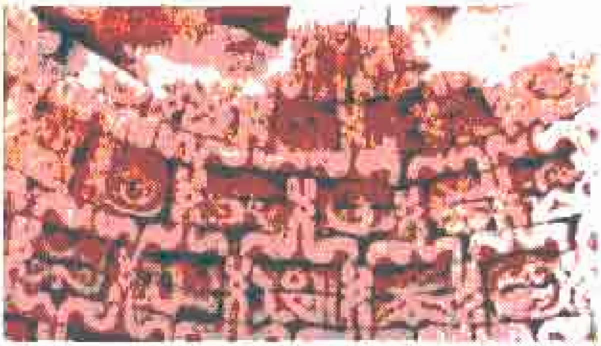

[illegible]

[illegible]

مقامی اثرات

[illegible]

"On the Qutb Minar and on Sultan Ghari's tomb at Dehli, for example, it is indeed doubtful if the development of the style during the first three decades of Islamic buildings in India would have been clear. It was on the basis of the developing feature of Mamluk style determined by these dated buildings."(51

دلی میں صرف قطب مینار اور سلطان غوری کے مقبرے دیکھ کر یہ بات معلوم لگتی ہے کہ ہندوستان میں اسلامی تعمیرات کی پہلی تین دہائیوں میں ان طرز نے کوئی واضح شکل اختیار نہیں ہوئی۔ اور یہ بات معلوم ہوتی ہے عمارتوں کے سادہ ابتدائی نمونے پائے جاتے ہیں۔

ظاہر ہے سوات سے ملنے والے کتبے کی طرز تحریر میں بھی کوفی میں سے چلے ثلث کے اثرات ثبوت کے جا سکتے ہیں(۵۲) یہ جدید کوفی اور ثلث دار رسم الخط میں ہے(۵۳) اور ان دو رسم الخطوں کا یہ کتبہ ۴۰۱ھ/۱۰۱۱ء دہلی سے تعمیر کے عرصہ شاید پہلا ثلث نمونہ ہے۔(۵۴)

ثلث خط کی لاہور میں آمد

شہر لاہور ظروف اور آثار قدیمہ کا ایک وسیع میدان ہے جس پر آج تک اصحاب قلم نے کوئی کتاب ترتیب دی تو کئی ضخیم جلدوں پر پھیل جائے گی۔ لاہور غزنویوں کی تاریخ کے اعتبار سے اصفہان، شیراز، بغداد کا ہم پلہ شہر رہا ہے۔(۵۵) یہ شہر مسلسل طور پر شروع ہی سے ہر عہد میں ایک علمی اور متمدن علمی مرکز رہا ہے۔(۵۶) یہاں تاریخی عمارتوں کا سلسلہ شاہد ہے کہ لاہور دونوں لحاظ سے ہی نہیں بلکہ ثقافتی اور سماجی لحاظ سے اہم رہا ہے۔ اس شہر پر اسلامی ثقافت کی یلغار محمود غزنوی کے حملوں سے شروع ہوتی ہے۔ کتبات کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو خط کوفی سندھ سے ملتان تک محدود رہا۔ جبکہ ثلث ابتدائی اثرات لیے ہوئے پنجاب میں وارد ہوا۔ رام تیرتھ (مہاراج) سوات کے عربی کتبہ ۴۲۰ھ/۱۰۲۹ء، ۱۰۳۵ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ غزنوی دور میں ثلث لاہور میں تھا۔(۵۷) ہندوستان میں اسلامی فن تعمیر کے ساتھ ساتھ یہ کتبات جہاں مفید معلومات کے علاوہ فارسی ادب میں ترقی کے مختلف مراحل نظم و نثر دونوں کی بہترین مثال پیش کرتے ہیں وہاں خطاطی کے اعتبار سے ان کتبات کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ خطاط جو ہندوستان میں ۹۰ سے زائد ہیں۔ ۸۰ خطاطوں کا پتا لگا کر کتبات پر ان کے دستخط کے حوالے سے اکٹھا کیا گیا ہے۔(۵۸) بعض محققین نے مزید کتبات کی اہمیت اس طرح واضح ہوتی ہے کہ یہ آرٹ مصنوعات کا ذریعہ مسلمانوں کی تاریخ کی ترتیب حملوں کا مطالعہ سیاسی تاریخ" مالی نظام حکومت کے متعلق ثقہ معلومات مہیا کرتے ہیں۔(۵۹) بعض جگہ ان کتبات میں لکھے گئے القابات اور خطابات ایک مشکل صورت پیدا کر دیتے ہیں۔ اس کام کے کتبات کو پڑھنے کے لیے تاریخ کا مطالعہ ضروری ہوتا ہے۔(۶۰) بعض کتبات ایسے بھی ہیں کہ تاریخ میں ان کے متعلق کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ مگر ان کی تاریخی حیثیت اپنی جگہ مسلم ہوتی ہے۔ یہ کتبات تاریخی خلا پُر کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی تاریخ بھی بتاتے ہیں۔(۶۱)

اسلامی (نظریہ سے بننے والی) عمارات کے یہ کتبات زیادہ تر مساجد، مقابر، قلعے، حیات، عمارات، داخلی دروازوں، کنوؤں، قبرستانوں، تالابوں، باؤلیوں، بارات وغیرہ میں ملتے ہیں ان پر زیادہ تر تاریخ بنائی گئی ہے۔ بقول ڈیسائی

> "Indo-Islamic monumental inscriptions are almost entirely foundational, having in the main bearing on the date of the monument."(62)

> "ہندی اسلامی یادگاری کتبے قطعہ تاریخ تعمیر یا تاریخ کے طور پر لکھے گئے۔ اور ان کا زیادہ تر انحصار اور عمارت کی تاریخ تعمیر پر ہوتا تھا۔"

بعض کتبات میں اپنے زمانے کے اہم واقعات یا تاریخ بھی مل جاتے ہیں اور اس طرح ان کی حیثیت تاریخی دستاویز ہوتی ہے۔ خاکہ عمارتی زیبائش کی۔(۶۳) پرانے وقتوں میں جب کاغذ نہیں ہوا کرتا تھا تو یہی کتبات مختلف ادوار کی تاریخ سے روشناس کراتے اور یہ معلومات کا ایسا ذریعہ ہیں جو کہ بعض اوقات عمارت کی تباہی کے بعد بھی عمارت کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہوتے ہیں۔ بعض تحریریں عمارت کی تباہی کے ساتھ یا ناموافق موسمی حالات کی وجہ سے ضائع ہو جاتی ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ کتبات کافی معلومات بہم پہنچا سکتے ہیں اور ان میں اغلاط کا امکان بہت کم ہوتا ہے۔

"The inscriptions being the only available authentic sources, received, as a matter of cause, the exclusive attention."(64)

"کتبات کے واحد مستند ذریعہ ہونے کی وجہ سے ساری توجہ کا مرکز بن جاتے ہیں۔"

ایسے کتبات نہ صرف تاریخ کے مطالعہ کا واحد ذریعہ ثابت ہوتے ہیں بلکہ ان سے مختلف فنون یعنی خطاطی، سنگ تراشی پتھروں کی اقسام جیسے فنون سے بھی آگاہی ملتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ کتبات مذکورہ علاقے کی وسعت، معاملات، مذہب، سیاسی اور ثقافتی زندگی کی عکاسی بھی کرتی ہیں۔ بعض جگہ یہ کتبات فرقی علامت کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔(۶۵) ماضی میں ایسے ادوار بھی گزرے ہیں جب عظیم الشان کارناموں کی یادگار ایسے کتبات کے ذریعے قائم کی جاتی تھی۔(۶۶)

سرابِ نظر (Optic illusion)

مسلمانوں نے بلند و بالا عمارتوں پر خطاطی سے جو اس طرح سے لکھا ہے کہ جس میں نظری توازن (Optic illusion) کو مدِنظر رکھا گیا۔ اس طرح تاج محل کی خطاطی امانت خان شیرازی نے اس طرح سے کی کہ حروف کی جتنی موٹائی اپنے عین سامنے لکھنے میں محسوس ہوتی ہے وہی موٹائی ۸۰ فٹ بلندی پر جا کر بھی برقرار رہتی ہے Optic illusion حروف لکھنے کا ایک قدیم یونانی اصول ہے جو عموماً ایک ہی سائز میں لکھے جاتے ہیں مگر مرئی حروف کا انداز مختلف ہے لیکن Optic illusion کا استعمال اسلامی خطاطی میں بھی پایا گیا ہے۔

کتبات کا مطالعہ

کتبات کا مطالعہ مورخین، مستشرقین اور ماہرین آثار قدیمہ کے لیے نمایاں اہمیت کا حامل ہے۔ عربی اور فارسی کتابت پر پہلا کام "۔۔۔" کے نام سے مرزا سنگین بیگ نے ۱۲۳۶ھ/۱۸۲۰ء میں لکھا اور ۱۹۸۲ء میں ڈاکٹر شریف حسین قاسمی دہلی نے مرتب کیا۔ اس سلسلے میں دوسری کاوش سر سید احمد خان کی کتاب "آثار الصنادید" ہے جو ۱۲۶۳ھ/۱۸۴۷ء میں چھپی۔ اردو کے علاوہ فارسی میں بھی شائع ہو چکی ہے اس میں دہلی کی عمارات کے کتبات کا مفصل ذکر ہے۔ ۱۸۶۲ء میں آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا کا انگریزی حکومت کی سرپرستی میں ۲۰ سال کے عرصے کے لیے قیام کیا گیا۔ Henri Cousins، A. Fuhrer اور V A Smith نے بھی فارسی کتبات کے حوالے سے قابل قدر کام کیا۔ بعض کتبات کے چربے ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے لیے حاصل کیے گئے جنہیں ان کے ماہرین نے پڑھا اور ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے جرنل میں شائع کیا۔ اس سلسلے کی اگلی کڑی Epigraphica Indica کا اجراء ہے جس کے ... Paul Horn نے شائع کیا۔ دہلی کے کتبات کے حوالے سے J H Ravenshaws نے ۱۸۷۸ء میں لندن سے Gaur کا کام شائع کیا۔ محمد اکبر جہاں نے ۱۹۲۰ء میں "احسن البیان" ... اور شمس الدین کل نے "کنز التواریخ" بدایوں سے ۱۹۰۱ء میں شائع کی۔ آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا میں وقتاً فوقتاً کتبات پر مضامین چھپتے رہے۔ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کے زیر اہتمام بھی کتبات پر کئی مضامین چھپے بھارت کی سوسائٹی نے کتبات کے حوالے سے ایک مکمل سلسلہ شائع کیا جو سورت اور گجرات کے تاریخی کتبات پر محیط ہے۔ نیز بھاونگری ریاست کے کتبات کا مجموعہ Corpus Inscription Bhawnagari کے نام سے ۱۸۸۹ء میں بمبئی سے شائع کیا۔ بیسویں صدی میں بالخصوص کتبات کے حوالے سے زیادہ کام ہوا۔ ۱۹۰۷ء میں اسلامی کتبات کے مطالعہ کے لیے Epigraphia Indomoslemica کے نام سے ایک رسالہ کا اجراء ہوا جس کے ایڈیٹر E. Dennision تھے جو بعد از ۱۹۰۷ء-۱۹۰۹ء، ۱۹۱۲ء Dr Joseph Horovitz پروفیسر عربی محمڈن اینگلو اورینٹل کالج علی گڑھ نے شائع کیے

اس کے پہلے شمارے میں Dr.Horovitz نے ایک ہزار کتبات کی فہرست چھاپی جو پہلے مختلف حصوں میں چھپ چکی تھیں۔ اب انھیں جغرافیائی حوالے سے ترتیب وار چھاپا گیا۔

۱۹۱۳ء سے ۱۹۳۹ء تک کے شمارے غلام یزدانی نے مرتب کیے جو انڈیا آفس سے شائع ہوتے رہے۔ ۱۹۴۹ء-۵۰ء میں اس مجلّہ کا نام Epigraphia Indo Muslimica سے تبدیل کر کے Epigraphia Indica (FIAPS) Arabic and Persian Supplement کر دیا گیا۔ ۱۹۵۱ء-۵۲ء سے ۱۹۶۳ء کے عرصے میں ڈاکٹر ضیاء الدین احمد ڈیسائی جو اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ تھے ان کی ادارت میں ہوتے رہے۔ ۲۰۰ شمارے مرتب کیے۔ ۱۹۸۳ء میں وہ ڈائریکٹر اپی گرافی کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ ۱۹۳۹ء میں دہلی کے کتبات کے بارے میں [illegible] نے کام کیا۔ اس کے علاوہ Historical Inscriptions on the Protected Monuments in Delhi پر مقالہ لکھا۔ [illegible] حسین نے ۱۹۳۱ء میں کام کیا۔ Epigraphia Indica Muslimica (Arabic and Persian Supplement) کے شماروں کے لیے مولوی ظفر حسن [illegible] احمد [illegible] ایچ صدیقی [illegible] قادری [illegible] ضیاء الدین احمد ڈیسائی کے مضامین چھاپے۔ [illegible] "اتفاقات" [illegible] کتبات کے بارے میں [illegible] ۱۹۱۵ء میں [illegible] ۱۹۱۸ء میں شائع ہوا [illegible] ۱۹۲۵ء، شائع کی جب کہ ڈاکٹر عبداللہ چغتائی نے Muslim Monuments of Ahmedabad Through Their Inscriptions کے عنوان سے [illegible] شائع کیا [illegible] کتبات [illegible] ۱۹۲۰ء [illegible] ڈاکٹر قیام الدین احمد کی کتاب Corpus of Arabic and Persian Inscriptions of Bihar ۱۹۷۳ء میں شائع ہوئی۔ ۱۹۵۲ء سے ہندوستان کے مختلف حصوں کے کتبات کے حفاظت کی اہمیت [illegible] ہندوستان میں کتبات [illegible] Annual Reports of Indian Epigraphy کی شکل میں کام ہو رہا ہے۔ ۱۹۵۲ء-۵۳ء سے اب تک [illegible] عربی فارسی کتبات [illegible] ۹۰۰۰۰ کتبات [illegible] خاص اہمیت [illegible] EIAPS اور EIM کے چھپے [illegible] ۱۹۷۵ء تک کے شماروں [illegible] ۱۹۸۵ء میں Monumental Islamic Calligraphy کے عنوان سے W.E.Begley نے ہندوستان کے [illegible] کتبات [illegible] Arts of Asia کے [illegible] شماروں میں کتبات [illegible] اہم معلومات [illegible] کتبات کے مطالعے کے تحت [illegible] Indian Paleograhy [illegible] میں [illegible] Frederic Asher ، Cathy ، G.S. Gai نے Indian Epigraphy کے حوالے سے [illegible] Indian Epigraphy its bearing on the history of art کے عنوان سے شائع کیا۔

لاہور کے کتبات کے حوالے سے سید محمد لطیف نے Lahore its History Architectural Remains and Inscription کے عنوان سے ۱۸۹۲ء میں قابل قدر کام کیا اور انھی کی کتاب Agra Historical and Descriptive ۱۸۹۶ء میں شائع ہوئی۔ پاکستان میں ڈاکٹر عبداللہ چغتائی نے "مساجد [illegible]" [illegible] "پاک و ہند میں اسلامی خطاطی" [illegible] کتبات [illegible] محمد شفیع [illegible] کام شائع ہوا۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے "Calligraphers of Thatta" کے عنوان سے [illegible] ہیں۔ ڈاکٹر احمد حسن دانی نے Indian Paleography [illegible] کے کتبات پر کام [illegible]

خاں نے اسلامی کتبات کے حوالے سے پاکستان آرکیالوجی کے شمارہ میں مضامین لکھے۔ ڈاکٹر سیف الرحمان ڈار کے مضامین لاہور میوزیم بلیٹن، جرنل آف سنٹرل ایشیا، جرنل آف ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان میں شائع ہوئے۔ ڈاکٹر لطیف الرحمٰن ڈار کی رہنمائی میں لاہور عجائب گھر کے زیر اہتمام طارق مسعود کی کتاب "مرقع نقاش" میں کتبات پر خاطر خواہ روشنی ڈالی گئی۔ ۱۹۳۹ء اور ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان نے لاہور اور کراچی کے مشاہیر کے بارے میں پروفیسر محمد اسلم مرحوم کی دو کتابیں "نقوش خاک لاہور" اور "نقوش کراچی" کے نام سے شائع کیں جو کتبوں سے متعلق ہیں۔ ان مطبوعات پر کی گئی تحقیق ان کی قبروں پر لکھے ہوئے کتبات پر مبنی ہے۔ علم الکتابت کی اہمیت epigraphical values کی بھی آئینہ دار ہیں۔ ایرانی ثقافتی مرکز کے سید عارف نوشاہی نے "مقالات عارف" کے نام سے پاکستان کے فارسی کتبوں کا مطالعہ شائع کیا۔ محمد سعید اور حسین کے کتبات کے مطالعے کے حوالے سے بھی معلومات ہم تک پہنچیں۔ اس کے علاوہ کتبات پر مختلف لوگوں کے چند مضامین لاہور میوزیم بلیٹن میں شائع ہوئے۔

Epigraphy (علم الکتابت)

علم الکتابت پرانی تحریروں کو پڑھنے کا علم ہے۔ یہ کتبات اس دور کی تہذیب، ثقافت اور تاریخ میں داخلے کا ذریعہ ہیں جو پتھر، دھات اور مٹی پر ملتے ہیں۔ علم کتبات کے ضمن میں مندرجہ ذیل اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں۔

Inscriptions کتبے

اس میں وہ تحریر شامل ہے جس پر کسی انسان نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہو چاہے وہ کسی بھی زبان میں ہو۔ اس کا کوئی بھی دور ہو مطلب ہے اس کی تحریر پڑھنا ہوتا ہے۔

کسی ملک کی تاریخ کے بعض پہلوؤں کے لیے بھی کتبات یعنی علم الکتابت بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ آثار قدیمہ اور جو تاریخی روشنی ڈالتے ہیں ان کے ساتھ ساتھ الفاظ بھی مل جائیں تو ہم ان کی صحیح تاریخ کے بارے میں کسی حتمی نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں۔ اس لیے پرانے سکے میں بھی تاریخ درج ہو تو علم الکتابت کے ذریعے اس تاریخ کا علم ہوتا ہے۔

اگرچہ پاکستان کی تحقیق کا آغاز انیسویں صدی کے پچھلے پہر ہو گیا تھا لیکن علم الکتابت کے حوالے سے ہمارا علم تین ہزار سال قبل مسیح تک کے پیچھے جاتا ہے۔ یہ بات ثابت ہے کہ وادی سندھ کے لوگ لکھنا تو جانتے تھے لیکن ان کی تحریر آج بھی ایک معمہ ہے جس کی وجہ سے ہم ان کے رسم الخط کو پڑھنے سے قاصر ہیں۔ اگر اس تہذیب کے بارے میں [illegible] اگر یہ رسم الخط پڑھ لیا جائے تو ہم اس تہذیب کے کئی پہلوؤں کے بارے میں [illegible] Steatite, Copper, Ivory, کی مہروں [illegible] اور faience پر ملتے ہیں۔ یہ رسم الخط پڑھنے کے بعد ہم ان کی مذہبی، تمدنی، معاشرتی، سیاسی زندگی کے پہلوؤں سے باخبر ہو سکتے ہیں۔ اس طرح یہ تہذیب [illegible] اپنے انجام کو پہنچی۔ اس کے علاوہ پاکستان میں پانچویں صدی عیسوی سے قبل اور بعد کے خروشتی اور براہمی رسم الخط میں لکھی ہوئی تحریریں بھی موجود ہیں۔ چند ایک آرامی کتبے بھی ملے ہیں جو پاکستان کے شمال مغربی حصے میں موجود ہیں۔ ان کی زبان آرامی ہے [illegible] سنسکرت سے زیادہ تر کتبات [illegible] میں موجود ہیں۔ [illegible] بادشاہ اشوک کے عہد کے کتبات میں جو مانسہرہ (ہزارہ) اور ضلع مردان میں شہباز گڑھی میں موجود ہیں جن چٹانوں پر یہ کتبات خروشتی رسم الخط میں ہیں ان کی زبان پراکرت ہے۔ ان میں [illegible] نمایاں ہیں۔ ان کتبات پر عوام کی بھلائی کے احکام اور جانوروں اور انسانوں کی بھلائی کے لیے اس بادشاہ کی [illegible] تفصیلات درج ہیں [illegible] تاریخ کی عکاسی [illegible] ایران سے رابطہ تھے پانچویں صدی قبل مسیح میں پاکستان کے شمال مغربی حصے پر ہخامنشی حکومت تھی جو سکندر کے حملے ۳۲۶ ق م میں ختم ہوئی اور پنجاب کے گندھارا کے

علاقے میں یونانی اثرات نمایاں ہوئے۔ یہ یونانی تاریخ میں باختری یونانی کے نام سے مشہور ہوئے جنہوں نے تقریباً ان سال حکمرانی کی جو باختری یونانی بادشاہ کے حملوں سے ختم ہوئے جو ہندوستان کے عہد میں پارتھین کے حملوں سے دوچار آئے تھے۔ ساکا حکمرانوں کو تاریخ میں ترک شاہی بھی کہا گیا ہے۔ پہلی صدی عیسوی کے وسط میں شمالی پاکستان کی تاریخ میں نمودار ہوئے جنہوں نے پانچویں صدی تک حکومت کی۔ ان کو تاریخوں میں ہنوں (سفید ہن یا ایفتھلائٹ) (پاکستان کی تاریخ) دوسری صدی کے آخر سے پانچویں صدی عیسوی تک پھیلا ہے۔ یہ ساری تاریخ صرف اور صرف کتبوں کی بنیاد پر ہی واضح ہوئی ہے۔ شمال مغربی پاکستان میں اس رسم الخط کے کتبے بھی بڑی تعداد میں ملے ہیں یہ کتبے اور کتابت خروشٹی اور براہمی میں پاکستان کی تاریخ مہیا کرتے ہیں۔ چند براہمی کتابت بھنبھور میں بھی ملتے ہیں۔ لیکن یہ بحث خارج از موضوع ہے۔ پاکستان میں کتبات کی تاریخ کا یہ ایک مختصر سا خاکہ ہے۔ یہاں موضوع بحث اسلامی کتبات ہیں۔ ان کا تفصیلی ذکر زیادہ مناسب ہوگا۔ اسلامی عمارتی کتبات کو سمجھنے کے لیے ان کتبات کے لیے مروج اسلامی رسم الخط کا ارتقاء سمجھنا بہت ضروری ہے۔

قدیم تحریریں (Palaography)

ایسی قدیم تحریروں والے کتبات جن کا استعمال اب متروک ہو چکا ہے۔ مگر اپنی نوعیت کے لحاظ سے اہمیت رکھتی ہیں۔

سنگی تصاویر (Petroglylphs)

ایسے پتھر جن پر انسان نے کندہ تصاویر اور دیگر نقوش کے ذریعے اپنے جذبات اور خیالات کی عکاسی کی ہو۔

سنگی کتبات (Epigrahpy)

پتھر کے اوپر تراشیدہ یا کندہ کی گئی تمام تحریریں اس کے احاطے میں آتے ہیں۔

تمام مورخین کی رائے ہے کہ یہ کتبات خواہ کسی بھی شکل میں ہوں۔ کسی بھی خطے کی ان ہوں کسی تاریخ کے بارے میں صحیح اور مستند معلومات مہیا کرتے ہیں۔ جسے تاریخ کا مطالعہ کرنے والا کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کر سکتا ہے۔

"Epigraphical evidence is themost authentic record of history which neither man nor time can forge, pollute or alter."(68)

سنگی کتبات کی تاریخی اہمیت کی سب سے مستند شہادت ہوتے ہیں جسے نہ تو کوئی انسان اور نہ ہی وقت مٹا سکتا ہے نہ خراب کر سکتا ہے نہ ہی اسے بدل سکتا ہے۔

کتبات کے تکنیکی عوامل

پتھر سے انسان کا رشتہ بہت پرانا ہے۔ آثار قدیمہ کے ماہرین کے مطابق پاکستان میں پانچ لاکھ سال قبل پتھر کے اوزار بننے شروع ہو گئے تھے۔ لیکن یہ اوزار انسان نے اپنے ہاتھوں سے اپنی ضرورت کے مطابق بنائے ہیں اور قدرت نے جو دکھایا اس نے پتھر کو ویسا بنایا۔ پھر انسان نے پتھر پر اپنی ضرورت کے مطابق مختلف اشکال میں تراشا۔ جس طرح قوموں میں اپنے خواص کی بنا پر مختلف اقسام کے پتھر استعمال ہوتے رہے۔ کسی بھی قوم کی عمارت کا سنگ بنیاد ہو یا کسی بھی قوم کا عام تعمیرات کے خالقوں کی مدح سرائی کرتا نظر آتا ہے۔ لیکن تحریر انسان کے ہاتھوں سے ہو کر پتھر پر نقش میں ملتا آتا ہے۔ کتبہ ایسے خطاطوں کی قوت قلم سے پیچھا آیا کہ قرآنی آیات، احادیث یا اشعار کندہ کر کے پیش کرنے لگے۔ کتبے کو ایک کتبہ بنایا گیا جس نے تاریخ میں ایک نئی جہت دی۔ ایسے کاتب اپنے احساسات سے شاعروں کے فن کی علامت بنایا۔ گویا پتھر سے انسان کا رشتہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ ایک معروف امام شاہ ۸۳۸ ہجری لکھتے ہیں۔

"قلم اس قسم کے آثار چھوڑے گا جو ان کے نشان مٹانے کی کوشش نہیں کرتا۔"

تحریر کو امٹ بنانے کے لیے پتھر کا استعمال بہت ہی قدیم زمانہ سے شروع ہو چکا تھا۔ یہ کتبات عام طور پر مختلف الوان کے پتھر کی سلوں، تختیوں ان کے پایوں اور محرابوں کے ستونوں اور پیالوں وغیرہ پر کندہ کیے جاتے تھے۔ بعض اوقات یہ کتبات پتھروں کو جوڑنے کے بغیر ہی کندہ کر دیئے جاتے تھے۔ عام طور پر یہ کتبات بڑی نفاست سے تیار کیے جاتے۔ ان کا مضمون شاہی فرامین یا شاہی عہدے دار یا خطاط خود مرتب کرتا اور پھر کاتب اسے پتھر کی سطح پر روشنائی یا خط سے لکھتا۔ بعد میں اسے سنگ تراش اپنے اوزاروں کی مدد سے کندہ کرتا۔ عموماً یہ کتبات تکمیل کے بعد الواح پر تیار کیے جاتے تھے اور پھر انہیں عمارتوں کی بنیادوں میں دیواروں یا مناسب جگہوں پر نصب کر دیتے۔ (۲۹)

تکنیکی اعتبار سے کتبات کی اقسام

اگر ہم مسلمانوں کی تعمیرات اور آرائش کے لیے استعمال ہونے والے میٹریل پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ قرآنی آیات اور فارسی عبارات مندرجہ ذیل طریقوں سے بنائے جاتے ہیں

سانچے کے ذریعے

چونے (Stucco) سے کتبات کی تیاری کا استعمال اوائل عربوں نے شروع کیا۔ ۲۲۳ھ/۸۳۸ء میں المعتصم باللہ کے دور میں سامرا میں نئی بانی کاری متعین تھے دیگر شعبوں کی طرح خطاطی میں بھی سامرا کی عمارتوں پر اس کے اثرات نمایاں نظر آنے لگے۔ یہ کتبات گیلے چونے پر لکڑی کے سانچے کے ذریعے بنائے جاتے تھے۔ (۳۰) چونے اور بعض اوقات مٹی کی ٹائلوں پر کتبات زیادہ پسند کیے جاتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت زیادہ تر علاقوں میں سجاوٹی کام اسی تکنیک میں کیا جاتا تھا اور پسند بھی ہوتا تھا۔ (۳۱) وسط ایشیا میں ایک کام شام اور ان علاقوں کی عمارتوں میں آٹھویں سے انیسویں صدی کی عمارتوں پر پایا جاتا ہے۔ (۳۲) وسط ایشیا سے ہوتا ہوا یہ کام لاہور میں پہنچا۔ لاہور میں مسجد شیخ موسیٰ آہنگر (۱۳۵۱–۱۵۴۲ء) کے کتبات اور بھاٹی دروازے کے اندر اکبری مسجد کے کتبات اسی طریقے سے تیار کیے گئے ہیں۔

مخصوص ساخت کی اینٹوں کے کتبات

گیارہویں/بارہویں صدی عیسوی میں کوفی خطاطی کے نمونے میں پنجاب کے ضلع خانیوال میں جو ملتان کے قریب موضع کبیر پور میں واقع حضرت خالد ولید کے مقبرے میں اس کی مثال دی جا سکتی ہے۔ ایک اور مثال ضلع مظفر گڑھ کے قریب موضع سیت پور میں حضرت سید حسین شہید کے مقبرے کی ہے۔ (۳۳) اس قسم کے کتبات میں مخصوص ساخت کی اینٹوں کو مخصوص انداز میں کاٹ کر یا کندہ کاری سے تیار کیا جاتا ہے۔ جس سے قرآنی آیات لکھی جاتی ہیں۔ ایسے کتبات گیارہویں سے تیرہویں صدی تک ملتے ہیں۔

گچ کاری یا استرکاری کے ذریعے

چونے یا پتھر یا پکی اینٹوں سے بنی ہوئی دیواروں پر ہموار کرنے کا طریقہ تھا۔ اسلام سے قبل ان کی ہمواری کو چھپانے کا طریقہ اختیار کیا گیا کہ ایک خاص مسالے سے دیوار پر استرکاری کر دی جاتی اور پھر اس پر مختلف طرح کے نقش و نگار بنائے جاتے۔ انسانوں اور جانداروں کی تصویریں بنائی جاتیں اس مسالے پر ابھرے یا کھدے ہوئے نقش و نگار کے لیے مختلف سانچے استعمال ہوتے تھے۔ ظہور اسلام کے بعد جلد قرآنی آیات سے استرکاری پر لکھنے کا رواج ہوا۔ پر استرکاری کے بعد سانچے کو تر مسالے کو اس طرح دبایا جاتا ہے کہ سانچے کے نقش و نگار یا خطاطی مسالے پر ابھر آتے اور اس طرح کم محنت میں بہت خوبصورت نقش و نگار اور خطاطی کے نمونے بن جاتے اس مقصد کے لیے بعض اوقات سے بھی کام لیا جاتا۔ برصغیر میں سادات عہد اور تغلق عہد کی

سلاطین و نوابین نے آرائش پر مزید توجہ دی اور اضافہ کیا۔ انھوں نے مختلف عمارات و قرآنی خطاطی سے بادشاہی مسجد، مسجد وزیر خان اور ... میں ... عمدہ اور کاشی کاری کی روشنائی ... کی صورت مثلاً لاہور میں ... بیان کی گئی ہے اور لاہور کے مقابر میں۔ کاشی کاری کی ان بہترین مثالوں میں لاہور سے مزید ... سے ... عبارات و امثال میں ملتی ہے۔ اس عمارت کے ماتھے پر مختلف پینل (panels) میں کاشی کاری کی تحریر میں خطاطی کے نمونے ملتے ہیں ... تشکیل ... ملتی ہے۔ اور ان کی تکنیکوں کا خاص اثر ... ہے۔ (۳۰) مسجد وزیر خان لاہور کے کتبات بھی اسی تکنیک میں لکھے گئے ہیں۔

پتھروں پر خطاطی

پتھروں میں سنگ مرمر، سنگ خارا، سنگ سرخ اور سنگ ... کا استعمال ہوا اور ان پتھروں پر خطاطی ابھری ہوئی اور کندہ کی ہوئی ملتی ہے ... جاتی ... میں الفاظ عام طور پر ... سے معلوم ہوتے ہیں۔ مسجد ... اور مسجد ... کی ... اس کی بہترین مثال ہیں۔ ... کے لیے مختلف اقسام کے پتھر استعمال ہوتے ہیں۔ سنگ مرمر کا ... استعمال مغلیہ دور میں ہوا۔ ان عمارات پر ... سے لکھوایا جاتا ہے۔ بھی لکھا ... پنسلوں ... پانی سے ... چھینی سے ... ان کی ... الفاظ ... اور ان میں ... دیا جاتا ... رنگ بھر دیا جاتا ہے۔

منبت کاری کے ذریعے

کہا جاتا ہے کہ ... صدی میں ہندوستان میں منبت کاری کا آغاز ... [illegible] ... میں ترقی ... اس طریقے کا استعمال ... ملتا ہے ... سنگ مرمر ... الفاظ ... کیے جاتے ... کے لیے ... پتھر ... الفاظ میں ... دیا جاتا ... یہ انتہائی ... طریقہ ہے۔ اس تکنیک کو (pietra dura) یا ... کہا جاتا ہے ... آصف خان ... اور ... تاج محل وغیرہ ... اہم اور ... عمارتیں ہیں۔ (۳۱)

سیمنٹ کے ذریعے

اس طریقے سے پانی ... کاغذ پر خطاطی ... اس ... کو ... حروف کی ... ہوتا ... اور بعد میں وہ الفاظ کاٹ لیے جاتے ہیں ... تحقیق میں اس کی ایک بہترین مثال تھی جو انتہائی ... کتبات کو ... اس کی ... مصنف نے ... محفوظ ہیں۔

روغنی ٹائیلوں کے کتبات

چودھویں صدی کے بعد مسلمانوں نے کاشی کاری اور ... چینی ... کے فن پر خاص ... حاصل کر لی تھی تو اس سے پہلے گیارہویں صدی عیسوی میں بھی ایسے کتبات ... ملتے ہیں ... چوکور ٹائلز پر ... رنگ میں ابھرے ہوئے الفاظ میں ایک ... ۱۰۵۸ء ... ہے۔ ... روغنی ٹائیلوں کی اولین مثال ہے۔ (۳۲) اس طرح ... مختلف رنگوں کا استعمال ... عمارات کے اہم حصوں مثلاً صدر دروازے کی محراب کے ... قبہ ... بعض عمارات ... ہیں

[illegible]

"The facades are decorated with numerous panels of inlaid mosaic tile work (Kashi Kari) a technique that is seldom found outside of the Punjab where the city of Lahore seems to have been the major centre of manufacture."(77)

"عمارت کے (faceds) مختلف ... [illegible] ... ان کے اندر ... (کاشی کاری) ... [illegible] ... پنجاب ... [illegible] ... لاہور ... [illegible]"

[illegible]

نقاشی کے ذریعے

[illegible]

[illegible]

شیشے کے جڑاؤ کام میں

[illegible] ... adjust ... [illegible]

لکڑی پر ابھرویں کام میں

[illegible]

کینوس پر خطاطی

[illegible]

دھاتی کتبات

[illegible] (etching) [illegible]

[illegible]

"The primary importance of these inscriptions lies in the wealth of information they furnish about various facts of medieval India including the political, cultural social religious history of that period."(79)

[illegible]

معلومات کی نوعیت (مدحیہ طرز کے کتبات)

[illegible]

ذاتی نوعیت کے کتبات

[illegible]

الحدیث زریں رقم نیز مولانا عبدالمجید پروین رقم نے لکھا ہے۔

مذہبی نوعیت کے کتبات

مذہبی عمارات میں قرآنی آیات، احادیث وغیرہ کندہ کروائی جاتی ہیں اور جہاں یہ عمارتیں بنائی جاتی ہیں وہاں کے لوگوں کے مزاج، سیرت، ماحول، مذہب اور عمارت سے آیات اور احادیث کے تعلق کو مدنظر رکھ کر ان کا چناؤ کیا جاتا ہے۔ زیادہ تر عبارات سورۃ الجمعہ، سورۃ الفتح، سورۃ المومنون، سورۃ طٰہٰ، سورۃ الضحیٰ، سورۃ القدر، سورۃ یٰسین، آیت الکرسی، سورۃ آل عمران، سورۃ البقرۃ، سورۃ الفجر، سورۃ التین، سورۃ الملک، سورۃ الاخلاص سے آیات کا چناؤ کیا جاتا ہے۔ ایسے کتبات کی عبارتوں کے چناؤ کے لیے شعراء یا کاتبوں کا رنگ ڈھنگ اور ان کی باہمی مشاورت سے متعلقہ عبارت کا چناؤ کیا جاتا۔ کتبات کے لیے عبارت کا چناؤ تو مکمل طور پر مذہبی اعتبار سے ہوتا تھا اور ان میں مذہبی رہنما کے پیش نظر یہ ہوتا کہ اولی الامر کو عوام کے بارے میں اور موخر الذکر عمارت کے بارے میں کافی معلومات ہوتی تھیں۔ ان کا کام صرف عمارت پر ہونے والا خوشنویسی کا انجام دینا تھا۔ (۸۱) لاہور میں ایسی بے شمار مساجد اور مقابر موجود ہیں جن پر مذہبی طور پر بھرپور طریقے سے آیات کندہ کی گئی ہیں۔ ان عمارات پر آیات قرآنی اور اشعار کی کتابت کا فریضہ عموماً پڑھے لکھے کاتبوں کو سونپا جاتا جو صرف اعلیٰ خطاط ہی نہ ہوتے بلکہ عالم و فاضل بھی ہوتے اور ذخیرہ عبارات کے بانی اور تاریخ لکھتے اور اس کی اہمیت باقی رہنے کی خوبی سے ہوتی ہے کہ وہ اب کا اعلیٰ نمونہ بن جاتے۔ یہ کتبات موجود تھے۔ پھر اس شخص، صاحب مزار کا نام، تاریخ پیدائش، تاریخ وفات، معاشرہ میں مقام لکھا جاتا۔ ان کتبات میں غلطی کا امکان بہت کم ہوتا۔ تاہم ایسے کتبات بھی ملتے ہیں جن میں اغلاط رہ جاتی ہیں پھر بھی ان کتبات کی عبارت کے چناؤ میں جمالیاتی حس کا استعمال کیا جاتا۔ معاشرہ میں یہ کتبات اس لحاظ سے بھی اہمیت کے حامل ہیں کہ ان سے پتہ چلتا ہے کہ لکھنے والے کاتبوں کا طرز زندگی کیا تھا۔ ان میں سے بیشتر خطاط پڑھے لکھے ہوتے اور بیشتر ملازمت میں ہوتے۔ بعض خطاط صرف معاوضہ پر خطاطی کرتے۔ ایران میں مسجد، مقابر اور دیگر عمارتوں پر خطاطی سے سجانے کا رواج چلے آتے ہیں۔ وہ بارہویں صدی سے وسط ایشیا کے اثرات لیے ہوئے ہیں۔ برصغیر میں اس امر سے واقف تھے جہاں مسلمانوں کی آمد ہوئی تب تک جاری معماری سے۔ مغلوں سے قبل زیادہ تر کتبات اپنے زمانے کے مذہبی رجحانات اور نظریات کے حامل ہیں اور زیادہ تر قرآنی آیات ملتی ہیں۔ مغلوں سے قبل بھی کتبات کا فن درست کا رواج ہو چکا تھا۔ (۸۲)

بہر حال مذہبی نوعیت کے کتبات کا آغاز اس وقت ہو گیا تھا جب مسجد نبوی میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے لکھوایا تھا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ ایسے کتبات سب سے زیادہ تعداد میں ملتے ہیں۔

شخصی نوعیت کے کتبات

شخصی نوعیت کے کتبات میں ایسے کتبات آتے ہیں جو کسی شخص نے ذاتی حوالے سے لکھے گئے ہوں جیسے مکانوں اور شہروں پر کندہ کتبات، ایسے کتبات جو شہروں میں بڑے مکانوں اور قبرستانوں میں قبور و مزارات پر ملتے ہیں جو کسی ایک فرد کی ذات سے وابستہ ہوتے ہیں۔

معلوماتی کتبات

ویسے تو ہر کتبہ کسی نہ کسی طرح معلومات مہیا کرتا ہے مگر بعض کتبات ایسے مختصر مگر جامع ہوتے ہیں کہ ان کے پیچھے عمارت کی پوری تاریخ پوشیدہ ہوتی ہے جیسے مسجد نیویاں کا کتبہ جو آج کل لاہور عجائب گھر اسلامی گیلری کی زینت ہے جسے راقم الحروف نے ۱۹۹۰ء میں لاہور عجائب گھر میں جمع کرایا تھا۔ اس میں مسجد بنانے والے کا نام، مسجد کی تاریخ بنا اور کاتب کے بارے میں مفید معلومات ملتی ہیں۔

حاکم کے حکم سے لکھے گئے کتبات

اس قسم کا پہلا کتبہ مسجد ... میں ہے جو ... کے دور کا ملتا ہے جس پر فرمان درج تھے۔ اس طرح انہوں نے عمارت کس پر بعد مذہب کے بارے میں ہدایات درج تھیں۔ (۸۳) آج بھی جب کبھی کسی سرکاری عمارت ... یا سرکاری عمارت یا خود عامہ کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا جاتا ہے تو اس کے ذریعے کتبہ لگایا جاتا ہے۔

یادگاری کتبات

ان کتبات میں کسی خاص واقعہ کی یاد میں کتبات لکھوائے جاتے ہیں۔ مثلاً ... کے ہاتھوں ... کے بارے میں ایک یادگاری واقعہ کا ... ہے جس میں ... میں ... ۱۹۴۰ء میں ... پاکستان منظور ہوئی ... پاکستان ... قرارداد ... آج اسی ... کتبات ... لاہور کے حافظ محمد یوسف سدیدی اور محمد اقبال ان کے ... اور ... نے کتابت کیا۔

نشاندہی کرنے والے کتبات

یوں تو تمام کتبات ہی کسی نہ کسی واقعہ کی نشاندہی کرتے ہیں مگر اس طرح کے خاص کتبات میں جنگوں میں شہداء کی یادگاری یا اہم اور مقام شہادت پر لکھوا کر لگوا دیئے جاتے ہیں۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں لاہور کے ... شہید ... حافظ محمد یوسف سدیدی نے ... کتبات ... اور دیگر ممالک میں موجود ہیں۔

سڑکوں پر کتبات

بعض اہم شاہراہوں کے ... کتبات ملتے ہیں ... شاہراہ ... کے ... میں ہے ... (۹۰)

آج بھی اسی طرح لاہور میں ... سڑکوں کے ... ہوتی ہے۔

کتبات قبور

کتبات قبور ایک ... اہمیت ... تاریخ ... وفات ... اور ... کے بارے میں روشنی ڈالتے ہیں۔

بعد ازاں ... قبور ... اور ... پر ... کتبات ... ۱۵۱ ... ۲۹۵ھ/۱۱۰۷ء ... (۸۶) ... ۱۰۳۹ ... (۸۷) ... (۸۸) ... ۱۰۸۸ھ/۱۶۷۷ء میں ... الصوفی امین الدین کے مزار پر ... موجود ہیں اور آیات ان کتبوں میں ... نظر آتی ہیں۔

"In lay work at cenotaphs they flow rhythmically on the mural surface. The finely woven texture hangs around the arch like a bejewelled neclace,over the bosoma of fair damsel "(89)

"قبروں کے تعویذوں کی سطح پر مدغم ہوئے ہوئے الفاظ موسیقی کی لہروں کی طرح سریلے ہوتے ہیں۔ محراب کے ارد گرد نفیس صورتی کے ساتھ لٹکتے ہوئے الفاظ کی خوبصورتی دوشیزہ کے گلے میں پڑے ہوئے جڑاؤ ہار کی طرح لگتے ہیں۔"

اس ضمن میں کوفی یا ثلث طرز کے شواہد نہ پائے جاتے ہیں۔

جہاں تک کتبات قبور کا تعلق ہے پاکستان میں سب سے بڑا قبرستان یا شہر خموشاں مکلی ضلع ٹھٹھہ میں واقع ہے۔ یہ قبریں سمہ دور سے مغل دور تک کے ادوار سے ہیں۔ اور ان قبروں کی خطاطی زیادہ تر نستعلیق ثلث اور طغریٰ طرز کی ہے۔ یہاں ۴۰۰ کتبات موجود ہیں۔(۹۰) اس کے علاوہ لاہور میں مختلف قبروں کے کتبات میں صاحب قبر کی تاریخ پیدائش تاریخ وفات رومی، حافظ اور جامی کے فارسی اشعار اور قرآنی آیات ملتی ہیں۔ ان میں (تاریخ نویسی یا تاریخ گوئی) chronogram کی اور عربی بھی ملتے ہیں۔(۹۱)

بقول پروفیسر محمد اسلم مرحوم لاہور خطاطی کا ایک عظیم مرکز رہا ہے اور یہاں کے قبرستانوں میں امام ویردی، منشی عبدالمجید پروین رقم، منشی دین محمد، محمد صدیق الماس رقم، منشی تاج الدین زریں رقم، حافظ یوسف سدیدی اور سید نفیس رقم کے لکھے ہوئے کتبے موجود ہیں جنہیں محفوظ کر لینا چاہیے کیونکہ مستقبل میں ان کے پائے کا خطاط ابھرتا نظر نہیں آتا۔(۹۲) لاہور کے حوالے سے کتبات کو محفوظ کر لیا جائے تو اس سلسلے میں یہ ایک مربوط کام نہیں ہوگی۔ لاہور میں غزنوی دور سے اب تک بے شمار کتبات موجود ہیں جو آج بھی لاہور کی قدامت اور فن کی عظمت کے گن گا رہے ہیں۔ مصنف نے لاہور کے قبرستانوں کا دورہ کرنے کے بعد ملتان، شیخوپورہ، فیصل آباد، بہاولپور، وزیرآباد، گجرات، راولپنڈی، کراچی جیسے شہروں کے قبرستانوں کا دورہ کیا لیکن لاہور کے علاوہ کسی شہر میں وہ ذخیرہ نہیں پایا گیا ہے جو بھی اچھے اچھے کتبوں پر ملے وہ کسی نہ کسی حوالے سے لاہور کے خطاطوں ہی کے لکھے ہوئے ملتے ہیں۔

دستخط شدہ کتبات

بعض کتبات سے پیچھے کاتب کے دستخط یا تاریخ بہت اہم ہوتے ہیں۔ ان سے اس دور کے نام اور تاریخ کے بارے میں معلومات ملتی ہیں اور فن کتابت اور کاتب کی تاریخ مرتب کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بعض دفعہ صرف کاتب کا نام ہی تاریخی معلومات مہیا کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔(۹۳) ان کتبات کو پوری معیاری کے لیے دستاویزات کی شکل میں رکھا جا سکتا ہے۔ ان تمام قومیت کے تقاضے کو پورا کرتے ہوئے ایک فن ہے اس کے کتبات مخصوص ثلث اور طغریٰ میں الفاظ کی ترتیب کو اور اس سے مقصد کانٹ و کھوج ترتیب دینا چاہیے۔

تاریخ نکالنا (Chronogram)

بعض کتبات کی عبارت سے تاریخ نکالنا بھی فنی اہمیت کا حامل ہے۔ بعض کاتب خود شاعر ہوتے یا پھر کسی شاعر سے کتبے کی عبارت لکھواتے اور آخری مصرع میں الفاظ اس طرح ترتیب دیے جاتے کہ ان کے مجموعے سے جو عدد یا اعداد بنتے وہ اس واقعہ کی تاریخ بناتے۔ اس سے کتبے کی اہمیت اور دوچند ہو جاتی۔ اس نظام کے تحت ہر حرف کی عددی قیمت ہوتی ہے جسے ابجد کہا جاتا ہے۔(۹۴) یہ عبارات زیادہ تر کتبات قبور، مساجد، مقابر، عمارات کے کتبات میں دی جاتی ہے۔(۹۵) تاریخ نکالنے کا طریقہ اگرچہ جزوی یا بینظیر ترکیب مغرب کی میں بھی رائج ہے مگر مشرق میں یہ طریقہ زیادہ عام ہے۔ برصغیر میں یہ طریقہ مغل ایران سے

اے۔ (۹۶) بعض مشہور کاتب اور خوش نویس خود بھی اچھے شاعر اور ادیب اور محقق ہوتے تھے اور جو ان متنوں میں ذخیرہ ایسے بہت سے قسم کے کاتبوں کے متعلق معلومات بہم پہنچاتے ہیں۔ (۹۷) مثال کے طور پر ۱۶۰۱ء میں ابوالحسن خراسانی کا ابن عبداللہ الحسینی مشکین قلم نے ۱۰۱۵ھ/۱۶۰۶ء میں لکھا اس کی تاریخ "قرنی صبح ..." کا شعر لکھا ہے "سے نکلتی ہے۔ (۹۸)

لاہور میں کتبات

لاہور میں عمارتوں کا جو حصہ ... قدیم حصوں کے تحت ہے اور مساجد کتبوں کی تاریخ اور ان کے ... کی داستان رقم کرتے ہیں۔ ان میں چند عمارتیں ایسی بھی ہیں جو محکمہ آثار قدیمہ پاکستان کی حفاظت میں ہیں اور بعض عمارات ... ہیں یا محفوظ ہیں جن پر کتبات موجود نہیں ہیں انہیں نظر انداز کیا ... [illegible]

مذہبی اہمیت کی عمارات میں اور ان مساجد ... ہیں ... [illegible]

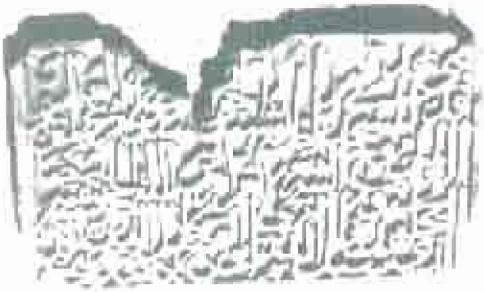

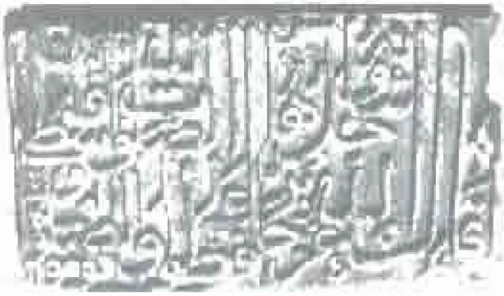

مساجد

لاہور میں مساجد کے حوالے سے سب سے پرانا کتبہ اکبری مسجد کا ہے۔ ... جو ... ہیں (ق۔۹۰۸) اور اتفاق ... ہیں۔ یہاں کل تین کتبات ... تھے (۹۹) اور یہ مسجد اکبر کے ابتدائی دور حکومت میں بنائی گئی ۹۶۴ھ/۱۵۵۶ء۔۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء ... اور ... ۱۰۴۸ھ/۱۶۳۸ء میں اس کی مرمت ... ۱۸۹۷ء میں تیسری مرتبہ اور ۱۹۹۱ء میں چوتھی مرتبہ اس کی مرمت ہوئی یہ مسجد بالکل ... ہوچکی ہے اس تعمیر کے دوران مصنف نے ایک ... اکبری دور کے دو کتبات کے ... تھے اور ... کے تعاون سے یہ کتبات لاہور عجائب گھر پہنچائے۔ ان کتبات کا سائز ۳۰×۵۰ سینٹی میٹر اور ۵۱×۲۹ سینٹی میٹر ... ہوئے لکڑی کے ... پتھر سے تیار کیے گئے تھے۔ آج کل یہ کتبات لاہور عجائب گھر میں ۱۹۸۷ء۔۱۹۸۸ء ... ۵ ... ۱۹۹۱ء ... کے ذخیرہ میں درج ہیں۔ ان کتبات پر ... (۱۰۰) ... کتبات کے ... کے بارے میں ... نے تنقیح کی ہے (۱۰۱) ... مسجد ... ہیں۔ (۱۰۲) ... واقع ہے ... (۱۰۳)

مسجد خراسیاں کا کتبہ

راقم الحروف نے ایک ... مسجد خراسیاں ... لاہور عجائب گھر میں اپنی ملازمت کے دوران ... [illegible]

[illegible]

کے عہد میں مشکین قلم کا خطاب ملا تھا (۱۰۳) عبدالکریم کی [illegible] جہانگیر نے تزک میں بیان کی ہے (۱۰۵) اس کتبے کا سائز ۳۲x۳۳ انچ ہے [illegible] حروف میں [illegible] کیا گیا ہے۔ (ش ۱۱۰) کتبے کا Layout [illegible] خصوصیات [illegible] عبداللہ مشکین قلم [illegible] (۱۰۶) [illegible] عبداللہ مشکین قلم [illegible] (۱۰۷) [illegible]

[illegible] (۱۰۹) [illegible] ۱۰۱۰ھ میں [illegible] ۱۶۱۵ء [illegible] ۱۶۰۹ء [illegible] (۱۱۱) [illegible] (۱۱۲) [illegible] Chronogram [illegible] عبداللہ [illegible]

مسجد مریم زمانی

یہ مسجد [illegible] دروازے سے [illegible] قلعہ [illegible] میں واقع ہے۔ اسے جہانگیر کی والدہ [illegible] نے ۱۰۲۳ھ/۱۶۱۴ء میں تعمیر کیا تھا۔ اسے بیگم شاہی اور مریم زمانی مسجد بھی کہا جاتا ہے [illegible] عبداللہ مشکین [illegible] (۱۱۳) [illegible]

مریم زمانی مسجد [illegible] عبداللہ مشکین [illegible] مریم زمانی مسجد کے [illegible] دروازے [illegible] ۱۰۲۳ھ/۱۶۱۴ء [illegible]

عبداللہ الحسینی کی متعدد وصلیاں ۱۷۰۹ء میں ملتی ہیں۔ (۱۱۴)

مسجد وزیر خان

حکیم علیم الدین کو ۱۰۴۱ھ/۱۶۳۱ء میں پنجاب کی صوبیداری پر مامور کیا گیا۔ اس نے بہت سی عمارتیں بنوائیں (۱۱۵) مسجد وزیر خان اندرون شہر کے گنجان آباد حصے دہلی دروازے سے چوک رنگ محل اور موچی دروازے سے ایک ہی فاصلے پر واقع ہے مسجد کے باہر مشرق کی طرف ایک وسیع چوک ہوا کرتا تھا۔ اس وقت چوک کے تین طرف دروازے تھے مشرقی دروازہ چٹا دروازہ کہلاتا ہے۔ دوسرا دروازہ شمال میں مسجد اپنا آنحضرت کی حویلی سے ملحق تھا۔ تیسرا دروازہ مسجد کے شمال زینے کے پاس ہے وزیر خان نے شہر کی وسطی کیفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ عظیم الشان مسجد بطور ایک اسلامی درس گاہ حضرت شیخ سید محمد اسحاق گازرونی المعروف میراں بادشاہ متوفی (۸۶۷ھ/۱۳۸۰ء) بعہد فیروز شاہ تغلق کے مقبرے کے ارد گرد تعمیر کرائی۔ مسجد کے صدر دروازے کے اوپر خط نستعلیق میں۔

الفضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱۰۴۵ھ نہایت جلی قلم سے خط نستعلیق میں لکھا گیا

مسجد کی بنیاد ۱۰۴۲ھ/۱۶۳۲ء میں رکھی گئی۔ بعد تکمیل ۱۰۴۵ھ/۱۶۳۵ء میں ہوئی مسجد کی ڈیوڑھی میں چھت کے نیچے چاروں کونوں پر چھوٹے چھوٹے شہ نشین اور گلی کی دونوں جانب حجرے ہیں۔ مسجد کی محرابوں پر قرآنی آیات، احادیث، پنجتن پاک کے اسما، عبارات لکھے گئے تھے۔ جو نقاشی اور کاشی کاری کا بہترین نمونہ ہیں۔ درمیانی محراب پر خط ثلث میں آیت الکرسی لکھی ہے۔ یہ کتبات حاجی یوسف کشمیری نے ۱۰۴۲ھ/۱۶۳۲ء میں لکھے۔

مسجد وزیر خان اپنی مضبوطی، استواری، کاشی کاری، منبت کاری، سجاوٹی خشت کاری کے کاموں کی وجہ سے شہرت دوام حاصل کر چکی ہے۔ اس مسجد کو لاہور شہر کا زیور Jewel of Lahore کہا گیا ہے۔ عبداللہ چغتائی کے مطابق

"ہر نقش کے ہمراہ اسلامی خط میں وہ کمال دکھائے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔" (۱۱۶) بڑے دروازے سے اندر داخل ہو کر جب صحن میں آتے ہیں تو دروازے کے اوپر یہ شعر نستعلیق جلی میں لکھا ہے۔ (ج۔۱۱)

محمد عربی کابروئے ہر دوسرا است ... کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

نستعلیق کے کتبات محمد علی کاتب، تجلد ثلث کا حاجی یوسف کشمیری محمد شریف کا تبوں نے کتابت کیے۔ (ج۔۱۱، ۱۲، ۱۳)

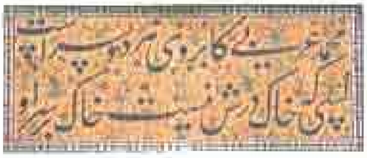

ج۔ ۱۱

ج۔ ۱۲

ج۔ ۱۳

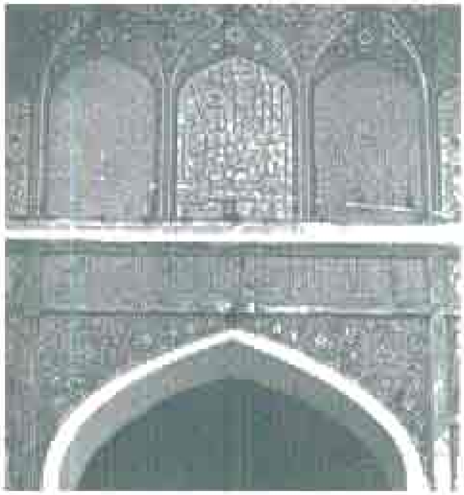

مسجد خواجہ مقبول

شاہ جہاں کے عہد کی بہت خوبصورت مسجد جو اندر اور باہر کاشی کاری اور رنگین نقش و نگار سے مزین ہے لیکن انتہائی خستہ حالت میں ہے۔ عالم میر ایک سے متصل ذوب کی طرف واقع ہے عوام الناس اور بعض کی نسبت سے اسے دینا ناتھ کی مسجد کہتے ہیں۔ (۱۱۸)

مسجد کے دروازے کی محراب کے اوپر کاشی کاری میں لکھا ہے کہ اسے کسی امیر مقبول نامی نے تعمیر کیا ہے۔

باہتمام خواجہ مقبول باتمام رسید

اس مسجد کی دیواروں پر رنگین کاشی کاری کا کام ہے۔ سب سے زیادہ دلچسپ کے کتبات آیات قرآنی و احادیث سے بھی آراستہ کیا ہے۔ اس کے کتبات میں سورۃ البقرہ کا آخری رکوع درمیانی طاق کے اطراف میں سورہ یٰس اور شمالی میں سورہ الشمس کی قطعات اور ثلث میں کاشی کاری میں کتابت کیا گیا ہے۔ (۱۲۰) درمیانی حصہ میں مندرجہ ذیل عبارت محمد حبیب اللہ محمد ابوبکر عمر عثمان علی حسن حسین لکھے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت تمام تہی کی نقل اس سے پیشتر مسجد وزیر خان ۱۰۵۱ھ میں کی ایوان کے دو طرفی میں نکلی ہے۔ جہاں وہ سب سے اس سے کی قدر احترام اور شغف کی علامت ہے۔ ایوان کے دونوں میں جہاں عام طور پر مسجد کا کاریگر کی آوٹی ہے وہاں دائیں اور بائیں مندرجہ ذیل الفاظ کاشی کاری میں لکھے ہیں۔

دائیں: باہتمام خواجہ مقبول تمام رسید   بائیں: بتاریخ اتمام ۱۰۶۹ھ

مسجد صالح محمد کمبوہ

یہ مسجد اندرون شہر موچی دروازے کے اندر محلہ میں واقع ہے۔ اسے محمد صالح کمبوہ نے ۱۰۶۹ھ/۱۶۵۹ء میں شروع کرائی اور ۱۰۷۰ھ/۱۶۶۰ء میں مکمل ہوئی۔ شاہ جہاں کے عہد کے مصنف نے یہ مسجد اپنی حویلی سے متصل بنوائی۔ (۱۱۹) اس کے کتبات طغرائی میں کاشی کاری کا عمدہ نمونہ ہیں۔

مسجد کے دروازے پر مندرجہ ذیل قطعہ خط نستعلیق میں لکھا ہوا ہے۔

بانی این مسجد   بندہ آل محمد صالح است

سال ... (۱۲۰)

مسجد کے اندر کے درمیانی محراب پر اس خط نستعلیق کے ایک فارسی منظوم کی قدر ضائع ہو چکا ہے۔

...	صحن ... و نقش انگشت حیرت در دہان
... باشی ... طاہر ...	نقش ... طاعت از نوحہ گان میان
... ایمان ...	... مستجاب ... این گمان
... لیک ... قدر ...	... عاشق ... این آستان
... قطعہ شمع ...	... اات ... ہاں

کہنہ درمیانی محراب پر

"الحمد والمنۃ کہ این مقام محمود این کعبہ مقصود ... بطاق آفتاب ایاب از نور است ... تا
تمام از پیشانی نورانی ہر محراب ... مانند نہیں روشنی گیہ ان ... آبادیہاں ... منیف مسجد ... الواحد ...
صادق برمز ظہور و حسن سعی فدوی آل محمد صالح در سال ... ہجری صورت اتمام یافت امید کہ
متقاضی ورشی نیت علت رفیع بانی حسنات باقی ... وسیلہ قبول ... حصول مرضیات حضرت واہب
العطیات ... تاجیہ ہر نیک بخشی کہ ... این محمود از بیت المعمور نورانی ... مانند ... بشادروئے ...
تمیں حلال و بروئے ترقی کرامت ... است ... حاجت مند کہ درین ... فیض الحال بلند ...
آرزوہائے دلش پیش از حرکت لب ... بدرجہ حصول انجامد۔"

اس کی درمیانی محراب کی مدول پر اس کے متعدد پادائقے اور محراب کے بیچ کلمہ توحید لکھا ہے اور اس کلمہ کے ...
۸ھ اور اس حقن کلمہ کے ابتدا میں "اللہ والی" اور آخر میں "اللہ شافی" الگ پوشکس میں لکھا ہے۔

اللہ والی الفضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۸۰۰ ... و اللہ شافی

اور اسی محراب کے اندر کی محراب کے حلقے کے مدول پر مشہور شعر ہے۔

محمد عربی کا بروئی ہر دوسرا است ... کہ خاک درش نیست خاک برسرِ او

جنوبی محراب پر یہ اشعار ہیں

آسمان فیض را صبح سعادت برتوی ... آفتاب نورانی طاعت پیشگاں
دار امین ... الحمد را فیض ترم ... رحمت ... ساکنان ... منظر امان
مسجد ... نیست ... امانش ... خلوت ... روحانیوں را صبح باید ... قوان
رایگاں فیض سوئی را ... داری ... حاجت ... یاں ... قرن پیش ازاں
بنمازت صورت اتمام نقش شدہ ... ازآتش را ... بامداد ...
... ہمیشہ قبلہ اسلام ست کعبہ است ... قبلہ گاہ مومناں ... جاوداں

متعدد پادائقت خوبصورت نستعلیق میں ہیں۔ ان ... الحمد یا الملک شاہ میں بھی ہیں۔ مگر ان تمام نقاشات کے
خالق خطاط کا نام درج نہیں ہے۔
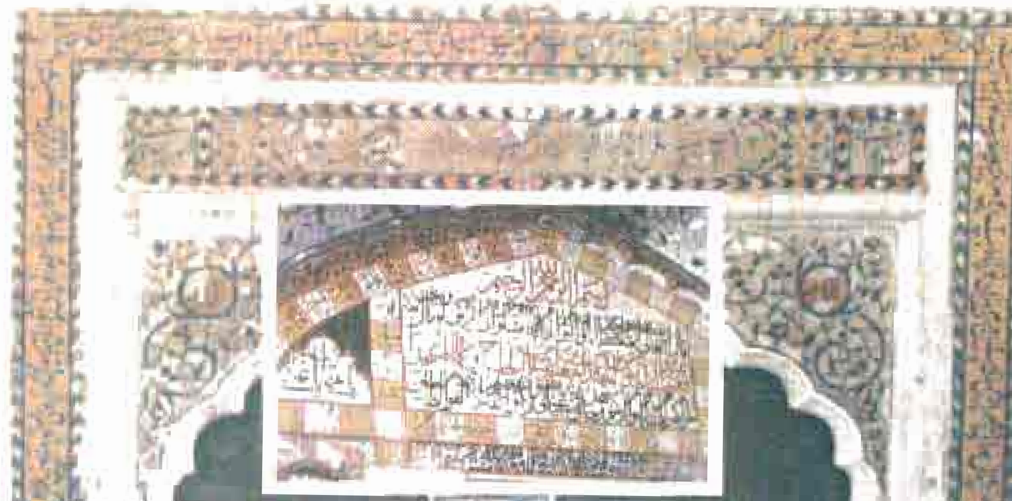
مسجد چڑیاں والی

مسجد کی دو بڑی محراب پر شمالی محراب کے مطابق درمیان میں خط نسخ میں

وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا

اور اس آیت کریمہ کے دائیں اور بائیں یہ شعر خط نستعلیق میں ہے۔

خشت از فرش مسجد کردوان — چوں ماہ دہد ساعتہ مہراں نورانی

اور اس کے برعکس حرف ذیل کے اشعار اعلیٰ نستعلیق طرز میں لکھے ہیں۔

این در اتباد نقش کاشی بست — گل از نقش تو بہار شکست
پدو مہابل درون ماہ وطن — از پئے سجدہ شدہ جبیں ہم نشیں
بہری کردہ جہرہ شدہ مسائل — کہ بلند است چوں زمین سخن
شاہداں مشہور برکری — فرش از بیت کہ سب بری
سال این بیت جامع تمع — بود جتی بعلم حق مدرسہ
جمع سالکاں راہ الہ — جامع کہ از ال سواد ۱۰۸۰ھ

سید لطیف و کنہیا لال نے اس مسجد کے مشرقی دروازہ پر تاریخ جو اب تبدیل ہو چکا ہے مندرجہ ذیل شعر نقل کیا ہے۔

طرفہ معمار خرد تاریخ سال — گفت بنیا مسجد از فرازخان (۱۱۲۷ھ)

جس سے تاریخ ۱۰۹۴ تعلیق ہے۔ کہ یہ شعر آج موجود نہیں تاہم اب بھی تین تاریخیں مزید پڑھی جا سکتی ہیں۔ شمالی محراب کے تینوں اطراف کے علاوہ یہ شعر خط نستعلیق میں درج ہے۔

این مسجد جہاں کر سوختن و ہنانیت — در حق نقل نعمت ددنیت

اور اس کے دو مصرعوں کے درمیان خط نسخ میں لکھا ہے۔

انما یعمر مساجد من امن باللہ بالصمد المساجد ۱۰۷۹ھ

اس کے علاوہ محراب کے اطراف میں مندرجہ ذیل اشعار نستعلیق میں لکھے ہیں۔

مسجد قمر پروازہ — فلک پرواں آسماں تازہ
تابدن افتاب جلوہ طور — چشم بدار تجلی او دور
چوں ز تاب جہاں ... پیا، نمود — بیند کہ مشق تو بہار شدہ
از رونق جبیں ... شدان — تیغ امید از رہ مندان
تیلہ از اشارہ آید — حق اوکار تیغ ہم عطا
خوش صاحب کہ آیدا — چو خوش بہ اوج ماہ بود

اس محراب اور درمیانی بڑی اونچی محراب کے درمیان جگہ کا فاصلہ دیوار اور چوکھٹوں میں تقسیم ہے ان میں سے سب سے نیچے کے مرقوم صورت طاق میں مسجد وزیر خان کی طرح کاشی کاری میں احادیث نبوی ﷺ مرقوم ہیں۔ درمیانی اونچی محراب کی محراب پر اعلیٰ کاشی کاری پر خط نستعلیق میں سفید زمین پر کالے نیلے حروف میں لکھا ہے۔

... بہشت یا طلعت ... صاحب لولاک مستور مانند ... زندگانی بر آب است وفنا در محراب ... حسن عمل است و قاطع ... الاعمال ہو شیار ... کہ ... اساس ... زمانہ ... اللہ ... جاری انہار ... انجام ... ساعت و خوش وقت ... چشم از خواب غفلت ... اجابت ... اللہ تعالیٰ ... الاحسان ... یافتہ ... صلوۃ

جماعت کہ بفضل و وجہ از فی اصل است و القربت الی اوراد است و افضل و کلمہ امن کہ از دنیا و ما فیہا اولی است بجید روزگار ایں احقر منعم العبد العبد الجیج و ثم الحجش م اتمام رسید ہذا مسجد الشیخ و بوہیم الخمیس و البدا المفیض کتبہ میر مرتضیٰ" (۱۲۳)

یہ کتبہ اندر اور آخر سے آج ضائع ہو چکا ہے بلکہ درمیان میں بھی خاصا ماہر پڑ چکا ہے اس سے نیچے محل پر کلمہ طیبہ خط ثلث میں یوں درج ہے۔

افضل الذکر لا اله الا الله محمد رسول الله حقا

اسی طرح اس پر تین تاریخیں مرقوم ہیں۔ شمالی محراب پر ۱۰۷۹ھ اور درمیانی محراب کے کتبے میں "معمم الخیش" ۱۰۸۰ھ جنوبی محراب پر آخیر میں ۱۰۸۰ھ اس طرح بآسانی اس کا تعین کیا جا سکتا ہے کہ مسجد کی بنیاد ۱۰۷۹ھ میں رکھی گئی اور ۱۰۸۰ھ/۱۶۷۱ء میں مکمل ہوئی۔ جب پایہ تکمیل کو پہنچی تو اسے "معمم الخیش" سے تعبیر کیا گیا جس سے ۱۰۸۰ نکلتا ہے کہ اس وقت مسجد مکمل ہوئی۔

بادشاہی مسجد

یہ مسجد ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۳ء میں فدائی خان کوکلی کی زیر نگرانی ہوئی تھی اس کی پیشانی پر مندرجہ ذیل کتبہ نصب ہے۔
"مسجد ابوالظفر محی الدین محمد عالمگیر بادشاہ غازی بسعی ۱۰۸۳ھ و چہار جہم فی اتمام یافت" خط ثلث سے جبکہ
"باہتمام کمترین خانہ زاد ایں فدائی خان کوکہ" نستعلیق میں ہے۔

مسجد نواب زکریا خان

یہ مسجد نواب بہادر زکریا خان اور عبدالصمد خان نے تعمیر کرائی۔ (۱۱۳۳ھ) حاجی بابا کی بیگم پورہ میں احاطہ حضرت مادھو لال حسین کے جنوب مغرب کی طرف ایک قدیم مسجد موجود ہے۔ یہ آج کل نہایت خستہ حالت میں ہے۔ اس کے کتبے اور درمیان میں بسم اللہ اور کلمہ شریف کاشی کاری میں لکھے گئے ہیں۔ (۱۲۴)

مسجد امام الدین شیخ

موچی منڈی کے پاس محلہ مہدی میں مسجد نواب امام الدین خان پسر شیخ محی الدین نے ۱۲۶۲ھ/۱۸۴۵ء میں بنوائی اس کے کتبات امام ویردی نے لکھے۔ امام الدین کی والدہ اور خود امام الدین کی قبر کا کتبہ بھی امام ویردی نے ہی لکھا تھا۔ والدہ امام الدین شیخ کی قبر کا کتبہ آج تک بی بی پاکدامن کے قبرستان کے احاطہ میں موجود ہے جبکہ امام الدین شیخ کی قبر کا کتبہ موجود نہیں۔ (۱۲۵) اس مسجد میں امام ویردی کے لکھے ہوئے کتبات آج بھی ان کی داستان سنا رہے ہیں تاہم اوقاف اہلکاروں نے ان کتبات میں بیشتر جگہوں پر سوراخ کر دیے ہیں۔ (۱۲۶) درمیانی محراب کے اوپر ایک اندر سنگ مرمر کی لوح نصب ہے جس پر کلمہ شریف خط نسخ ہے جو کہ خاص لاہوری طرز میں ہے۔ مسجد کے اندر نہایت عمدہ منقش چھت قابل دید ہے لیکن تین درجے کی گنبدی چھت تعمیر ہوئی ہے درمیانی گنبد کے چاروں طرف چار اشعار اور آخر میں خط نستعلیق لکھا ہے۔ جناب شیخ امام الدین کی قبر کا کتبہ جو کسی قبرستان واقع گنج بخش میں ہوا کرتا تھا وہ بھی امام ویردی نے لکھا تھا۔

مسجد نور محمد ایمان والی

یہ مسجد راجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں نور ایمان والا نے ۱۲۳۹ھ میں بنوائی یہ شخص حلوائی کی دوکان کرتا تھا۔ مسجد کشمیری بازار کے مشرقی سرے پر پرانی کوتوالی کے دیوار کے ساتھ ہے۔ باب مغرب میں مسجد کے ماتھے پر سنگ مرمر کی ایک لوح نصب ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوة الجماعة تفضل علی صلوة الفذ بسبع وعشرین درجة
باقی عقبی ز زر فانی
چو مسجد قبله گاه عارفان و معبد نیکان
بدنیا از امام الدین بنا شد
مسجد از خدا

نور محمد بعطائے کریم — ساخت مسجد چو فلک مستقیم
جست تاریخ بناش خرد — ہاتف گفتا زہی اجر عظیم
سنہ ۱۳۳۹ھ

مسجد ثانی نور محمد ایمان والا

یہ مسجد گلی کشمیری بازار لاہور میں واقع ہے مسجد کی دیوار باب جنوب (بازار کی طرف) نستعلیق میں اشعار لکھے ہیں۔ نیز سنگ مرمر کی سل پر نستعلیق میں کلمہ شریف یوں درج ہے۔ افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ نیز نور محمد یہ مسجد آراستہ ۱۲۹۵ھ کتبہ امام بخش۔ اس کتبے کی کتابت امام بخش کاتب نے کی۔

مسجد بوکن خان

داخل محلہ موچی دروازہ میں رنجیت سنگھ کے عہد میں بوکن خان داروغہ اصطبل رنجیت سنگھ نے ۱۲۳۵ھ/۱۸۲۱ء میں ملک محمد بخش کی نگرانی میں بنوائی۔ اس کا کتبہ یوں ہے۔

اللہ محمد

چون بوکن خان والا منزلت — کرد بنا این مسجد والا احترام
بہر تاریخش ہاتف گفتہ — کعبہ ثانی بنا شد این مقام

مسجد کریم بخش

یہ مسجد میاں کریم بخش ٹھیکیدار بارک سرحدی کی تعمیر کردہ ہے جو لاہور کے معروف مقام تکیہ سادھواں میں ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء میں تعمیر کی گئی۔ (۱۴۷) یہ مسجد شہید کر کے از سر نو تعمیر کر دی گئی ہے۔ اب یہ کتبے ضائع ہو چکے ہیں۔

باہر کے بیرونی دروازے پر

کردہ است کریم بخش ز الطاف کریم — این خجستہ مسجد عالی تعمیر
سرور پے بنای مسجد گاہ والا — این گفتہ کہ این مسجد عالی تعمیر

اندرونی دروازہ پر

این بیت حق کہ کرد بنایش کریم بخش — ہر دم بود وسیلہ غفران او کہ است
سال بنایش خرد و آمد ندا الخطیب — کعبہ بنا ثانی مکان مقدس است
۱۳۰۳ھ

ماتھے پر۔ افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ درج ہے۔

مسجد بہاول خان عباسی

چوک کالج لاہور میں نواب بہاولپور محمد بہاول خان عباسی نے ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء میں یہ مسجد تعمیر کی جس میں سنگ مرمر پر خطاطی کے کتبات موجود ہیں۔ (۱۴۸) کا مثلث میں بسم اللہ الرحمن الرحیم (دوسری جانب) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ مثلث میں فالحکم للہ العلی الکبیر نیز نستعلیق میں منظوم کتبات ہیں۔

چو نواب مبارک فر بہاول خان عباسی — بنا کرد است این مسجد تعالی اللہ چہ زیبا شد
بگفتہ ہاتف صادق بہائے سال تعمیرش — زہے اللہ بہاول خان حرم شد تا ابد

مسجد چوہڑ عبدالجلیل

میکلوڈ روڈ پر دفتر روزنامہ زمیندار کے قریب میں ایک پرانی مسجد ہے جسے اکبر بادشاہ کے عہد میں شیخ چوہڑ بندگی عبدالجلیل نے تعمیر کروایا۔ عرصہ بعد موجودہ مسجد سردار جھنڈا سنگھ سندھانوالیہ نے باہتمام غلام محی الدین شاہ قریشی جو حضرت عبدالجلیل کی اولاد سے تھے ۱۲۶۰ھ میں تعمیر کرائی تھی اس کا قطعہ تاریخ بیرونی دروازہ کے اوپر پتھر کی سل پر نستعلیق میں کندہ ہے۔ (۱۲۹)

مکان عابدو قطب عالم چو از تعمیر تو زینت پذیرفت
بتاریخ بنائش ہاتف غیب ہماے از غلام محی الدین گفت

مسجد نقیباں

مسجد چوہڑ عبدالجلیل سے ذرا آگے جنوب کی طرف ایک اور قدیم اور عالی شان مسجد ہے جسے لوگ مسجد نقیباں کہتے ہیں۔ ۱۸۴۵ء کے بعد یہ مسجد مسلمانوں کو واگذار ہوئی۔ اس مسجد کے ستون پر آیت الکرسی خط ثلث میں لکھی ہے۔ جب کہ اندرونی محراب کے اوپر نمایاں طور پر مندرجہ ذیل آیات قرآنی لکھی ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام

اسی طرح ستون اور جنوب کی محرابوں پر ذیل کی حدیث مرقوم ہے۔ (۱۳۰)

''المؤمن فی المسجد کالسمک فی الماء والمنافق فی المسجد کالطیر فی القفس''

ڈانگراں مسجد

یہ مسجد بیرون موچی دروازہ (محلہ ...) واقع ہے جسے محمد بخش کھیدار نے اپنی والدہ زیب النساء کے ثواب کے لیے ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں بنوایا اس کا نقشہ غلام جیلانی نے بنایا۔ اس کے کتبہ پر یوں تحریر مرقوم ہے۔ (۱۳۱)

اور مطول میں الملک اللہ الکریم کے حروف لکھے ہیں جبکہ نستعلیق میں مندرجہ ذیل عبارات ہیں۔

ہمشا مسجد بنا ہر ماہ زیب النساء در آن بخش محمد بخش فرزندش بنا کردہ
پئے تاریخ تعمیرش ... ثواب ... ہاتف خوشگو ۱۳۲۵ھ

مسجد شہدا

یہ مسجد لاہور کے مشہور رنگ محل چوک کی خوبصورت عمارت ہے جس کے کتبات اردو کے مولانا محمد یوسف سدیدی کے زور قلم کا نتیجہ ہیں۔ جو ۱۹۰۰ء میں لکھے گئے ان کی صورت یوں ہے۔ (ش ۱۲، ۱۲الف)

جامع مسجد منصورہ

ملتان روڈ لاہور میں واقع نہر والی جماعت اسلامی کے زیر اہتمام مسجد بنوائی گئی۔ جس کے کتبات بیرونی دیواروں پر ثلث میں قرآنی آیت اور اندرونی دیواروں پر خط کوفی میں آیت الکرسی حافظ محمد یوسف سدیدی کے زورِ قلم کا نتیجہ ہیں۔ (ش ۱۸، ۱۹) لاہور میں اس قدر جلی قلم میں خطاطی اور کسی مسجد پر نہیں ہے یہ کتبات دیواروں پر سیمنٹ کے ذریعے لکھے گئے ہیں جو ایک کلومیٹر کے فاصلے سے صاف پڑھے جا سکتے ہیں۔ یہ تمام کتبات جماعت اسلامی کے رکن فیض الرحمان ہمدانی کی زیر نگرانی مکمل کرائے گئے۔ انہیں دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ حافظ یوسف سدیدی نے عمارتی خطاطی کو چودہ سو سال بعد پھر سے زندہ کر دیا۔

ش ۱۸

ش ۱۹

مسلم مسجد لوہاری دروازہ

اس مسجد کا نام مولانا محمد بخش مسلم کے نام پر رکھا گیا۔ ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء میں تعمیر ہوئی اور مولانا محمد بخش مسلم تاحیات اس کے خطیب رہے۔ بعد میں اس مسجد میں "مدرسہ العربیہ" قائم کیا گیا۔ جہاں طلباء کو دینی تعلیم دی جاتی ہے اس کا کتبہ حافظ محمد یوسف سدیدی کے زورِ قلم کا نتیجہ ہے۔ جو خط ثلث بغدادی اثرات کے تحت ہے۔

جامع مسجد غوثیہ رضویہ مین مارکیٹ گلبرگ

اس مسجد کا سنگ بنیاد مفتی غلام سرور قادری نے رکھا اور یہاں مدرسہ حفظ قرآن اور حدیث شروع کیا گیا۔ اس مسجد کے کتبات سید انور حسین نفیس رقم کے زورِ قلم کا نتیجہ ہیں۔ ان کتبات میں کلمہ طیبہ اور اللہ محمد ﷺ کے اسم نمایاں ہیں۔ نفیس رقم کے شاگرد الٰہی بخش مطیع نے بھی پوری مسجد کے کتبات لکھے۔ (ش ۲۰)

ش ۲۰

جامع مسجد مسکین پورہ نزد لال پل مغل پورہ

اس مسجد کے تمام کتبات سنگ مرمر پر لاہور کے معروف خطاط صوفی خورشید عالم خورشید رقم کے زورِ قلم کا نتیجہ ہیں جو ثلث اور نسخ میں ہیں۔

جامع مسجد شادمان چوک

یہ مسجد شادمان چوک میں مسجد نبوی کی طرز پر بنوائی گئی اور اس کے تمام کتبات معروف خطاط محمد شفیع انور سیالوی کے زور قلم کا نتیجہ ہیں۔ جو ثلث میں ہیں۔

جامع مسجد فیضیہ فاروقیہ ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء

اس مسجد کو ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء کو نئے سرے سے تعمیر کیا گیا اور اس کا سنگ بنیاد میئر لاہور میاں شجاع الرحمن نے رکھا۔ اس کی خطاطی غلام رسول نے کی جو انتہائی زود نویس خطاط ہفت قلم ہے اور آج بھی لاہور میں عمارتی کتبات اور کتبات قبور زیادہ تر انہی خطاط کے لکھے ہوئے ہیں۔

قلعے

قلعہ اٹک

۱۵۸۱ء میں اکبر نے قلعہ اٹک کی بنیاد رکھی جس پر سنگ مرمر کی تختی پر مندرجہ ذیل عبارت ہے۔

بنا شد از شاہنشاہ عالم شاہ اکبر تعالیٰ اللہ شانہ اللہ اکبر ۹۹۱ھ

قلعہ روہتاس

قلعہ روہتاس کے کتبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوری دور میں خوبصورت کوفی آمیز ثلث کے ساتھ ساتھ ثلث کا رواج بھی تھا جیسا کہ نقش (عبارت) اسی ابراہیم سور ۹۴۳-۱۵۴۲ء کے تعمیر کی عمارت کے کتبات سے ظاہر ہوتا ہے قلعہ روہتاس کی مسجد کے کتبات ثلث کے انداز سے میں بسم اللہ لکھا ہے واضح اسی طرح ابراہیم سور کے مقبرے پر کھدے دار پتھر والی محراب میں اللہ لکھا ہوا ہے۔ (۱۳۲) اس قلعہ کے کتبات بنگال سکول آف خطاطی کے اثرات کے تحت طغری کتبات کی ہیئت پر روشنی ڈالتے ہیں مسجد کتبات کوفی آمیز ثلث اور دیگر کتبات بنگال سکول سے متاثر ثلث میں ہیں۔ (۱۳۳)

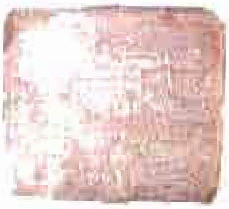

سنگ مرمر کا خوبصورت کتبہ شاہی گیٹ پر نصب تھا۔ مندرجہ ذیل ہے۔ (۱۳۴)

ہجرت نوشتہ تواریخ سال   بعد چہل ہشت آمد جلال
نصب شد دروازہ وقت قلعہ آباد   شہنشاہ شیر ست عالم قرآن
ثبت عمارت جہاں شد تمام   تماشا کنانید شاہ عطائے

اس کے علاوہ مسجد میں دروازوں کی شکل میں کلمہ شریف اور بسم اللہ کوفی آمیز ثلث میں پھول اور بیلوں کی زمین پر لکھے گئے ہیں جو انتہائی خوبصورت تاثر دیتے ہیں۔ اس کتبہ کے علاوہ دیگر کتبات کی جہانگیر اپنی توزک میں نشاندہی کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

> "مجھے اس عزم کو ۱۰۱۹ھ/۱۶۰۷ء کو دریائے بہت (جہلم) کے کنارے سے کوچ کر کے ایک روز کی مسافت کے بعد روہتاس کے قلعہ پہنچا۔ اس قلعے پر جو شعر کندہ ہوا ایک پتھر پر کندہ کیا گیا ہے اور وہ پتھر قلعہ کے دروازہ پر نصب کیا گیا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس عمارت پر خرچ ہوا ہے جو ہندوستان کے سکے کے مطابق چالیس لاکھ پچیس ہزار روپے ہوتے ہیں۔ اور ایران کے چلن کے مطابق تین ہزار ایک سو تو

ماں اور قرآن کے نسخے کے مطابق جس کو معافی ہو جاتا ہے ایک ادب اثنین اللہ تحریر شدہ روپے سے درا۔ ہوئے ہیں۔" (۱۳۵)

شاہی قلعہ لاہور

قلعہ لاہور کے ہاتھی پول دروازے کے کتبات ۱۰۴۱ھ/۱۶۳۱ء میں مدوّر نستعلیق میں مرقوم ہیں۔ یہ عبدالکریم جہانگیر کا تعلق خود تھا جہانگیر توزک میں لکھتا ہے میرا ارادہ تھا کشمیر کی طرف جاؤں اس نے عبدالکریم معموری کو حکم دیا کہ میری روانگی سے پہلے وہاں جا کر موضع سندھ میں ایسی شاہی عمارات بنائے اور قدیم بادشاہوں کی یادگاروں کی از سر نو تعمیر کرائے (۱۳۶)

مکاتیب خانہ

"مکاتیب خانہ کا کتبہ جہانگیری عہد سے متعلق ہے جو مدوّر نستعلیق کا نمونہ ہے۔ اس کی عبارت یوں ہے۔

سال دوازدہم از جلوس مقدس بندگان عالی حضرت شہنشاہ ظل اللہ جہان جاہ صورت بارگاہ مسند سپاہ خلافت

پناہ نور الدین جہانگیر بادشاہ ابن جلال الدین اکبر بادشاہ غازی مطابق سال ہزار و بیست و هفت ہجری عمارت

این دولتخانہ ہمایوں و بہتمام مکترین مریدان و غلامان قدوی معمور خان صورت اتمام پذیرفت۔"

یہ کتبہ معمور خان کی زیر نگرانی تیار ہوا۔ جہانگیر کے عہد میں سنگ مرمر میں خوبصورت کھودائی میں ہے۔ دوازدہم کے تمام مندرجہ کتبات میں سے ایک ہے فتح پور سیکری میں بھی اس قسم کا کتبہ نصب ہے قلعہ لاہور کا یہ کتبہ محکمہ آثار قدیمہ کی تحویل میں ہے۔ (ش۔ ۴۱،۴۲)

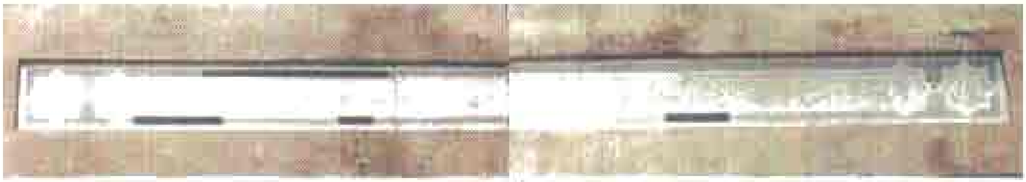

ش۔۴۱

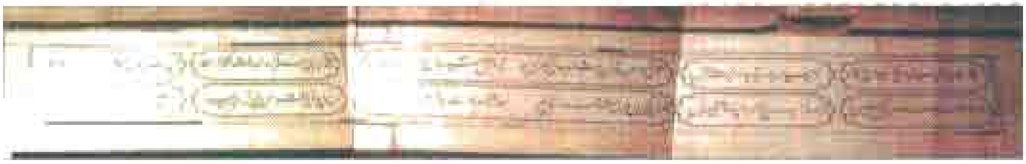

ش۔۴۲

لوہاری دروازہ کا کتبہ

لوہاری دروازہ پر برٹش دور کا کتبہ نستعلیق میں یوں درج ہے۔

سرکار انگریزی کے دور میں عمارت کو از سر نو

"Frosyth Esquire C.B. Commissioner, Captain Hall Deputy Commissioner"

باغات کے کتبے

چوبرجی باغ

شاہ جہاں کے عہد میں جہاں آرا نے لاہور میں میاں بائی فخر النساء کی سرپرستی میں ۱۰۵۶ھ/۱۶۴۶ء میں باغ لگوایا۔ (۱۳۷) جس کا اب صرف داخلی دروازہ محفوظ ہے جس کی پیشانی پر مشرق کی جانب نیچے حروف میں بخط جلی آیت الکرسی منقوش ہے اس کے آخر میں ۱۰۵۶ھ درج ہے جو اس عمارت اور باغ کا سن تعمیر ہے اس کے علاوہ مندرجہ ذیل دو اشعار نستعلیق میں ہیں جن سے اس باغ کے بانی کا پتہ چلتا ہے پہلے شعر کا مصرعہ مٹ چکا ہے۔

بفضل قادر و قیوم و خالق دوران   بنا پذیر شد این باغ روضہ رضوان
بگشت مرحمت این باغ بمیا بانی   ز لطف صاحب زبیدہ بیگم دوران

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے جو قادر و قیوم اور زمانے کو پیدا کرنے والا ہے بہشت کا نمونہ یہ باغ تیار ہوا اور زمانے کی زبیدہ بیگم صاحب نے ازراہ لطف و کرم یہ باغ میاں بائی کو بخش دیا۔
زبیدہ کی تشبیہ و حروف سے مراد بیگم جہاں آرا ہی ہے۔
مغربی دروازے پر یہ شعر بخط نستعلیق منقوش ہے۔

بانیت میابائی فخر نسا   روضہ عالی ارم احتشام

درمیانی محراب کے دونوں جانب شمال اور جنوب والی چھوٹی محرابوں میں دائرے کے درمیان "اللہ" کا لفظ بخط نسخ منقوش ہے۔ (ش ۴۳)

ش ۴۳

گلابی باغ

لاہور سے شالامار باغ جاتے ہوئے بائیں ہاتھ پر گلابی باغ کے نام سے عالی شان منقش و گل کار دروازہ نظر آتا ہے جو اس باغ کی ڈیوڑھی ہے جسے مرزا غیاث بیگ ایرانی کے نواسے مرزا سلطان بیگ نے ۱۰۶۶ھ/۱۶۵۵ء میں تعمیر کروایا۔ (۱۳۸) باغ کے داخلی دروازے پر بہت سے کتبے ہیں۔ بیگم پورہ میں اس وقت سب سے خوشنما عمارت گلابی باغ ہے جس کی پیشانی پر

"الفضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

بخط نستعلیق منقوش ہے۔
کلمہ طیبہ کے دائیں اور بائیں جانب ایک محراب کی پیشانی پر یہ مصرعہ درج ہے۔

گم ... کہ ازو ... دو مراد است   چنی کہ خاک ارش نیست خاک بمراد

ڈیوڑھی کے دونوں جانب دو محرابیں ہیں ان میں سے دائیں طرف کی محراب کے اوپر ایک چوکھٹے میں زرد رنگ کی

زمین پر زرد و سبز رنگ سے ایک رباعی کے دو مصرعے درج ہیں اور دو میں پتھر کی محراب کی پیشانی پر ایک ایک شعر ہے جس میں دو مصرعے نستعلیق میں لکھے اور رباعی مکمل کر دی ہے۔ (ش ۲۳، ۲۵) ... چوری ہو گئی ہے۔

اس سے آگے ... میں ایک عالی شان عمارت نظر آتی ہے جس کے چبوترے پر چار دریچے ہیں ان کے نقش و نگار اپنی مثال آپ ہیں۔ مقبرے کے اوپر ایک اونچی گردن ... گنبد ہے ... مقبروں کے نشان ... ایک قبر ... بیگم کی ... قبروں کے تعویذ ... کیے گئے ہیں۔ مقبرے کی اندرونی دیواروں پر سورہ فتح خط ثلث میں لکھی ہوئی ہے جو کاتب کا نام محمد صالح ہے (ش ۲۶) جس نے یہ کام ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء میں ختم کیا۔ یہ محمد صالح فرمان نویس تھا جو ۱۰۸۵ھ میں اس دنیا سے رخصت ہوا۔ (۱۳۹) عوام الناس میں یہ مقبرہ ... کے نام سے مشہور ہے۔

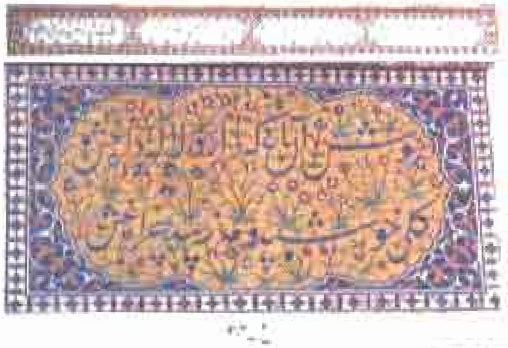

ش ۲۴

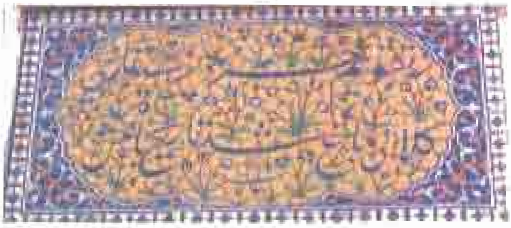

ش ۲۵

ش ۲۶

باغ گل بیگم

رانی گل بیگم [illegible] زوجہ [illegible] ۱۳۴۲ھ/۱۹۳۱ء میں ہوئی جس کی [illegible] میاں صاحب میں اس کی قبر ہے۔ یہ علاقہ باغ گل بیگم کے نام سے موسوم ہے جس نے ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۷ء میں اس باغ کی بنیاد رکھی (۱۳۰)۔ باغ کا [illegible] مغربی جانب سے دو منزلہ دروازہ [illegible] کے [illegible] مستطیل [illegible] جس کے وسط میں چند اشعار [illegible] سے لکھے ہوئے ہیں جو [illegible] میں [illegible] کے نام اور [illegible] رانی گل بیگم [illegible] اور باغ کے سال تعمیر پر روشنی ڈالتے ہیں۔
اس باغ سے ملحقہ [illegible] اور [illegible] کا نام باغ گل بیگم ہے۔

بہ فضل قادر بے چون ز دست گل بیگم — [illegible] دوران و ملک عالم
بنا پذیر شد این باغ [illegible] — بہ اہتمام [illegible] اہل جود و کرم
[illegible] — [illegible] مشتہر شدہ [illegible] چون حاتم
[illegible] است باغ [illegible] — [illegible] سال [illegible] باغ ارم
[illegible] آباد باغ رانی [illegible] — [illegible] ارقام [illegible] قسم
[illegible] — [illegible] گفت [illegible] آباد باغ گل بیگم

۱۲۳۳ھ

[illegible] رانی دوران — برائے سال [illegible] گفت باغ [illegible] رقم
بدست [illegible] تمام [illegible] — بنا شدہ است خوشا باغ [illegible] عالم

اس کے [illegible] اشعار بھی ہیں۔

سال تاریخ [illegible] باغ [illegible] — [illegible] آباد باغ رانی گل بیگم است
[illegible] سال [illegible] — [illegible] آباد باغ رانی گل بیگم است

[illegible] سے اندر [illegible] عبارت لکھی ہوئی ہے۔
[illegible] رانی گل بیگم صاحب [illegible] فرمایا گیا۔
باغ کے [illegible] ملحقہ [illegible] کے [illegible] محراب میں ایک [illegible] کتبہ [illegible] جس پر [illegible] کے اشعار درج ہیں۔ (۱۳۱)

[illegible] — باغ [illegible] آب و تاب گل بیگم
[illegible] — [illegible] مستطاب گل بیگم
سال [illegible] گفت — [illegible] باغ حساب گل بیگم ۱۲۴۲ھ

ان عمارات کی [illegible] میں [illegible] ہے۔

باؤلی جنڈیالہ شیر خان (ضلع شیخوپورہ)

جنڈیالہ شیر خان شیخوپورہ سے ۱۹ کلومیٹر [illegible] پر واقع ہے۔ جس کا بانی شیر خان ۹۶۳ھ/۱۵۵۶ء اکبری دور میں پٹھان [illegible] تھا [illegible] اور [illegible] وارث شاہ کے آباؤ اجداد میں سے [illegible] مغل [illegible] تھے تمام [illegible] اکبری عہد میں شیر خان نے جنڈیالہ میں یہ باؤلی تعمیر کرائی۔ باؤلی کی [illegible] ۱۱۶x۱۱۵ [illegible] اسلامی تعمیر کی

ع۔۲۷

زینت ہے (ع۔۲۷) پتھر کی ایک ہی سلیب پر ۱۳ اشعار کا خوبصورت بارڈر ہے۔ یہ کتبہ درمیان میں دو متوازی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور کسی مخطوطے کے صفحہ کی طرح اس کے دو کالم بنا کر پھر متوازی حصوں میں اس طرح تقسیم کیا گیا ہے کہ ہر سطر کے نیچے ایک خط دوسری سطر سے جدا کیا گیا ہے اس طرح ۱۳ مصرعے اس میں لکھے گئے ہیں۔ پاکستان میں عہد مغلیہ کی صرف اسی باؤلی پر یہ کتبہ پایا گیا۔ (۱۳۲) ضلع چکوال میں واہوال اور ضلع خوشاب میں بڈانی اور وادی سون میں ہر دو سوڈھی کے مقام پر باؤلیوں پر کتبات انیسویں اور بیسویں صدی کے ہیں۔

ہرن مینار شیخوپورہ

شیخوپورہ شہر سے جانب شمال مشرق واقع ہے جو مینار ہ اب ڈیوڑھی سے ملاتا ہے۔ اس جگہ جہانگیر کا پالتو ہرن منسراج دفن ہے جس کے مدفن کا کتبہ ملا محمد حسین کشمیری نے تحریر کیا۔ (۱۳۳) جو اب موجود نہیں ہے۔ جہانگیر تزک میں رقم طراز ہے۔

منگل ۱۴ ذیقعد ۱۰۱۵ھ/۳۱ مارچ ۱۶۰۷ء جہانگیر پورہ شکارگاہ ہے کہ قریب میرے حکم سے مینار تعمیر کیا گیا اور جہاں میرے ہرن منسراج جو دوسرے جنگلی ہرن سے مقابلہ میں بہتر تھا گیا اس کی یاد میں ایک کتبہ نصب کیا گیا ملا محمد حسین کشمیری نے لکھا جو اس زمانے کے سرآمد خوشنویسوں سے تھا۔ (۱۳۴) ''کتبہ کی فارسی عبارت یوں تھی''

''دریں فضائے دلکش آہوئے بدام جہاندار خدا آگاہ نورالدین جہانگیر بادشاہ آمدہ در عرض یک ماہ از وحشت صحرائیت برآمدہ سرآمد آہوان خاصہ گشت''

ترجمہ: ''اس دلکش فضا میں جہاندار، خدا آگاہ نورالدین جہانگیر بادشاہ کے دام میں ایک ہرن آیا جو ایک مہینہ کے عرصہ میں جنگل کی وحشت سے نکل کر اس طرح سدھا گیا کہ شاہی ہرنوں کا سردار ہو گیا''

یہ کتبہ جیسا کہ تزک میں مندرج ہے ہرن کی شکل کا تھا جو سنگ خارا کا تھا۔ اس ہرن کے بت کا سر قبر ۱۹۵۹ء کی کھدائی کے دوران ملا تھا۔ جو شاہی قلعہ لاہور میں ہے۔ شاہی مصوروں نے اس ہرن کی تصویر بنائی جس میں موہر لگی ہوئی تصویر آج بھی لندن میوزیم میں محفوظ ہے۔ (۱۳۵)

ع۔۲۸

مینار پاکستان

مینار پاکستان ایوب خان کے دور ۱۹۵۸۔۱۹۵۹ء میں بنوایا گیا۔ جہاں کوفی اور ثلث کے کتبات حافظ محمد یوسف سدیدی اور نستعلیق کے کتبات صوفی خورشید عالم خورشید رقم اور محمد اقبال ابن پروین رقم کے قلم کا اعجاز ہیں۔ (ع۔۲۸،۲۹)

ع۔۲۹

سمٹ مینار

سمٹ مینار لاہور میں ۱۹۷۴ء میں ہونے والی اسلامی سربراہی کانفرنس کی یادگار کے طور پر پنجاب اسمبلی بلڈنگ کے سامنے ذوالفقار علی بھٹو ۱۹۷۱ء۔۱۹۷۷ء نے مینار تعمیر کرایا جس پر لکھے ہوئی

میں اللہ اکبر، تحمید وغیرہ عبارات دیوانی اور خط کوفی اور نستعلیق میں لکھے گئے ہیں۔ اور شاہ اور قائد اعظم کے اس مینار کے تینوں طرف سے جلی ثلث اور نستعلیق کے عربی اردو فارسی کے کتبات لکھے گئے ہیں۔ ان کی خطاطی اردو کے معروف حافظ محمد یوسف سدیدی نے کی۔ (ش۔ ۳۰، ۳۱، ۳۲)

ش۔۳۱

ش۔۳۰

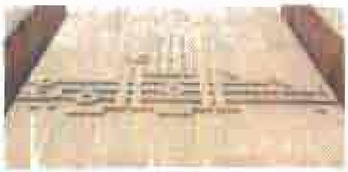

ش۔۳۲

مدارس

حزب الاحناف

گنج بخش روڈ پر حزب الاحناف کے کتبات بخط نستعلیق جلی حافظ محمد یوسف سدیدی کے زورِ قلم کا نتیجہ ہیں۔ داخلی دروازے پر متصل مرمریں محراب کے اوپر مندرجہ ذیل الفاظ معیاری نستعلیق میں کندہ ہیں۔ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف

جامعہ اشرفیہ

"جامعہ اشرفیہ" کا لفظ حافظ محمد یوسف سدیدی (۱۹۷۶ء) کی خطاطی کا نمونہ ہے (ش۔۳۳) جسے نستعلیق جلی میں چمکدار ٹائیلوں پر لکھا گیا ہے۔ سدیدی کی فنی دین سے یہ ٹائلیں عرصہ سے لگائی گئیں جبکہ جامعہ اشرفیہ کی عمارت کے اندر المدرسۃ الفیصل کے کتبات کاتب سید انور نفیس رقم (۱۹۷۰ء) کا مرقوم شدہ ہے۔ اس مدرسہ کا افتتاح ۱۲ شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۷ء میں سعودی

ش۔۳۳

[illegible] ریاض الشریف [illegible] محمد [illegible] ۳۱ [illegible]
[illegible] آیات [illegible]
[illegible] قرآن [illegible]

جمعیت علی حسن الشمری

[illegible]
[illegible]
[illegible]

ش ۳۴

تعلیم القرآن نارووال

مدرسہ تعلیم القرآن نارووال [illegible] حافظ محمد یوسف سدیدی نے ۳ [illegible] ۱۹۷۵ء/ ۱۳۹۵ھ میں [illegible] (ش ۳۴)

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

اسلام آباد

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا افتتاح [illegible] ۱۳۹۹ھ/ [illegible] ۱۹۷۸ء میں [illegible] (۱۲۸) [illegible] جنرل محمد ضیاء الحق نے [illegible] حافظ محمد یوسف سدیدی [illegible] (ش ۳۵)

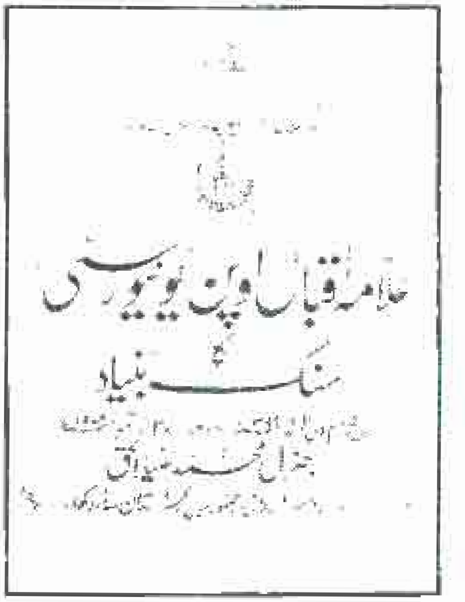

ش ۳۵

جامعہ قاسمیہ

[illegible]

[illegible]

دار الفرقان

[illegible]

ایوانِ اقبال

[illegible]

جاوید منزل

[illegible]

ش۔۳۸

ش۔۴۰

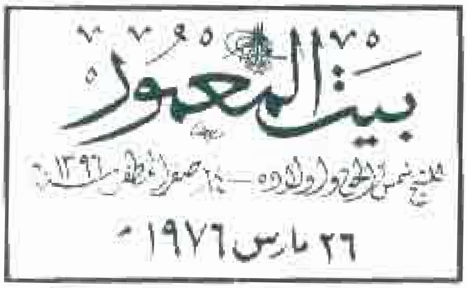

ش۔۳۹

ش۔۴۱

ش۔۴۲

ش۔۴۳

دین محمدی پریس کا کتبہ

موچی دروازہ [illegible] داخل ہوں تو [illegible] دائیں جانب "کتب خانہ دین محمد" اور "دین محمدی پریس" کے خوبصورت الفاظ درج تھے۔ اس پریس کے مالک ملک دین محمد تھے اور [illegible] معروف خطاط دین محمد [illegible] تھے۔ اس پریس کا تمام کام [illegible] دین محمد کی [illegible] لاہور میں [illegible] تحقیق میں پہلی [illegible] تھے جو آج موجود نہیں۔ مارچ ۱۹۹۷ء کے آخر میں پرانی عمارت [illegible] پر یہ الفاظ رقم تھے اس کی تاریخی عمارت ختم کر دی گئی ہے۔ تاہم خوش قسمتی سے راقم الحروف نے ان الفاظ کی [illegible] بنا لی تھی۔

دواخانہ حکیم اجمل خان

نیلے [illegible] لاہور [illegible] کی طرف [illegible] جاتے ہوئے بائیں ہاتھ حکیم اجمل خان کا معروف دواخانہ ہے۔ اس دواخانہ کی عمارت [illegible] تحریر ہے جو خوشنویس عبدالمجید پرویں رقم لاہور کے بیٹے محمد اقبال کے لکھے ہوئے ۱۹۵۰ء سے ۱۹۶۲ء تک ان کی جلی [illegible] لکھے ہوئے تھے۔

کتبات قبور

پروفیسر محمد اسلم کے مطابق لاہور [illegible] قبرستانوں میں امام ویردی، منشی عبدالمجید پرویں رقم، [illegible] دین محمد، محمد صدیق الماس رقم، منشی تاج الدین زریں رقم، حافظ محمد یوسف سدیدی اور سید انور حسین نفیس رقم، صوفی خورشید [illegible] کے لکھے ہوئے کتبات موجود ہیں۔ [illegible] ناپید ہوتے جا رہے ہیں جو مستقبل قریب میں ان کے [illegible] (۱۴۹)

قبرستان پیر مکی

لاہور کا [illegible] قبرستان [illegible] قیام سلطنت دہلی کے ساتھ ہی وجود میں آ گیا تھا جہاں پیر عزیز الدین مکی دفن ہیں۔ [illegible] ۵۰۵ھ/۱۱۱۱ء میں لاہور [illegible] ان دنوں یہاں سلطان [illegible] ملک غزنوی کی حکومت تھی۔ [illegible] ۶۱۲ھ/۱۲۱۵ء میں انتقال کیا۔ (۱۵۰) آپ کے مزار کے [illegible] میں ایک قبرستان ہے جو قبرستان پیر مکی کے نام سے مشہور ہے۔ اس قبرستان میں لاہور کے خطاطوں کے لکھے ہوئے کتبات [illegible] اور [illegible] لاہور کے معروف خطاطوں [illegible] اور تاج الدین زریں رقم کے لکھے ہوئے ہیں۔

قبرستان داتا گنج بخش

حضرت [illegible] کے مزار [illegible] حضرت سید علی ہجویری لاہور کا قدیم ترین قبرستان ہے۔ یہاں حضرت [illegible] بہت سی قبریں ہیں۔ ان میں سے بہت سی قبریں درگاہ کی تعمیر نو کے وقت [illegible] سلطان ابراہیم غزنوی کے عہد ۴۳۵ھ/۱۰۴۳ء میں [illegible] بعد میں حاجی نور محمد نے ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء میں [illegible] ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء میں [illegible] احاطہ مزار کے اندر ایک [illegible] تاج الدین زریں رقم [illegible] عبدالمجید پرویں رقم لاہوری، حاجی دین محمد لاہوری اور حافظ محمد یوسف سدیدی کے کتبات [illegible] قبرستان میں بیشتر قبروں کے کتبے

حافظ دین محمد لاہوری کے لکھے ہوئے ہیں۔ اس میں ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء کی مرمت کا ذکر ہے۔ محمد صدیق کی لوح مزار حافظ دین محمد کی لکھی ہوئی ہے۔ (۱۵۱) اسی طرح مہر بھنڈر کی قبر پر ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۹ء کے حافظ دین محمد کے قلم (۱۵۲) سے ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء میں مسجد وزیر خان کی مرمت کی گئی ہے اور اب Interlaced Kufic سے تمام کتبات عبدالمجید نے لکھے۔ حضرت علی ہجویری کی مزار پر تمام کتبات عبدالمجید پروین رقم نے لکھا (۱۵۳) جو اب اس جگہ ہے۔ مرقد اطہر کے گرد کتابت مزار اقدس کا گنبد ہے۔ تجدید خورشید عالم گوہر قلم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ ۱۹۹۹ء میں مزار کی آئینہ کاری سے ساتھ پاکستان کے معروف آرٹسٹ محمد کے زیر اہتمام معتدد خوشنویسوں سے کتابات لکھوائے گئے۔

نواب شیخ امام الدین

قبرستان میانی صاحب میں نواب شیخ امام الدین کی قبر پر یہ عبارت امام ویردی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی جو اب زمانے سے ضائع ہو گئی۔ (۱۵۴)

مزار قطب الدین ایبک

۱۹۷۰ء میں اس مقبرے کو نئے سرے سے تعمیر کرنے کی طرف غور ہوا اور ۶۰۳ھ/۱۲۰۶ء میں خاندان غلامان کے بانی کو اس کا جائز مقام دلانے کے لیے محکمہ آثار قدیمہ نے اقدامات کئے ۱۹۷۵ء میں اس کی تعمیر مکمل ہوئی (۱۵۵) جس کی خطاطی حافظ محمد یوسف سدیدی نے سلطنت دہلی کی خطاطی اور قطعہ بنائے ہوئے ہیں۔ (ب۔ ۳۴)

پیر مکی شہید

مسجد وزیر خان سے سنہری مسجد کی طرف جاتے ہوئے کشمیری بازار میں بائیں جانب اکالیوں کے درمیان پیر مکی سے منسوب ایک مزار ہے۔ جس کا شمار لاہور کے قدیم ترین مزاروں میں ہوتا ہے۔ پیر مکی ۶۱۹ھ/۱۲۲۱ء میں خوارزم شاہ کے ساتھ ہندوستان (۱۵۶) آئے تھے اور خوارزم شاہ و جماعت سے سندھ کی طرف گئے اور پیر مکی نے لاہور میں ہی قیام کیا۔ ۱۲۲۱ء اور ۶۱۸ھ/۱۲۲۲ء تک ٹھہرے اس کے بعد بعض اندرون پنجاب چلے گئے۔

ایک حقیقی روایت کے مطابق آپ اکثر سے تھے اور سلطان رکن الدین فیروز کے فرزند علاؤ الدین مسعود کے عہد حکومت میں اپریل ۱۲۴۲ء میں تاتاریوں کے لاہور پر حملے کے دوران شہید ہوئے۔ آپ کا مزار کشمیری بازار میں ہے۔ (۱۵۸)

کتبہ کی عبارت کے مطابق یہ کتبہ ۹۳۳ھ/۱۵۲۶ء میں لوح قبر کی شکل میں لگایا گیا۔ اس تحقیق کا یہ خط دسویں صدی سے چودھویں صدی تک مروجہ خطاطی کے طور پر ایران، عراق، ہندوستان، مصر اور عالم اسلام میں رائج رہا۔ اس کتبے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی شہرت تاجر اور عمر ۹۶ برس تھی۔ آپ نے ۹۶ سال کی عمر میں ۹۳۳ھ/۱۵۲۶ء میں شہادت پائی۔ (۱۵۹)

حضرت موسیٰ آہنگر کا مقبرہ

حضرت موسیٰ آہنگر کا مقبرہ (۸۵۵۔۹۳۳ھ/۱۴۵۱۔۱۵۲۶ء) لاہور میں گورنمنٹ ہاؤس کے قریب ایک گلی میں

واقع ہے۔ یہ اس سے پہلے کی عمارت ہے۔ آپ حضرت عبدالجلیل چوہڑ بندگی کے خلیفہ تھے۔ آپ کی وفات ۸۴۱ھ/۱۴۳۷ء میں ہوئی۔ (۱۹۰) حضرت موسیٰ آہنگر ایک تاریخ ساز شخصیت تھے جب اسلام شاہ سوری (۱۵۵۲ء) کی وفات کے بعد ملک کے یہاں حالات خراب ہوئے تو انہوں نے اپنے فرزند اور ولی عہد جس نے ہمایوں سے ملاقات کی۔ ہمایوں کی ملاقات حضرت موسیٰ آہنگر سے ہوئی چونکہ موصوف فارسی زبان نہیں جانتے تھے اس لیے سندھی زبان میں بادشاہ سے ہم کلام ہوئے۔ (۱۹۱) اس مقبرے میں اصفہانی ٹائلوں یعنی کاشی کی جالیوں کے رنگ۔ رنگ اور ڈیزائن کے لحاظ سے خوبصورت نمونے ہیں۔ جو کاشی کاری کی نظر سے بچے ہیں چند ایک باقی ہیں۔ اس میں ایرانیوں اور مغلوں کی ذوق کی نئی ابتدا واضح نظر آتے ہیں۔ تمام عمارت بخشی کے محراب بام سے ایک خاص قسم کا جو کہ یہ ہیں ''اذا جاء وعد اللہ بطلاب'' (۱۹۲) یہ صفحے میں سانچے (Moulds) سے اسٹکو Stucco سے بنے نقاشی اور خوبصورت بیلیاں بنانے کا کام ابھری تھی۔ عہد مغل میں عروج پر تھا۔ اس دور میں سانچے سے بنے ہوئے اور تیار کردہ مختلف قسم کے پھولدار ڈیزائن اور بوٹے نقش پتھر کے ساتھ تازہ اندام نقاشی سے منسلک کر کے عمارات میں ترتیب کے ساتھ بیان کا رنگ بھر دیا جاتا۔

قبرستان بی بی پاکدامناں

یہ لاہور کا قدیم ترین قبرستان ہے جو قیام سلطنت دہلی ۶۰۲ھ/۱۲۰۶ء کے فوراً بعد وجود میں آیا تھا سب سے پہلے یہاں حضرت سید احمد توختہ ترمذی کی ساتھ اور بیبیوں کی بی بی تاج بی بی حاج بی بی نور بی بی گوہر بی بی شہباز اور بی بی حور کے مزارات بنے مغلوں کے دور حکومت سے پہلے یہ لاہور کا سب سے بڑا قبرستان تھا جب مغلیہ عہد میں حضرت شاہ ابوالمعالی کے مزار سے ملحقہ علاقے میں قبرستان بنا تو اس قبرستان کی اہمیت کم ہو گئی اور لوگوں نے یہاں مزارات تعمیر کرنے شروع کر دیے۔ زیادہ مزارات تو منہدم ہو چکے ہیں کچھ مزارات اصلی حالت میں بچے ہوئے ہیں۔

ش۔۶۵

ام نواب شیخ امام دین

مرحومہ رافضی المذہب تھیں اور شیعہ مذہب کی پیرو تھیں۔ ان کے مرشد میں سے شیخ امام الدین نواب خاص جو مذہباً حنفی اور شیخ معین الدین کے خادم پیدا کیا تھے۔ ان کی قبر کا کتبہ مزار امام دین کا تحریر کردہ ہے۔ (۱۹۳) انجمن کی کا عہدہ تھے۔ امام دین نے پارہ اپنے ہاتھ سے تحریر کیا۔ (۱۹۴) (ش۔۶۵)۔

اس مزار کے مغربی طرف واقع تھے ام نواب کا مقبرہ دوبارہ تعمیر کی تحریر ہے جو ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء میں لکھا گیا جو خوبصورت خط نستعلیق کا نمونہ ہے۔ (۱۹۶)

مقبرہ جہانگیر ۳۷ء_۱۰۳۷/۳۷ء_۱۶۲۷ء

جہانگیر کی وصیت کے مطابق اسے باغ دلکشا میں دفن کیا گیا۔ مقبرہ جہانگیر شاہ جہاں نے بنوایا اس پر دس لاکھ روپے لاگت آئی اور دس سال کا عرصہ لگا اور ۱۰۴۶ھ/۱۶۳۷ء میں مکمل ہوا۔ (۱۹۷) یہ ۵۵ ایکڑ میں پھیلا ہوا ہے اس کے چار مینار ہیں۔ (۱۹۸) جن میں ۱۹ درجے ہیں قبر کے تعویذ پر پچی کاری (pietra dura) کا کام ہوا ہے صرف خطاطی کی ایک عظیم عمارت ہی نہیں بلکہ ... (۱۹۹)

جہانگیر کی قبر پر خوبصورت نقش میں اسمائے الحسنیٰ اور خطاطی کی گئی ہے (ح ۔۳۶) جو نفیس کاری کی بہترین مثال ہے۔ قبروں کے کتبات کے ضمن میں یہ انتہائی خوبصورت خطاطی کا نمونہ ہے۔

مقبرہ نور جہاں

یہ مقبرہ آصف خان کے مقبرے کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ ملکہ نور جہاں کی قبر کا کتبہ اجمل خان نے ۱۹۱۴ء میں بنوا کر لکھوایا جو خط نستعلیق میں ہے۔ اس سے قبل سکھا گردی میں اس مقبرہ کا پتھر سب اکھاڑ لے گئے۔

مقبرہ آصف خان

(متوفی ۱۰۵۵ھ/۱۶۴۵ء) نور جہاں کے بھائی آصف خان کا مقبرہ اپنے دور کی منفرد خوبصورت عمارت تھی اس کے شمالی سمت کے آثار آج بھی اس عمارت کی عظمت پر دلالت کرتے ہیں۔ قبر کا تعویذ pietra dura کی بہترین مثال ہے۔ لاہور میں جو قبور کے کتبے اعلیٰ خطاطی کا نمونہ ہیں۔ جن میں ایک جہانگیر کی قبر کا کتبہ جبکہ دوسرا آصف خان کی قبر کا کتبہ ہے۔ (ح ۔۳۷) اور تیسرا امام الدین شاہ کی قبر کا کتبہ ہے چوتھا انارکلی کی قبر کا کتبہ۔

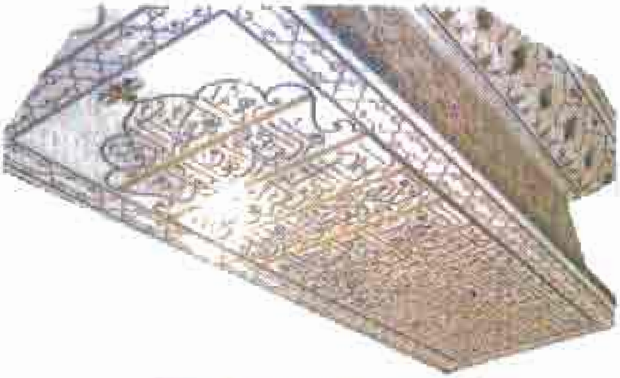

ح ۔۳۶

ح ۔۳۷

آصف خان کا انتقال لاہور میں ۱۰۵۱ھ/۱۶۴۱ء میں ہوا مقبرہ جہانگیر کے مغربی جانب اس کے تعویذ پر سنگ مرمر ۔۔۔ جس کی تفصیل تحقیقات چشتی میں دی گئی ہے۔ (۱۰۱)

مقبرہ انارکلی ۱۰۲۴ھ ۱۶۱۵ء

یہ مقبرہ پنجاب کے سول سیکرٹریٹ میں واقع ہے جو بڑی دور کی تعمیر ہے سکھوں نے اپنے عہد میں اس عمارت کو خاصا نقصان پہنچایا مقبرہ کی بنیادیں اور چبوترہ سنگ مرمر کا تھا جو رنجیت سنگھ نے اکھاڑ لیا قبر کے تعویذ پر اسمائے الٰہی اور اشعار وغیرہ درج ہیں انگریزی دور میں اس عمارت کو گرجا میں تبدیل کر دیا گیا ۔۔۔ (۱۰۲)
اب اس عمارت کو ریکارڈ آفس کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے ۔۔۔

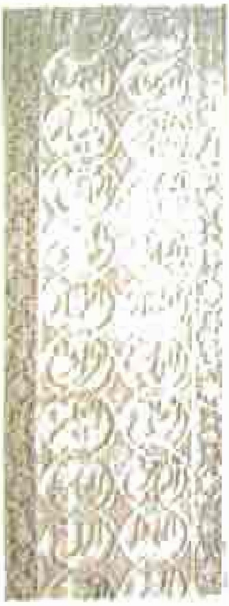

ش۔۳۸

کے مطابق یہ قبر دیوان تقی کی بیٹی بیوی صاحب جمال کا ہے۔ (۱۵۳) (ش۔۳۹)

قبات قبر کے علاوہ ... دوسری جانب یہ خوبصورت نستعلیق کی بجائے ثلث میں ہے اس میں الفاظ منقش مرمر کے ایک ہی حصے پر انتہائی چابک دستی سے ابھرویں انداز میں کندہ کئے گئے ہیں۔ تعویذ پر بالترتیب ... الملک ... یہاں نستعلیق میں اللہ ... کے تین بار "اللہ اکبر" لکھا گیا ہے جو جہانگیری دور کے آثار سے تعلق رکھتا ہے۔

مقبرہ دایہ انگہ

شاہجہاں کی دایہ کا مزار گلابی باغ کے بالمقابل ہے۔ گنبد کے اندر مرقد پر خوبصورت جلی ثلث میں لکھی گئی ہے کاتب محمد صالح ہے۔ یہ تحریر ۱۰۶۲ھ/۱۶۵۱ء کی ہے۔ یہ محمد صالح قرمان نویس کے علاوہ ۱۰۸۵ء میں لاہور میں فوت ہوا۔ (۱۵۴)

قبرستان میانی صاحب

آج کل میانی صاحب لاہور کا سب سے بڑا قبرستان ہے۔ ... ۱۲۳۸ھ/۱۸۳۲ء میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اب قبرستان ... اس کے بعد تمام مردے میانی صاحب کی طرف ہونے لگے یہاں پہلے بھی چند مزارات تھے جن میں مخدوم میاں میانی (م۔۹۷۲ھ/۱۵۶۷ء) شیخ محمد طاہر بندگی (م۔۱۰۴۰ھ/۱۶۳۰ء) اور حضرت نور پانچ (م۔۱۰۵۵ھ/۱۶۴۵ء) کی قبور شامل ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ میانی پہلے علم کی بستی تھی پنجاب کے علما دینی علوم کو میاں جی اور مخاطب کرتے تھے اس لئے ان کا نام میانی پڑ گیا۔ ... جو گوندل قوم کی شاخ سے ان کا تعلق ہے ... اس قبرستان میں ... لاہور کے خطاطوں کی قبور ... ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

کتبہ مزار حضرت طاہر بندگی

میانی صاحب میں شاہ جہانی عہد کے بزرگ حضرت طاہر بندگی کے مزار کا کتبہ نستعلیق العرفی ثلث میں محمد صدیق الماس رقم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

کتبہ مزار محمد صدیق الماس رقم

حضرت شیخ طاہر بندگی کے مزار کے دروازے سے ... باب مغرب ... کے کنارے لاہور کے نامور خطاط

الماس رقم ابدی نیند سو رہے ہیں۔ (ت-۲۹) ان کی قبر کا کتبہ موصوف کے بھتیجے نبیل احمد تنویر رقم مرحوم نے نستعلیق میں کتابت کیا۔

[illegible]

غازی علم الدین شہید

غازی علم الدین شہید کے صدر دروازے پر محمد اقبال اعلیٰ پروین رقم کا کتبہ سنگ مرمر پر کندہ فارسی میں لکھا ہے۔ مزار حافظ فیروز دین نے مستری الٰہی بخش اور مستری الٰہی بخش کی زیر نگرانی بنوایا۔ (۱۹۷۵) شہاب الدین مصنف علامہ اقبال کے دوست اور پنجاب اسمبلی کے سپیکر تھے جن کی قبر کا کتبہ خلیفہ احمد حسین نے نستعلیق میں کتابت کیا۔ (۱۹۴۰)

لیڈی شہاب الدین

سر شہاب الدین کی قبر سے جنوب قبلہ ان کی رفیقہ حیات [illegible] ابدی آرام گاہ ہے۔ ان کی قبر [illegible] پروین رقم کے قلم کا مرہون ہے۔

حکیم احمد یار دولتانہ

پنجاب کی سیاست میں میاں احمد یار دولتانہ اور ان کے فرزند ممتاز دولتانہ [illegible] سر شہاب الدین اور حکیم احمد یار دولتانہ [illegible] دونوں کی قبر [illegible] ساتھ ساتھ ہیں۔ حکیم احمد یار خان کی قبر [illegible] تاریخ وفات منقول ہے جو شاعر مشرق علامہ اقبال نے کہی تھی۔ [illegible] اہم ہے۔

حکیم مراد بخش چغتائی مراد رقم

حکیم ظفر کی قبر سے جانب شمال [illegible] حکیم مراد بخش چغتائی المعروف بہ مراد رقم [illegible] محو خواب ابدی ہیں۔ موصوف کی لوح مزار [illegible] احمد حسین [illegible]

امتیاز قاضی

استاد شریف خان ستار نواز کے مرقد سے جانب جنوب [illegible] جانب مغرب [illegible] امتیاز قاضی محو خواب ابدی ہے۔ ان کا قطعہ تاریخ سید القلم [illegible] رقم نے لکھا [illegible]

میاں ریاض الدین احمد خان

خان صاحب کی قبر کی لوح ان کی قبر کا تعویذ یادگار ہے۔ یہ عبدالمجید پروین رقم کے قلم معجز نگار کا شاہکار ہے۔(۱۸۰)

حضرت نظام الدین بودیا توالے

جنازگاہ میانی صاحب سے نہر والے غازی علم الدین کے مزار کی طرف جاتی ہے اس پر بائیں ہاتھ ایک عظیم الشان قبر ہے جس کے کتبہ پر تحریر ہے کہ حضرت سید نظام الدین شاہ المعروف پیر صاحب بودیا توالے خواب میں آپ کا سلسلہ نسب سید ایوب صاحب سے ملتا ہے آپ کے والد کا نام سید احمد شاہ دادا کا سید قاسم شاہ تھا لاہور کا محلہ پیر گیلانیاں آپ کے آباؤ اجداد کے نام سے آباد ہے۔ ممدوح کی وفات ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء میں ہوئی اور ۹۱ سال کی عمر پائی۔(۱۸۱) ان کے روضہ مبارک کی شمالی دیوار پر ایک کتبہ نصب ہے۔

یہ کتبہ لاہور کے معروف کاتب حاجی دین محمد کے ہاتھ کا ہے جو غلام محمد لاہوری کا شاہکار ہے جبکہ سید نظام الدین شاہ بودیا توالے کے پہلو میں جانب قبلہ ان کے فرزند حافظ شاہ مدفون ہیں ان کے سرہانے بھی دیوار پر ایک کتبہ نصب ہے۔(۱۸۲) جو غلام محمد کا لکھا ہوا ہے۔

حاجی سراج الدین خوشنویس

صحیح قبر کا پتہ نہیں چل سکا۔ لاہور میں ان کا نام بڑا اور یہ ماہر خطاطی و فنون لطیفہ میں حاجی دین محمد کے شاگرد تھے ان کا مزار میانی صاحب میں غازی علم الدین شہید کے مزار سے جانب جنوب مغرب واقع ہے جو عام تحقیق میں ملتا ہے۔

محمد دین لبھ خوشنویس

میانی صاحب میں عبدالمجید پروین رقم، محمد صدیق الماس رقم، مراد علی مراد رقم، محمد قاسم سلطان القلم کے فرزندان محمد شفیع اور محمد شریف، تاج الدین زریں رقم، محمد امین، خادم حسین، محمد شریف، حنیف، غلام محمد حنیف، نور احمد، فضل الٰہی مرغوب رقم، حنیف وزیر الدین، عطا اللہ، حکیم محمد، چراغ دین ہیں (۱۸۳) محمد دین لبھ کی قبر میانی صاحب میں لاہوری مرزوں کے قبرستان کی پیشانی سے جانب مغرب ایک تختے پر لکھی ہے۔

محمد مالک شہید

غازی علم الدین شہید کے مزار سے جانب جنوب چند قدم کے فاصلے پر ایک بلند چبوترے پر مفتی غلام جان ہزاروی مرحوم کے پہلو میں کیمپ پونچھ ستان سے بیٹے شہید تھے۔ ایک کی لوحِ آرامگاہ سے ان کی لوح مزار غلام رسول کاتب نے لکھی ہے۔(۱۸۵) محمد مالک ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کی تحریک چلی تو آپ اس تحریک کے خلاف لاہور کے طلبا کے احتجاج کے طور پر جلوس اور اجتماعات ہوتے تھے شرکت کرتے تھے۔ دن کو بیان کرتے گئے تھے۔ ملک شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔

نذیر احمد چوہدری

غازی علم الدین کے مزار کے پہلو میں جنوب کی جانب چوہدری نذیر احمد کی قبر ہے۔ مرحوم ترقی پسند اردو ادیبوں کے

مرتبط تھے ان کے ایک بھائی چوہدری بشیر احمد ادارہ ... سے ... اور دوسرے بھائی محمد حنیف رامے پنجاب کے وزیر اعلیٰ ... اور چیئرمین بورڈ آف گورنرز لاہور میوزیم رہے۔ چوہدری نذیر احمد نے نیا ادارہ کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ بھی قائم کیا تھا اور ماہنامہ "سویرا" کے مدیر تھے (۱۸۹) ان کے مزار کا کتبہ پاکستان کے خطاط اعظم حافظ یوسف سدیدی کا لکھا ہوا ہے۔ (ص ۵۰)

ابو سعید انور

بہاولپور روڈ کے چوک میں جو باغ ... والے ... ہیں وہاں احاطہ نظام ... کے جنوب مغربی کونے میں ... سے ... مشہور مسلم لیگی رہنما ابو سعید انور کی ابدی آرام گاہ ہے۔ مرحوم اگست ۱۹۱۳ء امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ایک صاحب طرز قلم کار صحافی شاعر اور شعلہ بیان مقرر تھے۔ ۱۹۵۱ء میں پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ ان کے لوح مزار پر عبارت مرقوم ہے ... کتبہ یا تو حافظ سدیدی یا ان کے کسی شاگرد کا لکھا ہوا ہے ... تعلیق کا انداز حافظ یوسف سدیدی کے انداز جیسا ہے۔

حاجی حافظ معراج الدین

موصوف کے بارے میں کسی قسم کی معلومات دستیاب نہیں ان کی قبر سے ... کا ... زمانے کے خطاطی کے امام حاجی دین محمد مرحوم کے قلم سے لکھا گیا کتبہ ہے ... بابائے حاجی دین محمد کا کمال تھا ... ۱۹۰۶ء

حکیم حاجی ظفر احمد خان شریفی

موصوف کی قبر میانی صاحب میں غازی علم الدین شہید کی قبر کے قریب ہے۔ آپ حکیم محمد اجمل خان کے شاگرد تھے مرحوم دہلی سے اپنے اعزہ و متعلقین ... آئے تھے ان کا انتقال ہو گیا۔ موصوف کی قبر کا کتبہ محمد اقبال ... کا لکھا ہوا ہے۔

حکیم احمد دین

حاجی حافظ معراج دین کے مرقد سے چار پانچ قبریں جانب مغرب علامہ اقبال کے دوست اور مؤرخ نگار مولوی حکیم احمد الدین کی ابدی آرام گاہ ہے جن کا انتقال ۱۹۲۱ء میں ہوا۔ ان کی قبر پر حاجی دین محمد کے ہاتھ کا لکھا ہوا کتبہ ہے۔

اختر شیرانی

بہاولپور روڈ سے جو سڑک باغ گل بیگم کی طرف جاتی ہے اس کے ... دائیں جانب ... داؤد اختر شیرانی کی آخری آرام گاہ ہے۔ موصوف نے ... ان کی قبر کا

ن۔۵

کتبہ لاہور کے معروف خطاط اور جانشین تاج الدین زریں رقم کے جانشین صوفی خورشید عالم خورشید رقم کا رقم کردہ ہے۔ (ن۔۵)

حاجی سردار محمد

میانی شاہ کے مزار سے پچیس میٹر جانب شمال مشرق کے [illegible] لاہور کے مشہور ناشر کتب اور ساقی کاتب حاجی سردار محمد کی ابدی آرام گاہ ہے مرحوم جالندھر کے ایک نواحی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ (۱۸۸) ان کے والد محمد [illegible] تھے لیکن انہوں نے خطاطی [illegible] جالندھر میں امام [illegible] کی دکان میں [illegible] قلم [illegible] پاکستان کے بعد حاجی صاحب نے لاہور [illegible] میں علمی کتب خانہ [illegible] ایک اشاعتی ادارہ قائم [illegible] مرحوم کے ساتھ ان کے شاگردوں کی ایک کثیر تعداد لاہور میں آگئی۔ (۱۸۹) موصوف نے جالندھر میں [illegible] ۱۹۳۵ء میں [illegible] مولوی سردار احمد [illegible] دین نے شاگرد تھے۔ اس ادارے میں شاہ دین شاہ [illegible] شاہ محمد غلام محمد اور [illegible] سے راقم الحروف نے یہ حالات لیے۔ بشیر احمد مرحوم ۱۹۹۰ء میں [illegible] انہوں نے [illegible] خطاطی [illegible] سردار محمد [illegible] جالندھر کے رسالہ [illegible] کتابت [illegible] غلام محمد کا [illegible] فیصل آباد میں کتابت کرتا رہا ہے۔

حکیم غلام محی الدین

[illegible] مزار سے [illegible] ایک [illegible] طیب زینت رقم خطاط محمد [illegible] ابدی [illegible] (۱۹۰) [illegible] میں [illegible] اپنے والد [illegible] سلطان محمود اور خطاطی میں [illegible] ممتاز [illegible] (۱۹۱) مرحوم کی قبر کا کتبہ [illegible] نستعلیق میں ہے جو [illegible] پروین رقم کا لکھا ہوا ہے۔

خواجہ فیروز دین

[illegible] کے مرقد کے جانب جنوب [illegible] ایک خوش [illegible] کے بچے [illegible] موصوف کے مزار کا کتبہ غلام رسول [illegible] کا لکھا ہے۔

چودھری طفیل محمد

[illegible] میں شعبہ [illegible] کے والد گرامی کی قبر کا کتبہ سید انور حسین نفیس رقم کے [illegible] کا [illegible] قبر کا کتبہ سید انور حسین [illegible] کا تحریر کردہ ہے۔ جس کی عبارت ثلث اور نستعلیق میں ہے۔

حکیم فقیر محمد چشتی

[illegible] کی قبر سے [illegible] جانب شمال مشرق ایک احاطہ ہے اندر حکیم فقیر محمد چشتی کی قبر ہے پنجاب کے مشہور خطاط پروین رقم نے خطِ نستعلیق میں [illegible] موصوف کی [illegible] ان کی لوحِ مزار پروین رقم نے لکھی۔

عبدالمجید پروین رقم

معروف خطاط منشی عبدالمجید پروین رقم کی قبر پر کتبہ خلیفہ عبدالمجید پروین رقم کا موری خط نستعلیق میں لکھا ہے۔

منشی فضل الٰہی مرغوب رقم

خواجہ محمد رفیق کے مرقد سے تین میٹر جانب جنوب مغرب ممتاز خوشنویس منشی فضل الٰہی مرغوب رقم (۱۹۲) کی ابدی آرام گاہ ہے۔ مرحوم وضع سادہ کے بزرگ تھے لیکن پیچ دار نستعلیق کو ہر انداز سے برتنے والے تھے۔

مولانا چراغ حسن حسرت

آغا شورش کاشمیری کے مدفن سے دو میٹر جانب قبلہ مشہور صحافی اور عالم مولانا چراغ حسن حسرت کی قبر ہے۔ ان کی قبر کا کتبہ حافظ یوسف سدیدی کے قلم کا شاہکار ہے۔

تاج الدین زریں رقم

عیدگاہ کے عقب میں دو احاطے ہیں ان میں ایک احاطہ زیادہ بڑا ہے۔ جو آگے جا کر چوبرجی روڈ سے مل جاتا ہے۔ اور دوسرا مختصر احاطہ کے نام سے موسوم ہے۔ موخر الذکر احاطہ عیدگاہ سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر ہے یہاں ایک مقبرہ واقع ہے۔ اس مقبرے کے بائیں شمال مشرق کونے میں ایک احاطے میں تین قبریں ہیں۔ ان میں ایک قبر مشہور خطاط تاج الدین زریں رقم کی ہے۔ اس کا کتبہ حافظ یوسف سدیدی کا لکھا ہوا ہے۔ کتبے کی عبارت یوں ہے۔

یا اللہ　　الرحیم　　یا محمد

نوادر خط اعجاز

سنہ ۱۳ھ

منشی تاج الدین زریں رقم لاہوری

سال ہجری کی ہوئی جب فکر تو آئی ندا　　تاج الدین زریں رقم آرام گاہ ۱۳ھ
محمد ابراہیم زریں رقم

ان کے علاوہ تاج الدین زریں رقم کے والد کی قبر کا کتبہ بھی حافظ یوسف سدیدی کے قلم کا ہے۔

محمد طفیل مدیر نقوش

محمد طفیل تاج الدین زریں رقم کے شاگرد تھے ان کی قبر کے سرہانے جو کتبہ نصب ہے وہ پاکستان کے مایہ ناز خطاط سید انور حسین نفیس رقم کی خطاطی کا شاہکار ہے۔

میاں عبدالخالق

محمود ہجری کی قبر سے تین میٹر جانب جنوب متصل روش کے دوسرے ممتاز آرٹسٹ میاں عبدالخالق کی ابدی آرام گاہ ہے۔

منشی محمد شریف خوشنویس

منشی محمد شریف (۱۹۳) سلطان القلم مولوی محمد قاسم لدھیانوی کے شاگرد تھے مرحوم کی قبر پر جو کتبہ نصب ہے اس پر طغریٰ اور نستعلیق میں یہ عبارت درج ہے۔

یا اللہ　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　یا محمد
منشی محمد شریف خوشنویس
ابن مولوی محمد قاسم خوشنویس
سلطان القلم لودھیانوی
تاریخ وفات ۲۳ مارچ ۱۹۲۹ء

محمد شفیع خوشنویس

منشی محمد شریف کے مرقد سے جانب شمال بجانب مغرب تین میٹر کے فاصلے پر ان کے بھائی محمد شفیع خوشنویس کی ابدی آرام گاہ ہے جو اپنے والد بزرگوار مولوی محمد قاسم سلطان القلم کی وفات کے بعد ۱۹ سال زندہ رہے ان کی لوح مزار اس طرح رقم ہے۔

یا اللہ　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　یا محمد
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
مرقد
محمد شفیع خوشنویس
ابن مولوی محمد قاسم خوشنویس
سلطان القلم لودھیانوی
تاریخ وفات ۲۹ نومبر ۱۹۵۱ء

میر امیر بخش

یہ کتبہ نستعلیق خط کی ایک عمدہ مثال ہے جلی حروف میں حافظ دین محمد کا لکھا ہوا ہے۔ موصوف مطبع کریمی کے مالک تھے کشمیری بازار میں جلال الدین تاجر کتب کی دکان کے سامنے میر امیر بخش کی کتابوں کی دکان تھی۔ میر امیر بخش اور ان کی اہلیہ امیر بخش کے بھائی محمد نور بخش اور میر موصوف کے دو فرزند محو خواب ابدی ہیں۔ یہ کتبات لاہور کے معروف خطاط حافظ دین محمد کے زور قلم کا نتیجہ ہیں۔

ج۔52

سید وزیر الحسن عابدی

میانی صاحب میں سید وقار عظیم کے مرقد سے جانب مشرق مائل بجنوب سات فٹ کے فاصلے پر اردو فارسی دان سید وزیر الحسن عابدی کی آخری آرام گاہ ہے۔ موصوف نے غالب صدی کی تقریبات کے موقع پر غالب کی فارسی تصانیف مرتب کیں ان کے مزار کا کتبہ نستعلیق میں حافظ یوسف سدیدی کے قلم کا شاہکار ہے۔ (۱۹۳) (ج۔52)۔

قبرستان میاں میر

اس قبرستان کا شمار لاہور کے قدیم قبرستانوں میں ہوتا ہے سب سے پہلے یہاں حضرت میاں میر کے خادم خاص میاں نتھا علیہ الرحمہ دفن

ہوئے اس زمانے میں یہ علاقہ خانی پورہ کے نام سے موسوم تھا میاں میر کی وفات کا واقعہ یا ۱۰۴۵ھ میں اس جگہ پر جہاں اب مقبرہ ہے ان کا دفتر ہے آپ نے اپنی وفات سے قبل یہ وصیت کی تھی کہ ان کا جسد خاکی میاں قطب کی مدفن کے قریب دفن کیا جائے۔ حضرت میاں میر کے بعد دارا شکوہ کی اہلیہ شہزادی نادرہ بیگم اسی نواح میں یہ وفات کر گئی۔ آہستہ آہستہ یہاں ایک عام قبرستان وجود میں آ گیا۔ اس قبرستان میں متعدد خطاطوں کے شہپارہ کتبات موجود ہیں۔ محمد الدین اور امام الدین کی قبروں سے کتبات ثالث اور نستعلیق میں ایک ہی سطر میں اور ایک طرز میں حافظ یوسف سدیدی کی قلم کے کمال کا مظہر ہیں۔

حکیم فقیر محمد چشتی

حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کے احاطہ مزار سے باہر جانب جنوب دیوار کے ساتھ متعدد قبریں ہیں ان میں سے ایک قبر فقیر محمد چشتی کی ہے موصوف حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے والد بزرگوار تھے۔ ان کی قبر کا کتبہ حافظ محمد یوسف سدیدی کا شاہکار ہے۔

حکیم عبدالواحد چشتی امرتسری

امرتسر اور لاہور کے مشہور طبیب چشتی دواخانہ نسبت روڈ کے بانی اور حکیم محمد اسماعیل کے والد اور حکیم عبدالواحد گوہر ایوبی تھے۔ مرحوم حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے والد بزرگوار حکیم فقیر محمد چشتی امرتسری کے تمیز رشید تھے۔ ان کی تاریخ وفات حکیم امرتسری اور ظہیر الدین لدھیانوی کی کہی ہوئی ہیں جو اپنی جگہ منفرد ہیں۔ ان کی قبر کے کتبہ پر کندہ عبارت مرقوم ہے جو حافظ یوسف سدیدی کے قلم کا شاہکار ہے۔

محمد شفیع انور سیالوی

ش ۵۳

میاں میر قبرستان کے آخری حصہ میں معروف خطاط محمد شفیع انور سیالوی کی قبر مبارک ہے جس کے کتبہ کی لکھائی غلام رسول نے کی ہے۔ خط محمد شفیع انور وہ مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ (ش ۱۵۳)

قبرستان موہن پورہ

میکلوڈ روڈ پر موہن پورہ کے سامنے ایک قبرستان ہے جو شاہ ابوالمعالی کے تعلق رکھتا ہے۔ یہ قبرستان دراصل قبرستان شاہ ابوالمعالی کا ایک حصہ ہے جو ٹکڑوں کی صورت میں بٹ گیا ہے۔ رنجیت سنگھ کے زمانے میں شاہ ابوالمعالی کا قبرستان بہت وسیع تھا۔ دیال سنگھ کالج، گوالمنڈی، ایبٹ روڈ، میکلوڈ روڈ اور بیڈن روڈ

روڈ کا بیشتر حصہ اس قبرستان کی حدود میں آ جاتا ہے۔ رنجیت سنگھ نے ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء کے لگ بھگ یہ حکم دیا کہ یہاں سے مٹی اٹھائی جائے جس کی وجہ سے بعد اُنھوں کا رخ میاں صاحب کی طرف ہوا۔ شاہ ابوالمعالی کے قبرستان میں تجاوزات شروع ہو گئیں۔

سید امتیاز علی تاج

امتیاز علی تاج حفیظ جالندھری، پطرس بخاری اور چند اور حضرات ... محمد علی کے ایک ہی محلے کے رہنے والے تھے۔ امتیاز علی تاج نے ۱۹۲۲ء میں ڈرامہ انارکلی لکھ کر شہرت پائی۔ ان کی ادبی زندگی ... قاتل نے ان کو ... قتل کر دیا تھا ...

درانے عمارت بیوت خاص ہ بنوانا اور آرائش کی ۔ قتل ہوگئے۔ ان کی قبر مومن پورہ کے قبرستان کے شمال مشرقی گوشے میں ہے۔ اس کے مزار کا کتبہ حافظ محمد یوسف سدیدی مرحوم کے قلم سے تحریر کا شاہکار ہے۔

قبرستان اندرابیاں

کشمیری بازار سے رنگ محل کی طرف جاتے ہوئے بائیں جانب اسلامیہ سٹریٹ نمبر ۱۳۹ کا بورڈ لگا ہوا ہے اس گلی میں جامع مسجد تجویدیہ کی عمارت ہے یہ گلی جہاں پر ختم ہوتی ہے وہیں ایک چار دیواری کے اندر ۲۷ قبریں ہیں۔ چار دیواری کے دروازے کی پیشانی پر یہ عبارت مرقوم ہے۔

خیابان سادات اندراب۔ آسودگان خانوادہ قادریہ قبرستان سادات اندراب

کسی زمانے میں یہ قبرستان حضرت شاہ ابوالمعالی کے قبرستان کا ایک حصہ تھا اب صرف ۲۷ قبور باقی رہ گئی ہیں احمد سعید اندرابی کی قبر کا کتبہ تاج الدین زریں رقم کا شاہکار ہے۔ نستعلیق و اعلیٰ ہوتے ہے۔

شاہ محمد غوث

دہلی اندرون موری دروازے سے اندر میاں شاہ محمد غوث کا دربار ہے یہ بزرگ مغلوں کے آخری دور میں لاہور میں گزرے ہیں اس کے مزار کی بیرونی دیوار پر کتبے کی تحریر ہے جس کی خطاطی حافظ محمد یوسف سدیدی کے ہونہار شاگرد عبدالرحمان نے کی۔ یہاں متعدد عمارات جو اعلیٰ خطاطوں کے لکھے ہوئے تھے مزار کی عمارت میں توسیع کے دوران وہ ضائع ہو چکے ہیں اور چند ایک سیف الدین وارث اور کلیم جیلانی محکمہ آثار قدیمہ پنجاب کی کاوش سے حکومت نے اتروا لئے تھے۔ جو محکمہ کی لائبریری واقع عقب شاہی مسجد میں محفوظ ہیں۔

ن۔م۔ف

مزار بابا غریب شاہ

یہ مزار محلہ ... لاہور واقع ہے جس کا کتبہ لاہور کے معروف خطاط حافظ محمد یوسف سدیدی کے قلم کا اعجاز ہے۔ جس میں طغریٰ ثلث اور نستعلیق ۱۳۹۹ھ میں لکھا گیا۔ (ن۔م۔ف)

قبرستان اچھرہ

اچھرہ لاہور کی قدیم آبادی ہے ایک روایت کے مطابق لاہور اور اچھرہ کی بنیاد ایک ہی وقت میں رکھی گئی تھی اچھرہ کا قبرستان تین حصوں میں منقسم ہو گیا ہے اس کا ایک حصہ فیروزپور روڈ پر ہے اور دوسرا حصہ لطیفہ سائنس مشینری کی فیکٹری کے عقب میں واقع ہے ان دونوں حصوں کو ایک دیوار جدا کرتی ہے تیسرا حصہ دوسرے حصے کے بالمقابل سڑک کے پار ہے۔ جہاں نمونہ خطاطی کے کتبات موجود ہیں۔ مولانا غلام محمد ... کی قبر کا کتبہ قابل دید ہے۔ یہاں اسلامیہ کالج لاہور کے نامور استاد اور اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل مولانا اصغر علی روحی مرحوم کا تحریر کردہ ہے۔ اور یہ خط نستعلیق کا حامل ہے۔

قبرستان پڑاوہ بدھو

یہ قبرستان جی ٹی روڈ، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے بالمقابل واقع ہے۔ مغلوں کے عہد تک یہاں اینٹیں پکانے والا پڑاوہ (بھٹہ) موجود تھا۔ رنجیت سنگھ کے عہد میں جب اس علاقے میں سکھ فوج کی چھاؤنی قائم ہوئی تو بدھو نامی ایک گوالے نے اس پڑاوے پر رہائش اختیار کر لی۔ اب تک اس کی یادگار وہاں موجود ہے۔ انگریزی عہد میں یہاں قبریں بننا شروع ہوئیں اب سے تیس پینتیس سال پہلے تک یہ بہت بڑا قبرستان تھا اب اس کا چوتھا حصہ بھی باقی نہیں رہا۔ ریلوے ملازمین نے قبریں صاف کر کے یہاں مکانات تعمیر کر لیے ہیں۔ (۱۹۵)

قبرستان بیگم پورہ

عبدالحمید خان

ڈاکٹر عبدالوحید خان اور عبدالمجید خان دو بھائی اور مولوی محی الدین ولی فیروزپوری کے فرزند تھے بشیر و ظفر ان کی بہن تھیں اور مشہور شاعر سراج الدین ظفر ان کے نواسے تھے۔ ان کی لوح مزار سید نفیس رقم کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔

قبرستان بدر سٹریٹ گڑھی شاہو

حکیم سید نیک عالم شاہ

بدر سٹریٹ گڑھی شاہو کی آبادی کے درمیان ایک محلہ میں لاہور کے معروف خطاط سید انور حسین نفیس رقم کے ہاتھ کا لکھا ہوا کتبہ کاتب القرآن حکیم سید نیک عالم شاہ سیالکوٹی کی قبر پر لگا ہے۔

قبرستان مسافر خانہ گڑھی شاہو

گڑھی شاہو میں ہی قبرستان مسافر خانہ میں سید [illegible] الدین کی قبر کا کتبہ حافظ محمد یوسف سدیدی کا لکھا ہوا ہے جو کہ ثلث اور نستعلیق میں ہے۔

قبرستان کوٹھی داراں

حاجی دین محمد لاہوری خطاط نے یہاں متعدد کتبات لکھے جن میں شیخ محمد بخش، بیگم محمد بخش، شیخ محمد جلال الدین، بیگم شیخ جلال الدین کی قبور کے کتبات شامل ہیں جو اعلیٰ نستعلیق کا نمونہ ہیں۔ یہاں اسی قبرستان میں شیخ غلام محی الدین قریشی کی قبر کا کتبہ حافظ محمد یوسف سدیدی کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔

علامہ اقبال کا مزار

بادشاہی مسجد لاہور کے پہلو میں مزار علامہ اقبال کے کتبات نستعلیق میں ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۵ء میں محمد اقبال ابن پروین رقم نے کتابت کئے۔ جبکہ لوح کے کتبات حافظ یوسف سدیدی کے زور قلم کا نتیجہ ہیں جنہیں دیکھ کر شاہ ایران نے ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ (۱۹۶)

"خوشنویسی خوب است"

کتبات کی تفصیل یوں ہے۔ (۱۹۷)

ولقد كتبنا في الزبور من بعد الذكر أن الأرض يرثها عبادي الصالحون

يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحيوة الدنيا وفي الآخرة

كلمة طيبة كشجرة طيبة أصلها ثابت وفرعها في السماء

دم مراصفت باد فرودین آوردہ اند — بازِ مرغے تہ یا سمیں آوردہ اند
قمود ادال صحرا نشیں رخورتیم — بیتا تک بادۂ عطے بیالنعیں آوردہ اند
بند بال چنانم کہ براہیم بنہ — بنادر بر مرغزاراں کمیں آوردہ اند
فروغ آدم خاکی ز تازہ کاری ہاست — مہ و ستارہ مکند آنچہ پیش ازیں کردہ اند
چراغ خویش برافروختہ کہ دست کلیم — دریں زمانہ نہیوں زیر آستیں کردہ اند

کہ روز حشر بہ یکان و چنیں کردہ اند

لوح مزار پر مندرجہ ذیل عبارت منقوش ہے۔

"شاعر و فیلسوف مشرق ڈاکٹر محمد اقبال کے لوح قبر من ... اعلیحضرت ... مظہر قبول اعلیٰ حضرت محمد نادر شاہ غازی دولت افغانستان واقع شد ۱۲۹۳ ... سال ۱۳۵۷ وصول یافت"

لوح کی پشت پر یہ تحریر ہے۔

ان من الشعر لحکمۃ
وان من البیان لسحرا (بخط ثلث)

... افغانیم و ... ترکی و ... تتاریم — ... دادیم و ... تاخیریم
تمیز رنگ و بو بر ما حرام است — کہ ما پروردۂ یک نو بہاریم

مزار عبداللہ صحرائی قادری

آپ کی ولادت سرخ ڈھیری علاقہ میں ہوئی یوسف زئی پٹھان تھے۔ آپ کے مرشد حبیب اللہ شاہ قادری تھے (۱۹۸) جن کا مزار بمبئی میں ہے ایک عرصہ بمبئی میں مرشد کے ساتھ قیام رہا ان کے انتقال کے بعد دکن کے جنگلوں میں چلے گئے جہاں بڑے کٹھن مجاہدات کئے۔ موصوف پشاور میوزیم کے سابق ڈائریکٹر پروفیسر عبداللہ صحرائی کے دادا تھے۔ پھر آپ لاہور آ کر شالامار باغ لاہور کے اس کمرہ میں جو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بنوایا تھا قیام پذیر رہے۔ موصوف کی وفات ۱۹ مارچ ۱۹۲۱ء میں ہوئی اس وقت آپ کی عمر ۱۰۸ سال تھی ان کا مقبرہ میاں امین الدین باغبانپورہ نے بنوایا اور اس کے صدر دروازے پر جو کتبہ نصب ہے وہ لاہور کے معروف خطاط حاجی دین محمد لاہوری (۱۹۹) نے لکھا ہے۔ اس کتبے کی عبارت یوں ہے۔ (۲۰۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا اللہ — لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ — یا محمد

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا — او نشیند در حضور اولیاء
اولیاء را طاقتی ہست از الٰہ — تیر جستہ باز گردانند ز راہ

روضہ مبارک مرشد کامل غوث زماں جناب حضرت محمد عبداللہ صاحب صحرائی قادری ... پشاور باغبانپورہ شالامار وفات در رجب المرجب ۱۳۳۹ ہجری القدسی مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۲۱ (راقم دین محمد کاتب لاہور)۔ اس کتبہ میں اگرچہ دین محمد کاتب نے ثلث میں کلمہ شریف اور بسم اللہ لکھی ہے مگر یہ خط پختہ نہیں ہے۔ خط نستعلیق میں پختگی ہے یہ کتبہ حاجی دین محمد نے ۳۲ سال کی عمر میں لکھا۔ بعد ازاں وہ خطاطی کے شعبہ میں وارد ہوئے۔

قبرستان میاں خاندان باغبانپورہ

یہ قبرستان جو پارک کی طرف سے آبادی میں [illegible] ہے اس راستے میں آتا ہے جو مادھولعل حسین کے مزار کی طرف جاتا ہے۔ یہ قبرستان باغبانپورہ کی مشہور ہستی میاں فیملی کا ذاتی قبرستان ہے اس میں بڑے بڑے سیاسی رہنما، قانون دان اور اہل علم مدفون ہیں۔ [illegible] میں جو قبرستان کے [illegible] میاں افتخار الدین، میاں [illegible] افتخار اور میاں عارف افتخار اور میاں عبدالرشید دفن ہیں جنہوں نے قائداعظم کو پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے حلف دلوایا تھا۔ محمد شفیع کی قبر کا کتبہ زیادہ واضح ہے۔ ۲۰۱۱ء محمد شفیع اس وفد میں شامل تھے جو ۱۹۰۶ء میں شملہ میں وائسرائے ہند لارڈ منٹو سے مسلمانوں کے مطالبات لے کر ملنے گیا تھا۔ میاں محمد شاہ نواز [illegible] میاں [illegible] میاں [illegible] احمد [illegible] میاں محمد رفیع اصغری خاندان [illegible] ہیں۔ [illegible] کتبہ [illegible] ہے۔

قبرستان گلبرگ

[illegible] آبادی [illegible] قیام پاکستان کے بعد [illegible] آبادی [illegible] قبرستان [illegible] قریب واقع ہے۔ [illegible] قبرستان میں [illegible] کی قبر کا کتبہ [illegible] قبر کی [illegible] ہے۔

حکیم محمد نبی خان جمال سویدا

اس قبرستان میں حکیم [illegible] سے [illegible] جناب [illegible] [illegible] حکیم محمد [illegible] خان کے پوتے حکیم محمد نبی خان جمال سویدا [illegible] حاذق [illegible] شاعر تھے۔ [illegible] ۱۹۴۲ء [illegible] ایوان [illegible] پاکستان کے [illegible] اور حکیم محمد [illegible] خان کا [illegible] ہوا۔ [illegible] آتا ہے۔

قبرستان ڈی بلاک گلبرگ

یہ ایک چھوٹا سا قبرستان ہے جو [illegible] سے [illegible] قبرستان [illegible] سے نظر آتا تھا۔ اب [illegible] یہاں متعدد قبروں کے کتبے [illegible] خطاطی کے [illegible] ہیں ان میں نمایاں [illegible] پروفیسر حمید احمد خان (پی۔ ایچ۔ ڈی) [illegible] پنجاب یونیورسٹی اور احمد [illegible] ایم۔ اے۔ [illegible] (۵۶-۵-۵) [illegible] کتبہ [illegible] ہے۔

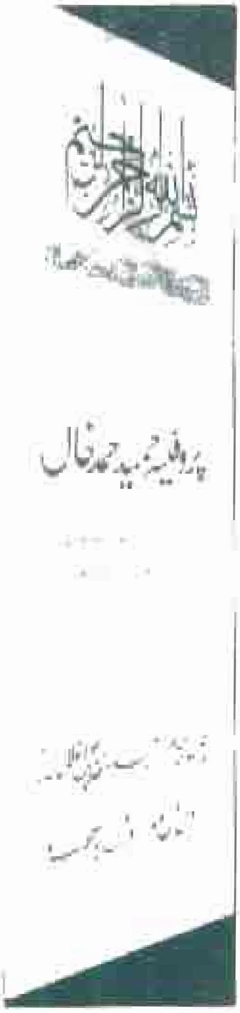

پی۔ایچ۔ڈی

گل یکتا
احمد مجتبیٰ

احمد

احمد مجتبیٰ

قبرستان کبوتر پورہ گلبرگ

گلبرگ میں تین بڑے قبرستان ہیں ان میں سے ایک قبرستان حسینی چوک سے قریب ہے اسے بعض لوگ بلاک نمبر ۳ کا قبرستان کہتے ہیں اسے نواحی قدیم باشندے اسے قبرستان کبوتر پورہ کے نام سے یاد کرتے ہیں بعض اہل قلم نے اسے قبرستان نورہ مائمت کا نام بھی دیتے ہیں۔ اس کے وسط میں درمیانی سڑک کے بائیں جانب مشہور افسانہ نویس اور ناول نگار خدیجہ مستور کی قبر ہے۔

پروفیسر سید کرامت حسین جعفری

اسی بلاک کے شمالی جانب کے قبرستان میں حقیقی بالمقابل کی اہلیہ کی قبر کے ساتھ مشہور ماہر تعلیم شخصیت پروفیسر کرامت حسین جعفری کی قبر ہے۔ یہ کتبہ حافظ محمد یوسف سدیدی کے قلم کا شاہکار ہے۔ (ت۔۵۹)

خان ظفر اللہ خان

دوسرا کتبہ سابق انسپکٹر جنرل پولیس خان ظفر اللہ خان کی قبر کا ہے۔ جو حافظ یوسف سدیدی کے قلم کا شاہکار ہے۔ (ت۔۶۰)

قبرستان شادمان کالونی

شادمان کالونی کی آبادی سے ملحق جو قبرستان ہے وہ شیر شاہ دولہ کا قبرستان کہلاتا ہے لیکن عرف عام میں اسے شادمان کالونی کا قبرستان کہتے ہیں۔ اس کالونی میں آخری کونے پر چوک کے قریب گلی میں ایک قبرستان موجود ہے اس قبرستان میں کتبوں کی چند قبریں ہیں۔ یہاں حافظ تصدق حسین خالد میاں ارشد حسین میاں افضل حسین اور مولوی محمد شفیع محمد ادریس کاندھلوی اور حفیظ اللہ بانی روزنامہ مشرق کی قبریں ہیں۔ کتبات اعلیٰ خطاطی کی روایت کے امین ہیں۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی قبر پر ثلث اور نستعلیق کا عمدہ نمونہ ہے۔

عنایت اللہ کی قبر کا کتبہ روزنامہ مشرق کے چیف آرٹسٹ ادریس شریف کاظمی نے تیار کیا۔

حافظ یوسف سدیدی

قبرستان میانی صاحب کی سائڈ میں امام الخطاطین حافظ محمد یوسف سدیدی بھی ابدی نیند سو رہا ہے۔ حافظ صاحب کی قبر کا کتبہ صوفی خورشید عالم خورشید رقم نے تحریر کیا۔ اور تاریخ وفات بھی۔ یہ ابھی تک قبر پر نصب نہیں کیا گیا اس کی تصویر نوید مارول سے حاصل کی۔ (ت۔۶۱)

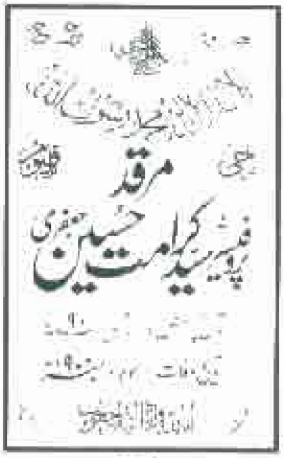

ت۔۵۹

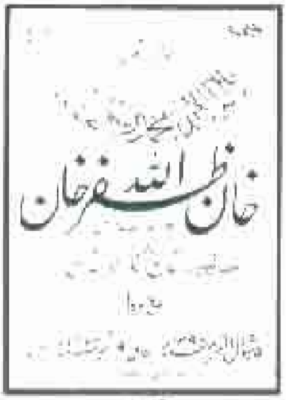

ت۔۶۰

ت۔۶۱

متفرق کتبات

محمد اسحاق کاتب نے ... سید احمد شاہ کی قبر کا کتبہ خط ... اور نستعلیق میں لکھا [illegible]
[illegible] نے ... لیا۔

دیگر شہروں میں لاہوری خطاطوں کے کتبات

جامع مسجد دہلی شاہجہانی دور میں ایک قاضی ... [illegible] ۱۹۵۸ء میں ... [illegible]
جامع مسجد دہلی کی پیشانی پر اپنے قلم سے ... ہے۔ (۲۰۳)

مزار وارث شاہ

وارث شاہ ... [illegible] حافظ محمد یوسف [illegible]
نے ... ۱۲ کتبات حضرت وارث شاہ ... [illegible] (ص ۹۳)

ص ۹۳

عیدگاہ ملتان

[illegible]

گجرات

[illegible]

ساہیوال

[illegible]

راولپنڈی

[illegible]

سرگودھا

[illegible]

ڈھاکہ

[illegible]

لاہور کے کتابہ نویس

[illegible]

سے قاصر ہے۔ ان لفظات کے لکھنے والے کو اصطلاح میں کتبہ نویس یا Epigraphist یا خوش نویس Calligraphist کہا گیا ہے۔

بورڈ نویسی

کتابت نویسی کے زمرے میں بورڈ نویسی بھی آتی ہے۔ بورڈ نویسی میں بھی حاجی دین محمد کا نام سرفہرست ہے۔ موصوف نے بھارت کے شہروں لکھنؤ، حیدرآباد دکن، دہلی اور کانپور میں متعدد بورڈ لکھے جبکہ لاہور میں جامعہ نعیمیہ اور بہت سے دوسرے سائن بورڈ لکھے۔ اکثر اعلیٰ خطاط مختلف پینٹرز کو بورڈ پر حروف لکھ دیتے جن میں وہ رنگ بھر لیتے۔

لاہور میں زیادہ تر بورڈ نویس سردار محمد، عبدالواحد نادر القلم، رفیق بٹ، منیر [illegible] آرٹ، ایم آرٹس، ایم شریف آرٹسٹ، شوکت علی منہاس (حضرو اٹک) آفتاب احمد، خلیق ٹونکی، [illegible] خطاطی کا معیار برقرار رکھتے ہوئے لکھتے ہیں۔ مینار پاکستان چوک میں کلمہ طیبہ جو معروف خطاط سید انور حسین نفیس رقم نے لکھا تھا اسے ان رنگوں سے مزین کیا۔ خوش خطی کے شائقین آج بھی اچھے خطاطوں سے بورڈ لکھواتے ہیں اور صرف لاہور کے لکھے ہوئے زیادہ تر بورڈ پاکستان بھر میں لگائے جاتے ہیں۔ کراچی، پشاور یا دیگر شہروں میں لگے ہوئے بہت سے بورڈ لاہور میں لکھے گئے ہیں۔

پوسٹر نویسی

لاہور کے تقریباً تمام خطاط پوسٹر نویس بھی ہیں۔ [illegible] ذریعہ ہیں اور اس کا اصول اچھے خطاطوں کی نظر میں یہ ہے کہ [illegible] پوسٹر نویسی کا فن بھی [illegible] سے لکھوائے جاتے۔ لاہور کے کتابت شدہ پوسٹر خطاطی کا نمونہ ہوتے ہیں کہ شائقین [illegible] لکھے ہوئے پوسٹر دیواروں سے اتار کر ان کی مشق کرتے۔ جس طرح عبدالمجید پروین رقم کے لکھے ہوئے پوسٹر تاج الدین زریں رقم اتار لیتے اور دوسرے دن بالکل ویسا ہی لکھ لیتے۔ ایک دور میں پروین رقم کے قطعات اور [illegible] قلم سے لکھے گئے تھے جو نوآموز کاتبوں [illegible] بیش بہا سرمایہ کا درجہ رکھتے ہیں۔

لاہور کے خطاط جنہوں نے پینٹنگ کا کام بھی کیا ان میں شیخ محمد حسن ولد شیخ [illegible] ۱۹۱۳ء میں لاہور میں پیدا ہوئے [illegible] A [illegible] ۱۹۳۵ء سے ۱۹۳۰ء تک [illegible] ۱۹۸۰ء میں [illegible]

کتابت نویس

لاہور میں جن کتابت نویسوں نے لغات لکھے ان میں [illegible] عبدالرحمان، عبدالرشید دیلمی، غلام رسول، غلام محمد [illegible]

بن محمد اقبال ایڈووکیٹ، قمر سید محمد اشرف علی سید القلم، محمد جمیل حسن محمد جمیل تنویر قمر، مولوی حکیم محمد چراغ، محمد حسین کشمیری، مولوی محمد حسین حافظ، مولوی محمد دین، منشی مولوی محمد شریف، محمد صدیق الماس رقم، محمد علی، مولوی محمد یعقوب سہارنپوری، منظور انور، میر عبداللہ مشکین قلم، سید عبداللہ مشکین قلم، حافظ محمد یوسف سدیدی، امیر مرتضیٰ، نور اللہ بن احمد معمار لاہوری اور حاجی یوسف کشمیری نمایاں ہیں۔

جاوید منزل کے کتبے

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

سبب کچھ اور ہے، تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

جاوید منزل میں علامہ اقبال کے اشعار کے کتبے، سید انور حسین نفیس رقم

حواشی و تعلیقات

51 Ziauddin Ahmad Desai "Islamic inscriptions their bearing on Monuments" Islamic [illegible] [illegible] Edited by Frederick M. Asher [illegible] G.S. Gai, Oxford and IBH publishing co New Delhi [illegible] 1985 p.[illegible]

52 Abdur Rahman "The Zulamkot [illegible] inscription" [illegible] Vol. [illegible] No. 3-4 Dec 1998 p.[illegible]

53 Ibid

54 Ibid

[illegible]

57 Dr. A.H. Dani "Islamic Architecture: The wooden style of Northern Pakistan" [illegible]

58 W.E Begley "Monumental Islamic calligraphy from India" [illegible] p.[illegible]

59 Ziauddin Ahmad Desai "Epigraphy" [illegible] p.[illegible]

60 V.S. Bendrey "A study of muslim inscriptions" India publications [illegible] 1952 p.18

61 A.A. Rahman "Epigraphy and Indian art & Architecture" Indian Epigraphy [illegible] p.[illegible]

62 Z.A. Desai "Islamic inscriptions their bearing on Monuments" Indian Epigraphy op.cit p.[illegible]

63 R. Nath "Calligraphic art in the Mughal Architecture" op.cit p.[illegible]

64 V. Bendrey "A study of muslim inscriptions" op.cit p.17

65 W.E Begley "A Mughal caravanserai built and inscribed by [illegible] Khan" Indian Epigraphy [illegible] p.[illegible]

66 V. Bendrey "A study of muslim inscriptions" op.cit p.[illegible]

67 Dr. Abdur Rahman Dar "Epigraphical evidence from the [illegible]" [illegible] 1989

68 W.E Begley "Monumental Islamic calligraphy from India" op.cit p.[illegible]

[illegible]

70 Oktay Aslanapa "Turkish art & Architecture" op.cit p.41

71 R. Nath "Calligraphic art in Mughal Architecture" op.cit p.[illegible]

[illegible]

73 Ahmad Nabi Khan "Two Mughal Mosques of [illegible] and [illegible] at [illegible] and [illegible]" Pakistan Archaeology No. 24 1989 p.240

74 W.E Begley "A Mughal Caravanserai built and inscribed by [illegible]" op.cit p.[illegible]

75 Ibid p.[illegible]

76 Oktay Aslanapa "Turkish art and architecture" op.cit p.77

77 Wayne E Begley "A Mughal caravanserai built and inscribed by [illegible] Khan" op.cit p.[illegible]

78 Z.A. Desai "Islamic inscriptions their bearing on Monuments" Indian Epigraphy op.cit p.[illegible]

79 W.E Begley "Monumental Islamic calligraphy from India" op.cit p.[illegible]

80 Dr. Abdur Rahman Dar "A [illegible] inscription [illegible] Khan" [illegible]

81 R. Nath "Calligraphic art in Mughal Architecture" op.cit p.[illegible]

82 Ibid op.cit p.[illegible]

[illegible]

84 Anthony [illegible] "Calligraphy in the arts of the muslim world" op.cit p.[illegible]

[illegible]

88 W.E Begley "Monumental Islamic calligraphy from India" op.cit p.[illegible]

89 R. Nath "Calligraphic art in Mughal Architecture" op.cit p.[illegible]

90 Shabbir Hussain "Quranic text on gravestone of [illegible]" [illegible] Islamic research institute Islamic University [illegible] p.79

91 W.E Begley "Monumental Islamic calligraphy from India" op.cit p.[illegible]

[illegible]

93 M.A. [illegible] "Calligraphers of Thatta" op.cit p.[illegible]

[illegible]

96 Saleem Mahmud "[illegible] [illegible] calligraphy in Pakistan Art [illegible]" the proceedings of the Hijra celebration symposium on Islamic Arts [illegible] p.[illegible]

97 W. Begley "Monumental Islamic Calligraphy from India" op.cit p.[illegible]

[illegible]

100 Dr. M. Idris [illegible] "Two [illegible] Arabic inscriptions of [illegible]" Journal of Research society of Pakistan vol. [illegible] No. [illegible] 1988 p.47

[illegible]

[illegible]

155. Sultan Akbar, "Trapped in Anarkali," Daily Dawn, 7th Jan 1992.

156. Dr Saif ur-Rahman Dar, "Earliest dated inscription of Lahore," Daily Nation, ... 1985.

158. Gulam Yazdani, "The Inscriptions of the tomb of Sultan Muizzuddin Bahram, Sultan Masud, ... Ghiyathudin Balban of Muizzuddin Kaiqubad."

165. Dr. Muhammad Iqbal Bhutta, "Imam ... and his ...," ... Pakistan ... pp 72, 154, 152, 570.

167. Wali Ullah Khan, "Lahore and its important monuments," ... 1973, ...

169. Abdul Mahmud, "The Mausoleum of Emperor Jahangir," Arts of Asia, Jan-Feb 1982, p.76.

174. Dr. M Iqbal Bhutta, "Calligraphic Inscriptions of Gulabi Bagh, Dai Anga's Tomb ..."

بسم الله الرحمن الرحيم

لا إله إلا الله محمد رسول الله

والشمس تجري لمستقر لها ذلك تقدير

العزيز العليم ● والقمر قدرناه منازل حتى عاد كالعرجون القديم ● لا الشمس
ينبغي لها أن تدرك القمر ولا الليل سابق النهار وكل في فلك يسبحون ● وآية
لهم أنا حملنا ذريتهم في الفلك المشحون ● وخلقنا لهم من مثله ما يركبون ●
وإن نشأ نغرقهم فلا صريخ لهم ولا هم ينقذون ● إلا رحمة منا ومتاعا
إلى حين ● وإذا قيل لهم اتقوا ما بين أيديكم وما خلفكم لعلكم
ترحمون ● وما تأتيهم من آية من آيات ربهم إلا كانوا عنها معرضين ● وإذا

قيل لهم أنفقوا مما رزقكم الله

قال الذين كفروا للذين آمنوا أنطعم من لو يشاء الله أطعمه إن أنتم إلا في ضلال
مبين ● ويقولون متى هذا الوعد إن كنتم صادقين ● ما ينظرون إلا صيحة
واحدة تأخذهم وهم يخصمون ● فلا يستطيعون توصية ولا إلى أهلهم
يرجعون ● ونفخ في الصور فإذا هم من الأجداث إلى ربهم ينسلون ● قالوا
يا ويلنا من بعثنا من مرقدنا هذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون ● إن كانت
إلا صيحة واحدة فإذا هم جميع لدينا محضرون ● فاليوم لا تظلم نفس شيئا ولا

تجزون إلا ما كنتم تعملون

اختتامیہ

ما شاء الله

علاقائی سکولوں کے تعلق کا پتہ چلتا ہے۔ فن خط کے آثار قدیمہ کے حوالے سے [illegible] جاتا رہا ہے۔ اس میں شہرت کی
اہمیت اکثر ثانوی رہی ہے۔ زیر نظر مقالہ میں [illegible] کی تاریخ اور [illegible] سے بعض اطلاعات بہم پہنچا کر
حیات کی اولین اہمیت پر زور دیا گیا۔ اس باب میں [illegible] ان میں سے اکثر [illegible] ہو چکے ہیں یا
انہیں [illegible] دیا گیا۔ بعض عمارتیں جو [illegible] ان تمام عمارات کا
تذکرہ [illegible] اس میں شامل کیا گیا۔ جہاں تک [illegible] کا تعلق ہے [illegible]
[illegible] کا نام کیوں دیا گیا [illegible] خطاطی کے حوالے
سے ایک اپنی تاریخ [illegible] تحقیق میں پہلی مرتبہ [illegible]

[illegible]

لاہور میں خطاطی کے [illegible] مختلف ادوار [illegible]
[illegible] خطاطی [illegible] مختلف کے حوالے سے [illegible] تحقیق اس
لئے بھی [illegible] قائم [illegible]
سے بعض کے مختلف پیشے اپنا لئے جس سے [illegible] مختلف ہوئی۔
زیر نظر مقالہ میں کوشش کی گئی ہے [illegible] غلطی کا امکان [illegible] خطاطی
ہو تو بندہ اس کی نشاندہی پر ممنون ہوگا۔

[illegible] سفارشات

فن خطاطی مسلمانوں کا تہذیبی و ثقافتی ورثہ ہے [illegible] فن خطاطی کے احیاء
و بقاء و فروغ اور ارتقاء کے لئے چند تجاویز پیش خدمت ہیں۔

۱۔ سکولوں میں ابتدا ہی سے [illegible] خوش خطی [illegible] خطاطی [illegible]
نصاب [illegible] جائے۔ ایف اے، بی اے میں خطاطی [illegible] یونیورسٹیوں میں [illegible] خطاطی کی کلاسیں
جاری [illegible] باقاعدہ تعلیم دی جائے [illegible] ایم اے [illegible]
خطاطی پر مزید ریسرچ [illegible] تحقیق کا [illegible] دی جائے۔
۲۔ فن خطاطی کی ترویج و اشاعت کے لئے ایک [illegible] رسالہ جاری [illegible] خطاطی کی تاریخ، قدیم و جدید خطاطوں کے
حالات زندگی اور ان کے نمونہ ہائے خطاطی [illegible] مقالات شائع کئے جائیں۔
۳۔ برصغیر میں فن خطاطی کی تاریخ پر تحقیق [illegible] شائع کی جائے [illegible] قدیم و جدید خطاطوں کے تذکرے [illegible] میں ان کے
خطی نمونے بھی شامل ہوں، مرتب کر کے شائع کئے جائیں۔
۴۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے خطاطی کی تعلیم و تدریس کا [illegible] کیا جائے۔
۵۔ آرٹس کونسلوں اور [illegible] کے زیر اہتمام [illegible] خطاطی [illegible] انعامات سے نوازا [illegible] حوصلہ
افزائی کی جائے۔
۶۔ پاکستان کے ہر بڑے شہر میں خطاطی کی گیلریاں قائم کی جائیں [illegible] خطاطوں کے نمونے رکھے جائیں۔
۷۔ [illegible] میوزیم آف [illegible] قائم کیا جائے [illegible] قدیم و جدید [illegible] خطاطوں کے [illegible]
رکھے جائیں۔
۸۔ ایک ادارہ تحقیقات خطاطی (ریسرچ [illegible]) [illegible] کتب خانوں سے فن خطاطی پر لکھی
گئی کتابوں اور خطاطوں کے تذکروں کے مائیکرو فلم حاصل کر کے [illegible] اور پاکستان میں ان کی اشاعت کا انتظام کرے
اس ادارے سے خطاطی کی جدید تحقیقی کتابیں شائع کی جائیں [illegible] خطاطوں کے نمونہ ہائے خطاطی کے مجموعے مرتب کر کے شائع

سکے جا سکتا ہے۔

۹۔ نیشنل کالج آف آرٹس اور دیگر معروف اداروں میں فنون لطیفہ کے شعبہ جات میں فن خطاطی کی باقاعدہ تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے۔

۱۰۔ پنجاب یونیورسٹی اور اورینٹل کالج لاہور کے قیام کے ابتدائی زمانے میں وہاں خوش خطی کی باقاعدہ تعلیم ہوتی تھی جو بعد میں ختم کر دی گئی۔ اب چونکہ یہاں خطاطی کی کلاسیں دوبارہ شروع کی جا رہی ہیں۔ اردو، فارسی اور عربی وغیرہ مضامین میں ایم اے اور پی ایچ ڈی کرنے والے طلباء کو تاریخ کے تحقیقی کام کے سلسلے میں قدیم مخطوطات سے اکثر واسطہ پڑتا ہے قدیم قلمی نسخوں کو پڑھنے کا کام نہایت مشکل ہوتا ہے۔ جب تک عملی اور تاریخی طور پر اس سے واقفیت نہ ہو مخطوطات کو پڑھنے کی مشکلات حل نہیں ہو سکتیں۔ اس طرح ہمارے دانشور اپنے اسلاف کے کام سے صحیح معنوں میں استفادہ نہیں کر سکتے۔ اس ضرورت کے تحت یونیورسٹیوں کے شعبہ فائن آرٹس میں خطاطی کو باقاعدہ شامل کیا جائے۔

۱۱۔ اسلامی ملکوں میں خطاطی کی تعلیم و تدریس کے سلسلے میں کافی کام ہو رہا ہے خصوصاً مصر کے مدرسہ تحسین الخطوط اور بغداد یونیورسٹی کے معہد الفنون الجمیلہ سے بھی واقفیت حاصل کی جا سکتی ہے تاکہ ان کی راہنمائی میں موثر اقدام کیے جا سکیں۔

۱۲۔ اسلامی ملکوں میں خطاطوں کے وفود بھیجے جائیں جو وہاں کی لائبریریوں، عمارات، مساجد و مقابر اور عجائب خانوں میں خطاطی کے نمونوں کا مطالعہ کریں اور اسلامی ملکوں کے ماہر خطاطوں کو بھی پاکستان آنے کی دعوت دی جائے تاکہ وہ بھی یہاں کے فن پاروں سے آگاہ ہوں۔

۱۳۔ اسلامی خطاطی کا بنیادی تعلق عربی زبان سے ہے۔ خط نستعلیق کے سوا دیگر تمام اقسام خط عربی زبان ہی میں لکھی جاتی ہیں۔ لہذا اسلامی خطاطی کو فروغ دینے کے لئے ضروری ہے کہ عربی زبان کو فروغ دیا جائے۔

۱۴۔ پاکستان میں کمپیوٹر کی آمد سے بہت سے خوشنویس بے روزگار ہو گئے ہیں ان کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا جائے اور کمپیوٹر کے لیے خطاطوں پر مشتمل ٹیم کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جائے تاکہ عوام کو کمپیوٹر میں بھی اعلیٰ معیار میسر آسکے۔

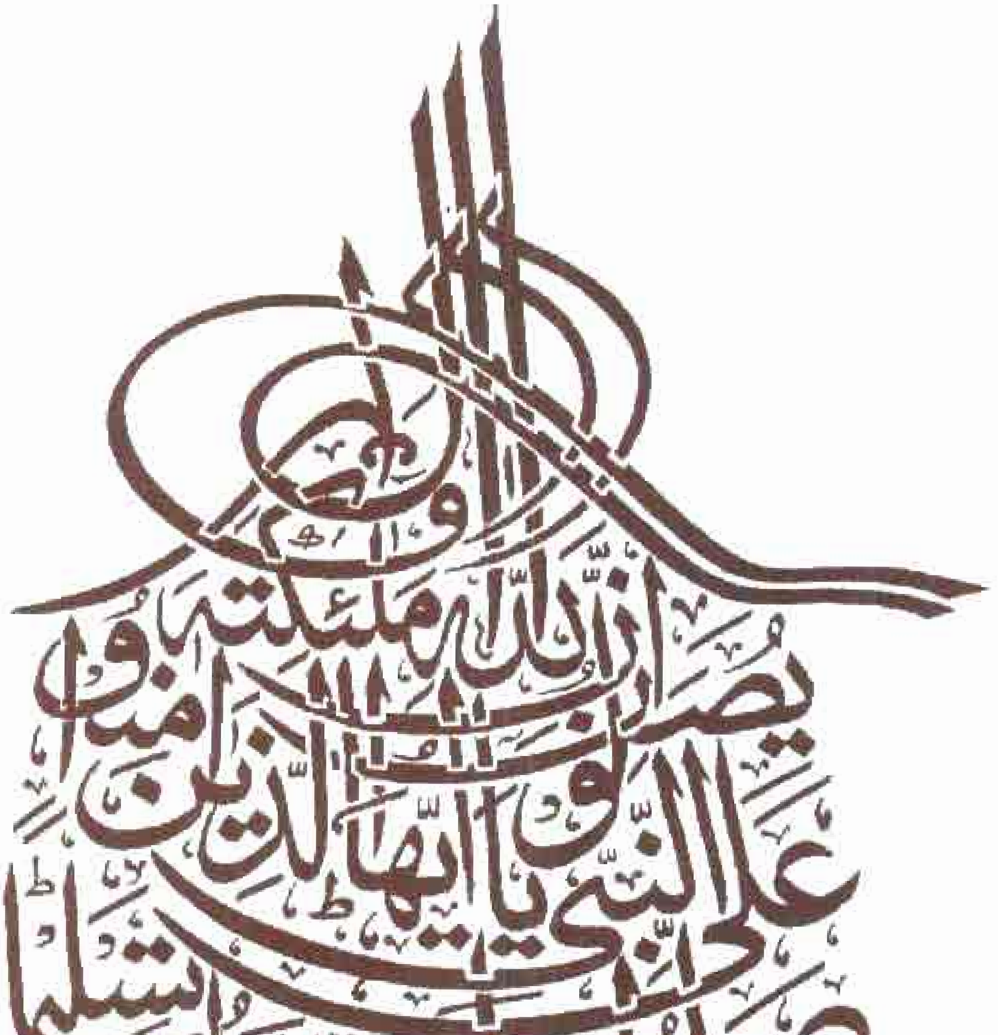
إن الله وملئكته يصلون على النبي يا أيها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما

کتابیات

۱۔ آربری، اے۔ جے۔ میراثِ ایران، مترجم سید عابد علی عابد۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۲ء

۲۔ آفتاب احمد، والقلم: اسلامی خطاطی۔ ۱۹۹۱ء۔

۳۔ آغا یمین، "شاہکارِ خطاطی: قاضی فضل حق، یعقوب انور، حکیم [illegible] خطاطی کے"؛ صحیفہ: خطاطی نمبر، جلد ۲، شمارہ ۲ (اکتوبر ـ جون ۱۹۸۲ء)؛ ۔ ۔ ۱۹۸۲ء، مسلسل شمارہ ۹۔

۴۔ ابن خلدون، المقدمہ: حصہ دوم، مترجم مولانا راغب رحمانی۔ کراچی: نفیس اکیڈمی، ۱۹۷۰ء۔

۵۔ ابن کلیم، حافظ، مرقع خطاطی۔ ملتان: دبستان فروغ خطاطی، ۱۹۷۸ء۔

۶۔ ابو الطلال وارثی، "ہنرمند ہاتھ"، ہلال: استقلال نمبر (اگست ۱۹۵۶ء): ۴۰۔۴۳۔

--۔ ابو الفضل علامی، آئین اکبری، مترجم محمد فدا علی۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۸۶ء۔

۹۔ احمد خورشید، "مسلم شاہزادیاں اور سلطانات"، ماہنامہ ڈائجسٹ: چودہ صدیاں نمبر (اکتوبر۔مارچ ۱۹۸۸ء): ۲۱۵۔۲۲۰۔

۸۔ احمد علی، "کتاب الصناعتین" مرتبہ مفتی [illegible] جلد دوم، دہلی، ۱۹۹۱ء۔

۱۰۔ احمد العواجری، محمد احمد عطا المولی، "تہذیب ... ابن خلدون ... تحفۃ الانظار فی غرائب الامصار وعجائب الاسفار"۔ قاہرہ ۱۹۶۳ء۔

۱۱۔ احمد میر، "مغرب ... خط ... "، صحیفہ: تحقیقی نمبر، جلد ۹، شمارہ ۱، ۲ (جنوری ۱۹۸۴ء؛ جولائی، دسمبر ۱۹۸۴ء)، مسلسل شمارہ ۹۵: ۳۳۔۵۶۔

۱۲۔ احمد سعید، "مسلم صحافت اور جدوجہد آزادی"، مجلہ تحقیق: سہ ماہی "ادب پاکستان"، جلد ۱۸، نمبر ۱ (جنوری ۱۹۸۱ء):

۱۳۔ ادیب خوشنویس، اشرف، خطاطی [illegible] ترقی۔ لاہور: ادارہ خطاطان پاکستان، ۱۹۸۳ء۔

۱۴۔ اطہر، شیخ مفتی، فہرست مخطوطات عربی، جلد ثالث۔ [illegible] ۱۹۹۵ء۔

۱۵۔ اکرام، شمس الدین، مرقع الواح قلم، لکھنؤ:

۱۶۔ انتظام اللہ، "خطاطی کی ابتدا: ایک تاریخی جائزہ"، ماہنامہ "اسلوب" (دسمبر ۱۹۸۹ء): ۱۱۔

۱۷۔ انصر، سید احمد، مخطوطات انجمن ترقی اردو: مخطوطات۔ کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۶۵ء، ۲ حصے۔

۱۸۔ افضل، مرقع خوش نویسی۔ لاہور: افضل القرآن، ۱۹۸۸ء۔

۱۹۔ البیرونی، ابو ریحان، کتاب الہند، مترجم سید اصغر علی۔ انجمن ترقی اردو، دہلی، ۱۹۴۱ء۔

۲۰۔ الطاف حسین، [illegible] کراچی: ادارہ [illegible]

۲۱۔ "امام وردی، خطاط الاحزدی"، دائرۃ المعارف افغانستان، کابل: انجمن آریانا، ۱۹۵۶ء، جلد ۲: ۸۵۸۔۸۵۹۔

۲۲۔ انجم رحمانی، ایف۔ ایم۔ برصغیر میں خطاطی۔ لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۸۲ء۔

۲۳۔ انجم رحمانی، ایف۔ ایم۔ "خطِ عربی کا ارتقاء"، ماہنامہ "صحیفہ" (اپریل ۱۹۸۲ء)۔

۲۴۔ [illegible]

۲۵۔ [illegible]

۲۶۔ [illegible]

۲۷۔ [illegible]

۲۸۔ [illegible]

۲۹۔ [illegible]

۳۰۔ [illegible]

۳۱۔ [illegible]

۳۲۔ [illegible]

۳۳۔ [illegible]

۳۴۔ [illegible]

۳۵۔ [illegible]

۳۶۔ [illegible]

۳۷۔ [illegible]

۳۸۔ [illegible]

۳۹۔ [illegible]

۴۰۔ [illegible]

۴۱۔ [illegible]

۴۲۔ [illegible]

۴۳۔ [illegible]

۴۴۔ [illegible]

۴۵۔ [illegible]

۴۶۔ [illegible]

۴۷۔ [illegible]

۴۸۔ [illegible]

۴۹۔ [illegible]

۵۰۔ [illegible]، ۱۹۹۴ء

۵۱۔ [illegible]، ۱۹۹۴ء

۵۲۔ [illegible]، ۱۹۸۶ء

۵۳۔ [illegible]

۵۴۔ [illegible]، ۱۹۹۶ء

۵۵۔ [illegible]، ۱۹۵۳ء

۵۶۔ چغتائی، محمد عبداللہ، [illegible]، ۱۹۵۷ء

۵۷۔ چغتائی، محمد عبداللہ، [illegible]

۵۸۔ چغتائی، محمد عبداللہ، [illegible]

۵۹۔ چغتائی، محمد عبداللہ، [illegible]

۶۰۔ چغتائی، محمد عبداللہ، [illegible]

[illegible]، ۱۹۶۳ء

۶۱۔ چغتائی، محمد عبداللہ، [illegible]

۶۲۔ چغتائی، محمد عبداللہ، [illegible]، ۱۹۷۱ء

۶۳۔ چغتائی، محمد عبداللہ، [illegible]، ۱۹۷۵ء

۶۴۔ چغتائی، محمد عبداللہ، [illegible]

[illegible]

۶۵۔ چغتائی، محمد عبداللہ، [illegible]

۶۶۔ چغتائی، محمد عبداللہ، [illegible]

۶۷۔ چغتائی، محمد عبداللہ، [illegible]

۶۸۔ چغتائی، محمد عبداللہ، [illegible]

۶۹۔ چغتائی، محمد عبداللہ، [illegible]

۷۰۔ چغتائی، محمد عبداللہ، [illegible]

۷۱۔ چغتائی، محمد عبداللہ، [illegible]

۷۲۔ [illegible]، ۱۹۸۹ء

۷۳۔ [illegible]، ۱۹۹۵ء

۷۴۔ [illegible]

۷۵۔ [illegible]، ۱۹۹۱ء

۷۶۔ [illegible] ۱۹۷۵ء [illegible]

۷۷۔ [illegible] فارسی [illegible] مخطوطات [illegible]
[illegible] ۱۹۸۲ء [illegible]

۷۸۔ [illegible] علی احمد۔ [illegible]

۷۹۔ [illegible]

۸۰۔ [illegible] فارسی [illegible]
[illegible] ۱۹۸۲ء [illegible]

۸۱۔ [illegible] مخطوطات [illegible] مرکز تحقیقات فارسی [illegible]

۸۲۔ [illegible] ۱۹۳۲ء [illegible]

۸۳۔ [illegible] ۱۹۷۱ء

۸۴۔ [illegible] کے ادبی مرقعے [illegible]

۸۵۔ [illegible]

۸۶۔ [illegible]

۸۷۔ [illegible]
[illegible] ۱۵۔

۸۸۔ [illegible]
[illegible] ۱۹۹۹ء [illegible]

۸۹۔ [illegible]

۹۰۔ [illegible]
[illegible] ۲۹۔۳۳۔

۹۱۔ [illegible] ۱۹۹۱ء [illegible]

۹۲۔ [illegible] ۱۹۹۶ء [illegible]

۹۳۔ [illegible] ۱۹۵۲ء [illegible]

۹۴۔ [illegible] مخطوطات [illegible]

۹۵۔ [illegible] فارسی [illegible]
[illegible] ۱۹۸۲ء [illegible]

۹۶۔ [illegible] ۱۹۳۰ء [illegible]

۹۷۔ [illegible] مخطوطات [illegible] ۱۹۸۶ء [illegible]

۲۹۸۔ [illegible] ۱۹۵۷ء

۲۹۹۔ [illegible] ۱۹۸۶ء

۳۰۰۔ [illegible] ۱۹۹۸ء: ۳۰۱-۳۰۵ء

۳۰۱۔ [illegible] ۱۹۹۳ء: ۲۳۳-۲۳۶ء

۳۰۲۔ [illegible] ۱۹۸۳ء

۳۰۳۔ [illegible] ۱۹۸۵ء

۳۰۴۔ [illegible] ۱۹۸۱ء

۳۰۵۔ [illegible] ۱۹۸۲ء: ۸۲۳-۸۲۹ء

۳۰۶۔ [illegible]

۳۰۷۔ [illegible] ۱۹۹۲ء

۳۰۸۔ [illegible]

۳۰۹۔ [illegible] ۱۹۵۴ء

۳۱۰۔ [illegible] ۱۹۸۸ء

۳۱۱۔ [illegible] ۱۹۸۲ء

۳۱۲۔ [illegible]

۳۱۳۔ [illegible] ۱۹۵۶ء

۳۱۴۔ [illegible] ۱۹۹۱ء

۳۱۵۔ [illegible] ۱۹۸۵ء

۳۱۶۔ [illegible] ۱۹۸۲ء

[illegible]

۳۱۷۔ [illegible]

۳۱۸۔ [illegible]

۳۱۹۔ [illegible]

۳۲۰۔ [illegible]

۳۲۱۔ [illegible] ۱۹۵۹ء

۳۲۲۔ [illegible]

۳۲۳۔ [illegible] ۱۹۹۸ء

۳۲۴۔ [illegible]

www.KitaboSunnat.com

۳۲۵۔ [illegible]

۳۲۶۔ [illegible]

۳۲۷۔ [illegible]

۳۲۸۔ [illegible]

۳۲۹۔ [illegible]

۳۳۰۔ [illegible]

۳۳۱۔ [illegible]

۳۳۲۔ [illegible]

۳۳۳۔ [illegible]

۳۳۴۔ [illegible]

۳۳۵۔ [illegible]

۳۳۶۔ [illegible]

۳۳۷۔ [illegible]

۳۳۸۔ [illegible]

۳۳۹۔ [illegible]

۳۴۰۔ [illegible]

۳۴۱۔ [illegible]

۳۴۲۔ [illegible]

۳۴۳۔ [illegible]

۳۴۴۔ [illegible]

۳۴۵۔ [illegible]

۳۴۶۔ [illegible]

۳۴۷۔ [illegible]

۳۴۸۔ [illegible]

۳۴۹۔ [illegible]

www.KitaboSunnat.com

۱۷۵۔ مبارک علی۔ تاریخ [illegible]۔ لاہور: [illegible]، ۱۹۹۰ء۔

۱۷۶۔ مجلہ العلمی۔ "فن خطاطی کی ابتدا، عروج و ارتقاء میں [illegible]"، [illegible]

۱۷۷۔ محبوب عالم، مولوی۔ اردو صحافت کی ایک نادر تاریخ۔ لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۹۲ء۔

۱۷۸۔ محمد اسلم۔ خفتگان خاک لاہور۔ لاہور: ادارہ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب، ۱۹۹۳ء۔

۱۷۹۔ محمد [illegible]۔ [illegible]۔ لاہور: [illegible]، ۱۹۹۵ء۔

۱۸۰۔ محمد اسلم، راجہ۔ "کاتب خط [illegible] صلاح الدین (۱۹۸۷ء)"۔ [illegible] مجلہ تحقیق [illegible]
جون ۱۹۸۴ء: جولائی دسمبر ۱۹۸۴ء، مسلسل شمارہ [illegible]

۱۸۱۔ محمد [illegible]۔ "[illegible]"، [illegible] ۱۹۸۱ء: ۳۲۹-۳۳۸۔

۱۸۲۔ محمد [illegible]۔ [illegible]۔ دہلی: [illegible]، ۱۹۸۵ء۔

۱۸۳۔ محمد [illegible]۔ "خطاط مشرق صوفی عبدالمجید پروین رقم"، [illegible] (جون ۲۸، ۱۹۸۹ء)۔

۱۸۴۔ محمد [illegible]۔ "[illegible]"، مجلہ تحقیق [illegible]
۱۹۸۳ء: جولائی دسمبر ۱۹۸۳ء، مسلسل شمارہ ۹، ۱۰: ۲۲۵-۲۳۹۔

۱۸۵۔ محمد اقبال، علامہ۔ بال جبریل۔ لاہور: شیخ غلام علی، ۱۹۸۵ء۔

۱۸۶۔ محمد اقبال، علامہ۔ مثنوی اسرار و رموز۔ لاہور: [illegible]

۱۸۷۔ محمد اکرام، شیخ۔ آب کوثر۔ لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۸۸ء۔

۱۸۸۔ محمد اکرام، شیخ۔ [illegible]

۱۸۹۔ محمد اکرام، شیخ۔ رود کوثر۔ لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۰ء۔

۱۹۰۔ محمد اکرام، شیخ۔ موج کوثر۔ لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۸ء۔

۱۹۱۔ محمد [illegible] الحق۔ داستان [illegible]۔ لاہور: [illegible]

۱۹۲۔ محمد [illegible]۔ [illegible]

۱۹۳۔ محمد [illegible]۔ "[illegible]"
شمارہ ۳، جولائی ۱۹۷۵ء: ۴۳-۵۳۔

۱۹۴۔ محمد [illegible]۔ [illegible]، ۱۹۸۷ء۔

۱۹۵۔ محمد شجاع الدین۔ "[illegible]"، [illegible]

۱۹۶۔ محمد شجاع الدین۔ "[illegible]"، [illegible] ۱۹۶۳ء: ۳۲-۴۳۔

۱۹۷۔ محمد شفیع، مولوی۔ "[illegible]"، [illegible] ۱۹۳۴ء۔

۱۹۸۔ محمد شفیع، مولوی۔ "[illegible]"، [illegible]

۱۹۹۔ محمد شفیع، مولوی۔ "[illegible]"، [illegible]

www.KitaboSunnat.com

۲۰۱-۲۳ء۔

۲۰۰۔ محمد شفیع، مولوی۔ "[illegible] تصوف سے متعلق [illegible]" [illegible] جلد ۳، شمارہ ۲ (فروری ۱۹۵۳ء)۔

۲۰۱۔ محمد شفیع، مولوی۔ [illegible] ۱۹۶۵ء۔

۲۰۲۔ محمد شفیع، مولوی۔ [illegible] مولانا محمد شفیع [illegible] لاہور: مجلس ترقی ادب۔

۲۰۳۔ محمد [illegible] لاہور [illegible]

۲۰۴۔ محمد [illegible] ۱۹۸۶ء۔

۲۰۵۔ محمد [illegible] (۱۹۹۴ء): ۲۹۸-۳۰۸۔

۲۰۶۔ محمد [illegible] (۱۹۹۱ء) [illegible]

۲۰۷۔ [illegible] ۱۹۵۹ء۔

۲۰۸۔ [illegible] (۱۹۶۷ء) [illegible]

۲۰۹۔ [illegible] ۱۹۵۸ء۔

۲۱۰۔ [illegible] (۱۹۸۳ء): ۵-۲۸۔

۲۱۱۔ [illegible]

۲۱۲۔ [illegible] ۱۹۹۴ء۔

۲۱۳۔ [illegible] ۱۹۹۱ء۔

۲۱۴۔ [illegible]

۲۱۵۔ [illegible] ۱۹۸۰ء۔

۲۱۶۔ [illegible] ۱۳۵۹ھ۔

۲۱۷۔ [illegible]

۲۱۸۔ [illegible]

۲۱۹۔ [illegible]
[illegible]

۲۲۰۔ [illegible]
[illegible] (فروری ۱۹۵۹ء) [illegible]

۲۲۱۔ [illegible]

۲۲۲۔ [illegible]

۲۲۳۔ [illegible]

۲۲۴۔ [illegible] (۱۹۰۰ء) [illegible]

۴۲۵۔ [illegible]

۴۲۶۔ [illegible]

۴۲۷۔ [illegible]

۴۲۸۔ [illegible]

۴۲۹۔ [illegible]

۴۳۰۔ [illegible]

۴۳۱۔ [illegible]

۴۳۲۔ [illegible]

۴۳۳۔ [illegible]
[illegible]

۴۳۴۔ [illegible]

۴۳۵۔ [illegible]

۴۳۶۔ [illegible]

۴۳۷۔ [illegible]

۴۳۸۔ [illegible]

۴۳۹۔ [illegible]

۴۴۰۔ [illegible]

۴۴۱۔ [illegible]

۴۴۲۔ [illegible]
[illegible]

۴۴۳۔ [illegible]

۴۴۴۔ [illegible]

۴۴۵۔ [illegible]

۴۴۶۔ [illegible]

۴۴۷۔ [illegible]

History of Art edited by Frederick M. Asher and G.S. Gai. Delhi: Oxford IBH Publishing, 1985.
270- Begley, W.E. Monumental Islamic Calligraphy from India. Villa Park, Ill: Islamic Foundation, 1985.
271- Bendrey, V.S. A Survey of Muslim Inscriptions. 1927-1938. Karachi: Indus Publications, 1992.
272- Bhutta, Muhammad Iqbal. "Abdul Rashid Dailami's Rare Manuscript in the Collection of Lahore Museum with a Note on His Life and Works." Lahore Museum Bulletin. Vol. II, No 2, (July-December 1989): 51-62.
273- Bhutta, Muhammad Iqbal, "The Calligraphy of Gulabi Bagh Gateway and Dai Angas Tomb." Punjab Archaelogy. Vol. 1 No 1 (1996).
274- Bhutta, Muhammad Iqbal. "Epigraphy of Masjid Kharasian: The Earliest Extent Nastaliq Stone Inscription from Lahore." Lahore Museum Bulletin. Vol. III, No 2 July-December 1990: 77-90.
275- Bhutta, Muhammad Iqbal, "Imam Verdi and His Rare Manuscript in the National Museum of Pakistan Karachi." Lahore Museum Bulletin Vol V. No 2 (July-Dec 1992): 67-74.
276- Bhutta, Muhammad Iqbal. "Two Undated Inscriptions of Akbar's Time." Journal of the Research Society of Pakistan. Vol. xxxI, No 4 (October 1994): 37-44.
277- Brand, Michael and Glenn D. Lowery. Akbar's India: Art from the Mughal City of Victory. New York: The Asia Society, 1985.
278- Brentjes, B. "Islamic Art in Central Asia Through the Centuries." Arts of the Islamic World. Vol 4, No 3 (1987): 105.
279- Chaghatai, Muhammad Abdullah. "Mirat al-Quds: An Illustrated Manuscript of Akbar's Period About Christ's Life." Lahore Museum Bulletin. Vol. I, No 2 (July-December 1988): 94-104.
280- Clorse, Stanlay. Mughal Art and Architecture. New Delhi: Caxton Publications, 1988.
281- Dar, Saif-ur-Rehman. "Aslam Kamal-Pioneer in Calligraphic Painting." In Painting from Pakistan. Islamabad: National Council of the Arts and National Commission for UNESCO, 1988: 56-63.
282- Dar, Saif-ur-Rehman. "A Rare Inscription from Jandiala Sher Khan." The Daily Nation (Dec 19. 1986).
283- Dar, Saif-ur-Rehman. "Astrolabes and Astrolabe Makers of Lahore." Lahore Museum Bulletin Vol. VII. No 1-2 (1994): 165-198.
284- Dar, Saif-ur-Rahman. "Epigraphical Evidence from Taxila, Part I: Kharoshthi Inscriptions." Journal of Research Society of Pakistan, Vol. XVI, No 4 (October 1979).
285- Dar, Saif-ur-Rahman. "Epigraphical Evidence from Taxila, Part II: Aramic Inscriptions" Journal of Research Society of Pakistan, Vol. XVII, No (January 1980).
286- Dar, Saif-ur-Rehman, "Epigraphical Evidence from Taxila, Part III: Brahmi, Greek and Pahlavi Inscriptions" Journal of Research Society of Pakistan Vol XVIII. No (Jan 1980).
287- Dar, Saif-ur-Rehman. Hidden Treasures of Fakir Khana: History and Collection of Family of Note. Lahore: Goverment Printing Press, 1988.
288- Dar, Saif-ur-Rahmun. Islamic Calligraphy. Lahore, 1982.
289- Dar, Saif-ur-Rahman. "Jandiala Sher Khan Baoli." The Daily Nation (Oct. 22 1986).
290- Dar, Saif-ur-Rehman. "Marot Fort Inscription of the Time of Akbar, Dated 976 A.H./1569" Journal of Central Asia. Vol. IV. No 2 (December 1981): 147-159.

291. Dar, Saifur Rahman "The Earliest Dated Inscription in Lahore." The Daily Nation (Oct. 24, 1986).

292. Dar, Saif-ur-Rehman. "Tomb of Anar Kali, Lady of the Legend," The Daily Nation (Dec. 12, 1986).

293. Davis, Fanny. The Palace of Topkapi in Istanbul. New York: Charles Scribners Sons, 1970.

294. Desai, Z.A. "Contribution of Arabic and Persian Inscriptions of India to Islamic Calligraphy." In: The Proceedings of the Hijra Celebration Symposium on Islamic Art, Calligraphy, Architecture and Archaeology, March 1-6, 1981, Vol. III, Peshawar: Department of Archaeology, University of Peshawar, 1988.

295. Desai, Z.A. "Islamic Inscriptions: Their Bearing on Monuments." In: Indian Epigraphy: Its Bearing on the History of Art, edited by Frederick M. Asher and G.S. Gai. Delhi: Oxford & IBH Publishing, 1985.

296. Z.A. Desai. Epigraphia Indica, Arabic and Persian, Supplement 1939-80. New Delhi: Archaeological Survey of India, 1987.

297. Z.A. Desai. Epigraphia Indica 1931-36. New Delhi: Archaeological Survey of India, 1987.

298. Dimand, M.S. A Handbook of Muhammadan Art. New York: Hartsdale House, 1947.

299. Diringer, David. Writing. London: Thames & Hudson, 1962.

300. Faruqi, Lois Lamya al. Islam and Art. Islamabad: National Hijra Council, 1985.

301. Fatimi, S.Q. "First Muslim Invasion of the N.W. Frontier of the Indo-Pakistan Subcontinent, 44 A.H./664-5 A.D." Journal of the Asiatic Society of Pakistan, Vol. VIII, No. 1 (June 1963): 37-45.

302. Ferishta, Mahomed Kasim. History of the Rise of the Mohomedan Power in India. English translation by John Briggs. Delhi: Low Price Publications, 1990.

303. 5th National Exhibition 1984. Islamabad: Idara-e-Saqafat-e-Pakistan, 1984.

304. Galaal, M.H.I. "Arabic Script for Somali." The Islamic Quarterly Vol. I, No. 2 (July 1954): 114-118.

305. Gazetteers of the Gujranwala District. Lahore: Government Printing Press, 1938.

306. Gazetteer of the Gujrat District 1921. Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1990.

307. Gazetteer of the Lahore District: Part-A. Lahore: Government Printing Press, 1916.

308. Gazetteer of the Sialkot District. Lahore: Government Printing Press, 1894-95.

309. Gelb, I.J. A Study of Writing. The Foundations of Grammatology. Chicago: The University of Chicago Press, 1952.

310. Ghafur, M.A. Calligraphers of Thatta. Karachi: Institution of Central and Western Asian Studies, University of Karachi, 1978.

311. Goulding, H.R. Old Lahore: Reminiscences of a Resident. Lahore: Universal Books, 1924.

312. Gray, Basil. "History of Miniature Painting. The Fourteenth Century," In: The Arts of the Book in Central Asia, 14th-15th Centuries, edited by Basil Gray. London: Serindia Publications, 1979.

313. Greville, G.S.P. Freeman. The Muslim and Christian Calendars. London: Oxford University Press, 1963.

314. Grube, Ernst J. "The School of Herat from 1400 to 1450." In: The Arts of the Book in Central Asia, 14th-15th Centuries, edited by Basil Gray. London: Serindia Publications, 1979.

315. Gulzar Ahmad. Turkey, Rebirth of a Nation. Karachi, March, 1961.

316. Habib-ur-Rahman. "Arabic Script: Its Origin and Development," Pakistan Archaeology, No. 8, 1960: 244-267.

317- Haig, Wolseley. The Cambridge History of India, Vol III, Turk and Afghan New Dahli. Chand & Co. 1958

318- Haig, Wolseley. The Cambridge History of India, Vol III, Turks and Afghan Cambridge University Press, 1928.

319- Hambly, Gavin. Cities of Mughal India London Paul Lex, [illegible]

320- Hobson, J Peter. Art of Islam Language and Meaning. London World of Islam Festival Publishing, 1976

321- Hussain, J. An Illustrated History of Pakistan, Book-2. Karachi Oxford University Press, 1987

322- Ihsanoglu, Ekmeleddin "International Islamic Calligraphy Competition Young Turks of the Art of Calligraphy." Arts of the Islamic World, Vol. 4 No.3 (1987): 74-76

323- Ikram, S.M. Muslim Rule in India and Pakistan Lahore: Star Book Depot, 1966

324- Inam-ud-din, S.M. "Mosque as a Centre of Education in Early Muslim Areas." Journal of Islamic Research Institute, Islamic University, Islamabad. Vol. XXIII, No 3 (Autumn 1984): 159-176

325- Khalid Mehmud "The Mausoleum of Emperor Jahangir." Arts of Asia Vol.13, No.1 (Jan-Feb. 1983): 57-66

326- Khatibi, Muhammad Sijelmassi (Abdel Kabir) The Splendour of Islamic Calligraphy London Thames and Hudson, 1976

327- Khurshid Hasan "Manuscripts on Islamic Medicine." The Daily Dawn. Friday (July 17, 1992) [illegible]

328- Konishi, Masatoshi A. "Multani Kaghazi Lesser Known Aspect of Multan as Paper Making Centre," Lahore Museum Bulletin Vol. II No. [illegible] December 1989): 61-68

329- Lane-Poole Stanley Turkey Lahore: Publishers United

330- Lings, Martin The Quranic Art of Calligraphy and Illumination. Westerham World of Islam Festival Trust, 1976

331- Mahdi Hussain, Agha Tughluq Dynasty. New Delhi S Chand, 1976

332- Mahfuzul Haq M. "Specimens of Muslim Calligraphy in the [illegible] Collection Calcutta," The Muslim Review, Vol. II No.2 (Oct-Dec 193[illegible]): [illegible]

333- Mahoney Dorothy. The Craft of Calligraphy London Pelham Books, 1981

334- Malik, Ikram Ali A Bibliography of the Punjab and Its Dependencies. Lahore Research Society of Pakistan, Punjab University, 1968

335- Markel, Stephen "Fit for an Emperor: Inscribed Works of Decorative Art Acquired by Great Mughals" Orientations (August 1990)

336- Mercer, Samuel A.B. The Origin of Writing and Our Alphabet London Luzac 1959

337- Midon, Jean Louis "The Message of Islamic Art" Arts of the Islamic World Vol 4, No 3 (1987): 96-97

338- Muhammad Abdul Ghafur "Fourteen Kufic Inscriptions of Banbhore, the Site of Daybul," Pakistan Archaeology No. 3 (1966): 65-90

339- Muhammad Amin "Inscriptions on the Tomb of Hamsa [illegible] Chattar," Pakistan Archaeology No. [illegible] (198[illegible]-88): 169-[illegible]

340- Muhammad Baqir Lahore An Illustrated Guide. Lahore Punjabi Adbi Academy, 1963

341- Muhammad Baqir Lahore Past and Present Lahore Punjabi Adbi Academy 1984

342- Muhammad Hamid Raza Lahore: Past and Present [illegible] 1987

343- Muhammad Latif History of the Punjab Lahore Peoples Publishing House 1956[illegible]

344- Muhammad Saeed Lahore A Memoir Lahore Vanguard House 1989

545- Muhammad Sani Zahradeen. "Islamic Calligraphy in West Africa: The Qur'ans of Northern Nigeria." In The Proceedings of the Hijra Celebration Symposium on Islamic Art, Calligraphy, Architecture and Archaeology, March 1-6, 1981, Vol. III. Peshawar: Department of Archaeology, University of Peshawar, 1988.

546- Mumtaz Hasan. "Pakistan and Iran: A Historical Background," Journal of the Regional Cultural Institute (Iran, Pakistan, Turkey). Vol. 4, Nos. 1-4, (1971): [illegible]

547- Mustafizur Rehman. Islamic Calligraphy in Medieval India. Dacca: University Press, 1979.

548- Nadeem, I.H. Rohtas: Formidable Fort of Sher Shah. Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1995.

549- Naqvi, S.A. A Glimpse in the Common Literary Heritage of Pakistan and Turkey. Karachi: National Museum of Pakistan, 1966.

550- Naqvi, S.A. Muslim Calligraphy. Karachi: Museum Association of Pakistan, 1967.

551- Naqvi, S.A. Persian Manuscripts. Karachi: National Museum of Pakistan, 1972.

552- Nadeem, Hisham. "The Place of Calligraphy in Muslim Education," In The Proceedings of the Hijra Celebration Symposium on Islamic Art, Calligraphy, Architecture and Archaeology, March 1-6, 1981, Vol. III. Peshawar: Department of Archaeology, University of Peshawar, 1988.

553- Nasir, Parvin T. "Islam, Contact, Its Contribution Towards Art and Calligraphy." In The Proceedings of the Hijra Celebration Symposium on Islamic Art, Calligraphy, Architecture and Archaeology, March 1-6, 1981, Vol. III. Peshawar: Department of Archaeology, University of Peshawar, 1988.

554- Nath, R. Calligraphic Art in Mughal Architecture. Calcutta: Iran Society, 1979.

555- Nevsari, Nasrin. "The Development of Persian Letter Shapes with Special Reference to the Teaching of Handwriting to Beginners," Journal of the Regional Cultural Institute (Iran, Pakistan, Turkey). Vol. 4, Nos. 1-4, (1971): 159-163.

556- Omar Bakhsh. "Geometric Interpretations of Kufic Calligraphy." In The Proceedings of the Hijra Celebration Symposium on Islamic Art, Calligraphy, Architecture and Archaeology, March 1-6, 1981, Vol. III. Peshawar: Department of Archaeology, University of Peshawar, 1988.

557- Prince Sadr-ud-din Agha Khan. Collection of Islamic Art. Chateau Bellerive, 1972.

558- Qureshi, Muzaffar Mahmood. "Calligraphy at Grass Roots-Is Extinction Inevitable?" In The Proceedings of the Hijra Celebration Symposium on Islamic Art, Calligraphy, Architecture and Archaeology, March 1-6, 1981, Vol. III. Peshawar: Department of Archaeology, University of Peshawar, 1988.

559- Qureshi, Samina. Lahore: The City Within. Singapore: Concept Media, 1988.

560- Qureshi, Waheed. "Gujranwala: Past and Present." Oriental College Magazine. Vol. 34, No. 2-3 (Feb-May 1958): 19-43.

561- Rashid, K.A. "The First Muslim Invasion of the North-West-Frontier of the Indo-Pakistan Sub-Continent 44 A.H. 664-5 A.D." Journal of the Asiatic Society of Pakistan. Vol. VIII, No. 2 (December 1963): 25-32.

562- Rice, David Talbot. Islamic Art. London: Thames & Hudson, 1986.

563- Robinson, Basil W. "The Turkoman School to 1503." In: The Arts of the Book in Central Asia: 14th-16th Centuries, edited by Basil Gray. London: Serindia Publications, 1979.

564- Rogers, J.M. and R.M. Ward. Suleyman the Magnificent. London: The British Museum, 1988.

565- Safadi, Yasin Hamid. Islamic Calligraphy. London: Thames and Hudson, 1978.

www.KitaboSunnat.com

علم و عرفان پبلشرز
34۔ اردو بازار، لاہور۔ فون: 7232336، 7352332
www.ilmoirfanpublishers.com, E-mail: ilmoirfanpublishers@hotmail.com